بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

یہ ہمارا دفتر ہے، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اردو زبان میں قرآنِ پاک کی ضخیم ترین مستند تفسیر

مواہب الرحمٰن

بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء — ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

پارہ ۵

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ۔ لاہور

Marfat.com

الجزء الخامس

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ

اور حرام ہوئین وہ عورتین جو محصنات ہون

اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ

مگر جنکے مالک ہو جاوین تمھارے دائین ہاتھ حکم فرض ہوا اللہ کا تمپر

پھر اللہ تعالیٰ نے عارضی محرمات کی قسم عام بیان فرمائی یعنے وہ عورتین بھی حرام ہین جو دوسرے شوہرون کے تحت مین بطور نکاح ہون لیکن یہ بھی حرام ہین کہ جن مردون کے تحت نکاح ہین ان لوگون کی کچھ حرمت ہو یعنے اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہون کہ خالق سبحانہ تعالیٰ انکا احترام فرماوے مثلاً کسی مسلمان کی زوجہ ہون تو دوسرے مسلمان پر اسکی حرمت از جانب حق عزوجل ہے حتی کہ شوہر مرے تو بھی چار مہینہ دس دن تک عدت کے احترام مین ہے برخلاف اسکے اگر غیر محترم ہو مثلاً شوہر کافر حربی ہو تو اسکا کچھ احترام نہین ہے ہان اگر حاملہ ہو تو بچہ معصوم کا احترام یہ ہے کہ حاملہ سے وطی مت کرو اور یہ حرمت اس بچہ کی ہے جسکے لوح فطرت پر ابھی کوئی مہر نہین صرف اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی فطرت سادہ ہے تو ابھی اس معصوم کا کچھ قصور دائرۂ امتحان مین ظاہر نہین ہوا اور ہم مین سے کسی کو یہ مجال نہین کہ یہ دریافت کر سکے کہ آخر مین شاید اسپر شرک وکفر کی مہر ہو تو بالفعل ہم اسکا احترام مٹانے سے منع کردیے گئے چنانچہ اسکی کافرہ مان سے حل مین وطی منع کی گئی اگرچہ اسکی مان بوجہ اپنی قباحت کفر کے جہاد مین پکڑی گئی ہے تو عورت اپنے حق مین قصوروار ہوکر ہماری ملک مین آگئی تاکہ فساد شرک مٹ جاوے حتی کہ اگر حاملہ نہو تو اسکے ساتھ وطی کیجاوے جبکہ بت پرستنہ ہو کیونکہ یہ نجاست ایسی شدید ہے کہ اس سے لڑکا پیدا ہونا عمداً نجاست مین سے لینا ہوگا حالانکہ طہارت شرط ہے جیسے کتابیہ مثلاً نصرانیہ یا یہودیہ ہو نہ مجوسیہ وبت پرست پس المحصنات مین عارضی حرمت ہے اور اسکے زائل ہونے مین لطیف تفصیل ہے چنانچہ مفسر رح نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ وحرمت علیکم - اور تمپر حرام کی گئین - شاید مفسر رح نے یہان بوجہ شروع ہونے کے حرمت علیکم کا پھر اعادہ کیا۔ **اَلْمُحْصَنٰتُ** - ای ذوات الازواج یعنی شوہرون والیان **مِنَ النِّسَآءِ** - عورتون مین سے - ان ینکحوہن قبل مفارقۃ ازواجہن حرائر مسلمات کن اولا - یعنے حرام کیا گیا تمپر انسے نکاح کرنا قبل اسکے کہ ان سے اور انکے شوہرون سے جدائی ہو خواہ آزاد مسلمان ہون یا ایسی نہون مثلاً باندی کسی کے نکاح مین ہو یا کتابیہ کسی کے نکاح مین ہو **اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ** - سوائے ان محصنات کے جنکے مالک ہوگئے تمھارے دائین ہاتھ - استثنا ہے یعنے جن شوہر والیون کے تم مالک ہوے وہ تمکو حلال ہین حرام نہین ہین - اور یہ ظاہر ہے کہ دار الاسلام مین جو آزادہ عورتین ہین وہ ملک مین نہین آسکتی ہین اور ایسے ہی کتابیہ مانند یہودیہ ونصرانیہ عورتون کے جو ذمی ہوکر رہتی ہین وہ بھی ملک مین نہین آسکتی ہین رہی باندیان وہ البتہ ممکن ہے کہ شوہردار ہون اور ملک مین آجاوین مثلاً زید نے اپنی باندی کا نکاح عمرو سے کردیا پھر زید نے اس باندی کو خالد کے ہاتھ بیچ ڈالا تو خالد کی ملک مین آگئی پس آیا یہ باندی

Marfat.com

خالد کے واسطے حلال ہوگئی یا نہین تو سلف مین سے ایک جماعت اس طرف گئی ہو کہ ہان وہ خالد کو حلال ہوگئی بدلیل عموم آیت کے اور باندی کا فروخت کرنا اسکے شوہر کی طرف سے طلاق ہو چنانچہ ابن جریر نے اسکو ابن مسعود سے روایت کیا اور یہی قول ابی بن کعب و جابر و ابن عباس کا ہو اور ابن جریرؒ نے ابن عباس سے روایت کی کہ باندی کی طلاق چند باتین ہین باندی کا بیع ہونا ۔ آزاد ہونا ہبہ کیا جانا ۔ برات ۔ اُسکے شوہر کا طلاق دینا ۔ اور یہی سعید بن المسیب و حسنؒ سے مروی ہو مترجم کہتا ہو کہ بعض اہل تفسیر نے اسی پر تفسیر کی اور جمہور کے مخالف ہونیکا کچھ مضائقہ نہ کیا باوجودیکہ بلا دلیل ہو و شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ جمہور علماء سلف و خلف نے اسکے خلاف فرمایا اور کہا کہ باندی کا فروخت کر دینا اُسکی طلاق نہین ہو کیونکہ مشتری تو بائع کا نائب ہو اور بائع نے جب اسکو اپنی ملک سے خارج کیا تو اُسکو وطی سے نفع لینے کا اختیار نہ تھا اسوجہ سے کہ اُسنے دوسرے سے نکاح کر دیا تھا پس مشتری کو بھی یہ نفع نہ ملیگا تا وقتیکہ اسکا شوہر خود اُسکو طلاق نہ دے اور اعتماد انکا حدیث صحیحین وغیرہ پر ہی جو بریرہ کے بارہ مین ہو کہ حضرت ام المومنین عائشہ رض نے اُسکو خرید کر کے آزاد کیا حالانکہ اُسکا نکاح اُسکے شوہر مغیث سے فسخ نہین ہوگیا بلکہ رسول اللہ صلعم نے بریرہ کو اختیار دیا کہ چاہے نکاح کو فسخ کرے یا باقی رکھے پس اُسنے فسخ کرنا اختیار کیا اور اسکا قصہ مشہور ہی پس اگر باندی کا فروخت ہونا بھی طلاق ہوتا جیسا کہ ان بعض نے کہا ہو تو نبی صلعم اسکو اختیار نہ دیتے پس جب حضرت صلعم نے اسکو فسخ کرنے اور باقی رکھنے مین اختیار دیا تو معلوم ہوا کہ نکاح فسخ نہین ہوگیا تھا مترجم کہتا ہو کہ جب باندیان مملوکہ بھی مراد نہین ہو سکتی ہین تو معنے آیت کریمہ کے وہ ہین جو مفسرؒ نے موافق جمہور علماء کے بیان کیے ای من الاماء بالسبی فلکم وطؤہن وان کان لہن ازواج فی دار الحرب بعد الاستبراء یعنے ما ملکت سے مراد وہ باندیان ہین جو دار الحرب سے قید ہو کر تمھاری ملک مین آئین پس تمکو ان سے وطی کرنا حلال ہو اگرچہ انکے شوہر دار الحرب مین موجود ہون لیکن وطی کی حلت بعد اسکے ہو کہ ان قید کی ہوئی عورتونسے استبراء کر لو یعنے حیض سے انکے رحم کی پاکی معلوم کر لو کہ وہ حاملہ نہون اور حاصل یہ کہ آیت کریمہ مخصوص ہو ان شوہر والی عورتونکے ساتھ جو دار الحرب سے قید ہو کر آوین بدلیل سبب نزول کے جو آگے بیان ہوتا ہو انشاء اللہ تعالیٰ ولیکن جان لینا چاہیے کہ امام شافعی رح کے نزدیک فقط قید ہونا اور دار الاسلام مین لایا جانا ہی موجب فرقت ہو پس قید کی ہوئی عورت سے نکاح حلال ہوجاتا ہو اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ قید بھی ہو کہ وہ تنہا قید ہو کر آوے کیونکہ اگر اسکے ساتھ اسکا شوہر حربی بھی قید ہوا تو اسکی حلت نہوگی کذا ذکرہ فی الکمالین ۔ شیخ ابن کثیر رح نے تفسیر مین فرمایا کہ قولہ تعالیٰ والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم یعنی حرام ہین تمپر اجنبیات محصنات یعنے شوہر والیان سوائے انکے جنکے تم اسطرح مالک ہوے کہ جہاد مین قید کر لائے تو تمکو حلال ہین جبکہ تم انکا استبراء کر لو پس ما ملکت ایمانکم سے جہاد کی قید کی ہوئی عورتین اسوجہ سے مخصوص ہوئین کہ آیت کریمہ اسی بارہ مین نازل ہوئی ہو چنانچہ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہو کہ ہمنے اوطاس کے جہاد مین عورتین قید کین حالانکہ انکے شوہر تھے پس ہم نے مکروہ جانا کہ انسے وطی کرین حالانکہ انکے شوہر موجود ہین پس ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو یہ آیت نازل ہوئی والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم الآیہ ۔ پس ہم نے انکی فروج کو اپنے واسطے حلال جانا ۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ ومسلم وعبد الرزاق وابو داؤد ۔ اور مراد انکی شوہرون سے یہ کہ انکے مشرک شوہر تھے اور طبرانی نے ضحاک کے طریق سے روایت کی کہ ابن عباس نے فرمایا کہ یہ خیبر کی قیدی عورتون کے حق مین نازل ہوئی اور پوری حدیث مانند حدیث ابو سعید خدریؓ کے ذکر فرمائی مترجم کہتا ہو کہ روایت ابن عباس کے موافق یہ قیدی عورتین خیبر کے یہود مین سے کتابیہ ہونگی پس کوئی تامل نہین کیونکہ کتابیہ عورت سے وطی حلال ہو بملک و بنکاح ہر دو نون طرح اور ابو سعید خدری رض کی روایت جو اصح ہو تو اسمین تاویل ضرور ہو کہ یہ عورتین مسلمان ہوگئی تھین کیونکہ مشرکہ عورت سے ملک یمین کے ساتھ وطی حلال نہین ہو اور بہر دو تقدیر وارد ہوتا ہو کہ استبراء مذکور نہین ہو اور جواب یہ ہو کہ مدت

Marfat.com

ستبرا گذرنے کے بعد ایسا ہوا ہوگا اگرچہ مذکور نہین ہی فافہم واللہ اعلم۔ کِتٰبَ اللّٰهِ نصب علی المصدر ای کتب ذلک عَلَيْكُمْ۔ یعنے کتاب اللہ مفعول مطلق فعل محذوف ہی اے کتب اللہ ذلک علیکم اللہ تعالی نے مذکورہ بالا تمپر فرض کیا ہی۔

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ

اور حلال ہوئین تمکو جو سوا ے انکے ہین یون کہ طلب کرو اپنے مالون کے بدلے قید مین لانے کو نہ مستی نکالنے کو

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا

پھر جو کام مین لائے تم ان عورتون سے انکو دو انکے حق مہرون کے جو مقرر ہوے اور گناہ نہین ہے تمپر جو

تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○

ٹھہرالو دونون آپس کی رضا سے مقرر کیے ہوے کے پیچھے اللہ ہے خبردار حکمت والا

وَاُحِلَّ۔ بالبنار للفاعل والمفعول۔ یعنے احل مین دو قرأتین ہین اکثر کے نزدیک احل بصیغۂ ماضی معروف ہی ای حلال کیا اللہ تعالی نے اور بعض کی قراۃ مین احل بصیغۂ ماضی مجہول ہے حلال کی گئین۔ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ۔ تمھارے لیے ما ورار اسکے۔ اے سوی ما حرم علیکم من النسار یعنی سوائے ان عورتون کے جو تمپر حرام مذکور ہوئی ہین باقیون کو اللہ تعالی نے تمھارے لیے حلال کیا یا حلال کی گئین یعنے یہ کہ۔ اَنْ تَبْتَغُوْا۔ بدل من ما ورار ذلکم۔ یہ بدل ہی ما ورار ذلکم سے یعنے ماسوائے انکے حلال کی گئین بمعنی آنکہ ما ورار مین یہ حلال کیا گیا ان تطلبوا النسار۔ طلب کرو ان عورتون کو بِاَمْوَالِكُمْ۔ بصداق او ثمن۔ مہر دیکر یا باندی ہو تو دام دیکر۔ مگر یہ طلب باموال کس حال سے ہی کہ مُّحْصِنِيْنَ۔ متزوجین۔ اس حال سے طلب کرو مالون سے کہ تم ان عورتون سے نکاح کرنیوالے ہو غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ زانین۔ درحالیکہ تم زناکرنیوالے نہو۔ بعض نے ذکر کیا کہ آیت دلالت کرتی ہی کہ سوائے محرمات مذکورۂ بالا کے سب سے نکاح حلال ہی لیکن یہ عام مخصوص البعض ہی اسمین چند صورتین مستثنی مخصوص ہین ازانجملہ جمع کرنا عورت و اسکی پھوپھی یا خالہ کا جیسا کہ مذکور ہو چکا اور ابن کثیر نے فرمایا جیسے وطی بملک مین دو باندیونکا جمع نکالا جو دونون بہنین ہون اسی آیت کے عموم سے کہا ہی ولیکن جب آیت مذکورہ مخصوص البعض ہی تو وہ بھی اس سے مخصوص ہی برقیاس عدم جواز جمع اختین بنکاح۔ ازانجملہ جو عورت دوسرے کی عدت مین ہو مترجم کہتا ہی کہ وہ دوسرے کی نکاحی تعلق سے خارج نہین ہوئی پس تخصیص کی حاجت نہین۔ ازانجملہ جسکے نکاح مین آزادہ عورت ہو اسپر وہ باندی سے سوت نکاح کرکے نہین لاسکتا ہی۔ ازانجملہ جسکے تحت مین چار عورتین ہون وہ پانچوین سے نکاح نہین کرسکتا بدلیل آیت مذکورہ سابق۔ ازانجملہ جن جورو و مرد مین باہم لعان ہوا اور جدا کردئے گئے تو مرد کو پھر کبھی اس ملاعنہ عورت سے نکاح روا نہین ہی۔ پھر جاننا چاہیے کہ طلب باموال شامل ہی مہر و دامون دونون طرح سے طلب کرنیکو پس اگر طلب بمہر ہو تو چار تک اور اگر دامون سے طلب ہو یعنے باندیان خریدنا تو جہانتک تمھارا جی چاہے لیکن بروجہ شرعی ہو اور محصنین از احصان یہان مراد تزوج ہی یعنے اپنے نفس کی حفاظت کے لیے تاکہ ایسی حرکت مین نہ پڑ جاوے جس سے موجب ملامت بنے اور مسافحین از سفاح بمعنے زنا فَمَا۔ فمن۔ یعنے ما بمعنے من ہی۔ اسْتَمْتَعْتُمْ۔ تمتعتم۔ تمتع حاصل کیا تمنے پس استفعال بمعنے طلب نہین ہی اور حاصل یہ کہ پھر جس عورت سے تمنے تمتع حاصل کیا۔ بِهٖ مِنْهُنَّ۔ ممن تزوجتم بالوطی۔ جن عورتون سے تم نے نکاح کیا ہے ف اور تمتع بایں طور کہ ایک بار اُنسے وطی کرلی۔ اسواسطے کہ منکوحہ سے ایک بار وطی کرنے سے اسکا پورا مہر ثابت ہو جاتا ہی کما روی عن ابن عباسؓ اور یہ مخصوص بلود ارہین سے انھین عورتون کے ساتھ ہوگا۔ جنسے نکاح کیا کیونکہ خریدی باندیون کے واسطے کچھ فریضہ و اجورہ

Marfat.com

نہین ہی پس حاصل آنکہ پھر جن عورتون سے تمنے نکاح کیا ہی ان سے تمنے وطی کرکے تمتع حاصل کرلیا۔ **فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ** مہور انکے الّتی فرضتم لہن **فَرِيضَةً** ۔ توان عورتون کوان کے مہر دیدو یعنے جو مفروض کیے ہین فریضہ **ف** تو یہ فریضہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک شرعًا مقدر ہی جسکی مقدار موافق بیان حدیث کے دس درم سے کم نہوگی اور تمام کلام اسمین عین الہدایہ مین ہی اور شافعیہ وغیرہ کے نزدیک کوئی قدر مقرر نہین بلکہ جو کچھ قرار پاوے لہذا مفسر رح نے فریضہ کو مفعول قرار دیا یعنے تو دیدو انکو انکے مہر جو تمنے انکے لیے فرض کیے تھے فرض کرنے کر پس فریضۃ مفعول مطلق فعل محذوف ہی آی فرضتم لہن فریضۃ۔ جاننا چاہیے کہ بعضے لوگ سلف کے اس طرف گئے ہین کہ یہ آیت متعہ کے بارہ مین نازل ہوئی جو ابتداے اسلام مین روا ہوا تھا چنانچہ حاکم نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ وہ یون پڑھتے۔ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمّی فآتوہن اجورہن۔ اور کہتے کہ یون ہی نازل ہوئی اور ابن المنذر نے ابی بن کعب سے بھی یہ قرارت روایت کی۔ اور متعہ یہ تھا کہ عورت سے کسقدر مال معلوم پر ایک رات دو رات یا زیادہ ہفتہ دو ہفتہ وغیرہ میعاد معلوم ٹھہرالی کہ اس مدت تک اس سے اپنی حاجت روائی کریگا پھر اسکو رخصت کردیگا اور یہ طریق جورو مرد مین نکاح کا نہین اور نہ متعی عورت کے لیے کچھ میراث اور نہ مرد کے لیے کچھ میراث ہی اور اسمین شک نہین کہ متعہ بضرورت ابتداے اسلام مین دو دو تین تین دن کے واسطے جائز ہوا پھر منسوخ ہوا بنا بر اینکہ شافعی رح نے کہا کہ وہ دو مرتبہ روا ہوا اور منسوخ ہوا اور بعض نے اس سے زیادہ کہا اور بعض نے فرمایا کہ فقط ایک مرتبہ روا ہوا تھا پھر منسوخ ہوا۔ اور مجاہد رح سے روایت ہی کہ یہ آیت متعہ کے بارہ مین نازل ہوئی ہی اور ان لوگون نے اجور کا لفظ اس متعہ والی عورت کے اجرت پر محمول کیا۔ ولیکن مفسر رح نے اسکو رد کردیا کہ استمتاع سے مراد تمتع حاصل کرنا ہے نہ متعہ۔ اور حسن و مجاہد وغیرہ سے روایت ہی کہ فما استمتعتم کے معنے یہ ہین کہ فما انتفعتم وتلذذتم بالجماع من النساء بالنکاح الشرعی۔ یعنے عورتون سے جب تم انتفاع وتلذذ بجماع نکاح شرعی حاصل کرو۔ کمالین مین کہا کہ چارون امام و دیگر علما نے اتفاق کیا ہی کہ اب متعہ حرام ہی اور وہ منسوخ ہوگیا چنانچہ بکثرت سے احادیث و آثار حضرت علی کرم اللہ وجہہ و دیگر صحابہ سے صحاح ستہ و دیگر سنن و مسانید مین وارد ہین جنمین اسکا منسوخ ہونا صریح ہی اور بیہقی نے حضرت جعفر صادق رض سے اسکا حرام و منسوخ ہونا روایت کیا ہی اور فرقۂ امامیہ نے جو ائمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر افترا باندھا ہی وہ ہرگز سننے کے قابل نہین ہی اور صاحب ہدایہ نے جو لکھدیا کہ امام مالک رح اسکے مباح ہونے کے قائل ہین تو یہ صاحب ہدایہ کی فاحش غلطی ہی اور اسی غلطی پر وہ لوگ بھی دھوکا کھا گئے ہین جنھون نے صاحب ہدایہ کے اعتماد پر نقل کردیا ہی **شیخ ابن کثیر** رح نے ابن عباس وغیرہ بعض کا قول اسکے اباحت مین ذکر کرنے کے بعد کہا کہ جمہور علما از صحابہ و تابعین و فقہاے امت اسکے برخلاف ہین اور سب کے نزدیک متعہ حرام ہی مترجم کہتا ہے کہ ابن کثیر وغیرہ نے ذکر کیا کہ **ابن العربی** نے فرمایا کہ متعہ بھی غریب شرع تھی کہ وہ صدر اسلام مین مباح ہوا پھر بروز خیبر حرام ہوا پھر غزوۂ اوطاس مین مباح ہوا پھر اسکے بعد تا قیامت حرام ہوگیا اور شریعت مین اسکی نظیر کوئی اور نہین سواے مسئلہ قبلہ کے کہ اسپر بھی مکرر نسخ طاری ہوا ہی مترجم کہتا ہی کہ قبلہ کے مسئلہ مین بھی مکرر نسخ ثابت نہین چنانچہ شروع پارہ سیقول مین اسکی بحث گذر چکی ہی پھر مترجم کہتا ہی کہ جن لوگون سے قول جواز منقول ہی انسے ایسی روایات بھی موجود ہین جو اس سے رجوع کرنے پر دلالت کرتی ہین پس شاید انکا پہلے یہ قول ہو پھر انھون نے رجوع کیا چنانچہ آگے بیان ہوگا پہلے نسخ کا بیان یہ ہی کہ صحیحین وغیرہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ نبی صلعم نے خیبر کے روز متعہ سے اور پالو گدھون کا گوشت کھانے سے ممانعت فرمائی اسپر وارد ہوتا ہے قول ابن العربی کہ بعد خیبر کے بروز اوطاس مباح ہوا تھا اور جواب اسکا یہ ہی کہ یہ انھون نے قصون کے جمع کرنے مین توفیق دیکر دوبار نسخ نکالا ہی اور یہی بعض محققین کا قول ہی اور بعض محققین کے نزدیک ایک ہی بار مباح سے منسوخ ہوکر برابر حرام ہوگیا اور اگر تسلیم کیا جاوے تو

صحیح مسلم مین سبرۃ بن معبد الجہنی سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے حجۃ الوداع مین فرمایا کہ ای لوگو مین نے تمکو متعہ نسار کی اجازت دی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسکو اب قیامت تک حرام فرمایا ہی پس جسکے پاس متعہ والی عورت مین سے کچھ ہو وہ اسکی راہ چھوڑدے اور جو تم نے انکو دیا ہے اسمین سے کچھ واپس مت لو مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین صریح ہی کہ متعہ کی اجازت حضرت صلعم کے قول سے تھی جو بوحی خفی تھا۔ اس آیت سے نہین ہے جیساکہ بعض نے گمان کیا۔ اور حضرت عائشہ و قاسم بن محمد نے فرمایا کہ متعہ کی حرمت و منسوخ ہونا قرآن مجید سے ثابت ہی وہ ہو قولہ تعالیٰ والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون یعنے جو لوگ اپنی فروج کی حفاظت رکھتے ہین سوائے اپنی زوجہ عورتون اور مملوکہ عورتون کے سوا ایسے البتہ آخرت مین عذاب سے ملول نہونگے۔ اور جنسے سوائے ان دونون کے خواہش کی وہی حد سے گذرنے والے ہین پس سوائے زوجہ و مملوکہ کے سب سے حفاظت کا حکم دیا اور متعی عورت کچھ زوجہ نہین کیونکہ نہ وہ مرد کی وارث اور نہ مرد اسکا وارث ہوتا ہی حالانکہ منکوحہ مین یہ دونون حکم ہین اور یہ استدلال بہت قوی ہی اور سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ میراث کی آیت نے متعہ کو منسوخ کیا اسواسطے کہ متعہ مین کچھ میراث نہین ہی۔ یہ قول سعید بن جبیر کا اور استمتعتم کے معنے مین انکا قول صریح دلالت کرتا ہی کہ اُن سے جو روایت کیا گیا کہ وہ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی۔ پڑھتے اور جواز متعہ کے قائل تھے یا تو یہ روایت ٹھیک نہین یا انھون نے رجوع کیا ہی اور یہی حال مجاہدؒ کا ہی اور مروی ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابن عباسؓ کو سخت زجر کیا کہ تو گمراہی کرتا ہی اگر آئندہ فتویٰ دیا تو سزا دونگا اور اس اثر سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بعد حضرت صلعم کے بھی اسکے حرام ہونیکا فتویٰ دیتے تھے اور صحیح ہوا کہ ابن عباسؓ نے اس سے رجوع کیا ہی جبکہ انکو منسوخ ہونیکی خبر مل گئی چنانچہ کمالین مین ہی کہ ابن ابی حاتم نے کئی طرق سے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ فما استمتعتم بہ کی تفسیر مین کہا کہ وہ نکاح ہی جب کسی مرد نے عورت سے تزوج کیا پھر اس سے ایکبار بھی وطی کی تو مہر پورا واجب ہوگیا۔ معالم مین ہی کہ سالم نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ کیا حال ہی ایک قوم کا کہ یہ متعہ کرتے ہین حالانکہ رسول اللہ صلعم نے اسکو حرام فرمایا ہی اگر مین کسی مرد کو پاؤنگا جسنے متعہ کیا تو ضرور اسکو سنگسار کرونگا اور متعہ کو نکاح و طلاق و عدت و میراث نے جڑ سے نیست کردیا کہ یہ کوئی متعہ مین نہین ہین۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ انتم وہن بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ من حطہا او بعضہا او زیادۃ علیہا۔ یعنے تراضیتم کا خطاب مجموع جورؤون و مردون کو ہی۔ یعنے جس مقدار پر تم دونون آپسمین راضی ہوجاؤ بعد فریضہ کے تو تمپر گناہ نہین ہی اور یہ دلیل ہی کہ یہان مہر کی ایک مقدار مفروضہ ہی جو امام ابو حنیفہ وغیرہ کے نزدیک کم سے کم دس درم ہی یعنے جورو جبکہ بالغہ ہو تو چاہے تمام مہر سے شوہر کو بری کردے بشرطیکہ خوشی بخوشی ہو یا تھوڑے مہر سے بری کردے یا تو مہر مفروضہ پر زیادہ کردے اور اسکے تمام مسائل ترجمۂ عالمگیری سے تلاش کروا ور جاننا چاہیے کہ عورت نے اگر دعویٰ کیا کہ مین نے بری نہین کیا ہی تو عمرؓ اسیکا قول ایسے معاملہ مین قبول کرتے تھے الا آنکہ شوہر گواہ دے اور اگر عورت نے ہبہ کیا ہو تو بھی صحیح ہے اور بالاتفاق ہبہ سے رجوع نہین کرسکتی ہی واللہ اعلم۔ إِنَّ اللَّهَ كَانَ یعنے اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی۔ عَلِيمًا۔ بخلقہ۔ آگاہ بحال مخلوق خود۔ فیما دبرہ لہم۔ پختہ کار اس چیز مین جو مخلوق کے واسطے تدبیر فرماتا ہی۔ بعد امور مفروضۂ بالا کے ان دونون صفت کی مناسبت واضح ہی

وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

اور جو کوئی تم مین سے مقدور رکھے اسکا کہ نکاح مین لاوے بیبیان مسلمان تو ابسیون کو جو تمھارے دائین ہاتون کی

مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ ۚ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوهُنَّ

ملک مین آپس کی تمھارے لونڈیان مسلمان اور اللہ کو بہتر معلوم ہی تمھارے ایمانون کا حال تم آپس مین ایک دوسرے سے ہو سو انکو نکاح مین لاؤ

Marfat.com

بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا

انکے لوگون کی اجازت سے اور دیدو انکو مہر انکے موافق دستور کے قید مین ہونے والیان نہ مستی نکالنے والیان اور نہ

مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا

چھپے یار کرلنے والیان پھر جب وہ قید مین آگئین پھر اگر کرین کوئی برا کام (یعنے زنا) توانپر ہی آدھی وہ مار

عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَاَنْ تَصْبِرُوْا

جو بیبیون پر مقرر ہے یہ اسکے واسطے جو کوئی تم مین ڈرے تکلیف مین پڑنے سے اور تمہارا صبر کرنا

خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ یعنی زنا وغیرہ ۱۲

تمہارے حق مین بہتر ہی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہی

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ - استطاعت کے معنے یہ ہین کہ جو اسباب و شرائط کسی کام کے واسطے ہین سب حاصل ہون - مِنْكُمْ طَوْلًا - طول بمعنے تونگری ہی - اور یہی ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر و سدی و جمہور اہل علم کا قول ہی اور اصل لغت مین بمعنی فضل و زیادت ہی اور امام ابو حنیفہ و ایک روایت مین مالک سے نقل کیا گیا کہ طول بمعنے حرہ عورت ہی پس جسکے تحت مین حرہ عورت ہو وہ اسپر باندی سے نکاح نہین کرسکتا ہی اور جسکے تحت مین نہو اسکو باندی سے نکاح کرنا روا ہی اگرچہ تونگر ہو اور یہی قول ابو یوسف کا ہی اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا ہی - اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ - الحرائر - الْمُؤْمِنٰتِ - یہ جملہ طولًا سے محل نصب مین ہی یعنے جسکو طول نہو یہ کہ محصنات مومنات کو نکاح مین لاوے - اور مفسر رح نے بیان کیا کہ محصنات جمع محصنہ بمعنے حرائر جمع حرہ یعنے آزادہ عورت ہی اور مومنات اسکی صفت ہی (المعنے) اور تم مین سے جس مرد کو یہ سامان حاصل نہو کہ محصنات مومنات کو نکاح مین لاوے ف تو اسکے واسطے باندیوں کا نکاح جائز ہے چنانچہ جزا آیندہ آتی ہی لیکن بیان شرطیہ جملہ مین یہ قید مذکور ہی کہ محصنہ مومنہ کی قدرت نہو یعنے آزادہ مومنہ سے نکاح نہ کرسکے اگرچہ آزادہ کتابیہ کی استطاعت ہو یعنی یہودیہ یا نصرانیہ سے نکاح کی وسعت ہو اور مومنہ کی نہو تو باندی جائز ہی یعنی ظاہر یہ ہو تا کہ استطاعت فقط حرہ مومنہ کی نہو تو باندی سے نکاح جائز ہی اگرچہ حرہ کتابیہ کی استطاعت ہو حالانکہ حرہ کتابیہ کی حالت استطاعت مین بھی باندی سے نکاح کرنا امام شافعی رح کے نزدیک نہین روا ہی کیونکہ اللہ تعالی نے دوسری جگہ فرمایا - والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب الآیہ - یعنے حلال ہین تمکو آزادہ عورتین اہل کتاب مین سے بطریق نکاح تو مفسر رح نے اسکا جواب دیا کہ مومنات کی صفت بطور غالب حال کے ہی کہ اکثر مومن کو آزادہ مومنہ ہی کے ساتھ اتفاق ہوتا ہی اور حاصل جواب یہ ہی کہ مفہوم جب قید ہوتا ہی کہ غالب حال کے طور پر جاری نہو ورنہ معتبر نہین ہوتا جیسے قولہ ربائبکم اللاتی فی حجورکم - مین بیان ہو چکا کہ وہی ربیبہ حرام نہین جو اسکی ماں کی پرورش مین ہو - فافہم - اور امام ابو حنیفہ رح نے آیت کو افضل پر محمول کیا تو انکے نزدیک یہ صفت یعنے "مومنات" قید ہی یعنے جب تک آزاد مومنہ مل سکے تو یہی افضل ہی پھر اگر یہ استطاعت نہو تو فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ - نکاح کرلو ان عورتون سے جنکے مالک ہوے تمہارے داہنے ہاتھ تمہارے ایسی باندیون سے جو مومنہ ہین - اور معنے یہ ہین کہ اپنے بھائی مومن کی باندی نکاح کرلے یہی ابن عباس رض کا قول ہی اور یہ معنے نہین ہین کہ خود اپنی مومنہ باندی سے نکاح کرلے کیونکہ اسپر اجماع ہی کہ اپنی مملوکہ باندی سے جب تک وہ ملک مین ہی نکاح روا نہین ہی کیونکہ حقوق نکاح و ملک کے مختلف متعارض ہین لیس جمع نہین ہو سکتے اور حلت اسکو حاصل ہی کیونکہ جو اپنی مملوکہ ہی وہ خود ملک یمین سے حلال ہے اور یہان

Marfat.com

معنے مذکور کا سمجھنا بقرینہ ظاہر ہی کیونکہ نکاح سے اولاد حاصل کرنا مقصود ہی۔ اور حدیث میں ہی کہ جو اپنی مملوکہ باندی کو اچھی طرح شریعت سکھلاوے پھر
اُسکو آزاد کرکے اُس سے نکاح کر لے تو اُسکو دوہرا ثواب ہی (کما فی الصحیح) پھر غیر کی باندیوں سے چار سے زیادہ نکاح میں نہیں لا سکتا ہے کیونکہ
وہ اُسکی زوجات ہین اگرچہ اپنی آقاؤن کی مملوکات ہون۔ اور فتیات جمع فتاۃ ہی یعنے نوجوان اور عرب والے مملوک کو فتی اور مملوکہ کو فتاۃ بولتے
ہین جیسے عبد و امۃ بولتے تھے اور ہندوستان مین چھوکرا اور چھوکری کہتے ہین ولیکن حدیث صحیح مین منع ہی کہ کوئی شخص نہ بولے کہ عبدی و
امتی یعنے میرا بندہ اور بندی ہی بلکہ فتای و فتاتی اور حاصل معنے یہ ہین کہ جو شخص حرہ مومنہ سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ پاوے وہ
اُنہون یعنے مومنون کی مملوکات مین سے مومنہ باندی سے نکاح کر لے بعض علما نے عدم استطاعت حرہ کی قید سے استدلال کیا کہ استطاعت
نکاح حرہ کے باوجود باندی سے نکاح روا نہین ہی اور باندی کے ساتھ مومنہ کی قید سے استدلال کیا کہ کتابیہ باندی سے نکاح روا نہین ہی
اور یہی قول اہل حجاز کا اور مذہب امام شافعی کا اور ایک روایت امام مالک سے ہی ولیکن حرہ کتابیہ سے انکے نزدیک روا ہے اور اسکے
ساتھ آخر آیت مین ایک شرط اور ہی اور وہ خوف عنت ای خوف زنا ہی پس جواز نکاح کنیز کے لیے دو شرطین ہوئین ایک عدم استطاعت
نکاح حرہ اور دوم خوف وقوع زنا پھر جب یہ اختیار کیا کہ اگر حرہ مومنہ سے نکاح کرنیکی استطاعت موجود ہونے پر حرہ کتابیہ سے نکاح جائز ہی
تو اعتراض اسپر وارد ہوتا ہی کہ محصنات کے ساتھ مومنات کا وصف ہی تو یہان اس وصف کو قید نہین قرار دیتے اور باندی مومنہ کے ساتھ
اعتبار کرتے ہین پس اسمین صحیح قول امام ابو حنیفہ و اہل عراق کا ہی کہ دونون جگہ قید مومنہ کا اعتبار ہی ولیکن یہ بیان جواز نہین بلکہ افضلیت کا
پس باوجود استطاعت حرہ مومنہ کی حرہ کتابیہ و باندی مومنہ و باندی کتابیہ سے نکاح روا ہی ولیکن خلاف افضل ہونے کی وجہ سے مکروہ ہی
افضل یہ ہی کہ محصنہ مومنہ کو نکاح مین لاوے بشرط استطاعت ورنہ باندی مومنہ کو ورنہ حرہ کتابیہ کو ورنہ باندی کو واللہ اعلم اور بیضاوی
نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب مین سے بھی بعضے اسی طرف گئے ہین کہ مومنہ کی قید معتبر ہی انتہی باوجود استطاعت نکاح حرہ کتابیہ کے باندی
مومنہ کا نکاح جائز رکھا بغرض آنکہ کافرون کی مخالطت و موالات سے پرہیز حاصل ہو اگر کہا جاوے کہ ایمان تو مخفی چیز ہے پھر مومنہ
باندی مین بھی کیونکر ایمان ہونے کا یقین کیا جاوے تو جواب یہ کہ ہم کو اسمین ظاہر شریعت پر عمل کرنے کا حکم ہی۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِاِيْمَانِكُمْ۔ فاکتفوا بظاهره وکلوا السرائر الیه فانه العالم بتفاصیلها و رب امة تفضل الحرة فيه وهذا تانيس بنكاح الاماء ازاد الله تعالى
دانا تر ہی تمھارے ایمان کا ف پس تم لوگ ظاہر حال پر اکتفا کرو اور چھپے حالات کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو کیونکہ انکی تفصیل اللہ تعالیٰ ہی کو
معلوم ہی اور بہت باندیان ایسی ہین کہ ایمان مین حرہ سے افضل ہین اور اس جملہ معترضہ سے لوگون کو باندیونکے نکاح کا انس دلایا۔ اور
اس سے یہ بات بھی حاصل ہو گئی کہ کافرون سے موالات چھوٹیگی جو سخت ممنوع ہی۔ اور چونکہ عرب والے باندیون کی اولاد کی اہانت کرتے اور
حقیر جانتے تھے اور ہجینے دوغلا کہتے تو اللہ تعالیٰ نے اسکو دور کیا کہ یہ امر قابل التفات نہین ہی کیونکہ یہ نظر ایمانی کے خلاف ہی۔ بَعْضُكُمْ
مِّنْۢ بَعْضٍ بعض تمھارے بعض سے ہین۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مراد یہ کہ مومنین و مومنات آپسمین ایک دوسرے کے کفو ہین۔
اور مفسر نے کہا۔ ای انتم وهن سواء فی الدين فلا تستنكفوا من نكاحهن۔ یعنے تم اور باندیان دین مین برابر ہو پس تم انکے نکاح مین ناک بھون سے
استنکاف نہ کرو۔ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ۔ موالیهن۔ پس باندیون سے نکاح کر لو باجازت انکے لوگونکی ف یعنے
باجازت انکے مالکونکے۔ پس موالی جمع مولی بمعنے مالک و سید ہی پس باندی سے نکاح مین اسکے مالک کی اجازت ضرور ہی ورنہ نکاح صحیح
نہین اسپر اہل علم کا اتفاق ہی اور اگر باندی نے بدون اجازت اپنے مولی کے نکاح کیا تو نکاح موقوف ہی یعنے اگر اسکے مولی نے اجازت دی

تو صحیح ہو جائیگا ورنہ باطل ہو جائیگا اور اسواسطے ہمنے موقوف کہا کہ رکن نکاح تو ایجاب و قبول ہی اور وہ موجود ہی اور مولی کی اجازت صرف
شرط ہی پس موقوف منعقد ہوگا- وَاٰتُوْهُنَّ- اور دیدو اُن باندیونکو جنسے تمنے نکاح کیا ہی- اُجُوْرَهُنَّ- مہور ہن- انکے مہر- بِالْمَعْرُوْفِ
من غیر مطل و نقص بطور معروف ف یعنے بدون درنگی اور کمی کے یعنے بیقدر سمجھکر مہر مین کمی نہ کرو اور نہ ادا کرنیمین تاخیر کرو اور ابن کثیر نے
لکہا بالمعروف ای خوشی خوشی بدون کمی وغیرہ کے- پھر جاننا چاہیے کہ مولی کی طرف سے فقط اجازت کی شرط ہی اور یہ مشعر ہی کہ باندیان خود نکاح
باندھ سکتی ہین اسیواسطے فرمایا کہ- آتوہن مہورہن- انکو انکے مہر دیدو حتی کہ امام مالک رح نے ظاہر آیت سے کہا کہ باندی اپنے مہر کی خود ہی مستحق ہی
اور جمہور نے کہا کہ انکو ادا کرنا انکے موالی کو ادا کرنا ہی پس مہر انکے موالی کا ہوگا اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہی کہ آتوہن اجورہن باذن اہلہن- ان کے
آقاؤن کی اجازت سے باندیونکو مہر دیدو لیکن قولہ باذن اہلہن- پر اکتفا ہوا اور بعض نے کہا بحذف مضاف ہی- ای آتوا الی موالیہن اجورہن
مترجم کہتا ہی کہ ان لوگون نے اسوجہ سے تکلف کیا کہ ان کے نزدیک عورتون سے نکاح منعقد نہین ہوتا ہی- اور امام ابو حنیفہ وغیرہ نے کہا کہ عورت
خود نکاح کر سکتی ہی ولیکن باندی کی صورت مین اسکے مولی کی اجازت شرط ہی- اگر کہا جاوے کہ اُنکو دینا گویا انکے موالی کو دینا ہوا تو خود انکے
موالی کو دینے کا حکم کیون نہوا تو جواب یہ ہی کہ جب عقد کے باندھنے والی وہ ہوئین تو انھین کو ادا کرنا مقتضاے عقد ہی پھر چونکہ زمانۂ جاہلیت والے
باندی غلامون پر سخت ظلم کرتے کہ انکو جانورون کی طرح کمائی مین لگاتے اور انکے نکاح نہ کرتے ناچار اس جہالت کے زمانہ مین یہ لوگ زنا
مین مبتلا ہو جاتے بلکہ اکثر انہین سے اپنی باندیون سے کسب کراتے تھے- پس جب یہان اللہ تعالی نے مومنہ باندیون سے نکاح کی اجازت دی
تو فرمایا مُحْصَنٰتٍ- عفائف- درحالیکہ یہ مومنہ باندیان پاکدامن ہون- غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ- زانیات جہرا- کھلے کھلے زنا کرنے والیان
نہون- ابن عباس رض نے فرمایا کہ مسافحات وہ زناکار عورتین جو علانیہ بدکاری کرین یعنے رنڈیان کہ جو اُن سے بدکاری چاہے اس کو
مانع نہون- الحاصل انکی صفت یہ فرمائی کہ عفیفہ ہون اور یہ دو باتین نہونے پر ہی ایک یہ کہ علانیہ بدکارہ نہون- وَّلَا مُتَّخِذٰتِ
اَخْدَانٍ- اخلاء یزنون بہا سرا- اور نہ چھپے یار بنانے والیان ہون ف یعنے انکے آشنا ایسے نہون جو اُنسے پوشیدہ زنا کرتے ہون
واضح ہو کہ عرب والے اعلان بزنا کو عیب رکھتے اور اتخاذ اخدان کو عیب نہین رکھتے اور اسلام نے دونون کو دور کیا چنانچہ اللہ تعالی نے
حکم دیا کہ لا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا وما بطن یعنے فواحش ظاہر و باطن کے نزدیک مت جاؤ اور یہان فرمایا- ولا متخذات اخدان- یعنے
خفیہ زنا کرنے کے یار نہ بنائے ہون اور یہی تفسیر حضرت ابن عباس و ابوہریرہ و مجاہد و شعبی و ضحاک و عطاء خراسانی وغیرہم سے مروی ہی- فَاِذَآ
اُحْصِنَّ- تزوجن وفی قراءۃ بالبناء للفاعل تزوجن- یعنے جمہور کی قرارت بصیغۂ ماضی مجہول ہی یعنے پھر جب نکاح مین ہوگئین اور ابوبکر
و حمزہ و کسائی کی قراءۃ مین صیغۂ ماضی معروف ہی یعنے پھر جب انھون نے نکاح سے خاوند کر لیا- فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ- بزنا پس اگر
(اس حالت مین) وہ فاحشہ یعنے زنا کی مرتکب ہوئین ف تو جس طرح انکی حالت مظلوم ہی اسی طرح انکا عذاب بھی کم ہے
فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ- الحرائر الابکار اذا زنین- پس ان پر آدھا اسکا ہی- جو محصنات پر ہی یعنے جو آزادہ باکرہ
عورتون پر جبکہ وہ زنا کرین مِنَ الْعَذَابِ- عذاب سے- حاصل آنکہ پھر جب یہ باندیان نکاح سے خاوند والی ہوگئین پھر اگر زنا کرین
تو انپر کنواری آزادہ عورتون کے عذاب کا آدھا عذاب ہوگا- اور وہ پچاس کوڑے ہین تو معلوم ہوا کہ باندیونپر دو طرح تخفیف ہوئی اول یہ کہ
آزادہ بیاہی پر سنگساری ہی لیکن باندی پر نہین ہی اور دوم جو آزادہ کنواری پر سو دُرّے تھے اسکا نصف بیاہی باندی پر ہوگا اور بعض علماء نے کہا کہ
اور اہل ایمان پر نصف عذاب ہی لیکن سنگساری کا نصف نہین ہو سکتا تو ہر حال مین درے کا نصف ہوا پھر اس عذاب سے مراد یہ کہ دنیا مین یہ سزا ہوگی

اور چونکہ دنیاوی عذاب حد ہی یا رجم مگر باندیون پر کسی حال مین رجم نہین لہذا مفسر رحمہ نے المحصنات کے الف لام کو عہد کا قرار دیا کہ مراد محصنات سے باکرہ آزادہ ہین جنپر زنا کرنے مین فقط درے ہین پھر عذاب کی تفسیر مین کہا۔ فیجلدن خمسین و یغربن نصف سنۃ۔ یعنے حد زنا کہ جو سو درے ہین اسکا نصف پچاس درے مارے جاوینگے اور چھ مہینہ کے واسطے شہر بدر کردیجائینگی۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہر بدر کرنا حد مین نہین ہی بلکہ امام المسلمین کی رائے پر ہی چاہے ایسا کرے۔ اور واضح ہو کہ باندیون کی تو یہ سزا مذکور ہوئی مگر غلامونکی سزا قرآن مین مذکور نہین تو مفسر رحمہ نے اسی ذیل مین بیان کردیا ویقاس علیھن العبید۔ یعنے باندیون پر غلامونکا بھی قیاس ہی یعنے اگر غلام پر سزائے حد زنا لازم آوے تو کنوارے آزاد کی نصف حد ماری جائیگی یعنے وہی جو باندیون مین ہی۔ پھر یہان یہ اعتراض وارد ہوتا ہی کہ ظاہر آیت مین تو سزائے مذکور کیواسطے احصان شرط ہی یعنے باندی جب خاوند والی ہو جاوے پھر زنا کرے تو اسپر نصف حد مذکور ہی پس اگر کنواری باندی نے زنا کیا تو اسپر حد نہونی چاہیے مفسر رحمہ نے اسکا جواب دیا کہ۔ لم یجعل الاحصان شرطا لوجوب الحد بل لافادۃ انہ لا رجم علیھن اصلا۔ یعنے احصان کی جو شرط بیان فرمائی ہی وہ اسواسطے نہین کہ حد اُنپر جب واجب ہوگی کہ وہ محصنہ ہون تاکہ اعتراض لازم آوے بلکہ احصان کی شرط اس فائدے کے واسطے ہی کہ باندیون پر کسی حال مین رجم نہین ہی قال المترجم ظاہر مراد یہ ہی کہ باندی اگر باکرہ زنا کرے تو اُسپر رجم نہین جیسے کہ حرہ باکرہ اگر زنا کرے تو اسپر رجم نہین ہی اور یہان فرمادیا کہ باندی اگر محصنہ یعنے شوہر والی ہو کر بھی زنا کرے تو اسپر رجم نہین بلکہ محصنات کا نصف عذاب ہی بخلاف حرہ محصنہ کے کہ اسپر رجم ہی۔ اگر کہا جاوے کہ یہ توجبھی مفہوم ہوا کہ تم نے محصنات کی تفسیر باکرہ آزاد عورتون سے بیان کی ورنہ رجم ہوتا تو جواب یہ ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے نصف عذاب محصنات فرمایا تو معلوم ہوا کہ محصنات سے باکرہ ہی مراد ہین اسواسطے کہ انھین کے درے سَو کا نصف پچاس درے سے عذاب کرنا ممکن ہی بخلاف آنکہ اگر آزادہ شوہر والیان مراد ہون جنپر رجم ہی تو رجم تو یہی ہی کہ پتھرون سے سنگسار کرکے مار ڈالنا اور اسکا نصف ہو نہین سکتا پس ثابت ہوا کہ آزادہ شوہر والیان لفظ محصنات سے مراد نہین ہین مترجم کہتا ہے کہ فاذا احصن مین احصان بمعنے تزوج لیا گیا اور نصف ما علی المحصنات مین احصان بمعنے آزاد ہونا لیا گیا۔ جیسے قولہ فمن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات مین بمعنی آزادہ عورتین ہی اور جیسے والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم۔ مین بمعنے شوہر والیان لیا گیا۔ اور نیز بمعنے عفت آیا جیسے قولہ محصنات غیر مسافحات۔ مین ہی۔ اگر کہا جاوے کہ ایسا محتمل کیونکر یہان متعین ہوا تو جواب یہ کہ اس قرینہ سے کہ باندیونکے مقابلہ مین ہی پس آزادہ عورتین ظاہر مفہوم ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ تو مفسر رحمہ کے کلام کی بنیاد مضبوط کرنیکو گفتگو ہوئی اب جاننا چاہیے کہ قولہ تعالیٰ فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ الآیۃ۔ کی تفسیر مین شیخ ابن کثیر رحمہ نے کلام طویل ذکر کیا اور اعتراض مذکورہ بالا وغیرہ کے جوابات مین بہت صعوبت کی مترجم اختصار کے ساتھ مع دیگر کلام کے لاتا ہی بغرض آنکہ خفیف ہی اسکا ورود کیونکر اور کسطرح دفع ہوتا ہی علمائے قراءت رحمہم اللہ تعالیٰ نے احصن کی قراءت مین بر بنا مفعول و بر بنا فاعل اختلاف کیا اور علماء مین اختلاف ہی کہ فاذا احصن مین احصان کے کیا معنے ہین اور مراد ہر دو قراءۃ واحد ہی یا مختلف تو احصان کے معنے مین دو قول ہین ایک یہ کہ احصان سے مراد یہان اسلام ہی اور یہ معنے حضرت عبداللہ بن مسعود و ابن عمر و انس و عمر رضی اللہ عنہم و اسود بن یزید و زر بن حبیش و سعید بن جبیر و عطاء و ابراہیم نخعی و شعبی و سدی سے مروی ہی اور اسی پر امام شافعی نے تنصیص کی اور کہا کہ ہم نے یہ معنے بدلیل سنت و اجماع اکثر اہل علم بیان کیے ہین اور بعض نے ذکر کیا کہ یہی جمہور کا قول ہی اور قاسم نے کہا کہ اسلام و عفاف مراد ہی۔ قول دوم یہ کہ احصان بمعنی تزویج ہی اور یہی قول ابن عباس و ابو الدرداء و مجاہد و عکرمہ و طاؤس و حسن و قتادہ وغیرہم سے مروی ہی اور نیز مجاہد سے مروی ہی کہ باندی کا احصان یہ کہ مرد آزاد اسکو نکاح مین لاوے اور غلام کا احصان یہ کہ آزادہ عورت اس سے نکاح کرے اور ایسا ہی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کیا کما رواہ ابن جریر۔ اور کہا گیا کہ بنا بر قراءۃ مجہول کے مراد تزویج ہی اور بنا بر قراءۃ معروف کے مراد اسلام ہی اور اسی کو ابن جریر رحمہ نے اختیار کرکے اسکی تائید و تقویت کی شیخ ابن کثیر رحمہ نے کہا کہ اظہر یہ ہی کہ احصان سے مراد یہان تزویج ہی کیونکہ سیاق مین جیسا کہ مفسر جلال نے اختیار کیا ہے

Marfat.com

مومنہ باندی متعین ہی پس ثابت ہوا کہ احصان بمعنی تزوج ہی جیسا کہ ابن عباسؓ وغیرہ نے تفسیر کی ہی پھر کہا کہ یہان دونون تفسیر پر بنا بر مذہب جمہور کے اشکال وارد ہوتا ہی یون کہ باندی اگر زنا کرے تو انکے نزدیک اسپر پچاس درے ہین خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر ہو خواہ شوہردار ہو یا باکرہ ہو حالانکہ آیت کریمہ کے مفہوم سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ باندیون مین سے غیر محصنہ نے اگر زنا کیا تو اسپر حد واجب نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر احصان بمعنے اسلام لیا جاوے اور قرارۃ فاذا اَحصَنَّ بر بناء فاعل لیجاوے تو معنے یہ ہونگے کہ مسلمان ہو کر زنا کرین تو نصف حد حرائر ہی اور مفہوم اسکا یہ کہ اگر غیر مسلمہ ہون تو نہین ہی حالانکہ کافرہ باندی پر حد زنا بنا بر قول جمہور کے واجب ہی **کما ذکرہ ابن کثیر**۔ اور مترجم کہتا ہی کہ امام ابوحنیفہ رح مفہوم کے قائل نہین چنانچہ کتب اصول مین اسکی پوری بحث مذکور ہی پس انکے نزدیک یہ لازم نہین آتا کہ کافرہ پر زنا سے حد واجب نہین بلکہ مسکوت عنہا ہی یعنے اگر کوئی دلیل موجود ہو کہ اسکو بھی حد ماری جاوے تو ماری جائیگی اور اگر قرارۃ اُحصن بر بناء مفعول لیجاوے اور معنی زُوِّجنَ لیے جاوین تو مفہوم یہ ہوگا کہ اگر باندی مزوجہ نہو تو زنا کرنے سے اسپر حد نہین ماری جاویگی حالانکہ جمہور کے نزدیک مزوجہ وغیر مزوجہ یعنے باکرہ دونون پر حد ماری جاتی ہی پس امام ابوحنیفہ کی اصل پر یہ بھی سہل الدفع ہی کیونکہ مفہوم جب معتبر نہین تو باکرہ کے بیان سے سکوت ہی پس سنت سے جب دلیل قائم ہوئی تو اسکو بھی حد ماری جائیگی اور یہ دلیل آگے مذکور ہوگی **شیخ ابن کثیر** نے فرمایا کہ انھون نے اسکے مختلف جواب دیے ہین پس جمہور نے کہا کہ مفہوم جب معتبر ہوتا ہی کہ مخالف منطوق نہو اور یہان احادیث صحیحہ وارد ہین جو عام ہین کہ باندی باکرہ و مزوجہ اور مسلمہ و کافرہ سب کو زناکاری پر حد ماری جاوے تو یہ احادیث مقدم ہین از آنجملہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ انھون نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ اے لوگو حد قائم کرو اپنی باندیون پر خواہ محصنہ ہو یا غیر محصنہ ہو کیونکہ رسول اللہ صلعم کی باندی نے زنا کیا پس آپ نے مجھے حکم کیا کہ اسکو حد مارون پھر کھلا کہ عنقریب اسکو نفاس ہوا ہی پس مین ڈرا کہ اگر حد مارون تو مین نے اسکو قتل کیا پس مین نے حضرت صلعم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے خوب کیا اسکو چھوڑ دے یہانتک کہ اسکی یہ حالت بدلے (رواہ مسلم) اور ابوہریرہ و زید بن خالد سے ہی کہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا گیا کہ باندی نے اگر زنا کیا اور وہ محصنہ نہین ہی تو فرمایا کہ اگر زنا کرے تو اسکو درے مار و پھر اگر زنا کرے تو اسکو درے مارو پھر اگر زنا کرے تو اسکو درے مارو پھر اسکو فروخت کر ڈالو اگرچہ بال کی رسی کے عوض ہو (رواہ البخاری ومسلم وغیرہم) اگر کہا جاوے کہ ابن عباسؓ نے مرفوعاً روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ باندی پر حد نہین یہانتک کہ شوہردار ہو جاوے پھر جب شوہر سے محصنہ ہو تو زنا کرنے سے اسپر نصف عذاب محصنات ہی اخرجہ سعید بن منصور وابن خزیمہ والبیہقی تو جواب یہ ہی کہ **شیخ ابن خزیمہ** نے بعد اسکے روایت کرنے کے کہا کہ اس حدیث کو مرفوع کرنا خطا ہی اور صحیح یہ کہ یہ ابن عباسؓ کا خود قول ہی اور یہی بیہقی رح نے کہا ہی۔ اور یہان سے ظاہر ہوا کہ بعض سلف اس طرف بھی گئے ہین ولیکن یہ صواب نہین ہی۔ اور عجیب قول اسمین داؤد ظاہری کا ہی کہ باکرہ ہونے کی حالت مین اگر زنا کرے تو سو درے اور محصنہ ہونے مین پچاس درے ماری جاوے۔ اور جاننا چاہیے کہ بعض علمانے باندی کی حد کم ہونے کا دقیقہ یہ بیان کیا کہ وہ اضعف ہوتی ہین اور بعض نے کہا کہ وہ اپنی مراد کو اسطرح نہین پہونچتی ہین جیسے آزادہ اور بعض نے کہا اسوجہ سے کہ نعمت کی مقدار پر عذاب ہی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یضاعف لہا العذاب ضعفین۔ اور قابل بیان یہی نکتہ سوم ہی واللہ اعلم۔ **ذٰلِكَ** ۔ ای نکاح المملوکات عند عدم الطول۔ یعنے ذلک کا اشارہ اِس مضمون کی طرف ہی کہ حرہ کے نکاح کی استطاعت نہونے کے وقت باندی کا نکاح۔ **لِمَنْ خَشِيَ** ۔ خاف۔ **الْعَنَتَ مِنْكُمْ** اِس شخص کے لیے جو تم مین سے خشیہ کرے یعنے خوف کرے عنت کا۔ ای الزنا واصلہ المشقۃ سمی بالزنا لانہ سببہا بالحد فی الدنیا والعقوبۃ فی الآخرۃ۔ یعنے عنت زنا ہی اور اصل مین عنت بمعنے مشقت ہی اور زنا کا نام عنت اسلیے ہوا کہ زنا سبب ہی مشقت کا دنیا مین تو حد مارے

جانے سے اور عاقبت مین عذاب سے۔ قاموس مین ہو کہ عنت یعنے فساد وگناہ وہلاک وآدمی پر مشقت ہونا اور شدت پہونچنا اور زنا
وانکسار الی آخرہ۔ پس باندی کے نکاح مین اللہ تعالیٰ نے تین باتین فرمائین ایک تو یہ کہ حرہ کے نکاح کی استطاعت نہو اور دوم خوف عنت ہو اور
سوم باندی مومنہ ہو پس امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک بدون ان باتون کے باندی سے نکاح مکروہ ہو اور شافعیؒ کے نزدیک جائز ہی نہین ہو اور باندی کے
نکاح مین چونکہ محذور ہو اسواسطے فرمادیا کہ جب تمکو خوف ہو زنا مین پڑجانیکا تب کرو اور محذور یہ ہو کہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ مانند اپنی ماں کے رقیق ومملوک
ہوگا اور اسمین خواری ونقصان حق شوہر ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ ہمارے نزدیک رقیت وحریت مین بچہ اپنی ماں کا تابع ہوتا ہو پس اگر کسی نے دوسرے
کی باندی سے نکاح کیا تو جو اولاد پیدا ہوگی وہ مانند ماں کے رقیق اور اسی کی ملک ہوگی جسکی مملوکہ اسکی ماں ہو اور باپ کے تابع نہو گی اگرچہ آزاد ہو
اور کہا گیا کہ اگر شوہر چاہے کہ عزل کرے یعنے باہر نکال کر انزال کرے تو باندی کے مالک کی بلا اجازت نہین کرسکتا ہو لیکن اگر کسی نے اپنی باندی
سے وطی کی تو اولاد مثل باپ کے آزاد ہوگی اور اسکو عزل کا اختیار ہو پس غیر کی باندی سے نکاح کرنے مین بڑا محذور یہ ہو کہ اولاد رقیق ہوتی ہو
اسیواسطے فرمایا۔ ذلک لمن خشی العنت منکم۔ اور شافعی نے ان امور مذکورہ کو شرط جواز قرار دیا کہ بدون انکے روا نہین ہو چنانچہ مفسر رح نے کہا بخلاف من لم یخف
من الاحرار فلا یحل لہ نکاحہا وکذا من استطاع طول الحرۃ وعلیہ الشافعی وخرج بقولہ من فتیاتکم المومنات الکافرات فلا یحل لہ نکاحہن وادعدم وخاف بخلاف
اس شخص کے جو مرد آزاد ہو اور عنت کا خوف نہ کرتا ہو اسکو باندی سے نکاح حلال نہین (اگرچہ استطاعت طول حرہ نہو اور باندی مومنہ ہو) اور
ایسے ہی جو شخص کہ طول حرہ کی استطاعت رکھتا ہو اسکو بھی باندی سے نکاح حلال نہین اور یہی امام شافعی رح کا مذہب ہو اور قولہ من فتیاتکم المومنات
مین مومنات کی قید سے کافرہ باندیاں نکل گئین کہ انسے کسی حال مین نکاح حلال نہین اگرچہ اسکو طول حرہ نہو اور اگرچہ اسکو خوف عنت ہو پھر
جانو کہ امام مالک کا بھی یہی قول ہو اور یہ امور جو مفسر رح نے بخلاف من الی آخرہ سے بیان کیے بدلیل مفہوم خلاف نکالے ہین جس کے شافعیہ قائل ہین
اور حنفیہ اسکے قائل نہین ہین جیسا کہ اصول مین یہ بحث طویل مذکور ہو اور حق یہ ہو کہ مفہوم مخالف سے استدلال بہت ضعیف ہے جیسا کہ اس کے
مباحث کی طرف رجوع کرنیوالے کو پوشیدہ نہین ہو پس امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مفہوم خلاف سے سکوت ہو سوا اسکے جو بدلیل ثابت ہو اور
آیت بیان افضلیت ہو نہ شرط جواز پس عدم خوف عنت کی صورت مین اور ایسے ہی طول حرہ کی صورت مین نکاح باندی سے روا ہو اور ایسے ہی من فتیاتکم
المومنات کی قید افضلیت کے لیے ہو ورنہ کافرہ باندی سے جبکہ وہ کتابیہ ہو نکاح روا ہو فاحفظہ۔ اور اسمین خلاف نہین کہ باندی سے نکاح کرنے مین
اولاد رقیق ہونیکا محذور موجود ہو اسیواسطے فرمایا۔ وَاَنۡ تَصۡبِرُوۡا۔ یعنے تمھارا صبر کرنا۔ عن نکاح المملوکات۔ غیر کی مملوکہ باندیون سے
خَیۡرٌ لَّکُمۡ۔ تمھارے حق مین بہتر ہو۔ لئلا یصیر الولد رقیقا۔ تاکہ فرزند تمھارا اس باندی کے مالک کا مملوک نہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمکو
مشقت وعذاب سے بچانے کے لیے باوجود محذور کے تمھارے لیے روا کردیا اگرچہ صبر نکرو۔ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ۔ بالتوسعۃ
فی ذلک یعنے اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا ہے اور رحمت کرنے والا ہے اس مین گنجایش دینے سے (المسئلہ) اگر غیر کی
باندی سے نکاح کرنے مین مالک سے یہ شرط کرلی کہ جو اولاد ہو وہ آزاد ہوگی تو اس صورت مین اولاد آزاد ہوگی۔ (ع د)

یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمۡ وَیَہۡدِیَکُمۡ سُنَنَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَیَتُوۡبَ عَلَیۡکُمۡ
اللہ چاہتا ہے کہ تمھارے واسطے بیان کرے اور چلاوے تمکو اگلون کی راہ اور تمکو معاف کرے
وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ۝ وَاللّٰہُ یُرِیۡدُ اَنۡ یَّتُوۡبَ عَلَیۡکُمۡ ۟ وَیُرِیۡدُ الَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الشَّہَوٰتِ
اور اللہ جانتا حکمت والا ہو اور اللہ چاہتا ہے کہ تمپر متوجہ ہو اور جو لوگ اپنے مزون کے پیچھے لگے وہ چاہتے ہین کہ

Marfat.com

اَنۡ تَمِیۡلُوۡا مَیۡلًا عَظِیۡمًا ۝ یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ یُّخَفِّفَ عَنۡکُمۡ ۚ وَ خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا ۝

کہ تم مڑ جاؤ راہ سے بہت دور اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان بنا ہے کمزور

یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمۡ ۔ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے بیان فرماتا ہو ف تمھارے دین کے شرائع اور تمھارے کامون کی مصلحتین۔
وَ یَہۡدِیَکُمۡ سُنَنَ ۔ طرائق الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ ۔ من الانبیار فی التحلیل والتحریم فتتبعوہم۔ اگلے لوگون سے مراد انبیار
علیہم السّلام ہین اور سنن یہی تحریم وتحلیل کی راہین آور معنے یہ کہ اللہ تعالیٰ بتاتا ہو تمکو راہین اگلے انبیا کی دربارہ تحلیل وتحریم کے
تاکہ تم انکی اتباع کرو مترجم کہتا ہو کہ شریعت آنحضرت صلعم کی شریعت مستقلہ ہے اگلون کی اتباع پر ہدایت نہین اِس راہ سے
کہ اگلون کی اتباع ہو سوائے بعض امور کے کہ وہ ہمارے شریعت مین بھی ویسے ہی ہین جیسے اِن بزرگون کی شریعت مین تھے پس ہم انکے
متبع براہ شریعت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہین نہ براہ اتباع شریعت انبیاے سابقین علیہم السلام کما ہو التحقیق عند المحققین
اور پوشیدہ نہین کہ اتباع سنن سابقین مین اگر کل سابقین تا آدم مراد ہین تو تحلیل وتحریم مین بڑا تفاوت ہو اور اگر بعض مراد ہین تو بلادلیل
تخصیص ہو اور علی ہذا سنن سے شرائع کے ارادہ مین بھی ماؤن وبہنون ودخترون کے حرام ہونے کی تخصیص بلادلیل ہے جیساکہ بعض نے ذکر کیا۔
اور اظہر معنے مین یون تھا کہ۔ چاہتا ہو اللہ تعالیٰ کہ صاف بیان فرماوے تمھارے لیے یعنے تمھارے شرائع ومصالح کو اور ہدایت دے تمکو
تمھارے دین کی ان راہون سے کہ تسے اگلون کو ہدایت دی۔ پس نصب سنن بمانند اغرا یا بلح یا مصدریت ہو اور اِس امت مرحومہ پر
احسان کثیر ہے کہ طرق ہدایت سابقین اِس امت کے لیے جمع زمانے واللہ اعلم ولیکن مفسرین نے معنے اول ہی لکھے۔ وَ یَتُوۡبَ عَلَیۡکُمۡ
یرجع بکم عن معصیۃ التی کنتم علیہا الی طاعۃ اور رجوع کردے تمکو ف اِس گناہ کے کام سے جسپر تم پہلے تھے اپنی فرمانبرداری کی طرف کو۔
وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ ۔ بکم۔ اور اللہ تعالیٰ علیم ہے ف تمھارے حال کا حَکِیۡمٌ ۔ فیما دبرہ لکم۔ حکیم ہے ف جو تمھارے واسطے
تدبیر مقرر فرمائی عین حکمت ہو۔ وَ اللّٰہُ یُرِیۡدُ اَنۡ یَّتُوۡبَ عَلَیۡکُمۡ ۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمپر رحمت کے ساتھ رجوع
فرماوے۔ وَ یُرِیۡدُ الَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الشَّہَوٰتِ اَنۡ تَمِیۡلُوۡا مَیۡلًا عَظِیۡمًا ۔ حالانکہ جو لوگ شہوات کے درپے
ہین وہ چاہتے ہین کہ تم بھی میل عظیم کرجاؤ ف حتیٰ کہ ان شہوات پرستونکی طرح مشرک بدکار ہوجاؤ۔ شہوات کی پیروی کرنیوالون سے
مراد یہود ونصاریٰ ومجوس ہین یا زناکار لوگ ہین۔ کمالین مین کہاکہ یہودی لوگ ان بہنون کو جو فقط باپ کی طرف سے ہوتی تھین حلال
رکھتے اور بھائی بہن کی بیٹیون کو بھی حلال جانتے تھے۔ اور بعض نے ذکر کیا کہ مجوسی دختر کو اور بعض احوال مین ماں کو حلال رکھتے تھے اور مراد
مجوس سے آتش پرست ایرانی جو زردشت کے دین پر تھے۔ اور شہوات سے یہان مراد وہ خواہشین ہین جو حرام وممنوع ہین نہ وہ خواہشین
جو مباح ہین اِسی سے ان لوگون کی مذمت ہو کہ شہوت پرست لوگ چاہتے ہین کہ ان تمیلوا الخ ای تعدلوا عن الحق بارتکاب ماحرم علیکم فتکونوا
مثلہم کہ تم بھی عدول کرو راہ راست سے بایں طور کہ مرتکب ہوان امور کے جو تمپر حرام کیے گئے تاکہ تم بھی انھین کے مثل ہوجاؤ۔ یُرِیۡدُ اللّٰہُ
اَنۡ یُّخَفِّفَ عَنۡکُمۡ ۔ فیسہل علیکم احکام الشرع۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہو کہ تمپر تخفیف کرے ف یعنے شرع کے احکام تمپر
آسان کردے چنانچہ البتہ اللہ تعالیٰ نے آسان کردیے کما قال ویضع عنہم اصرہم۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین ملت حنیفیہ سہلہ کے
ساتھ بھیجا گیا ہون۔ وَ خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا ۔ لایصبر عن النسار والشہوات اور انسان تو ضعیف پیدا کیا گیا ہو ف
یعنے ایسا کمزور ہو کہ اسکو عورتون وخواہشون سے صبر نہین ہوتا ہو پس ضعیف یعنے آنکہ عاجز ہو اپنے نفس پر صبر کی قدرت نہین رکھتا

اورنیزیہ

اور بعض نے کہا کہ اصل خلقت مین ضعیف ہی کیونکہ مار مہین نطفۂ ضعیف سے پیدا ہی - اور سعید بن المسیب رض باوجود اسّی برس کے سن ہونے کے عورتون کے فتنہ سے خائف تھے اور حدیث مین یہ مضمون ہی کہ مرد قوی دلیر جو ادائے شرائع پر مضبوط ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہی - اور مجاہد وغیرہ نے فرمایا کہ قولہ خلق الانسان ضعیفا پس تخفیف اسکے واسطے مناسب ہوئی کیونکہ فی نفسہ بھی ضعیف اور اسکا عزم وہمت بھی ضعیف اور یہ ہر دو قول اول کو جامع ہی اور ابن عباس رض نے فرمایا کہ عورتون کے معاملہ مین ضعیف ہی (رواہ ابن ابی حاتم) اور قصۂ معراج مین جو صحیح وغیرہ مین ہے جب آنحضرت صلعم کی امت پر پچاس نمازین فرض ہوئین اور سال بھر کے روزے اور موسیٰ علیہ السلام کے پوچھنے پر آپ نے بیان فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ اپنے پروردگار کی طرف رجوع لاوین اور اس سے تخفیف کی درخواست کرین کیونکہ آپ کی امت ضعیف ہے اسکی طاقت نہین رکھتی - مین نے آپ سے پہلے لوگون کو اس سے کمتر سے امتحان کیا مگر وہ عاجز ہو گئے اور آپ کی امت کا تو یہ حال ہی کہ انکے کان و آنکھین و دل زیادہ ضعیف ہین تا آخر حدیث - ہکذا اوردہ ابن کثیر اھ توجیہ مناسب یہ ہی کہ اللہ عزوجل نے جنس انسان کو ضعیف پیدا کیا پھر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ ضعیف الخلقت ہی فافہم - اور یہ آیات منجملہ اُن آیات کے ہین جنکے فضائل ابتدائے سورہ مین حضرت ابن عباس رض وابن مسعود سے مذکور ہو چکے ہین (التنبیہ) قال المترجم اسی سے بعض فقہانے استدلال کیا ہی کہ تتبع رخص مطلقا جائز ہی یعنے تلاش کرکے چھانٹ چھانٹ کے وہ افعال اختیار کرنا جو شرع مین آسان اور وہانتک رخصت ہی اگرچہ اس سے زیادہ مشقت کا عمل عزیمت ہی مثلاً بعض کے نزدیک سفر مین روزہ رکھنا عزیمت ہی اور نہ رکھنا وقضا کرنا رخصت ہی ایسے ہی دیگر مسائل ہین اور دارمی رح نے آثار صحابہ سے روایت کیے کہ پاکیزہ صفات بے تکلف آسان کرنیوالے شرع کے تھے اور حدیث صحیح مین ہی کہ تم لوگ آسانی کرنیوالے کیے گئے ہو اور سختی کرنیوالے نہین کیے گئے ہو - اور یہی سلف رضی اللہ عنہم سے عام کیواسطے معروف ہی اور توضیح مترجم نے عین الہدایہ مین لکھی ہے

ف اشارات العرائس مین ہی کہ قولہ تعالیٰ یرید اللہ لیبین لکم - یعنے جو علوم غیبی والہام الٰہی وحقائق شریعت تمپر مشکل ہو گئے ہین انکو تمھارے قلوب کے واسطے مصرح فرما دے تاکہ مریدین تمھاری پیروی کرین و رصادقین تمسے استفادہ حاصل کرین اور بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ تمھارے امور سے تمھاری طرف کوئی امر بھی محول نہین ہی قال المترجم اشارہ اس طرح نکلا کہ اللہ عزوجل نے جمیع شرائع ومصالح کا بیان اپنی طرف سے رکھا تو اشارہ ہی کہ انکو خود کسی امر مین اہتدا نہین ہی - اور حضرت استاد رح نے فرمایا کہ تمکو کشف فرماوے اپنے اسرار تاکہ جو تمھارے غیرون پر پوشیدہ رہے وہ تمکو حاصل ہون قال المترجم یہ جو معنے معروف ہین کہ علماے امت محمدی علی صاحبہا افضل الصلوۃ والسلام بمانند انبیاے بنی اسرائیل ہین یہ معنے صحیح ہین اگرچہ اس کو حدیث کہنا موضوع ہے ولیکن یہ معنے اخبار صحیحہ سے استنباط ہوے ہین اور معنے اسکے یہ نہین ہین کہ انکو مرتبۂ نبوت مین انبیاے سابقین علیہم السلام سے مساوات ہی کیونکہ یہ علاوہ بے ادبی وگستاخی کے خود غلط ہی کیونکہ نبوت اختیار ازلی تھی اور وہ فضل الٰہی محض تھا اور حکمت وحقائق امور سے اللہ تعالیٰ ہی داناتر ہے کہ وہ اپنی رسالت کہان رکھتا ہی بلکہ معنے اسکے یہ ہین کہ انکشاف وظہور علوم مین یہ لوگ انکے مانند ہین اور یہ مستبعد نہین کیا تو نہین دیکھتا کہ خضر علیہ السلام کی نبوت مین علما مختلف ہین باوجودیکہ انکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک علم حاصل تھا جو نبی اولوا العزم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حاصل نہ تھا وقد قال تعالیٰ وعلّمناہ من لدنا علما - پس شیخ اکبر نے فصوص وفتوحات وغیرہ مین صریحًا ودلالۃً بیان کیا کہ ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام اتم واکمل ہی وعلوم غیب مین سے جہانتک بندون کو اطلاع دینا ارادۂ قدیم حضرت عزت عزوجل مین مقرر ہوا تھا وہ تمام وکمال آنحضرت صلعم کو منکشف ہوے اور وہ بمرتبۂ نبوت حقائق تھے اور آپ کے قدم پر جو ہر زمانہ مین ایک خاص ولی ہوتا ہی اسکو بمرتبۂ ولایت انکشاف ہوتا ہے

اور یہ آیۂ کریمہ ـ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی سے اسکا اشارہ بیانات لطیف و وجوہ معقول سے ذکر فرمایا اور حدیث جسمین بیان ہی کہ
مالک نے ایک مکان نہایت پاکیزہ بنایا اور اسمین ایک اینٹ کی جگہ ناقص چھوڑ دی تو لوگ اسکے گرد پھر کر اسکی خوبی پر تعجب کرتے اور خالی اینٹ کا
حال منکشف ہوتا تھا اور اسکو آنحضرت صلعم نے اپنی ذات مقدس سے پورا ہونا بیان فرمایا اس مثل سے یہ اشارہ اظہر منکشف ہی بس کرامت آنسرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم پر وہ مقامات منکشف ہوے جو اورونپر منکشف نہوے تھے **قولہ** ویہدیکم سنن الذین من قبلکم سنن سابقین سے اشارہ یہ کہ انبیا علیہم السلام کے معارف کی
راہین اور صفیا کے کواشف و انکے مقامات و حالات و ریاضات کے طریقے بعض نے کہا کہ انبیا و صدیقین کی راہین ان بزرگونکی راہین یہ ہین کہ تفویض و تسلیم اور
مقدور پر رضا خواہ انکو خوش آوے یا ناگوار گذرے یعنے اخلاق حمیدہ انکی راہین ہین **قولہ** واللہ یرید ان یتوب علیکم مترجم کہتا ہی کہ یہان ناقص آدمی کو وہم
گذرتا تھا کہ اللہ تعالی ارادہ فرماتا ہو زمانہ حال مین حالانکہ اسکا ارادہ قدیم ہی یہی بات ہو تو شیخ نے اثنا بیان مین اسکو بھی دفع کردیا کہ ارادۂ الٰہی قدیم ہی
اور ہماری لغزش و خطاکاری حادث ہی اور ہمارے گناہ سے مراد یہ ہی کہ ہمارا اسکی طرف رجوع کرنا باین صفت ہو کہ وہ پاک بے نیاز ہمپر استقبال
فرماوے اور یہ اسکی کمال محبت اپنے بندونکے ساتھ ازل ہی مین ہی شیخ قصر آبادی نے فرمایا کہ تیرے واسطے اسنے توبہ کا ارادہ فرمایا پس تجہپر رجوع
کیا اور اگر تو اپنے نفس کے واسطے ارادہ کرتا تو شاید محروم ہوتا **قولہ** تعالی یرید اللہ ان یخفف عنکم ـ یعنے تم سے معصیت کے بوجھ ہلکے
فرماوے بشرطیکہ تم اسکے احکام کو اسکی مراد کے موافق بجالاؤ ـ اور جان رکھنا چاہیے کہ جب بندہ قبول حکم الٰہی کیواسطے اسکی طرف رجوع کرتا ہے
تو اسکا نفس اسپر بوجھ ہو جاتا ہی یعنے یہ تو بہت گران ہی پھر جب بندے نے اللہ تعالی کے بھروسے پر صبر کیا اور ثابت رہا اور بندگی بجالایا تو
اللہ تعالی اس سے یہ نفس کا بوجھ دور کرکے ہلکا کردیتا ہی یہانتک کہ اللہ تعالی کی عبادت اسپر ہلکی ہو جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا
وانہا لکبیرة الا علی الخاشعین ـ پھر اللہ تعالی کی طاعت و حکم اور فرمان کے ساتھ ربوبیت کا بوجھ ہی چنانچہ فرمایا (انا سنلقی علیک قولا ثقیلا)
پس اللہ تعالی اپنے عارف بندے سے مقام مشاہدہ مین عبودیت و ربوبیت دونون کا بوجھ اٹھا دیتا اور دونون اسپر آسان کردیتا ہے
اور اپنی خاص قوت سے اسکے لیے برداشت دیتا ہی ـ فرمایا اللہ تعالی نے (علم ان سیکون منکم مرضی) اور فرمایا ـ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن
لتشقی) اور اسکی تصدیق ہی قولہ خلق الانسان ضعیفا ـ اور بعض نے فرمایا کہ اشارت یہ ہی کہ اللہ تعالی چاہتا ہی کہ تمپر سے بوجھ ہلکے کردے
کیونکہ او تعالی دانا ہی کہ تم ضعیف و جاہل ہو ـ اور بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالی چاہتا ہی کہ تمپر سے وہ بوجھ ہلکا فرماوے جو تمنے اپنی جہالت سے
اُٹھایا یعنے بہت بھاری امانت جو اُٹھالی ہی اسکا بار گران آسان فرماوے **قال المترجم** اللہ تعالی نے آگاہ فرمایا (انا عرضنا الامانة علی السموات
والارض والجبال الآیہ ـ جسکا حاصل یہ ہی کہ اس امانت کو انسان ظلوم و جہول نے یعنے جو اپنی جان پر سخت ظالم ہی اور کمال جاہل ہی اس بار امانت
کو اُٹھا لیا اب بمقتضاے کرم عمیم و لطف قدیم کے اشارہ فرمایا کہ تمنے اس بار امانت کو اُٹھایا مگر جہالت ہی کہ قدیم کو حادث کی وجہ سے نہین
اُٹھا سکتا ہی یہ تمہاری جہالت تھی مگر ہم تخفیف کرتے ہین اور یہ ارادہ قدیم تھا اور چونکہ تخفیف کی رحمت خاص اس امت کے ساتھ ہی اور دلائل
اسکے خود احادیث صحیحہ مین کثرت سے موجود ہین اسی سے اس امت کو امت مرحومہ کہتے ہین اور کہا جاتا ہی کہ تم سے امانت گران کی تکلیف ہلکی
کرنا چاہتا ہی اور کہا جاتا ہی کہ تمسے مجاہدہ کرنے کے رنج و مشقت کو تمہارے دلون پر انوار مشاہدات منور کرکے ہلکا فرماوے **قولہ** تعالی
وخلق الانسان ضعیفا ـ یعنے واردات غیبی اور سطوات مشاہدہ و کشف صفات کے تحمل سے ضعیف ہی یعنے غیب کے علوم سے جو اسپر
وارد ہوتے ہین اور مشاہدہ و صفات کی تجلیات اٹھانے سے ضعیف ہی اور ضعف یہ ہی کہ حیران و متحیر ہو جاتا ہی اور چیخنے چلانے لگتا ہے
اور وجد و حال لاتا ہی ـ اور بعض نے فرمایا کہ راے و عقل اسکی ضعیف ہی سوا اسکے اپنے خاص خاص انسانون کے جنکو نور یقین سے مدد

لمی ہی تو انکو قوت خود نہین بلکہ نور یقین سے ہے یعنے یہ صادق ہی کہ کل انسان ضعیف ہین الا بقوت ہدایت الہی (عس) بالجملہ تعلقات معیشت وبسر اوقات بھی انسان کے لیے لازمی ہین جیسے ذاتی اعتقادات وطاعات فرض ہین پس تعلقات مین اول نکاح ہی تو نکاح بمال کے مسائل ذکر فرمائے اور اسمین اصلی نیت بیان فرمائی پھر میراث کا حکم دیا پھر باہمی تجارت وقرضہ ورہن وغیرہ کو آیات مین بیان کیا تاکہ صلاحیت وسداد سے عدل قائم رہے بقولہ تعالی

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ
اے ایمان والو مت کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس مین ناحق مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی
تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ
رضامندی سے اور نہ خون کرو آپس مین اللہ تعالی تمپر مہربان ہے اور جو کوئی یہ کام کرے
عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝
تعدی سے اور ظلم سے توہم اسکو آگ مین ڈالینگے اور یہ اللہ تعالی پر آسان ہی

مفسرین نے لکھا کہ اللہ تعالی عزوجل نے مہر وعورتون وانمین حرام وفحش باتونسے ممانعت کے بعد دیگر امور کے محرمات کو بیان فرمایا ازانجملہ ایک دوسرے سے مال لینا فقال تعالی يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ - اے ایمان والو باہم ایک دوسرے کا مال مت کھایئو بطور باطل فہذا انہ بالحرام فی الشرع کالربا والغصب یعنے باطل سے مراد حرام ہے - یعنے جس طریقہ کو شرع نے حرام کیا ہی اسطرح مت کھاؤ جیسے سود لینا یا دوسرے کا مال غصب کر لینا - اور حرام شامل ہی مکروہ تحریمہ کو بھی کیونکہ اسکا ترک بھی واجب ہی اور کھانے کی ممانعت سے مراد مطلقاً حاصل کرنے ولینے سے ممانعت ہی اور ذکر کھانیکا اسوجہ سے کہ غالبًا مال لینے سے یہی مقصود ہوتا ہے چنانچہ ہمارے محاورہ مین بولتے ہین کہ حرامخوری مت کرو - اور بینکم سے مراد یا تو یہ کہ مسلمانون کے درمیان آپسمین اور یہی ظاہر ہی یا مطلقًا تمام آدمیون سے مراد ہو کیونکہ باطل طور پر کافر کا مال بھی کھانا حرام ہی پس حنفیہ پر تو وارد نہین ہوتا کہ بینکم کی قید سے مفہوم مخالف یہ نکلتا ہی کہ کافرون سے باطل طور پر لینا روا ہی اسوجہ سے کہ حنفیہ مفہوم مخالف کے قائل نہین ہین اور شافعیہ پر وارد ہوتا ہی مگر جواب یہ ہی کہ یہ قید نہین بلکہ بطریق غالب ہی یا مفہوم مخالف جب معتبر ہی کہ شرائط موجود ہون اور یہان جب مسلمانون مین جو بمنزلہ ایک جان ومختلف قالب کے ہین یہ روا نہین تو کفار سے بدرجہ اولی ناروا ہی یا یہ کہ حرمت ربوا وغیرہ عام ہے پس مفہوم مخالف نامعتبر ہی جبکہ نص صریح ممانعت کی موجود ہی پس جسنے یہان سے یہ نکالا کہ کافرون سے دار الاسلام مین سود لینا روا ہی وہ سخت جاہل ہے اور اسنے بڑی غلطی کی اور ہرگز اسکا قول قبول نہین اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو دوزخی ہی - اور واضح رہے کہ غصب امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک گھر وباغ وزمین وغیرہ مال غیر منقول مین جاری نہین ہوتا ہی اور انکے شاگردون مین سے بعض نے خلاف کیا ہی شیخ ابن کثیر نے کہا کہ شرعی اکثر حیلے جنسے مقصود حرام خوری ہی اسی مین داخل ہین کیونکہ اللہ تعالی جانتا ہی کہ حیلہ ساز کا مقصد یہی ہی اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً ایک کپڑا خریدا اور کہا کہ راضی ہونگا تو لے لونگا ورنہ کپڑا اور ایک درم تجھکو واپس دونگا تو فرمایا کہ یہ بھی اکل بالباطل مین شامل ہی دیکھا روا ابن جریر - مترجم کہتا ہی کہ ایک مسئلہ مذکور ہے کہ زید نے عمرو سے دس روپیہ قرض چاہے عمرو نے ایک کپڑا کہ جس کی قیمت دس روپیہ تھی اسکے ہاتھ بیچا اور دس روپیہ سے کم کو اس سے خریدا مثلاً آٹھ روپیہ کو خریدا اور اپنے پاس سے اسکو آٹھ روپیہ دیے

پس اسپر دس روپیہ کپڑے کی قیمت باقی رہی۔ اس مسئلہ کو بعض نے جائز کہا ہو ولیکن اصح قول پر یہ بھی اسی باطل حرام خوری مین داخل ہو
اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہو۔ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہو کہ یہ آیت قیامت تک منسوخ نہین ہو رواہ ابن ابی حاتم والطبرانی قال
السیوطی (بسند صحیح) اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی اور عکرمہ وحسنؒ سے بھی مروی ہو کہ جب یہ آیت اُتری تو لوگون نے حرام تصور
کیا کہ کسی کے یہان کھاوین پس سورۂ نور کی آیت اُتری ۱۲ ولا علی انفسکم ان تاکلوا من بیوتکم الآیۃ۔ اور یہی قول قتادہ سے مروی ہو ۱۲ اِلَّا۔ لکن
اَنۡ تَكُوۡنَ۔ تقع۔ تِجَارَةً۔ وفی قراءۃ بالنصب ای تکون الاموال اموال تجارۃ صادرۃ۔ عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡكُمۡ۔ وطیب
نفس فلکم ان تاکلوہا الا بمعنے لکن ہو اور استثنا منقطع ہو کیونکہ اکل باطل سے تجارت کا استثنا نہین ہو سکتا کیونکہ وہ اکل باطل کی جنس سے
نہین اور نیز الا واقع ہو ان تکون پر یعنے الا کون تجارۃ اور کون ایک معنے ہین یہ مال پس الا بمعنے لکن ہوگا اور ان تکون بمعنے ان تقع ہو یعنے کان
تامہ ہو پس تجارۃ بالرفع ہو جیسے کہ سوائے قرار کوفہ کے باقیون کی قراءۃ ہو اور اہل کوفہ کے قراءۃ مین تجارۃً بنصب ہو پس الاموال۔ اسکا اسم
اور اموال تجارۃ اسکی خبر ہوگی۔ بہرحال قولہ عن تراض متعلق صادرۃ کے ہوکر تجارۃ کی صفت ہو اور معنے یہ کہ دلیکن یہ کہ تجارت ہو جو صادر ہوئی ہو
تمہاری رضامندی سے) یعنے خوشی خاطر سے تو اس صورت مین جو مال ملے وہ کھانا روا ہی۔ اور منکم مین یہان بھی وہی تاویل ہونا چاہیے جو مذکور
ہوئی کیونکہ تجارت مین تراضی ہونا شرط ہو خواہ مسلمان کے ساتھ ہو یا کافر کے ساتھ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فقط تجارت کو منصوص فرمایا
حالانکہ ہبہ وصدقہ وغیرہ دیگر سببون سے جو مال ملے وہ بھی حلال ہو تو اس سبب سے کہ غالبًا اسی طور سے حاصل ہوتا اور یہ اکثری طریقہ
تحصیل مال کا ہو اور اسی کو اہل مروت اختیار کرتے ہین بخلاف صدقہ لینے کے اور ہبہ خواستگار ہونے کے لہذا تجارت کو منصوص فرمایا
اور باقی اقسام جائز ہین بھی یہی حکم ہو اور لغت مین تجارت بمعنے معاوضہ ہو اور شرع مین بیع یہ ہو کہ مبادلہ کرنا مال کا مال سے آپس کی
رضامندی کے ساتھ۔ پس لغت مین عام ہو کسی طور پر معاوضہ ہو اور شرع مین قید تراضی ہو اور مال ضرور ہو کہ عقد کرنے والے کے حق مین
معتبر ہو نہ جیسے مردار و خون کہ انکی بیع باطل ہو اور دیگر شرائط کا محل کتب فقہ ہین مگر یہ معلوم کرنا چاہیے کہ تراضی یعنے دونون طرف سے
رضامندی ہونا شرط ہو اور رکن اسکا ایجاب وقبول ہو پس ایجاب وقبول کے ساتھ تراضی خواہ ابتدا مین یا انتہا مین لابدی چیز ہو اور
اللہ عزوجل نے اسکو یہان منصوص فرمایا پس ظاہر ہوا کہ جس مبادلہ مین تراضی ابتدا وانتہا مین نہو تو بیع صحیح نہوگی اور بیع اکراہ خارج ہوگئی
یعنے زید نے عمرو پر زبردستی کی کہ خالد کے ہاتھ اپنا غلام مثلاً فروخت کرے ورنہ قتل کرونگا پس اسنے باکراہ بیع کی تو بیع نہوگی کیونکہ تراضی
جانبین سے نہین ہو مدارک مین ہو کہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہو کہ بیع تعاطی جائز ہے یعنی لین دین ہاتھون ہاتھ بدون گفتگو کے ہونا مثلاً ایک
باغبان نے دس دس آم کی ڈھیریان لگائی ہین پھر ایک شخص نے آکر ایک پیسہ اسکو دیا اور ایک ڈھیری لے لی اور باغبان نے پیسے لیا
اور وہ ڈھیری اُٹھانے دی تو یہ بیع تعاطی ہوگئی اگرچہ دونون نے زبان سے کچھ نہین کہا پھر کہا کہ نیز دلالت ہو کہ بیع موقوف مین جب اجازت
پائی جاوے تو جائز ہو یعنی مثلاً زید نے بدون اجازت عمرو کے اسکا غلام کسی شخص کے ہاتھ فروخت کردیا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک بیع موقوف
ہو پھر اگر عمرو نے اجازت دیدی تو بیع ہو جائیگی ورنہ باطل ہو شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اسی آیت کریمہ سے شافعیؒ نے استدلال کیا کہ بدون
قول صریح کے بیع نہین جائز ہو کیونکہ صریح تراضی بقول ہو بخلاف تعاطی (لین دین دست بدست ۱۲) کے کہ وہ کبھی رضامندی پر دلالت نہین کرتا حالانکہ تراضی ضرور ہے
شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ امام شافعیؒ نے اسمین امام مالک وابوحنیفہ واحمد وجمہور فقہا سے اختلاف کیا کیونکہ جمہور کے نزدیک جیسے اقوال کی
دلالت رضامندی پر ہوتی ہو ویسی ہی افعال کی دلالت بھی رضامندی پر ہوتی ہو پس انکے نزدیک بیع تعاطی مطلقاً صحیح ہے اور بعض نے

انھین سے کہا کہ حقیر چیزون مین بیع تعاطی روا ہی مترجم کہتا ہو کہ شیخ کرخی رح حنفیہ مین سے اسی طرف گئے ہین حالانکہ امام محمد نے اصل مین مطلقاً جواز پر تنصیص کی ہو اور شیخ ابن کثیر رح نے اسکی توجیہ یہ کی کہ محققین مذہب نے بعض وجوہ خارجی سے بنظر احتیاط ایسا کہا ہے ۔ پھر شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ پوری تراضی جب ہو کہ خیار مجلس ثابت ہو ۔ یعنے بعد بیع کے جبتک دونون جدا و متفرق نہین ہوے ایک ہی جلسہ مین موجود ہین تب تک ہر ایک کو اختیار ہو کہ بیع توڑ دے اور حدیث مین ہو کہ ہر دو بیع کرنیوالے اختیار رکھتے ہین تا وقتیکہ باہم متفرق ہون کما فی الصحیحین وغیرہ اور ابن عمر رض سے مروی ہو کہ انکو جب کوئی بیع مرغوب ہوتی تو وہان سے چند قدم جاکر پھر جی چاہتا تو واپس آئے تاکہ دوسرے کو بیع توڑنے کا اختیار نہ رہے کما فی الصحیح ایضاً ۔ اور یہی شافعی و ثوری و اسحٰق وغیرہ کا مذہب اور ایک جماعت صحابہ و تابعین سے مروی ہو اور امام مالک و ابو حنیفہ رح نے کہا کہ بیع کا تمام ہونا یہ ہو کہ باہمی رضامندی و زبانی گفتگو سے ایجاب و قبول پورا کردین اور بعد اسکے پھر کسی کو خیار مجلس نہین رہتا ہو سوا خیار شرط و خیار عیب و خیار رویت کے کہ یہ باقی رہتے ہین ۔ مدارک مین کہا کہ آیت کریمہ بھی دلالت کرتی ہو کہ بعد تراضی بایجاب و قبول کے خیار مجلس نہین ہو کیونکہ آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بعد تراضی کے کھانا حلال ہو یعنے اگر مثلاً زید نے عمرو سے چار آم ایک پیسے کو برضامندی جانبین خریدے تو اب انکو کھا سکتا ہو اگرچہ اسی مجلس مین ہو پھر یہ قید لگانا کہ بعد تراضی کے اسوقت کھا سکتا ہو کہ مجلس سے جدا ہو جاوے یہ نص پر زیادتی ہو ۔ اگر کہا جاوے کہ زیادتی تو حدیث مذکور سے ہو تو دو جواب ہین اول آنکہ نص کتاب اللہ پر بدون حدیث متواتر یا مشہور یا دوسری نص قطعی کے زیادتی نہین جائز ہو دوم آنکہ حدیث کے معنے یہ ہین کہ بائع و مشتری دونون کو اختیار ہو کہ جبتک آپسمین تفرق نکرین تب تک ہر ایک کو اختیار ہو کہ دوسرے کے کہنے کو قبول کرے یعنے مثلاً زید نے عمرو سے کہا کہ یہ چیز ایک روپیہ کو مین نے تیرے ہاتھ بیچی اگر عمرو نے اختلاف و تفرق نکیا کہ مین نہین قبول کرتا یا مجھے نہین چاہیے یا اتنے کو نہ لونگا تب تک اسکو اختیار ہو کہ چاہے قبول کرلے اسی مجلس مین ۔ اور نیز زید کو بھی اختیار ہو کہ عمرو کے قبول سے پہلے اپنے ایجاب سے رجوع کر جاوے ۔ اور تمام کلام فقہ مین ہو ۔ اگر کہا جاوے کہ جا کر مین تین روز کے خیار کی شرط کرنا بالاتفاق روا ہو پھر وہ بھی نص پر زیادتی ہوگی تو جواب یہ ہو کہ نہین بلکہ قبول یا ایجاب خود مشروط بشرط خیار ہوتا ہو پس وہ تمام نہین ہوا ہو کیونکہ مثلاً خریدار نے کہا کہ اس شرط سے قبول کرتا ہون کہ مجھے تین روز تک خیار ہو تو ہنوز قبول تمام نہین ہوا ہو کما لا یخفی ۔ ولیکن شافعیہ وغیرہ کہہ سکتے ہین کہ ایجاب قبول پایا گیا لیکن ابھی لزوم نہین ہوا جبتک دونون جدا نہو جاوین جیسے تم بھی کہتے ہو کہ بعض بیع منعقد ہوتی حالانکہ لازم نہین ہوتی ہو اور حق یہ ہو کہ اس مسئلہ مین جانبین سے اجتہادی دلائل موجود ہین جیسے اجتہادی مسائل کا قاعدہ ہو اور ترجیح کے واسطے تحقیق یہ ہو کہ شریعت عامہ یہی انفق ہو کہ ایجاب و قبول بتراضی سے بیع تمام ہو جاتی ہو اور خیار مجلس نہین رہتا ہو لیکن یہ تقوی نہین ہو کہ جانبین سے اگر اسی مجلس مین ایک اس بیع کو فسخ کرے تو نہ مانے بلکہ اختیار دیدے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اسی تقوی پر تھے بلکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو وہ حدیث نہین پہونچی جسمین عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مرفوعاً یہ بھی ممانعت ہو کہ جدا ہو کر بیع لازم نہ کرے بلکہ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ تو اپنے ساتھی سے کہتے کہ میرے نزدیک دامون سے یہ متاع مرغوب ہو پس تو پسند کرلے ۔ نکتہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے واسطے پسند کرے وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے " لہذا اس سے کہتے کہ مین تو اس متاع کو پسند کرتا ہون پس حاصل یہ ہوا کہ عوام تو ہر روز جھگڑے لاوین اگر خیار مجلس یا دین ولیکن اہل تقوی کو چاہیے کہ ہمیشہ ایسی رضامندی کو مقدم رکھا کرین واللہ تعالی اعلم ۔ الحاصل شرع نے حلال طریقہ سے مال کھانیکی اجازت دی اور منع کیا کہ باطل طریقون سے ایک دوسرے کے مال مت کھاؤ ۔ **وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ** ۔ اور اپنی جانونکو مت مار ڈالو ف بارتکاب ما یؤدی الی ہلاکہا ایاما کان فی الدنیا والآخرۃ یعنے اپنی جان کے دشمن اسطرح مت ہو جاؤ کہ ایسے امور کے مرتکب ہو جس سے انجام کو خواہ دنیا ۔۔ یا آخرت مین تمھارے نفس کی ہلاکت ہو

Marfat.com

مثلاً زنا کروگے تو سنگسار ہوکر دنیا ہی مین ہلاکت ہی اگر دل مین منافق رہو تو قبر مین عذاب ہو۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا
فی منعہ لکم من ذلک۔ اللہ تعالیٰ تمپر مہربان ہی ف کہ اسنے تمکو اس سے منع فرمایا۔ اور بعض نے کہا کہ لاتقتلوا انفسکم سے یہ مراد ہی کہ ایک
دوسرے کو قتل مت کرو یعنے ناحق اور انفسکم اسلیے کہا کہ وہ دین اسلام مین متحد مثل ایک جان کے ہین اور اشعار ہی کہ بھائی مسلمان کو قتل کرنا
گویا اپنا قتل ہی اور ایذان ہی کہ انکو چاہیے کہ ایسے متحد رہین آپس مین جیسے ایک جان۔ اور بعض نے کہا کہ خاص اپنی جان کو ہتھیار مار کر یا زہر وغیرہ
کھاکر قتل کرنے سے ممانعت ہی اور بعض نے کہا کہ گناہ سمیٹنے سے ممانعت ہی کہ انجام کار آخرت مین اپنی جان کی ہلاکت ہی مفسر نے اشارہ کیا کہ آیت
کریمہ ان سب کو شامل ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ تمپر مہربان ہی یہ دلیل ہی کہ ایسے اعمال کرو جن سے رحمت حاصل ہو نہ ہلاکت۔ اور عمرو بن العاص رض سے
روایت ہی کہ جب ذات السلاسل کے جہاد مین آنحضرت صلعم نے عمرو بن العاص کو بھیجا تو خود روایت کرتے ہین کہ مجھے رات مین احتلام ہوا اور
سخت سردی تھی تو مین ڈرا کہ اگر نہاؤنگا تو اپنی جان کا قاتل ہو جاؤن پس تیمم کرکے صبح کی نماز مین نے ساتھیون کو پڑھائی پھر جب مدینہ مین
آئے تو حضرت صلعم نے لوگون سے حال پوچھا تو لوگون نے عرض کیا کہ عمرو نے ہمسے اچھی طرح سرداری کا برتاؤ کیا سوا اسکے کہ ہم کو جنابت کی
حالت مین نماز پڑھائی تو آپ نے فرمایا کہ ای عمرو تونے جنابت مین ساتھیون کو نماز پڑھائی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سخت سردی کی رات
مین مجھے احتلام ہوا مین ڈرا کہ اگر نہاؤن تو خودکشی کرون اور قول اللہ تعالیٰ۔ ولاتقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما۔ مجھے یاد آیا سو مین نے تیمم
کرکے ساتھیون کو نماز پڑھائی ہی پس حضرت صلعم ہنس دیے اور کچھ نہین کہا سوا اسکے کہ ارے فقیہ عمرو بن العاص (رواہ احمد وابوداؤد
ونحوہ ابن مردویہ) اور ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جسنے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کیا قیامت مین
اسی سے عذاب کیا جائیگا۔ (رواہ الجماعۃ) اور جریر بن عبداللہ البجلی رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم سے اگلون مین سے ایک مرد کے
زخم تھا اسنے چھری سے ہاتھ کاٹ ڈالا پس خون بند نہوا یہانتک کہ مرگیا تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اس بندے نے میری طرف خود مبادرت
کی مین نے اسپر جنت حرام کردی (کما فی الصحیحین) یعنے اب سزا اٹھاکر جاوے انشاء اللہ تعالیٰ۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ۔ لے ما نہی عنہ
اور جسنے ایسا کیا ف یعنے ایسا فعل کیا جس سے ممانعت کردی ہی۔ عُدْوَانًا۔ تجاوزاً للحلال۔ بحالت عدوان یعنے درحالیکہ حلال سے
تجاوز کرنے والا ہی۔ وَّظُلْمًا۔ اور درحالیکہ ظالم ہی ف اپنے نفس پر یعنے جسنے ظلم وعدوان سے ایسا فعل کیا جس سے ممانعت
کی گئی ہے حتی کہ وہ اپنی جان پر خود ظلم کرنے والا ہوگیا تو شرع کی طرف سے بھی اسکا لحاظ نہوگا بلکہ جو کچھ اسنے اپنی جان پر کیا ہے اسکو
بھگتے۔ بارتکاب ممنوع ہوجاسکے کہ نفس کو معرض عذاب مین ڈالا۔ فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ۔ پس اب ہم اسکو داخل کرینگے۔ نَارًا
یحترق فیہا۔ ایسی آگ مین جسمین جلتا رہیگا ف اور یہ بعید مت سمجھو۔ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا۔ ہینا۔ اور یہ امر اللہ
تعالیٰ پر آسان ہی ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ولاتقتلوا انفسکم۔ اور واضح ہو کہ نفس کو قتل کرنا مجاہدہ وریاضت مین محمود
ہی پھر یہان مقام عالیہ مین کیا اشارہ اگرچہ مقام ابتدا مین تو تفسیر معلوم ہی جواب یہ ہی کہ یہ خطاب ان اولیا کو ہی جو اہل غایت فی الانس
در روح وبسط ہین یعنے اپنے نفوس مطمئنہ کو مجاہدات وریاضات سے مت قتل کرو اور اپنے قلوب رقیق حاشیہ پر جہالت کی مشقت مت ڈالو
اور اپنی ارواح کو ایسے امور سے ایذا مت دو جو مبتدی لوگون کو لائق ہین اسواسطے کہ یہ امور ارواح عاشقہ کو عالم مشاہدہ مین سیر کرنے
سے روکتے ہین اور ابر کی طرح گھر کر اسنے آفتاب نوار مکاشفہ کو چھپا دیتے ہین اور تصدیق ہی اسکی قولہ تعالیٰ ان اللہ کان بکم رحیما۔ یعنے
ہر امر مین اپنے اولیا پر مہربان تھا کہ مقام مشاہدہ مین انپر سے بھاری بوجھ ہلکے کردیے اور انکے دلون کو اپنے انس سے راحت دی تو نہین

دیکھتا کہ کیونکر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر سے امر عبودیت آسان کر دیا چنانچہ فرمایا۔ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی۔ تمام رات کا قیام تہجد منسوخ کر دیا اور انہیں ظاہر کر دیا کہ قرب و وصل الٰہی حضرت حق تعالیٰ کی رحمت سابقہ سے متعلق ہی کچھ نفوس کی کثرت مجاہدات پر نہیں ہی اہل ابتدا کے لیے اشارہ یہ کہ اپنی فرشتہ خصلت روحونکو نفوس امارہ شیطانیہ کی پیروی سے ہلاک مت کرو اسواسطے کہ نفس امارہ شیطانیہ جب اپنی خواہشون سے سر اٹھاتی ہی اور اسکو غلبہ ہوتا ہی تو نفس روحانیہ کو اسکے پڑوس سے سخت آزار پہونچتا ہی اور معصیت کی تاریکی سے اسکو پردہ مین ڈالتی ہی۔ اور بعض نے فرمایا کہ اپنے نفس کو اسطرح ہلاک مت کرو کہ مخالفت احکام کے مرتکب ہو اور یا اپنی طاعات کو کچھ سمجھو شیخ محمد بن الفضل رح نے فرمایا کہ اپنے نفوس کو اسطرح ہلاک مت کرو کہ نفوس کو اسکی خواہشون پر چھوڑ دو۔ اور حضرت فضیل بن عیاض رح نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے حظ نفس سے غافل مت ہو جو شخص اپنے حظ نفس سے غافل ہوا اسنے گویا اسکو قتل کر ڈالا اقال المترجم حظ نفس سے مراد یہ کہ ہر نفس کیواسطے حصۂ آخرت ہی اور عام مین جو حظ نفس یعنے خواہش نفس ہی وہ مراد نہین ہی۔ اور بعض نے کہا کہ اپنے نفس کو اسطرح مت ہلاک کرو کہ اسکو کچھ ملاحظہ مین لاؤ یعنے مین کوئی چیز ہون۔ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اسکے معنے یہ ہین کہ اپنے نفوس سے غافل مت ہو کہ جو اپنے نفس سے غافل ہوا وہ پروردگار سے غافل ہوا اور جو پروردگار سے غافل ہوا اپنے نفس کو قتل کر ڈالا کیونکہ غافل ہر ایک کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوجاتا ہی قال تعالیٰ

اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا كَبٰٓٮِٕرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَنُدۡخِلۡكُمۡ مُّدۡخَلًا كَرِيۡمًا ۝

اگر تم بچتے رہو گے کبیرہ چیزون سے جو تم کو منع ہوئین تو ہم اتار دینگے تم سے تقصیرین تمھاری اور داخل کرینگے تم کو عزت کے مقام مین

وَلَا تَتَمَنَّوۡا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعۡضَكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ‌ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا اكۡتَسَبُوۡا‌ؕ وَلِلنِّسَآءِ

اور ہوس مت کرو جسمین بڑائی دی اللہ تعالیٰ نے ایک کو ایک سے مردون کو حصہ ہی اپنی کمائی سے اور عورتون کو

نَصِيۡبٌ مِّمَّا اكۡتَسَبۡنَ‌ؕ وَسۡـَٔلُوا اللّٰهَ مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ۝

حصہ ہی اپنی کمائی سے اور مانگو اللہ تعالےٰ سے اسکا فضل اللہ تعالےٰ کو ہر چیز معلوم ہی

یہ آیت قدسی بھی اس سورہ مین منجملہ ان آیات کے ہی کہ اس امت کو اسپر بہت بڑا شکر یہ ادا کرنا واجب ہی کیونکہ انکے حق مین نہایت فضل کا ہی۔ اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا كَبٰٓٮِٕرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ۔ اگر تم ایسے کبیرہ گناہون سے بچو جنسے تمکو منع کیا گیا تو ہم تمھاری بدکرداریان معاف کر دینگے ف کبیرہ گناہ کسکو کہتے ہین مفسر رح نے کہا کہ وہی ہی اور دعلیہا وعید کالقتل والزنا والسرقۃ یعنے کبیرہ وہ گناہ ہی کہ جس گناہ پر وعید آئی ہی جیسے قتل ناحق اور زنا کرنا اور چوری کرنا وغیرہ۔ وعن ابن عباس رض ہی الی السبعمائۃ اقرب۔ اور ابن عباس رض سے مروی ہی کہ کبیرہ سب ملا کر سات سو کے قریب ہین اور بعض نے روایت کیا کہ ستر تک اور ظاہر انستر الانواع ہی و سات سوان انواع کے افراد ہونگے۔ قولہ نکفر عنکم سیاتکم۔ ای الصغائر بالطاعات تو اتار دینگے یعنی ساقط کرینگے ہم تمھاری تقصیرین تم پر سے یعنے صغیرہ گناہونکو بندگی بجالانیسے اتار دینگے کیونکہ اخبار و احادیث وارد ہوئے ہین کہ طاعات بجالانیسے صغیرہ خود بفضل الٰہی اتر جاوینگے پس اہل سنت کے نزدیک معنے آیت کے یہ ہین کہ اگر تم کبیرہ گناہونسے پرہیز کروگے تو ہم صغیرہ گناہونکو تمسے تمھاری بندگی کرنیسے اتار دینگے ورنہ طاعات سے فقط صغیرہ اتر ینگے اور ایک گروہ نے اہل سنت مین سے کہا کہ اگر کبیرہ گناہونسے اجتناب کیا تو نیکیون سے باقی گناہ اتر ینگے ورنہ کچھ بھی نہ اترینگے۔ وَنُدۡخِلۡكُمۡ مُّدۡخَلًا بضم المیم وفتحہا ای ادخالا او موضعا۔ كَرِيۡمًا۔ ہو الجنۃ۔ اور تمکو داخل کرینگے ہم مدخل کریم مین ف جنت مین۔ مدخل بضم میم اکثرونکی قرارت ہی اور بفتح میم نافع کی قرارت ہی اور معنے یہ کہ داخل کرینگے ہم تمکو مدخل کریم یعنی ادخال کریم۔ یعنے بندگی کا داخل کرنا یا مدخل کریم یعنے موضع بزرگ مین بہرصورت مراد جنت ہی واضح ہو کہ اللہ عزوجل نے اس امت مرحومہ کو کرامت دی

Marfat.com

کہ اگر کبیرہ گناہون سے پرہیز کرین تو ہم انکو جنت مین بزرگی کے ساتھ داخل فرماوینگے اور صغیرہ گناہونکو انکے روزہ نماز وغیرہ نیکیون کے ادا کرنے ہی سے کفارہ کردینگے چنانچہ صحیح مین مضمون ہی کہ ایک مردنے ایک اجنبیہ عورت سے وطی نہین کی بلکہ بوسہ وغیرہ لیا تھا پھر خوف زدہ ہوکر حضرت صلعم کے پاس حاضر ہوا اور حال عرض کیا اور غرض یہ تھی کہ مجھے شرعی سزا دیدی جاوے تاکہ عذاب آخرت سے بچاؤ ہو پھر منتظر رہا یہانتک کہ حضرت صلعم نے ظہر کی نماز ادا کی پھر اسنے گزارش کی آپ نے پڑھا قولہ تعالیٰ اقم الصلوۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذہبن السیئات الآیہ۔ اور فرمایا کہ تو نے ظہر کی نماز پڑھی یہی کفارہ ہی اور ایک روایت مین ہی کہ آپ نے فرمایا کہ یہ میری عام امت کیواسطے ہی اسی مرد مذکور کی خصوصیت نہین ہی۔ اور صحیح ہوا کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک اور جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور رمضان سے دوسرے رمضان تک اپنے درمیانی گناہونکا کفارہ ہین۔ اور معنے یہ کہ ایک نماز شرعی طریقہ سے ادا کی پھر دوسری نماز بھی اسیطرح ادا کی تو انکے درمیان کے صغیرہ باتفاق اہل سنت اتر گئے یعنے انپر مواخذہ نہوگا اور اگر کسی نماز یا عدم تعلق سے جسکو علم الٰہی محیط ہی کوئی رہگیا تو ایک جمعہ کو اچھی طرح ادا کرکے دوسرے جمعہ کو ادا کرنے سے اترجاویگا علی ہذا رمضان کو سمجھنا چاہیے ہی اور اگر گناہ نہون تو اسیقدر درجات بلند ہونگے پس اس نعمت کے شکریہ مین گناہ کبیرہ کے معنے جان لینے چاہیے اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ کون کون ہین تاکہ اُنسے اجتناب ممکن ہو۔ جاننا چاہیے کہ کبائر جمع کبیرہ ہی اور سیات جمع سیئہ اور سیئہ اگرچہ صغیرہ وکبیرہ دونون کو شامل ہی مگر یہان مقابلہ کبائر سے سیئات بمعنے صغائر ہین۔ پھر کبیرہ کی تفسیر مین اہل اصول مختلف ہین بعض نے کہا کہ گناہ سب کبیرہ ہین اور بعض کو جو صغیرہ کہتے ہین تو بہ نسبت اس سے بڑے گناہ کے مثلاً اجنبیہ عورت کا بوسہ لینا جو حرام ہی بہ نسبت زنا کرنیکے صغیرہ ہی اور زنا بہ نسبت کفر کے صغیرہ ہی اور مانند اسکے اسفرائینی وجوینی وقشیری وغیرہم سے منقول ہی اور انھون نے کہا کہ جس کبیرہ سے تکفیر سیات کا وعدہ ہی وہ شرک ہی بدین دلیل کہ بعض قرارۃ مین کبیر ما تنہون آیا ہی اور بر تقدیر قرارۃ کبائر ما تنہون کی مراد انواع کفر وشرک ہین اور دلیل یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء، تو معلوم ہوا کہ سوائے شرک کے سب مغفرت کی مشیت مین ہین تو شرک سے اجتناب کرے۔ مترجم کہتا ہی کہ سیئہ کے معنے اگر یہ ہین کہ جسکا فاعل مذمت کیا جاوے شرعاً جو حرام ومکروہ تحریمی تک ہی تو شک نہین کہ جمیع حرام کبیرہ ہین باین معنی اور انمین باہم بھی تفصیل ہی۔ پس شرک سبسے بڑا کبیرہ ہی لیکن آیت کریمہ مین اگر وہی مراد ہو تو لازم آویگا کہ اجتناب شرک سے دیگر سب کبیرہ مانند زنا وقتل وغیرہ مکفر ہونگے بلا توبہ اسواسطے کہ توبہ کی قید نہین اور اگر توبہ کی قید لیجاوے تو شرک بھی توبہ سے مکفر ہی اسواسطے کہ اسلام کے پیچھے شرک سابق کا مواخذہ نہین ہی۔ اگر کہا جاوے کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک مین بھی وارد ہوتا ہی کہ اگر توبہ کی قید ہی تو شرک بھی مغفور ہی اگر نہین تو ماسوائے شرک بلا توبہ مغفور ہین جواب یہ کہ بلا توبہ مراد ہی اور اسی سے ثابت ہوتا ہی کہ مرتکب کبیرہ اگر بلا توبہ مرجاوے تو اسکے دوزخی ہونے پر قطع نہین بلکہ او تعالیٰ کی مشیت ہی چاہے بخشدے اور عذاب کرے کیونکہ یغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔ فرمادیا ہی بخلاف قولہ تعالیٰ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ کے کہ وعدہ ہی کہ درصورت اجتناب از کبائر کے دیگر سیات مکفر ہونگا اور خلف وعدہ نہین جائز ہی۔ واللہ اعلم۔ ہان یہ البتہ درست ہی کہ کبائر مین بعض دوسرے سے اکبر ہین لیکن یہ لازم نہین کہ سیات جملہ کبائر ہون فافہم۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ کبیرہ ہر وہ گناہ ہی جسکو اللہ تعالیٰ نے آگ یا غضب یا لعنت یا عذاب پر ختم کیا رواہ ابن جریر من طریق علی بن طلحۃ عنہ ونحوہ عن سعید بن جبیرؓ والحسنؓ۔ مترجم کہتا ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جن گناہونکے حق مین ایسا فرمایا وہ بھی اسمین شامل ہین لیکن بنابراسکے جملہ حرام شاید داخل کبیرہ ہونگے کیونکہ بعض کے ساتھ تخصیص نہین ہی اور یہی صواب ہی کیونکہ عورت اجنبیہ کا بوسہ لینا حرام ہی باوجود اسکے صغیرہ مین شامل ہوا کہ حسنات سے مکفر ہوا کما فی الحدیث۔ اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ کبائر وہ کہ جنسے اللہ تعالیٰ نے نہی فرمائی اس سورت مین تینتیس آیت تک۔ اور بعض اہل اصول نے کہا کہ کبیرہ وہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسپر حد مرتب کی یا وعید اسکے سزا مین شرح فرمائی۔ مترجم کہتا ہی کہ مفسرؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی پس قولہ او رد علیہا وعید مین وعید شامل ہی حد کو بھی۔ اور یہ تفسیر کبیرہ کی پسندیدہ ہی اور تحقیق بمقام مقتضی

بسط وتطویل ہی اور علمانے احادیث وآیات سے جو کبائر استنباط کیے اور چھانٹے ہین مختصر جہانتک اسوقت ملتے ہین لکھتا ہون ورنہ اسکے بارہ مین مفرد تصانیف مثل تنبیہ
منبہات ابن حجرؒ کو ہانسے غالبًا سب مل سکتے ہین۔ اور بغرض اختصار بعض احادیث شریف کا تبرکًا ترجمہ اور بعض سے فقط قدر ضرورت مع حوالہ مذکور ہوتا ہی حضرت
ابوہریرہ وابوسعید رضی اللہ عنہما کی حدیث مین ہی کہ پھر حضرت صلعم نے سر مبارک اُٹھایا اس حال سے کہ آپکے چہرۂ مبارک پر خوشی ظاہر ہوئی تو ہمکو سرخ
اونٹون سے زیادہ یہ بات بھلی معلوم ہوئی پھر فرمایا کہ نہین کوئی بندہ کہ پڑھتا ہی پانچون نمازین اور رمضان کے روزے رکھتا ہی اور زکوٰۃ نکالتا ہی
اور ساتون کبیرہ گناہون سے بچتا ہی مگر آنکہ اسکے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاوینگے پھر اس سے کہا جائیگا کہ سلامتی کیساتھ داخل ہو۔
رواہ ابن جریر والنسائی والحاکم وابن حبان وقال الحاکم صحیح علی شرط الشیخین۔ اور ابوہریرہؓ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بچو تم ان سات
گناہون سے جو ہلاک کردینے والے ہین۔ عرض کیا گیا کہ کیا ہین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ اور کسی آدمی کو قتل کرنا مگر آنکہ
حق کے ساتھ ہو اور جادو اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا۔ اور کافرون سے جہاد مین بھاگ نکلنا اور شوہر والیون غافل مومنہ عورتون کو
زنا کی تہمت لگانا (رواہ البخاری ومسلم وغیرہما) اور اس حدیث کے بعض طرق مین مال یتیم اسکے بالغ ہونے تک کھانا اور ہجرت کرکے آنے
کے بعد پھر دیہات کو واپس ہوجانا۔ مذکور ہے اور بعض مین جادو سیکھنا مذکور ہی۔ رواہ ابن مردویہ شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ سات پر تنصیص سے
لازم نہین کہ اور نہون مگر انکے نزدیک جو مفہوم لقب کا قائل ہی اور وہ خود ضعیف استدلال ہوتا ہی اور کہا گیا کہ شاید اسوقت تک اسی قدر
ہون پھر بڑھتے گئے بہرحال سات کے بعد آٹھوان والدین کا عقوق یعنی نافرمانی نوان بیت الحرام کا استحلال یعنے وہان خونریزی وغیرہ جو بے ادبیان
ممنوع ہین اسکو حلال کرلینا یعنے بیباک انکو برتاؤ مین لانا یا یہ مراد ہے کہ حرام نجاننا رواہ الحاکم۔ ابوداؤد والنسائی۔ ابن ابی حاتم۔ ابن جریر بسند رجالہ
ثقات اور ابن جریر نے ابن عمرؓ سے ایک روایت کی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ابن عمرؓ کبائر فقط نو ہونے کے قائل تھے واللہ اعلم۔ دسوان جھوٹی
گواہی (فی الصحیحین) اور حضرت ابن مسعودؓ سے ہی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کون گناہ سب سے بڑا ہی فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کا شریک
بناوے حالانکہ اسنے تجھے پیدا کیا ہی۔ مین نے عرض کیا کہ پھر کون ہی فرمایا کہ تو اپنے فرزند کو قتل کرڈالے بخوف اسکے کہ تیرے ساتھ کھاویگا عرض
کیا پھر کون فرمایا کہ اپنے پڑوسی کی جورو سے زنا کرے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ والذین لایدعون مع اللہ الٰہا آخر الآیہ۔ (بخاری ومسلم)
شراب پینا (ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص وقال ابن کثیر غریب) یمین غموس (بخاری والترمذی احمد والنسائی
وابن ابی حاتم) ماں باپ کو گالی کھلوانا اسطرح کہ دوسرے کے ماں باپ کو کہنا کہ وہ کہنے والے کے ماں باپ کو گالی دیوے (ابن ابی حاتم والبخاری
وفی روایۃ من اکبر الکبائر وکذا رواہ مسلم والترمذی) (وفی الصحیح مومن کو گالی دینا فسق ہی اور اسکے ساتھ قتال کرنا کفر ہی) اکبر کبائر مسلمان کی آبروریزی
اور ایک گالی کے عوض دو گالیان دینا (رواہ ابن ابی حاتم وابوداؤد وابن مردویہ) دو نمازین جمع کرنا بدون عذر کے مثلًا ظہر وعصر یا مغرب وعشا کو بلا عذر
جمع کرنا۔ رواہ الترمذی عن ابن عباس مرفوعًا جسنے دو نمازین بغیر عذر کے جمع کین وہ ابواب کبائر مین سے ایک دروازہ پر آیا۔ ترمذی نے بعد
روایت حدیث کے کہا کہ حنش یعنے ابوعلی الرحبی نام انکا حسین بن قیس ہی وہ اہل حدیث کے نزدیک ضعیف ہین امام احمد وغیرہ نے ان کو
ضعیف کہا ہی شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اسکو ابن ابی حاتم نے دوسری اسناد سے یون روایت کیا۔ حدثنا الحسن بن محمد بن الصباح حدثنا اسمٰعیل
بن علیہ عن خالد الحذاء عن حمید بن ہلال عن ابی قتادہ یعنے العدوی۔ کہا ابوقتادہ نے کہ پڑھا گیا ہم لوگون کو سنانے کو خط حضرت عمرؓ کا
جسمین تھا کہ کبائر مین سے یہ بات ہی کہ بغیر عذر کے دو نمازون کو جمع کرے اور جہاد مین کفار سے بھڑنے کی حالت مین بھاگ نکلے اور نہب کرے ابن کثیرؒ
نے فرمایا کہ یہ اسناد صحیح ہی اور غرض یہ ہی کہ جب وعید ایسے شخص کے حق مین ہی جو بغیر عذر کے دو نمازون کو جمع کرلے خواہ عصر کو

Marfat.com

ظہر کے ساتھ جمع کر دے یا برعکس۔ خواہ مغرب کو عشا کے ساتھ یا برعکس تو اس سے جب وہ مرتکب کبیرہ ہوتا ہی تو جو شخص بالکل نماز ہی چھوڑ دے اسکے
حق مین تیرا کیا گمان ہی اسیواسطے حدیث صحیح مین ہی کہ بندے و شرک کے درمیان فرق نماز ہی یعنے نماز چھوڑ دی تو کچھ فرق نہ رہا اور اگرچہ یہ حقیقی کفر
نہین ہی۔ اور سنن مین مرفوعًا ہی کہ فرمایا ہمارے اور مشرکون کے درمیان عہد ترک نماز ہے جسنے نماز چھوڑی وہ کافر ہوا مترجم کہتا ہے یعنے بڑا
کبیرہ گناہ قریب کفر ہے اور فرمایا کہ جسنے نماز عصر چھوڑی (یا جس سے نماز عصر چھوٹ گئی) اسکے اعمال مٹ گئے۔ اور فرمایا جس سے نماز عصر
فوت ہوئی گویا اہل و مال سے چھوٹ گیا (کما فی الصحاح) بست و سوم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بےخوف
ہونا (رواہ ابن ابی حاتم و بزار عن ابن عباس مرفوعًا اور بیخوفی کے حق مین ہی کہ یہ اکبر الکبائر ہی قال ابن کثیر فی رفعہ نظر والاشبہ الوقف وکذا
عن ابن مسعود رضہ موقوفًا۔ رواہ ابن جریر (وہو صحیح بلا شک) بست و چہارم اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی کرنا (عن ابن عمر موقوفًا) (کہا کہ یہ اکبر الکبائر
ہی رواہ ابن مردویہ قال ابن کثیر غریب جدا) ۲۵۔۲۶۔ زنا و چوری۔ یعنے عمدًا زنا کرنا اور امام ابو حنیفہؒ کے مسلک پر کم سے کم دس درم یا اسکے
برابر مال چوری کرنا (احمد و نسائی و ابن مردویہ) ۲۷۔ وصیت مین وارثون کی ضرر رسانی کرنا (عن ابن عباس موقوفًا قال ابن ابی حاتم صحیح عنہ)
۲۸۔ غلول۔ یعنے مال غنیمت سے چرانا (رواہ ابن جریر مرفوعًا و قال ابن کثیر فی اسنادہ ضعف وہو حسن و عن علیؓ من قولہ) ۲۹ جماعت اسلام سے
باہر ہونا اور صفقہ توڑنا (ابن ابی حاتم) (عن ابن مسعودؓ من قولہ فرمایا کہ اول سورہ نساء سے تیس آیات تک کبائر مذکور ہین (ابن جریر) عن
بریدہؓ من قولہ سیراب کرنیکے بعد زائد پانی دوسرے مسلمان سے روکنا اور جفتی کے لیے نر جانور کو ندینا الا باجرت (ابن ابی حاتم) اور پانی و
گھاس تو صحیحین مین مرفوع روایت ہی۔ عن عائشہ رضہ عورتون سے جو عہد لیے گئے ہین یعنے قولہ تعالیٰ ان لا یشرکن باللہ شیئًا ولا یسرقن
الآیہ مین سب کبائر ہی ہین (ابن ابی حاتم) عن ابن عباسؓ ایک مرد نے انسے کہا کہ کبائر کتنے ہین فرمایا کہ وہ سات سو تک بھی سات سے
زیادہ قریب ہین (یعنے سات کا عدد کم شمار کرتے ہو تو کبائر اسقدر ہین کہ سات سو انکی بہ نسبت ایسا ہی کم عدد ہی) پھر فرمایا ہان بات یہ ہے کہ
استغفار کے ساتھ تو کوئی کبیرہ نہین اور اصرار کرے اور برابر بیباکی سے برتے جاوے تو کوئی صغیرہ نہین یعنے صغیرہ بھی کبیرہ ہو جاوے گا (رواہ
ابن ابی حاتم) اور مغیرہؒ سے روایت ہی کہ کہا جاتا تھا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بدگوئی کبیرہ گناہ ہے یعنے یہ بات علمائے سلف مین
معروف تھی (رواہ ابن ابی حاتم) شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ایک گروہ علمائے مجتہدین مین سے اس طرف گیا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بدگوئی سے
یاد کرنا کفر ہے اور یہی امام مالک سے ایک روایت ہی اور محمد بن سیرین تابعی جلیل فرماتے ہین کہ مین نہین گمان کرتا جو ابوبکرؓ سے بغض رکھتا ہو کہ
وہ رسول اللہ صلعم کو دوست رکھتا ہی (رواہ الترمذی) پھر ابن کثیرؒ نے سلسلۂ ذکر مین بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
ان لوگون کے لیے ہی جو کبیرہ گناہ والے ہلا توبہ مرے ہین ابن مردویہ نے کئی طرق سے حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے
مرفوع روایت کی کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والون کے لیے ہی۔ لیکن اسکی اسناد مین جتنے طرق سے مروی ہے سب مین ضعف ہی
سوائے ایک طریق کے جو عبد الرزاق سے ہے کہ اخبرنا معمر عن ثابت عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی لاہل الکبائر من امتی
یعنے میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہگارون کے واسطے ہی ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ اسناد بشرط بخاری و مسلم صحیح ہی اور اس حدیث
کو امام ترمذی نے منفردًا من طریق عبد الرزاق روایت کرکے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہی اور شاہد اسکے معنے کا صحیح کی حدیث مین ہے کہ
حضرت صلعم نے بعد ذکر شفاعت کے فرمایا۔ اترونہا للمؤمنین المتقین لا ولکنہا للخاطئین والمتلوثین۔ یعنے کیا تم یہی سمجھتے ہو کہ شفاعت متقی
مومنون کے لیے ہوگی۔ نہین ولیکن خطاکارون اور ملوثین کے لیے ہوگی۔ اللہم ارزقنا شفاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر المواخذۃ

Marfat.com

وانت ارحم الراحمین۔ پھر شیخ ابن کثیرؒ نے کبیرہ کے معنی میں اختلافات کے بعد مذکورۂ بالا تعداد سے چند اور زیادہ نقل کیے یعنے رمضان میں
بلاعذر روزہ نرکھنا اور جھوٹی قسم اور قطع رحم یعنے ناتا توڑنا۔ ناپ تول میں ڈنڈی مارنا مسلمان کو ناحق مارنا۔ رسول اللہ صلعم پر جان بوجھکر
جھوٹ باندھنا حضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بدکہنا۔ رشوت لینا سلطان وقت سے لگائی بجھائی کرنا۔ زکوۃ نہ دینا باوجود قدرت کے
امر بمعروف ونہی از منکر چھوڑنا۔ قرآن سیکھ کر بھول جانا۔ جاندار حیوان کو آگ سے جلانا۔ عورت کا اپنے خاوند سے بےسبب باز رہنا۔ اور کہا جاتا ہے
کہ اہل علم وحاملان قرآن کی بدگوئی کرنا۔ عورت سے ظہار کرنا۔ اور بغیر تین فاقہ کے بدون ضرورت کے سور کا گوشت یا مردار کھانا رافعیؒ نے کہا کہ
ان میں سے بعض میں توقف کو گنجایش ہے اور میرے شیخ استاد حافظ ذہبیؒ نے قریب ستر کے جمع کیے ہیں اور اگر کہا جاوے کہ کبیرہ وہ کہ جسپر
شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخصوص دوزخ کی وعید فرمائی جیسا کہ ابن عباسؓ وغیرہ نے فرمایا تو تعداد بہت ہوجائیگی اور اگر کہا جاوے کہ کبیرہ وہ
جس سے شارع علیہ السلام نے نہی فرمائی تو اور بھی زیادہ تعداد ہوگی مترجم کہتا ہے کہ سراج میں بعض دیگر مذکور ہیں۔ مسلمان کو عمدًا قتل کرنا یا
اسطرح جو مشابہ عمد کے ہے۔ لواطت کرنا خواہ عورت سے ہو یا مرد سے۔ پھر صغیرہ گناہوں میں سے بعض کو بیان کیا کہ منجملہ صغائر کے یہ ہیں غیبت کرنا
جو سوائے اہل علم وحافظان قرآن کے ہو ورنہ کبیرہ ہے اور حرام نظر ڈالنا۔ ایسا جھوٹ بولنا جسمیں کسیکا ضرر نہیں ورنہ حد لازم آتی ہے
اور لوگوں کے گھروں میں نظر ڈالنا مثلاً کسی روزن سے یا اونچی جگہ چڑھکر۔ اور تین روز سے زیادہ بھائی مسلمان سے میل چھوڑنا۔ اور کثرت سے
نالشیں دائر کرنا الا آنکہ اسمیں حق شرعی کی رعایت رکھے نماز میں ہنسنا۔ نوحہ کرنا مصیبت میں کپڑے وگریبان پھاڑنا۔ مکر اکر چلنا۔ فاسقوں کے جلسہ میں بیٹھنا
مسجد میں لڑکوں ومجنوں کو جنسے غالبًا نجاست کا گمان ہے داخل کرنا مترجم کہتا ہے کہ کبیرہ گناہوں کی تعداد میں چاہیے تھا کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا بھی
شمار کیا جاوے یعنے صغیرہ پر اڑے رہنا اور صحیح سے ثابت ہوا کہ جسنے توبہ کی وہ اصرار کرنیوالا نہیں رہا۔ اور کبیرہ بنا بر اس قول کے کہ آگ دوزخ کی
اسپر وعید ہو بہت ہونگے مثلاً ٹخنوں سے نیچی ازار پہننا وغیرہ۔ پھر واضح رہے کہ شرع میں بعض افعال ایسے ہیں کہ بضرورہ وہ دین میں ہیں اور
کسیکو روا نہیں کہ انکے بجالانے پر معذور رکھا جاوے جیسے نماز روزہ حج وزکوۃ وغیرہ پھر ایسے افعال کے سوائے باقی میں اعتقاد کی قید
لائق ہے مثلاً جسکے نزدیک ضرورت کے حال میں شراب پی لینا روا ہے وہ اسطرح شراب پینے پر مرتکب کبیرہ شمار نہیں ہوگا۔ اور نیز جاننا چاہیے کہ
بنابریں افعال قلب اسمیں داخل ہونا ضروری ہیں مثلاً کہا جائے کہ تکبر کرنا کبیرہ ہے کیونکہ حدیث قدسی میں ہے کہ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری
فمن نازعنی فیہما ادخلتہ ناری۔ پس تکبر پر دوزخ کی وعید ہے تو کبیرہ ہے۔ اور یہیں سے تجھے حضرت ابن عباسؓ کے قول کا پتا ملیگا کہ شمار کبیرہ سات سو
تک قریب ہے فافہم۔ الحاصل آیت میں ارشاد ہے کہ اگر کبیرہ گناہوں سے بچو تو تمہارے صغیرہ گناہ عفو کیے جاوینگے۔ پھر باہمی حسد وبغض سے
خاصکر منع فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ اور جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے تم میں سے
بعض کو بعض پر فضیلت دی اسکی تمنا مت کرو۔ ف من جہۃ الدنیا او الدین لئلا یودی الی التحاسد والتباغض۔ یعنے تفضیل از راہ
دنیا ہو یا از راہ دین ہو جس چیز سے ہو اسکی تمنا مت کرو تاکہ ایسا نہو کہ آپسمیں حسد کرو اور ایک دوسرے سے بغض رکھنے لگو۔ تمنا ایک
قسم ارادہ کی ہے جو زمانۂ آیندہ سے متعلق ہوتا ہے اور ستعمال سکا شدت آرزو میں ہے اور تلہف وہ ارادہ ہے جو زمانۂ گذشتہ سے متعلق ہو کہ گذر گیا ہے پر
تاسف ہو پس جس چیز سے دوسری کو فضیلت ہے اسکی تمنا مگر تقسیم پر رضامندی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ وعلم کامل سے انتہا کے
موافق بندونکے درمیان مقسوم ومقدر کی ہے۔ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ۔ ثواب۔ مردوں کے واسطے ایک خاص حصہ ہے۔ مِّمَّا
اكْتَسَبُوْا۔ بوجہ انکی کمائی کے ف بسبب ما عملوا من الجہاد وغیرہ بسبب جہاد وغیرہ کاموں کے جو مرد کرتے ہیں۔ وَلِلنِّسَآءِ

Marfat.com

نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۔ من طاعة ازواجهن وحفظ فروجهن ۔ عورتون کے واسطے خاص ثواب ہی بسبب اسکے جو انھون نے کمایا ف کر اپنے شوہرون کی فرمانبرداری کی اور اپنے فروج کی حفاظت رکھی ۔ یعنے پاکدامن رہین نزلت لما قالت ام سلمة رضی اللہ عنہا ۔ یالیتنا کنا رجالا فجاهدنا وکان لنا مثل اجر الرجال ۔ نزول اس آیت کا اسوقت ہوا کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کاش ہم مرد ہوتے کہ جہاد کرتے اور ہمارے لیے بھی مردون کے مانند ثواب ہوتا ۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ عبارت جو شیخ مفسر نے ذکر فرمائی شیخ ابن کثیر وغیرہ کی تفسیر مین مجھے نہین ملی مگر آنکہ عبدالرزاق نے معمر کے طریق سے اہل مکہ کے ایک شیخ سے روایت کی کہ عورتون نے کہا تھا کہ کاش ہم مرد ہوتے کہ جہاد کرتے جیسے وہ جہاد کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ کی راہ مین لڑتے ۔ رواہ ابن جریر ۔ اور پوشیدہ نہین کہ اسمین تمنا اس چیز کی نہین جس سے اللہ تعالیٰ نے دوسری کو فضیلت دی ہی بلکہ دوسرے کی ذات کے مانند ہوجانیکی تمنا ہی مگر آنکہ کہا جاوے کہ مردونکا مرد ہونا انکی فضیلت کا سبب تھا لیکن حسد و تباغض اسپر مستبعد ہی اس جہت سے کہ عورتون کا منقلب ہوکر مرد ہوجانا ایسی تمنا نہین ہی بلکہ ایسا ہی جیسے کوئی کہے کہ آسمان اگر خوب نیچا ہوتا تو ہم دیکھ لیتے کہ اسکی کیا حالت ہی شیخ ابن کثیر نے ذکر فرمایا کہ حضرت ام سلمہ نے کہا کہ یا رسول اللہ مرد جہاد کرتے ہین اور ہم جہاد نہین کرتے اور ہمارے لیے آدھی میراث مقرر ہی پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ولا تتمنوا ما فضل اللہ الآیہ ۔ رواہ احمد عن مجاہد والترمذی عنہ عن ام سلمة ورواہ ابن ابی حاتم وابن جریر والحاکم وابن مردویہ عن مجاہد کہ ام سلمہ نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ جہاد نہ کرین کہ شہید ہون اور ہماری میراث کم نہ ہووے پس یہ آیت نازل ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ۔ انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی الآیہ ۔ اور ابن عباس سے روایت ہی کہ ایک عورت آئی اور رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ مرد کو دو عورتونکے برابر میراث اور دو عورتونکی گواہی ایک مرد کے برابر ہی پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنے یہ میری طرف سے عدل ہی اور مین ہی نے اسکو کیا ہے رواہ ابن ابی حاتم ۔ مترجم کہتا ہے کہ معنے آیت کریمہ کے ظاہر ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ہر فریق کے واسطے حصہ مرضی مین کیا ہی اور اسی کو بطریق استعارہ انکا کمایا ہوا قرار دیا ۔ قتادہ نے فرمایا کہ مردونکے لیے انکا کمایا ہوا ثواب و عقاب ہی اور عورتون کے لیے انکا حصہ ہی ۔ اور عورتون کے لیے بھی مردون کے مانند ہر نیکی کے عوض دس نیکیان ہین ۔ اور بعض نے لکھا کہ عموم آیت کریمہ مقتضی ہی کہ ہر ایسی چیز کی تمنا کرنا جس سے دوسرے کو تفضیل ہی حرام ہی خواہ اس سے حسد و غبطہ ہو یا نہو اور حدیث شریف مین جو چند امور کی بابت حسد روا آیا ہی اسسے اس عموم کی تخصیص ہوگی اور حدیث صحیح مین مضمون ہی کہ حسد روا نہین مگر دو باتو نمین ایک وہ مرد جسکو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا پس وہ راتون اور دنون اسپر قیام کرتا ہی اور دوم وہ مرد جسکو اللہ تعالیٰ نے مال دیا کہ اسکو شب و روز راہ خیر مین خرچ کرتا ہی اور قرطبی نے کہا کہ اس ممانعت مین وہ تمنا بھی داخل ہی جو دوسرے کے دین یا دنیا کے حال کی تمنا کرے باین طور کہ جو دوسرے کے پاس ہی وہ جاتا رہے اور یہی بعینہ حسد ہی اور نیز اسمین یہ بھی داخل ہی کہ مسلمان اگر کہین منگنی بھیجی تو قبل وہان سے انکار ہونیکے دوسرا بھی اپنی منگنی بھیجے یا جسنے کسی سے کوئی چیز خریدنے کی درخواست کی تو قبل انکار کے دوسرا مسلمان اس سے خریداری کی درخواست کرے کیونکہ یہ بھی حسد و مقت کی طرف داعی ہی ۔ اور امام مالک سے منقول ہی کہ غبطہ بھی نہین روا ہی یعنے دوسرے کے حال کے مانند اپنا حال چاہنا بدون اسکے کہ دوسرے سے وہ نعمت زائل ہوجاوے ۔ اور جمہور کے نزدیک یہ روا ہی ۔ اور حق یہ ہی کہ جو حدیث صحیح مین ثابت ہوا ہی وہ آیت کریمہ پر وارد نہین ہوتا ہی جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا ۔ وَسْئَلُوا اللّٰهَ ۔ بہمزہ و دونہا یعنے وسلوا بدون ہمزہ بھی پڑھا گیا اور ہمزہ کے ساتھ واسئلوا بھی آیا ہی مِنْ فَضْلِهٖ ۔ ما احتجتم الیہ یعطیکم ۔ اور مانگو اللہ تعالیٰ سے اسکے فضل مین سے ف جسکی تمکو احتیاج پیش آوے وہ تمکو عطا فرماویگا ۔ سدی سے اس آیت کی تفسیر مین روایت ہی کہ چند مردون نے کہا کہ ہمکو تمنا ہے کہ ہمارا اجر بھی دوچند ہو عورتون کے اجر سے جیسے ہمارے حصے میراث کے دوچند ہین اور عورتون نے کہا کہ ہمکو تمنا ہی کہ ہم کو شہیدونکا ثواب ملے کیونکہ ہمکو قتال کی استطاعت نہین ہے اور

Marfat.com

اگر ہمپر قتال فرض کیا جاتا تو ہم لڑتے پس اللہ عزوجل نے اس کلام سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ ایسی تمنامت کرو لیکن تم مجھسے میرا فضل مانگو۔ اور قتادہؒ سے اسی کے مانند مروی ہی علی بن ابی طلحہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے آیت مین روایت کی کہ کوئی مرد یون تمنا نہ کرے کہ کاش فلان کے اہل و مال میرے ہوتے پس اللہ عزوجل نے اِس سے منع فرمایا ولیکن اللہ تعالیٰ سے اسکا فضل مانگے حسنؒ و محمد بن سیرین و عطاء و ضحاک سے اسکے مانند روایت ہی شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہی ظاہر آیت ہی اور اسپر وہ وارد نہین ہوتا جو صحیح مین مروی ہی کہ حسد روا نہین مگر دو باتون مین ایک وہ مرد کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اسکو غالب کردیا کہ اس مال کو راہ خیر مین خرچ کرتا ہی پس کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہی کہ کاش میری ملک مین بھی مثل اسکے ہوتا جو فلان شخص کی ملک مین ہی تو مین بھی ایسا ہی کرتا تو ان دونون کو برابر ثواب ملیگا تا آخر حدیث۔ اسوجہ سے وارد نہین ہوتا کہ آیت مین جس بات کی ممانعت ہی وہ حدیث مین نہین بلکہ حدیث مین دوسری بات ہی کیونکہ حدیث مین تو فلان شخص کی نعمت کے مانند اپنے واسطے تمنا رنا مذکور ہی اور آیت کریمہ مین بعینہ فلان شخص کی نعمت اپنے واسطے تمنا کرنے سے ممانعت ہی اور عطاء بن ابی رباح نے فرمایا کہ نازل ہوئی یہ آیت اس بارہ مین کہ مت تمنا کرو اُس چیز کی جو فلان شخص کی ملک ہی اور نیز ممانعت ہی عورتون کو کہ یہ تمنا نہ کرین کہ مرد ہوتین تا کہ جہاد کرتین۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید عورتون نے اسطرح تمنا کی ہوگی کہ بجاے ان مردون کے ہم مرد ہوتے ورنہ حسد پر صادق نہین کہ مرد بجاے خود رہتے اور ہم بھی مرد ہوتے مگر آنکہ مراد یہ ہو کہ جو آدمی مؤنث پیدا ہوا وہ مؤنث ہی رہیگا اسکی تمنا قلت شکر اور بیکار ہی کچھ فائدہ مترتب نہ ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ سے اُسکا فضل مانگو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل بڑا ہی اسی حالت مین زیادہ ثواب عطا فرماوے فافہم واللہ اعلم۔ اور پہلے مین نے اشارہ کیا کہ معنے آیت کریمہ کے واضح ہین سبب نزول پر موقوف نہین ہین اور حاصل معنی یہ ہین کہ اللہ عزوجل نے جو تم مین سے بعض کو بعض پر فضیلت دی کسی چیز کے ساتھ تو اس چیز کی اگر اپنے واسطے تمنا کرو تو کیا سمجھکر پس ایسامت کرو تاکہ ایک دوسرے پر حسد و بغض نہو اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر ناراضی مین نہ پھنسو اور اللہ عزوجل کے فضل وسیع مین بدگمان نہو اسواسطے کہ اسکے فضل کثیر مین فقط یہی چیز نہین تھی سو تم اللہ تعالیٰ سے اور اسکا فضل مانگو وہ اپنے بے انتہا خزانہ سے تمکو عطا فرماویگا خواہ دنیا مین اگر تمھارے حق مین بہتر اور مقدر ہوگا یا آخرت مین کیونکہ اسکی حکمت قدیمہ بالغہ مین ہر شخص کے مناسب اسکو عطا ہوتا ہی جسکی حکمت وہی خوب جانتا ہی۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا دانا ہی ف ومنہ محل الفضل وسوالکم اور ہر چیز مین سے یہ بھی ہی کہ فضل کے واسطے کون لائق ہی اور تمھارا مانگنا بھی مترجم کہتا ہی کہ فضل یہان دنیاوی و آخروی دونونکو شامل ہی اور معنے اسکے بڑھتی کے ہین پس آگاہ ہونا چاہیے کہ دنیاوی فضل جس شخص کو دیا گیا وہ کبھی تو کرامت ہوتا ہی جیسے مرد صالح کو مال کثیر دیدیا جو راہ حق مین خیرات کرتا ہی اور اسیطرف حدیث صحیح مین اشارہ ہی کہ پاک مال مرد صالح کیواسطے بہتر ہوتا ہی۔ اور کبھی پاک مال مرد فاجر کو خاص حکمت سے دیا جاتا ہی کہ شریعت کے اسرار سے جو ماہر ہی اسکو پہچان لیتا ہی اور کبھی ناپاک مال مانند رشوت و حرام کمائی وغیرہ کا آدمی کے پاس جمع ہوجاتا ہی اور سخت بدتر ہی کہ بعد اس مال کے کھانے پینے کے کوئی نیکی بھی قبول ہی یا نہین اور فقہانے کہا کہ نہین۔ واللہ اعلم اور کبھی کافرونکو دنیاوی مال بہت کچھ دیدیا جاتا ہی اور یہ دنیا مین انکا حصہ ہی اور یہ بھی کل کافرون کے لیے نہین بلکہ حکمت الٰہی مین جسکے واسطے ایسا ہو اور بندہ مومن بفراست ایمانی بسا اوقات اسکو بھی خاص خاص کیفیات مین ادراک کرلیتا ہی اور کبھی اہل کفر کو انکی سرکشی و گمراہی پر بڑھنے دیا جاتا ہی اور یہ استدراج ہی پس یہان سے معلوم کر رکھنا چاہیے کہ دنیاوی فضل کسی شخص کی کرامت کی دلیل نہین یعنے ہرگز اس امر پر دلالت نہین کرتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ ہی۔ ہان جسکو آخرت کا فضل یعنے تقویٰ و صلاحیت و پرہیزگاری وغیرہ دی گئی ہی وہ قطعاً اسکی کرامت پر دلالت کرتا ہی بشرطیکہ ظاہر و باطن یکسان ہو واللہ اعلم۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اللہ تعالیٰ سے مانگو البتہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کو پسند ہی کہ اس سے مانگا جاوے اور اللہ تعالیٰ کو وہ بندے بہت پسند ہین جو عافیت و کشایش رہنے کو پسند کرتے ہین رواہ ابن مردویہ و قد روی الترمذی و ابن مردویہ نحوہ عن ابن مسعود رض مرفوعًا اور اسمین یون ہی کہ افضل عبادت یہ ہی کہ کشایش ہونیکا منتظر رہے ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ۔ اشارہ ہین یہان کبائر یہ ہین کہ اول جہان مشاہدہ ربوبیت کا محل ہی اپنی عبودیت پر نظر رکھنا دوئم خدمتگذاری مین اسکے عوض پر نگاہ رکھنا یعنے مثلاً جنت و اسکے مانند چیزون کی نظر سے عبادت کرتا کہ وہ ہمکو ملیگی اور یہ اگرچہ اس قسم سے نہین کہ جیسے جنت و دوزخ کا ثواب یا عذاب ہو مگر درجات عالیہ کی نظر سے ہی ولیکن بعض آدمی جنت چاہتا ہی تو اسکی یہ غرض ہوتی ہی کہ وہان حضور قرب حاصل ہی اور یہ منع نہین ہی۔ بلکہ فقط عیش و عشرت مقصود ہو سوئم میل کرنا نفس کا کسی غیر کی طرف عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی ہو یعنے غیر حق عزوجل کیطرف میل کرنا کبیرہ ہی کوئی ہو اور کہین ہو اور شیخ نے جو عرش سے تحت الثریٰ تک کہا تو عام کے واسطے کہ وہ اسکو تمام خلقت خیال کرتے ہین اور غیر کی طرف میل کرنے کے معنے مکرر اوپر گذر چکے ہین چہارم مقام کرامات مین کہین ٹھہر جانا اور وہان سکون پانا پنجم مقامات مین پہونچنے سے پہلے انکو اظہار کرنا قولہ نکفر عنکم سیاتکم یعنے جوان تاریکیون سے نکل گیا تو جو مقامات اس سے رہگئے ہین انکو پا جاتا ہی اور مشاہدات مین اسکی نزدیکی بڑھ جاتی ہی چنانچہ فرمایا دیا وندخلکم مدخلا کریما۔ پس مدخل کریم اشارہ ہی اسکے جمال کے وصال سے پھر لطائف نوال حاصل ہونے سے اور شیخ ابو تراب نخشبی رح نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کبائر سے اجتناب کرنیکا حکم دیا پھر یہ فا۔ بد دعوے ہین اور باطل اشارے ہین اور بدون حقیقت کے خالی لفظ کا اطلاق ہی معنے یہ ہین کہ مثلاً سبحان اللہ سے تقدیس باریتعالیٰ ہی پس اگر تقدیس کا ظہور نہوا تو خالی لفظ زبان سے کہا و علی ہذا القیاس واللہ اعلم۔ قولہ ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض۔ واضح ہو کہ تمنا اس مقام پر نفس امارہ کا وصف ہی جو چیز دلکو جہالت کی آنکھ سے دیکھتا ہی اور نفس امارہ کا قصور ہی کہ وہ تمام مقدار کی حقیقت سے جاہل ہی جو ازل مین جسکو ساتھ حضرت حق عزوجل کے ارادہ حکیم سے ہر ایک کی قدر و استعداد کے موافق سابق ہو چکی ہین۔ اور یہ تمنا اسکا وہم اپنی خواہش کی طرف دیکھنے سے ہی بغیر قصد حق کے۔ اور اگر قلب کا طلب کرنا روشن مقامات کو حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے تواضع و افتقار کے ساتھ ہو تو ضرور موجب سائی ہوتا اور یہی فرمایا۔ واسئلوا اللہ من فضلہ اور نیز اس آیت مین ان لوگون کو زجر ہی کہ جو مجاہدات اٹھانیسے ضعیف ہین وہ اہل مشاہدات کے مقامات کی تمنا کرین۔ اور بعضو نے کہا کہ اشارہ یہ کہ بزرگ بندونکے مقامات و منزلت کی تمنا مت کرو کہ وہانتک پہونچ جاؤ حالانکہ تم نے اپنی ابتداے ارادت مین موافق طریقہ سنت کے ریاضت کرکے اپنے نفسونکو مہذب نہین کیا اور نہ فاسد و ناکارہ قصد و ارادونسے اپنے اسرار باطنہ کو پاک کیا اور نہ دنیاے فانی کی طرف مشغول ہونے سے اپنے دلون کو پاک کیا۔ پھر ان بزرگونکو تو اللہ عزوجل نے ان حالات کے ساتھ فضیلت عطا فرمائی ہی تم ایسے اعلیٰ درجات مین کہان پہونچ سکوگے درحالیکہ تم اس حضیض دنی کے تنگ مقامات مین گھرے ہوے ہو شیخ ابو العباس بن عطا رح نے فرمایا کہ اشارہ یہ ہی کہ تم تمنا مت کرو کیونکہ تم کو معلوم نہین کہ تمہاری تمنا کے تحت مین کیا بات ہی اسلیے کہ اسکی نعمتون کے تحت مین آتش محنت ہے اور آتش محنت کے تحت مین انوار نعمت ہین واسطی رح نے اس آیت مین کہا کہ اگر بندہ نے اس چیز کی تمنا کی جو اسکے واسطے مقدر ہو چکی ہی تو حق عزوجل سے بدگمانی کی یعنے وہ تو ضرور پہونچیگی پھر تمنا گویا بدگمانی ہی اور اگر ایسی چیز کی تمنا کی جو مقدر نہین ہوئی تو بے ادبی ہی کہ مقسوم قسمت تہا ہو جاسکے یہ تمنا کی گئی ہی۔ حاصل آنکہ آیت کریمہ مین تمنا سے ممانعت کا اشارہ ہی قولہ تعالیٰ واسئلوا اللہ من فضلہ فضل مانگنے کا حکم دیا اور تمنا سے منع فرمایا۔ کیونکہ سوال کرنا و مانگنا تو اسکی جناب مین فقیری اختیار کرنا ہی اور تمنا کرنا امتحان ہی مترجم کہتا ہی کہ تمنا کی مثال یہ ہی کہ اگر ہم مالدار ہوتے تو خوب خیرات کرتے پس وہ امتحان مین پڑنا ہی اور سوال تو درخواست ہی کہ نعمت زیادہ کردے اسمین اللہ تعالیٰ نے اپنے درگاہ کے طالب

Marfat.com

ومالک بندون کو آگاہ فرمادیا کہ اسکی بارگاہ کبریا و جلال کی انتہا نہین ہو اور اسکے ازلی انعامات نامتناہی ہین اور انکی وسعت کا کوئی پا نہین
پاسکتا ہو۔ ارشاد ہوا کہ لے کم ہمتو اور دنی طبیعت والو نقیر کی طرف کیون گرے پڑتے ہو اور فقیر اس باریک جھلی کو کہتے ہین جو خرما کی گٹھلی پر ہوتی ہو
یعنے تمام دنیا اس سے کمتر ہو اور درحقیقت یہ مثال فقط سمجھانا ہو ورنہ اتنی بھی نسبت نہین ہو بلکہ کوئی نسبت ہی نہین ہو حاصل یہ کہ اسے کم ہمتو
تمھاری نظر اس ہیچ کی طرف کیون ہو میرا فضل بہت وسیع و عطا بے انتہا ہو اگر یکبارگی ہزار جنتین بندے کو دیدون تو میری بادشاہت
مین سے ایک ذرہ کم نہو۔ جاننا چاہیے کہ سوال کرنے اور مانگنے کے چند مقامات ہین اور ہر مقام کے واسطے جدا جدا آداب ہین سوانکو جان لینا
چاہیے کیونکہ جسنے انبساط کے مقام مین سوال کو چھوڑا اور ہیبت کے مقام مین سوال کیا تو اسنے بے ادبی کی اور نظر الٰہی سے گر جائے گا
قال المترجم حدیث صحیح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد مین قرآن مجید پڑھنے کے بیان مین ہو کہ جب رحمت کی آیت آتی تو توقف
کرکے وہان اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگتے اور جب کوئی ایسی آیت آتی جسمین عذاب کا بیان ہو تو ٹھہر کر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے فافہم

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ
اور ہر کسیکے لیے ہمنے ٹھہرا دیے وارث اس مال مین جو چھوڑ جاوین مان باپ اور قرابت والے اور جو

عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿۳۳﴾
اقرار باندھا تمنے اُنکو پہونچاؤ اون کا حصہ اللہ کے روبرو ہے ہر چیز گواہ

وَلِكُلٍّ۔ من الرجال والنساء۔ اور ہر ایک کے واسطے ف مردون و عورتون مین سے جَعَلْنَا مَوَالِيَ۔ کردیے ہین ہمنے
موالی ف یہ جمع مولی ہو اور اطلاق اسکا چند معنے پر آتا ہو پس آزاد کرنیوالا مولی کہلاتا ہو اور نیز آزاد کیا ہوا بھی مولی کہلاتا ہو اور مددگار
وہ چچا کا بیٹا و پڑوسی اور عصبہ یہ سب بھی مولی کہلاتے ہین اور مراد یہان عصبہ ہین جیسا کہ مفسر رح نے بیان کیا اور یہی قول اکثر مفسرین کا ہو اور
عصبہ وہ ناتے دار ہین جو ذوالفروض کا حق دینے کے بعد سب مال لے اور صورت ذوی الفروض نہونے کے سب مال لے لے مفسر رح نے کہا یعطون
مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ۔ لہم من المال۔ یعنے ایسے عصبہ ہین کہ دیے جاوینگے اس چیز سے جو چھوڑا والدین
اور ناتے وارون نے ف انکے واسطے مال مین سے۔ یعنے ما موصولہ سے مراد مال ہو اور یہ تصریح ہو کہ میت یہان والدین و اقربین ہین پس حاصل
یہ ہوا کہ مردون و عورتون مین سے ہر ایک کے عصبات ہین کہ وہ انکے وارث ہونگے خواہ میت والدین ہون یا اور ناتے دار ہون اور بعض نے ما کے معنے
من لیا ای من ترک الوالدان والاقربون حاصل آنکہ ہر ایک کے واسطے ہم نے موالی کردیے ان لوگون مین سے جنکو چھوڑا اور وہ والدین و اقربین
ہین تو یہ وارثین ٹھہرے ولیکن اول اصح ہو کیونکہ وجہ دوم کے تکلف سے قطع نظر ما کی تفسیر من المال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہو اور حاصل
معنے یہ ہین کہ مرد و عورت ہر ایک کے واسطے ہم نے موالی کردیے ہین خواہ اسکے والدین ہون یا دیگر اقربا ہون جب وہ مرین و مال چھوڑین تو یہ مرد و عورت
اسکے مال متروکہ کے وارث ہونگے اور جن لوگون سے قسم کے ساتھ موالات کرلی تھی انکو دیا جائیگا جیسا کہ پہلے دستور تھا لیکن اس حکم سے پہلے کی
جو حلف موجود تھین انکا حکم دیدیا کہ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ۔ بالف و دونہا۔ یعنے کوفیون کی قراءت عقدت بدون الف ہے اور
باقیون کی قراءۃ عاقدت بالف ہو۔ أَيْمَانُكُمْ جمع یمین بمعنے القسم او الید۔ ایمان بالفتح جمع یمین بمعنے قسم یا بمعنے داہنا ہاتھ۔ یعنے
جنسے تمنے باہم حلف کیا یا ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ ای الحلفاء الذین عاہدتموہم فی الجاہلیۃ علی النصرۃ والارث یعنے ایسے ہم سوگند و حلیف لوگ ہین جن سے
تم نے زمانۂ اسلام سے پہلے مددگاری و میراث پر عہد باندھا تھا یعنے زندگی مین ہم تم باہم مددگار رہین اور جب ہم مین سے کوئی مرے تو دوسرا اسکا وارث

Marfat.com

ہوگا۔ حاصل معنے یہ کہ (اور وہ لوگ جنکے ساتھ تم نے زمانۂ جاہلیت میں حلف کر لیا تھا) تو۔ فَاٰتُوْهُمْ۔ الآن۔ نَصِيْبَهُمْ۔ حظهم من المیراث وہو السدس۔ اب دیدو اُنکا حصہ میراث میں سے ف وہ چھٹا حصہ ہی۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہی۔ ف یعنے مطلع ہی اور منجملہ ہر شی کے تمہارا حال بھی ہی اور یہ حکم منسوخ ہی بقولہ تعالےٰ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض الآیہ جاننا چاہیے کہ آیت کے معنے میں مختلف تفسیریں ہیں بعض نے کہا کہ قولہ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون۔ اپنے مابعد کے کلام سے منسوخ ہی یعنے بقولہ والذین عاقدت ایمانکم الخ۔ اور بعض نے کہا نہیں بلکہ والذین عاقدت ایمانکم الخ منسوخ ہی بقولہ ولکل جعلنا موالی الخ۔ اور جمہور کے نزدیک قولہ والذین عاقدت ایمانکم منسوخ ہی بقولہ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ الآیہ سے اور جب قولہ والذین عاقدت کے نسخ میں ایسا اختلاف ہی تو اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ رہ نے معمول و آثار صحابہ کی طرف رجوع کیا اور آیت کو منسوخ نہیں قرار دیا کما ستعرف اور کلام یہاں اگرچہ طویل ہی مگر تلخیص کے ساتھ لانا ضرور ہی تاکہ یہ مجمل بیان مشوش نہو۔ قال ابن کثیر فی التفسیر قولہ تعالیٰ ولکل جعلنا موالی ای وارث لوگ۔ کذا قال ابن عباس ومجاہد وسعید بن جبیر وابو صالح وقتادہ وزید بن اسلم وسدی وضحاک وغیرہم اور ایک روایت میں ابن عباس سے موالی کی تفسیر عصبہ آئی ہی اور معنے یہ ہیں کہ اے لوگو ہم نے تم میں ہر ایک کے وارث بالعصبہ ٹھہرا دیے ہیں کہ جو وارث ہونگے اس چیز سے جو انکے والدین واقربا نے انکے لیے میراث چھوڑی۔ پھر قولہ والذین عاقدت الآیہ اسی جو لوگ ایسے ہیں کہ تم نے انسے باہم قسم مؤکد کے ساتھ حلف باندھا تھا یعنے ایک دوسرے کا حلیف بنا تھا تو انکو میراث میں سے انکا حصہ دیدو جیسا کہ تم نے سخت قسموں سے انکے ساتھ معاہدہ کیا ہی اللہ تعالیٰ تمہارے ان قسموں وعہدوں کا شاہد ہی پس پورا کرو۔ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا پھر اسکے بعد منسوخ ہوا مگر یہ حکم دیدیا گیا کہ جو معاہدہ سابق موجود ہی اسکو پورا کریں اور اس آیت کے بعد جدید معاقدت نہ کریں۔ چنانچہ امام بخاری رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ ولکل جعلنا موالی۔ کہا کہ ورثہ۔ اور قولہ والذین عاقدت ایمانکم۔ کہا کہ مہاجرین جب ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو یہ دستور تھا کہ انصار جو مدینہ میں مع اہل وعیال تھے انکے ساتھ آنحضرت صلعم نے مہاجرین وانصار میں باہم بھائی چارہ کا معاہدہ کرا دیا پس انصاری مرتا تو مہاجری اُسکا بھائی وارث ہوتا اور انصاری کے قرابتی وارث نہیں ہوتے تھے پھر جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ولکل جعلنا موالی۔ تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ پھر کہا کہ والذین عاقدت ایمانکم فاٰتوہم نصیبہم۔ میں نصیب سے مراد یہ کہ حق مددگاری ونصیحت وجتھا انکے ساتھ ادا کرو اور میراث جاتی رہی اور معاہدہ والے بھائی کے لیے وصیت رہ گئی وقد رواہ ابن ابی حاتم من طریق سعید بن جبیر عنہ نحو ما رواہ البخاری۔ اور عطار نے ابن عباس سے روایت کی کہ اسلام سے پہلے دستور تھا کہ ایک مرد دوسرے سے معاقدت کرتا کہ تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہونگا اور زندگی میں باہم قسم کر لیتے مددگاری میں جان ومال سے دریغ نکرینگے پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہر حلف یا عقد زمانۂ جاہلیت کا جو زمانۂ اسلام میں موجود ملا اسکو اسلام سے زیادہ تاکید ومضبوطی ہو جائیگی اور اب زمانۂ اسلام میں کوئی عقد وحلف نہوگا پس اسکو اس آیت قولہ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض الآیہ۔ نے منسوخ کیا (رواہ ابن ابی حاتم) وقال وروی عن سعید بن جبیر ومجاہد وعطار والحسن وابن المسیب وابی صالح وسلیمان بن یسار والشعبی وعکرمۃ والسدی والضحاک وقتادہ ومقاتل بن حیان انہم قالوا ہم الحلفاء یعنے یہ حلیف لوگوں کے حق میں ہی۔ اور جبیر بن مطعم رح وابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا لا حلف فی الاسلام وکل حلف کان فی الجاہلیۃ فلم یزدہ الاسلام الا شدۃ وما یسرنی ان لی حمر النعم وانی نقضت الحلف الذی کان فی دار الندوۃ یعنے اسلام میں حلف نہیں اور ہر حلف جو زمانۂ جاہلیت میں واقع ہوئی تھی اسمیں اسلام سے مضبوطی ہی بڑھ گئی اور مجھے خوش نہیں آتا کہ مجھے سرخ اونٹ ملیں اور میں وہ حلف توڑ دوں جو دار ندوہ میں واقع ہوئی تھی۔ رواہ ابن جریر۔ وقد رواہ مسلم الی قولہ الا شدۃ۔ اور جملہ مابعد ظاہرا مدرج نہیں

بلکہ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور عبدالرحمٰن بن عوف رض سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین اپنے چچاؤن کے ساتھ حلف مطیبین مین موجود تھا حالانکہ مین لڑکا تھا سو مجھے خوش نہین آتا کہ مجھے سرخ اونٹ ملین اور مین اسکو توڑ دون - رواہ ابن جریر و قد ارسل الزہری رح نحو روایۃ مسلم وزاد وقد الف النبی صلعم بین قریش والانصار - یعنے نبی صلعم نے قریش و انصار کے درمیان باہم الفت کرادی وکذا رواہ احمد و قیس بن عاصم نے رسول اللہ صلعم سے حلف کو پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جو حلف زمانۂ جاہلیت مین واقع ہو گئی اس سے تمسک کرو یعنے مضبوطی سے پوری کرو اور اسلام مین حلف نہین - رواہ ابن جریر والامام احمد اور مانند روایت جبیر بن مطعم کے حضرت ام سلمہ سے بھی باسناد عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی ابن جریر وامام احمد وابن مردویہ وابن ابی شیبہ نے اور عمرو بن شعیب کی حدیث مین یہ بھی ہی کہ آپ نے فتح مکہ کے خطبہ مین ایسا فرمایا تھا شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ توارث بحلف ابتدائے اسلام مین تھا پھر منسوخ ہوا اور گذشتہ عہد و حلف کی تاثیر باقی رہی اگرچہ آیندہ کے واسطے حکم دیے گئے کہ جدید کوئی تحالف مؤثر نہوگا اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ بعض نے فرمایا کہ زمانۂ آیندہ کے لیے حلف سے توارث منسوخ کیا اور زمانہ ماضی کے حلف مین بھی نسخ طاری کیا کہ اس سے توارث نہین رکھا بلکہ یون محاکمہ کیا کہ اسکی تاثیر یہ ہی کہ وصیت کرو چنانچہ سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس رض سے روایت ہی کہ قولہ فاتوہم نصیبہم - کی تفسیر مین کہا کہ مددگاری و نصیحت و رفادت کا حصہ ہے اور اسکے واسطے وصیت کردے اور میراث تو جاتی رہی رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر وکذا روی عن مجاہد وعن ابی مالک نحو ذلک - پھر شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ دستور تھا کہ ایک مرد دوسرے سے معاقدت کرتا کہ دونون مین سے جو مرجاوے دوسرا اسکا وارث ہو پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المؤمنین والمہاجرین الا ان تفعلوا الی اولیائکم معروفا - فرماتا ہی کہ الا ان توصوا لہم بوصیۃ فہی لہم جائزۃ من الثلث - یعنے مگر آنکہ تم موالات والون کے لیے کچھ وصیت کرو تو یہ انکے واسطے تہائی مال مین سے روا ہی شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ایسا ہی بہتون نے سلف مین سے صریح کہا کہ یہ آیت منسوخ ہی بقولہ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض الآیہ - اور کمالین مین لکھا کہ حافظ ابن حجر رح نے کہا کہ یہی معتمد ہی کہ یہ آیت منسوخ ہی اور کشاف سے کمالین وغیرہ مین نقل کیا کہ امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ یہ آیت محکم ہی منسوخ نہین ہی اور مراد اس سے عقد موالات ہی اور وہ مشروع ہی اور اسکی وجہ وراثت ہونا عامہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک ثابت ہی اور اسکی تفسیر یہ ہی کہ اگر کوئی مرد یا عورت مسلمان ہو اور اسکا کوئی وارث نہین ہی اور انھون نے باہم عہد کر لیا اس شرط پر کہ باہم ایک دوسرے کے لیے عاقلہ ہو اور وارث ہو تو یہ عقد موالات جائز ہی مترجم کہتا ہی کہ اسکے شرائط و تفسیر ترجمۂ عالمگیری کتاب الموالات سے تلاش کرنی چاہیے یہان اس سے بحث منظور نہین لیکن اسمین بحث ہی کہ آیا آیت سے عقد موالات ثابت ہی یا نہین مترجم کہتا ہی کہ سوائے کشاف کے مجھے کسی سے یہ تنصیص نہین ملی کہ یہ آیت کریمہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک محکم ہی اور اس سے یہ مراد ہی جو اوپر مذکور ہوئی اور موالات مین فقط اعلی وارث ہوتا ہی نہ اسفل وہ بھی جب کہ اسفل لا ولد مرے اور کمالین مین اسپر اعتراض کیا کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تو وارث بموالات کے لیے کل مال ہی جبکہ ذی رحم نہو حالانکہ آیت سے مستفاد یہ ہی کہ اہل موالات کے لیے چھٹا حصہ مقدر ہی خواہ اُنکے ساتھ کوئی دوسرا وارث ہو یا نہو انتہی کلامہ اور چھٹے حصہ کی وجہ اطلاق لفظ نصیب ہی کما ذکرہ **او بیضاوی** نے کہا کہ دستور یہ تھا کہ ایک حلف دوسرے حلیف کی میراث سے چھٹا حصہ دیا جاتا تھا **شیخ ابن کثیر** رح نے بعد نقل احادیث نسخ کے کہا کہ اسمین صریح رد ہی ان لوگون پر جو اب بوجہ حلف کے باہم وارث ہونے کے قائل ہین جیسا کہ امام ابو حنیفہ و ان کے اصحاب کا مذہب ہی اور امام احمد رح سے ایک روایت ہی اور صحیح اسمین جمہور کا قول ہی پھر ذکر کیا کہ صحیحین مین ابن عباس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ فرائض ذوی الفروض کو لاحق کردو پھر جو باقی رہے وہ اولی مرد مذکر کو ہی - یعنے اللہ تعالے نے ہر دو آیت میراث مین جو حصہ اہل فرائض کے لیے

Marfat.com

مفروض فرمایا ہی انکو انکا حصہ دیدو پھر جو باقی رہے وہ عصبہ کا ہی مترجم کہتا ہی کہ اوپر مذکور ہوا کہ جمہور کے نزدیک یہ آیت کریمہ منسوخ ہے بقولہ تعالیٰ واولوالارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللہ الآیہ سے جیسا کہ بہت سے علماء سلف سے نسخ نقل کیا گیا ولیکن جامۂ اہل علم نے جو اسکو نسخ اصطلاحی تصور کیا ہو محل تامل ہی اور غور نظر کے بعد حق وہ ثابت ہوتا جو محققین نے بیان کیا کہ یہ نسخ اصطلاحی نہیں ہی کیونکہ آیۂ توریث اولوالارحام میں امر پر دلالت نہیں کرتی کہ حلیف کو میراث نہ ملیگی خصوصاً جو لوگ مانند امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کے مولی الموالاۃ کی توریث کے قائل ہیں وہ جب ہی اسکی میراث کہتے ہیں کہ میت کا کوئی عصبہ اولوالارحام نہو پس نسخ فقط اولویت وتقدیم کے معنے میں ہی چنانچہ آیت مذکورہ اولوالارحام کی اولویت وتقدیم کا حکم دیتی ہی اور ہم نے اسکی اتباع کی اور جہاں تک اتفاق ممکن ہو نسخ کا قائل نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ اصول قرار پایا ہی اور اس طور پر جماعۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اتفاق باقی رہتا ہی کہ موالات سے انکے نزدیک وراثت ثابت ہے۔کما ذکرہ فی الکمالین۔اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ قولہ فآتوہم نصیبہم یعنے میراث میں سے انکو حصہ دو اور فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے مولی سے معاقدت کی پس اسکے وارث ہوئے (رواہ ابن جریر) اور خود شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہی باوجودیکہ باسانید صحیحہ خود وہ روایات کی ہیں جو حضرت ابن عباسؓ وجبیر بن مطعم وام سلمہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے اہل نسخ لاتے ہیں اور وجہ یہی ہی کہ شیخ ابن جریرؒ نے ان روایات میں نسخ بمعنے اصطلاحی نہیں پایا پس غیر منسوخ سے شیخ ابن جریرؒ کی مراد یہی ہی کہ منسوخ بمعنے اصطلاحی نہیں اگرچہ وجہ نادرل میں انہوں نے امر دیگر مذکور ہیو لیکن یہاں سے ظاہر ہوا کہ شیخ ابن کثیر نے جو قول شیخ ابن جریرؒ کو محل نظر قرار دیا بوجہ احادیث مذکورہ بالا کے تو یہ کچھ قوی نہیں بلکہ ضعیف ہی۔رہا یہ سوال کہ ان احادیث صحیحہ میں صریح حلف سے ممانعت ہے پھر تم موالات سے توریث کے کیونکر قائل ہو حالانکہ توریث بموالات تو فرع ہی وجود موالات کی تو مترجم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے حول وقوت سے مجھے اسکے معنے یہ ظاہر ہوتے ہیں واللہ اعلم کہ احادیث مذکورہ میں جس مخالفت سے ممانعت ہی وہ حلف جاہلیت ہے جو خلاف عدل شرع تھی چنانچہ ابن جریرؒ نے قتادہ کے طریق سے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ محالفت یعنے باہم ایک دوسرے کے حلیف ہونے کا یہ طریقہ تھا کہ ایک دوسرے سے یوں کہتا کہ۔ہدمی ہدمک وحربی حربک وسلمی سلمک وترثنی وارثک فلما جاء الاسلام امروا ان یؤتوہم نصیبہم یعنے محالفت میں ان باتوں پر باہم ایک دوسرے سے سخت قسم وتیر عہد باندھتے تھے کہ میری طرف سے مہلت جنگ تیری طرف سے مہلت ہی اور میری لڑائی تیری لڑائی ہی اور میرا صلح کرنا تیرا صلح کرنا ہی اور میں تیرا وارث ہونگا اور تو میرا وارث ہوگا پھر جب اسلام آیا تو انکو حکم دیا گیا کہ انکو انکا حصہ میراث دیدیں۔پس محالفت بروجہ مذکورہ منع ہی اور یہ موالات سے دو وجہ سے عام ہی اول آنکہ موالات فقط ولاء ہی نہ یہ امور مذکورہ محالفت دوم میراث مقصور بر حلیف ہی نہ بروجہ موالات اسواسطے کہ موالات میں مولی اسکا سب سے آخری عصبہ ہی بجہت آنکہ اسکے جرائم وغیرہ میں ناصر ومددگار وناصح ہی اور یہ لازم نہیں کہ جب ایک مولی لڑائی میں نہ پڑے تو دوسرا بھی نہ پڑے اور اگر ایک کسی سے جنگ شروع کردے تو دوسرے پر سخت قسم ہی کہ وہ بھی شروع کردے اگرچہ اسکا مولی ناحق خلاف شرع لڑتا ہو اور علی ہذا القیاس باقی امور حلف کو قیاس کرو پس ممنوع حلیف جاہلیت ہی نہ التزام واقرار موالات اور تفسیر ابن عباسؓ سے اشارہ ہی کہ درباب میراث انکے معاقدت کا اثر باقی رہا پھر تقدیم واولویت انکے عصبہ ہونے کی منسوخ ہوئی اور اولوالارحام اولی قرار پائے ہکذا سنح لی واللہ تعالےٰ اعلم۔پس حاصل کلام یہ ہی کہ ممانعت حلف جاہلیت سے ہی اور یہی انکے نزدیک باہم حلیف ہونا معروف تھا پھر ابتداء اسلام میں موالات رہگئی اسطرح کہ ذوی الارحام سے مقدم عصبہ مولی الموالات ہوتا تھا پھر اللہ عزوجل نے مولی الموالات کو ذوی الارحام سے موخر کردیا اور یہ جو بیان ہوا اسپر آیات واحادیث واقوال صحابہ سب میں اتفاق ظاہر ہی اور کسی سے خلاف نہیں اور نہ نسخ اصطلاحی کا قائل ہونا لازم آتا ہی فلیتامل۔

Marfat.com

الرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ

مرد حاکم ہین عورتون پر اسواسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اسواسطے کہ خرچ کیے انہون نے

اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ

اپنے مال پھر جو نیک عورتین ہین سو حکم بردار ہین خبرداری کرتیان ہین پیٹھ پیچھے اللہ کی خبرداری سے اور جنکے بدخوئی کا ڈر ہو

نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ

جنکو تو انکو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے مین اور مارو پھر اگر تمھارے حکم مین آوین

فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا

تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کی بیشک اللہ ہو سب سے اوپر بڑا

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ مسلطون۔ مرد مسلط و غالب کردیے گئے ہین۔ عَلَى النِّسَآءِ یؤدبونھن ویأخذون علی ایدیھن عورتون پر یعنے بدین حال کہ ادب دیتے ہین انکو اور انکے ہاتھ پکڑتے ہین یعنے انکی بے راہ چلنے پر گرفت کرتے ہین۔ قوام بالتشدید مبالغہ بانند قیم وہ شخص کہ کسی چیز کی درستی و اصلاح مین خوب قائم ہو اور محی السنہ وغیرہ نے ذکر کیا کہ قوام ہین یعنے انکے مصالح و ضرورتون پر قیام کرتے ہین جیسے سلطان اپنی رعیت پر قائم ہوتا ہو۔ و ابن کثیرؒ نے فرمایا یعنے مرد اسکا رئیس و کبیر و حاکم ہے اور مفسرؒ نے اس مضمون کو فقط لفظ تسلیط مین ادا کیا پس قوام کو مسلط سے تفسیر کیا۔ پھر سراج مین کہا کہ قوام ہونیکی دو علتین فرمائین ایک پیدائشی اور دوسری فعلی یعنے ایک تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہبہ فرمائی ہو جسکا شکریہ مرد پر واجب اور عورت کو اسکی تمنا سے مایوسی و ممانعت ہو اور دوسری صفت خود مردونکے اکتساب و حاصل کرنے سے حاصل ہو پس بیان اول بقولہ تعالیٰ۔ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ ای بتفضیلہ لھم علیھن بالعلم والعقل والولایۃ وغیر ذلک۔ یعنے مردونکا قوام ہونا اول تو بما فضل اللہ۔ بمعنے بتفضیل اللہ تعالیٰ یعنے بوجہ تفضیل دینے اللہ تعالیٰ کے مردون کو عورتون پر علم و عقل و ولایت وغیرہ کے ساتھ پس علم سے کمال جنس مردون کے ساتھ ہو اور مضائقہ نہین کہ بعض عورتین خاص خاص افراد کمال حاصل کرین جیسے صحیح مین ہو کہ مردون مین سے بہت کامل ہوے اور عورتون مین کامل نہوئین سوا مریم و آسیہ و فاطمہ کے اور فضیلت عائشہؓ کی عورتون پر مانند فضیلت ثرید کے ہو باقی کھانون پر (رواہ الترمذی وغیرہ) اور حضرت عائشہؓ علم شریعت و وحی الٰہی مین کامل اپنے وقت کی مجتہدہ تھین اور صحابہؓ بڑے مسائل مین انکی طرف رجوع کرتے تھے اور علم حاصل کرتے پس یہ منافی آیت نہین کیونکہ یہ خاص چند افراد عورتون مین اگرچہ علم کی فضیلت جنس مردونکے مخصوص ہو اور بسا اوقات بہتیرے انہین کے علم دین سے بے بہرہ رہتے ہین مگر آنکہ کمال علم مردون ہی کی جنس مین ہو اور نیز عقل کامل انہین کے ساتھ ہو اور دین کامل انہین کا ہو اور اسی سے ولایت و سلطنت بھی مرد ہی کو مخصوص ہو چنانچہ نبوت و امامت و اقامت شعائر اسلام و جمعہ و جماعات و قضاء و عصوبت انہین کو عطا ہوئی اور انہین کو چار عورتین روا ہوئین اور انہین کی طرف اولاد کی نسبت ہو اور دیت اور میراث مین یہی عامہ والے ہین قاضی ہونا الخ اور یہان زیادہ تفصیل کا مقام نہین اور کافی ہو کہ حضرت صلعم نے خبر دی کہ وہ قوم فلاح نپاویگی جنھون نے اپنا والی کسی عورت کو قرار دیا (رواہ البخاری) اور معنے یہ ہین کہ عورت کی عقل ورائے انکی تدبیر و مصالح مین درست نہوگی پس اسکی تدبیر پر انکے کام برباد ہونگے حتی کہ اگر کوئی عورت اسطرح والی ہو کہ انتظام مہمات مرد کیا کرین تو یہ بربادی کا حکم نہوگا۔ الحاصل مردونکا قوام ہونا ایک تو اس جہت سے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو افضل و لائق قوامی پیدا کیا ہو پھر علت دوم کو فرمایا بقولہ۔ وَبِمَآ اَنْفَقُوْا علیھن۔ اور بوجہ اسکے کہ خرچ کیا مردون نے۔ ف عورتون پر۔ مِنْ اَمْوَالِهِمْ

اپنی اموال سے **ف** یعنے مہر ونفقہ ودیگر مصارف مال پس عورت پر مرد کی فضیلت اپنی ذات سے بھی ہی اور نیز انعام وافضال سے بھی ہی جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وللرجال علیھن درجۃ۔ مردون کے لیے عورتون پر درجہ ہی۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ قوامون علی
النساء یعنے عورتون پر امرا ہین یعنے اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کی طاعت کا حکم کیا اسمین اسکے حکم کی فرمانبرداری کرے اور فرمانبرداری عورت
کی یہی کہ مرد کے لوگون کے ساتھ نیک چلن ہو اور اسکے مال وحق کی حفاظت رکھے۔ اور یہی مقاتل وسدی وضحاک نے لکھا ہی۔ اور حسن بصری رح نے
روایت کی کہ ایک عورت آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوئی اور شکایت کرتی تھی کہ اسکے شوہر نے اسکو طمانچہ مارا پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ فعل
اسکو نہین چاہیے اسمین قصاص ہی پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا الرجال قوامون علی النساء الآیہ۔ پس وہ عورت نامراد بدون قصاص
واپس ہوئی (رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم من طرق عنہ وکذا ارسلہ قتادۃ وابن جریج والسدی کما رواہ ابن جریر ایضا) اور ابن مردویہ رح نے حسن بصری
اور نسائی رح کے طریق سے بواسطہ ہاشمی واہل بیت راویون کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مسندًا روایت کیا مانند مرسل حسن رح کے اور شعبی رح نے
انفاق مال مین کہا کہ مراد اس سے مہر ہی جو اسنے عورت کو دیا ہی کیا تو نہین دیکھتا کہ اگر مرد بدون گواہون کے جورو کو کہے کہ اسنے زنا کیا تو مرد کو
کچھ اور سزا نہین بلکہ لعان کرکے جدائی کرادیجائیگی اور اگر عورت اسکو زنا کی نسبت کرے تو اس سے گواہ طلب ہونگے اور اگر نہ لائی تو اسکو حد
قذف ماری جائیگی۔ حاصل آنکہ عورتین مردون کے تحت حکم ہین لیکن آیت مین دلالت ہی کہ پوری ولایت مرد کی جب ہی کہ وہ امردینی مین صالح
اور امر نفقہ مین ثابت ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عورتون کی دو قسمین فرمائین ایک مطیعہ اور دوسری ناشزہ پس قسم اول کو فرمایا بقولہ **فَالصّٰلِحٰتُ**
منھن۔ یعنے قسم صالحات ان عورتون مین سے۔ **قٰنِتٰتٌ** مطیعات لازواجھن مطیعہ ہین **ف** یعنے اپنے شوہرون کی مطیعہ ہین
ایسا ہی حضرت ابن عباس وغیرہم نے تفسیر فرمایا ہی۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ طاعت ہر جگہ مخصوص ہی کہ وہ خلاف حکم الٰہی کے گناہ نہو کیونکہ حضرت صلعم نے
فرمادیا کہ حضرت خالق عزوجل کی نافرمانی کرکے کسی مخلوق کی فرمانبرداری نہین ہی (کما فی الصحیح) پس معنے یہ کہ موافق رضا وحکم الٰہی کے اپنے شوہرون
کی مطیع ہین۔ **حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ**۔ ای لفروجھن وغیرہا فی غیبۃ ازواجھن۔ حافظات ہین **ف** اپنی فروج کی اور دیگر امور کی مانند
مال شوہر وغیرہ کے اپنے شوہرون کے پیٹھ پیچھے۔ ایسا ہی سدی رح سے مروی ہی پس للغیب یعنے شوہرونکی غیبت مین۔ **بِمَا حَفِظَ**۔ ہین
اللّٰہُ بسبب اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو محفوظ کیا حیث اوصی علیھن الازواج۔ کیونکہ انکے شوہرون کو انکے بارہ مین نیکی کرنیکی وصیت کردی
اور ابو ہریرہ رض نے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ عورتون مین سے بہتر وہ عورت ہی کہ جب تو اُسکی طرف دیکھے تو تجھے خوش کرے اور جب تو اسکو
حکم کرے تو تیری فرمانبرداری کرے اور جب تو اسکے پاس سے غائب ہو تو اپنی ذات مین اور تیرے مال مین تیری حفاظت رکھے پھر آنحضرت
صلعم نے یہی آیت پڑھی (رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم والحدیث فی الصحاح ایضًا) اور عبدالرحمن بن عوف رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ جب عورت نے اپنے پانچون فریضہ نمازین پڑھین اور اپنے مہینہ کے روزے رکھے اور اپنی فرج کی حفاظت کی اور شوہر کی طاعت کی تو اس سے
کہا جائیگا کہ جنت مین جس دروازے سے تیرا جی چاہے داخل ہو (رواہ احمد) پس مفسر رح کی تفسیر حفظ غیب کے لیے یہ احادیث اصل ہین اور اطاعت
شوہر مین سخت تاکید ہی یہانتک کہ مروی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ اگر مین کسی کو دوسرے کے سجدہ کرنیکا حکم کرتا تو البتہ جورو کو حکم کرتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے
بسبب اسکے کہ شوہر کا بڑا حق ہی اور قولہ بما حفظ اللہ۔ مین یا تو یہ معنے ہین جو مفسر نے ذکر کیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین جورون کے حق مین بھلائی
کرنیکا انکے شوہرونکو حکم دیا اور حضرت صلعم نے خطبہ حجۃ الوداع مین اسکی تاکید فرمائی ہی کہ ای لوگو تم مجھسے عورتونکے بارہ مین بھلائی کرنیکی وصیت
قبول کرو الخ اور یا یہ معنے کہ بسبب حفظ اللہ تعالیٰ یعنے اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت کی اور اسکو عصمت عطا کی اور توفیق حفظ غیب مرحمت

Marfat.com

فرمائی - یا بما حفظ اللہ - ای جبکہ اللہ تعالیٰ نے انکو حفظ غیب وعدہ ثواب جمیل فرمایا اور درصورت خلاف کے خیانت پر وعید عذاب شدید فرمائی ہی۔ بالجملہ قسم اول صالحات کی یہ تعریف تھی کہ قانتات وحافظات ہوتی ہین پھر قسم دوم کے حکم کو بیان فرمایا کہ وہ ذکر کے قابل نہین ہین۔ وَاللّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ ۔ عصیانہن لکم بان ظهرت امارته۔ اور جو عورتین ایسی ہون کہ اُنسے تم انکی سرکشی کا خوف کرو یعنے اپنے حق مین انکی نافرمانی کا خوف کرو بایں طور کہ نافرمانی کے نشانات ظاہر ہوں۔ مدارک مین کہا کہ اصل مین نشوز بمعنے ارتفاع ہی یعنے اپنے کو چڑھانا اور عورت کا نشوز یہ کہ شوہر کو مبغوض رکھے اور اسکی فرمانبرداری سے اپنے آپکو کھینچے اور تکبر کرے اسطرح کہ اپنی آواز بلند کرے اور زبان درازی کرے اور اسکے حکم کو بجالانے مین کوتاہی کرے اور بات کو قبول نہ کرے پس جن عورتونکے ڈھنگ سے تم یہ بات دیکھو۔ فَعِظُوْهُنَّ ۔ فخوفوهن من اللہ ۔ تو انکو اللہ تعالیٰ سے خوف دلاؤ۔ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ ۔ اعتزلوا الى فراش آخر ان اظهرن النشوز۔ اور الگ کرکے دوسرے بستر پر کردو ف اگر سرکشی ظاہر کرین مضاجع جمع مضجع بمعنے بستر خواب۔ علی بن ابی طلحہ رح نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کی کہ ہجر یہ ہی کہ اس سے جماع نہ کرے اور بستر پر اپنا دو پیٹھ اسکی طرف رکھے اور ایسا ہی دیگر علماء سلف سے مروی ہے اور دوسری روایت علی بن ابی طلحہ مین ابن عباس رض سے ہی کہ اسکو نصیحت کرے خوف دلاوے پھر اگر وہ مان جاوے تو خیر ورنہ اسکو بستر پر چھوڑدے اور اس سے بات نہ کرے بدون اسکے کہ اسکا نکاح رد کردے اور یہ امر عورت پر سخت ہی اور ابوداؤد نے مرفوعاً روایت کی جسمین ہجر فی المضاجع بمعنے ترک جماع ہی واللہ اعلم اور ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر مرد نے اپنی جورو کو اپنے بستر پر بلایا اور اُسنے انکار کیا تو ایسے حال سے رات بسر کریگی کہ صبح تک فرشتے اسپر لعنت کرینگے (رواہ البخاری) اور اسی کے مانند معنے مین مسلم رح نے روایت کی ہی۔ پھر اگر اس سے بھی راہ راستی پر نہ آوے تو فرمایا۔ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۔ ضربا غیر مبرح ان لم یرجع بالہجران۔ یعنے مارو انکو مارنا ایسا کہ مولم نہو ف بشرطیکہ وہ ہجران سے ٹھیک نہون پس آیت کریمہ مین تو اجازت اُسکے لازمی مطلقاً ہی ولیکن مفسرین رح نے غیر مبرح کی قید بڑھائی بدلیل حدیث جابر رض کے کہ حجۃ الوداع مین حضرت صلعم نے فرمایا کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے عورتون کے بارہ مین کیونکہ وہ تمھارے پاس محکوم ہین اور تمھارا انپر یہ حق ہی کہ تمھارے فرش کو ایسے شخص سے نہ روندواوین جسکو تم مکروہ رکھتے ہو اور اگر ایسا کرین تو انکو مارو ایسا مارنا کہ مبرح نہو اور انکا تمپر یہ حق ہی کہ دستور کے موافق انکو کھانا کپڑا دو۔ رواہ مسلم اور ایسا ہی ابن عباس وغیرہم نے ضربکا ضرب غیر مبرح سے تفسیر کیا۔ اور حسن بصری رح نے فرمایا کہ ضرب غیر مبرح یعنے ایسی مار کہ تاثیر نہ ڈالدے اور فقہاء نے فرمایا کہ غیر مبرح وہ ضرب ہی کہ کسی عضو کو شکستہ نہ کرے اور کوئی عیب اور بدنمائی نہ پیدا کرے اور علی بن ابی طلحہ رح کی روایت ابن عباس مین ہی کہ پھر اگر راہ پر آجاوے تو خیر ورنہ اللہ تعالیٰ نے اجازت دیدی کہ اسکو غیر مبرح مار مارے اور اسکی ہڈی نہ توڑے اور اگر نہ راہ پر آئے تو پھر اللہ تعالیٰ اسنے تجھے حلال کردیا کہ اس سے فدیہ لیوے۔ یعنے اس سے مال خلع لیکر اسکو خلع کردے شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب نے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ لوگو تم اللہ تعالیٰ کی لونڈیونکو مت مارو پس عمر رض نے آکر رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ عورتین اپنے شوہرون پر شیر ہوگئین پس رسول اللہ صلعم نے انکے مارنیکی اجازت دیدی پھر بہتیری عورتین حضرت صلعم کے اہل خانہ پاس آئین جو اپنے شوہرون کی شکایت کرتی تھین پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آل محمد کے پاس بہت سی عورتین اپنے شوہرونکی شکایت لائین۔ یہ لوگ تم لوگون مین اچھے مرد نہین ہین (رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ) اور امام شافعی رح نے فرمایا کہ مارنا مباح ہی ولیکن افضل یہ ہی کہ نہ مارے اور جمل کے حاشیہ مین ہی کہ ظاہر طور ضرب ہر ایک اسوقت ہی کہ سرکشی کو یقین جانے اور خالی گمان پر روا نہین ہی۔ پوشیدہ نہین کہ آیت کریمہ مین خوف نشوز مذکور ہی پس ظاہر اسکے علامات سے خوف نشوز کے یقین پر ہجران وغیرہ روا ہی ولیکن جمہور نے تخافون بمعنے تعلمون لیا ای تم جان لو اپنے نشوز کو فافہم واللہ اعلم۔ اگر کہا جاوے کہ بعض سعی رح کا وغیرہ سے روایت ہی کہ بول چال بھی چھوڑدے حالانکہ تین روز سے زیادہ مسلمان سے بول چال چھوڑنا حدیث صحیح مین منع ہے جواب یہ ہی کہ ممانعت

اسوقت ہی کہ اپنے حظ نفس کے واسطے چھوڑے اور اگر مقصود اس سے دوسکر کو گناہ سے ہونا تا یا اصلاح دین ہو تو روا ہی اسواسطے کہ نشوز عذر
شرعی ہی اور اسی سے آنحضرت صلعم نے کعب بن مالک کے ساتھ کلام سے لوگونکو منع کردیا تھا فافہم۔ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فیما یرادمنہن پھر
اگر ایسی عورتین تمھاری اطاعت کرین ف جا لنسے ارادہ کیا جاوے تا وقتیکہ اسمین معصیت الٰہی نہو۔ فَلَا تَبْغُوْا۔ فلا تطلبوا علیہن۔ تو اب
مت چاہو عورتون پر۔ سَبِيْلًا۔ طریقًا الی ضربہن ظلمًا۔ کوئی راہ ف انکو مارنے کی از راہ ظلم کے۔ یعنے جب وہ نصیحت یا ہجر سے
مان جاوین تو پھر انکے مارنے کی تمکو اجازت نہین پس ظلم سے مت مارو۔ اور ایسے ہی اگر نصیحت سے مان جاوین تو ہاجرت بھی روا نہین ہی۔ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا۔ فاحذروہ ان یعاقبکم ان ظلمتموہن۔ اللہ تعالیٰ علی کبیر ہی ف پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ تم کو عذاب کرے گا اگر تم انپر
ظلم کروگے اور صحیح حدیث مین منھ پر مارنے سے ممانعت ہی اور نیز حدیث مین ہی کہ تم مین سے مرد اپنی جورو کو غلام کی طرح مارتا ہی پھر آخر دن مین
اس سے مجامعت کرتا ہی۔ کما فی الصحیحین ف عرائس البیان مین مذکور ہی کہ قولہ تعالیٰ فالصالحات قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ صالحات
وہ پاک عورتین ہین جنکو معرفت الٰہی عزوجل حاصل ہو اور حقوق الٰہی اور حلم الٰہی اور عفو الٰہی و عذاب الٰہی سے آگاہ و عارف ہون اور شوہرون کے
جو حقوق انپر واجب ہوئے ہین کہ انکے ساتھ اچھی طرح بسر کرین اور انکے امور مین اصلاح رکھین اس سے واقف ہون۔ اور قانتات وہ عورتین
ہین جو درگاہ الٰہی مین اسکی بندگی ادا کرنے مین خالص نیت سے قائم رہین۔ اور اللہ عزوجل کی خدمتگزاری بہت تواضع سے ادا کرین اور حضرت
باری تعالےٰ عزوجل کے حکم سے فرمانبردار رہین چنانچہ اسنے حکم دیا کہ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ۔ اپنے گھرون مین قرار پکڑو۔ اور چونکہ آتش خوف و نور امید اور لطف
مراقبہ و ضیاء شہود اور برابر گھرون مین قرار پکڑنے اور شوق عالم آخرت سے انکے دل جلد نرم ہوجاتے ہین اور اسکو آنحضرت صلعم جانتے تھے اسیواسطے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کیواسطے جاتے ہوے راہ مین حدی پڑھنے سے منع فرمایا اور کہا کہ ایاک والقواریر یعنے اونٹونپر عورتین سوار
تھین تو فرمایا کہ خبردار ان شیشون سے کہ ہرگز ٹوٹنے نہ پاوین کیونکہ ان پاک عورتون کے دل بہت نرم ہورہے تھے اور یہ اسیوجہ سے تھا کہ اللہ عزوجل
نے انکو جوش وجد سے اور حجرات مین سے نکلنے سے محفوظ فرمایا تھا پس انکے حفظ کا بذات پاک خود متولی ہوا یعنے ان عورتونکا اپنے آپکو محفوظ رکھنا
اسیطرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف سے انکو محفوظ رکھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے حال سے خبر دی کہ ان کادت
لتبدی بہ لولا ان ربطنا علی قلبہا۔ یعنے قریب تھی کہ اس رازکو فاش کردے اگر یہ نہوتا کہ ہمنے اسکے دلپر بندش کردی تھی۔ اور نیز حافظات للغیب
یعنے انھون نے اپنے شوہرونسے جو کرامات و اسرار الٰہی معاینہ کیے تھے جو انکے شوہرونکو منکشف ہوے تھے اسکو کسی سے نہین کہا قال المترجم
اس کلام مین اشارہ ہی کہ ابتدائے حال مین قبل مرتبہ تمکین حاصل ہونیکے جو واردات و عجائب منکشف ہون انکو اظہار کرنا موجب معزت ہی مگر آنکہ غلبۂ
شوق اسکا داعی ہو پس اگر ساکت رہا تو خیر ورنہ عتاب و خسارہ اُٹھاتا ہی اور یہ سب ان امور مین ہی جو سکو موافق طریقہ سنت کے منکشف ہوے ہون اور
جو خلاف سنت ہون انکو ضرور بیان کرے تاکہ عارف صادق انکا علاج بتلادے اور نیز قولہ حافظات للغیب یعنے جو انھون نے اپنے شوہرونکو دیکھا
کہ باوجود محتاجی و تنگی و تکلیف کے مجاہدہ مین اور عبادت مین سرگرم رہن اسکو حفاظت سے پوشیدہ رکھا تاکہ مخلوق کی ریاکاری کے فتنہ مین نہ پڑین
اور شوہرونسے شکایت کی نوبت نہ آوے۔ اور نیز حفظ سے رکھنے والیان اپنی فروج و عورات کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے کیونکہ خوف الٰہی انکو
روکتا تھا کہ اپنی پردہ دری نہ کرین۔ اور بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی حفاظت سے وہ غیب کی نگاہ رکھنے والیان ہوئین۔ اور اگر اللہ تعالیٰ انکو
انکے نفوس کے حوالہ فرماتا تو انکی پردہ دری ہوجاتی۔ قولہ تعالیٰ فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سبیلا۔ جاننا چاہیے کہ ازل ہی سے اجسام کی
مٹیان مختلف پیدا ہوئی ہین بعض مین نزدیکی اور بعض مین دوری ہی اور یہ نزدیکی و دوری بھی درجہ بدرجہ خود مختلف ہی اور یہی حال ازواج کا ہی

پس جن دو آدمیون مین ایک راہ نہین ہو خواہ دوری یا نزدیکی کی اُن مین باہم جھگڑا پڑ جاتا ہو کیونکہ انکے اخلاق و حالات و صفات جدا جدا ہین
چنانچہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ارواح ایک جھنڈ لگا تھین جنہین باہم جان پہچان ہو گئی انمین باہم میل ہوا اور جنہین شناسائی نہوئی ان مین
پھوٹ رہی۔ رواہ البخاری۔ یہین سے جورو و مرد مین بھی سرکشی و پھوٹ پڑ جاتی ہو کیونکہ انکی اصلی صفات مختلف ہین پس اسی وجہ سے فرمایا کہ عورتوں کے
اخلاق مین جب ممارست اور مجاہدہ و ریاضت سے ایسی صورت پیدا ہو گئی کہ مردونکی طاعت کرنے لگین تو پھر انسے اس امر کے خواستگار نہو کہ انکی
اصلی خلقت و طبیعت جوہری بھی تم سے موافق ہو جاوے اور انکے اجسام اور ارواح تمھاری جنس کے ہو جاوین کیونکہ اسمین تضاد و فرد کے ساتھ
جھگڑا ہو اور یہی معنے ہین قولہ فلا تبغوا علیہن سبیلا کے یعنے مت تکلیف دو عورتون کو ایسے امر کی جو انکے اختیار سے باہر ہے کہ وہ اپنی خلقت
ازلی کو بدل نہین سکتی ہین اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا۔ لا تبدیل لخلق اللہ یعنے اللہ تعالیٰ کی خلقت مین کچھ تبدیل نہین ہو اور بعضؒ نے
فرمایا کہ مراد یہ کہ اُنسے محبت اور خلوص نیت کی خواہش مت کرو اسواسطے کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت مین ہین اسی واسطے نبی
علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے پاک پروردگار یہ میری تقسیم دیانتی اس چیز مین ہو جسکا مین مالک ہون اور مجھے ماخوذ نفرما یو ایسی چیز مین
جسکا تو مالک ہے یعنے قلب و رحمین اسکا مالک نہین ہون **قال المترجم** یعنے اگر کسی بیوی سے زیادہ محبت ہو تو معذور ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ

اور اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ دونون آپسمین ضد رکھتے ہین تو کھڑا کرو ایک منصف کو مرد والون سے اور ایک منصف عورت والون سے اگر یہ دونون چاہینگے

اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا

صلح تو اللہ تعالےٰ ملاپ دیدیگا دونون مین اللہ تعالےٰ سب جاننے والا خبردار ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ علمتم۔ یعنے خوف بمعنے علم ہو یعنے اگر تم یقین جان لو۔ قاموس مین خوف کے معنے علم کے بھی مذکور ہین۔ اور بعض مترجمین نے فرمایا کہ
بعض کے نزدیک بمعنے گمان غالب ہو اور حاصل یہ کہ اگر جورو و مرد مین شقاق ظاہر ہوا اور دونون کا حال مشتبہ ہوا اور شوہر نے چشم پوشی نہ کی اور
نہ طلاق دی اور عورت نے نہ حق ادا کیا اور نہ مال دیکر خلع لیا اور دونون سے ایسے قول و فعل صادر ہوئے جو حلال نہین ہین تو اہل اسلام مین ایک حکم
از جانب مرد اور ایک حکم از جانب عورت بھیجے اور دونون کی رائے سے مطلع ہو کر پھر دونون جمع ہو کر جو بہتر ہو اسکو قرار دین اور دونون میں موافقت کی صورت
مین لاوین۔ یہی فرمایا وان خفتم۔ **شِقَاقَ**۔ خلاف۔ **بَيْنِهِمَا**۔ اور اگر تمکو علم ہوا ان دونون کے درمیان شقاق کا شقاق مشتق ہے شق سے
اور اصل مین شقاق بمعنے پھوٹ ہو اور اسواسطے شقاق کہتے ہین کہ دونون مخالف ہین سے ہر ایک دوسرے پر شاق فعل کرتا ہو یا دوسرے کی
شق کے برخلاف شق کی طرف میل کرتا ہو یعنے ایک دوسرے کے مخالف جہت کو اختیار کرتا ہو۔ اور شقاق بینہما باضافت قرار دینا اور ضمیر تثنیہ
راجع بجانب جورو و مرد ہو جیسا کہ مفسرین نے کہا ای بین الزوجین۔ اگر کہا جاوے کہ شقاق کی اضافت بین کی طرف کیونکر ہو جو ظرف ہے تو
پس اسکا اختلاف کیا ہوگا جواب مفسرین نے کہا کہ والاضافۃ للاتساع ای شقاقا بینہما۔ یعنے اصل مین شقاقا بینہما۔ بدون اضافت تھا پھر ظرف
مین وسعت ہونے کی وجہ سے اسکی طرف اضافت کردی اور **بیضاوی** نے کہا کہ اضافت شقاق کی ظرف کی طرف باین وجہ ہے کہ اسکو مفعول بہ
قائم مقام قرار دیا گیا جیسے سارق اللیلۃ الدار بولتے ہین یا فاعل کے قائم مقام مانند نہارہ صائم کے اور یہ مجاز ہو۔ اگر کہا جاوے کہ جورو و ضمیر کا
مرجع سابق مین مذکور نہین۔ تو کشاف مین جواب دیا کہ رجال و نساء جوابنپر دلالت کرتے ہین سابق مین مذکور ہین اور **بیضاوی** نے کہا کہ جز ایسی
چیز کا ہو چکا ہو جو ان دونون پر دلالت کرتا ہو یعنے نشوز کیونکہ جورو کا اپنے شوہر کی نافرمانی کرنا یہی نشوز ہو پس حاصل آنکہ مرجع دلالۃً مذکور رہا۔

تعبیر بضمیر غائب سے یہ امر تو ظاہر ہی کہ وان خفتم کا خطاب زوجین کو نہیں ہی پھر بعض نے کہا کہ صلحاء امت میں سے ہر ایک لائق خطاب کو حکم ہی۔ یعنے
ای اہل اسلام جب تم مسلمانوں کے درمیان کسی مرد اور اسکی زوجہ میں مخالفت دیکھو تو۔ الخ اور ارجح یہ ہی کہ امام المسلمین یا نائب یعنے قاضی وغیرہ کو حکم ہی
بدلیل قولہ۔ فَابْعَثُوْا۔ الیہما برضاہما۔ تم بھیجو ان دونوں کی طرف ف یعنے ان دونوں کی رضامندی سے ایک حکم جو دونوں میں محاکمہ
کرے پس یہ خطاب حکام کو ہی یعنے امام المسلمین واسکے نائب لوگوں کو خطاب ہی اور حضرت خلیفہ عثمان رض وغیرہ سے بھیجنا ثابت ہوا ہی اور اسمیں دو قول ہین
کہ حکم کے بھیجنے مین دونوں کی رضامندی شرط ہی یا نہیں اور مفسر رح نے جمہور کے قول کو اختیار کیا کہ دونوں کی رضامندی شرط ہی قال فی المعالم اور یہی اصح ہی
حاصل آنکہ حکام کو واجب ہی کہ دونوں کی طرف دونوں کی رضامندی سے بھیجیں۔ حَکَمًا۔ رجلا۔ مرد حکم ف جو کم سے کم ایک آدمی ہو مگر مرد ہو
نہ عورت اور آزاد مسلمان عادل ہو یعنے جیسے قاضی ہوتا ہی کما ذکرہ فی المعالم۔ مِّنْ اَهْلِهٖ اقاربہ۔ اہل شوہر سے ف حکم مذکور شوہر
کے اہل سے ہو اور اہل سے مراد شوہر کے ناتے کے لوگ یعنے اسکے اقربا ہین۔ اور بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ حکم کا بھیجنا تو واجب ہی مگر اقارب سے
ہونا مستحب ہی حتی کہ اگر غیروں مین سے ہوگا تو روا ہوگا نص علیہ الشافعی رح اور اقارب اسواسطے اولیٰ ہین کہ وہ خفیہ حالات سے زیادہ واقف ہو سکتے
ہین اور اسلیے کہ انکو اصلاح کا زیادہ خیال ہوگا۔ الحاصل حاکم کو حکم دیا کہ ایک حکم تو شوہر والوں سے بھیجو۔ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا۔ ویوکل الزوج
حکمہ فی طلاق وقبول عوض علیہ وتوکل ہی حکمہا فی الاختلاع۔ اور ایسا ہی ایک حکم عورت کے طرف والوں سے بھیجو ف پھر مفسر رح نے کہا کہ شوہر اپنے حکم کو وکیل
کر دے کہ چاہے طلاق دیدے یا اگر طلاق اسپر عوض کیجاوے یعنے خلع مانگا جاوے تو قبول کرے اور عورت بھی اپنے حکم کو خلع لینے ومنظور کرنے کا وکیل کر دے
مترجم کہتا ہی کہ شاید مفسر رح نے یہ قید اسواسطے بڑھائی تاکہ بالاتفاق مسئلہ جائز ہوجاوے جیسا کہ بیان آتا ہی حاصل آنکہ دونوں کی طرف سے اس طرح
اپنے اپنے حکم کو وکیل کر کے بھیجا جاوے ویجتہدان ویامران الظالم بالرجوع ویفرقان ان رایاہ۔ پھر دونوں حکم کوشش کرینگے کہ اتفاق ہوجاوے اور جو دونوں
مین سے ظالم ہو اسکو حکم دینگے کہ اپنے ظلم سے رجوع کرے یا دونوں مین تفریق کر دینگے اگر انکی رائے مین یہی مصلحت معلوم ہو بیضاوی نے کہا کہ اسمین
دلیل ہی کہ حکم مقرر کرنا اور اس طور پر فیصلہ کرالینا روا ہی یعنے خواہ یہ معاملہ ہو یا اور کوئی مقدمہ ہو۔ مترجم کہتا ہی کہ ہمارے ائمہ حنفیہ رح کے نزدیک ہر معاملہ مین
حکم کا حکم نافذ ہی لیکن فقہائے رح نے عوام کی جرارت کی نظر سے ہر معاملہ مین یہ فتویٰ نہیں دیا ہی کما فی الہدایہ وغیرہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنْ
يُّرِيْدَآ۔ ای الحکمان۔ اِصْلَاحًا۔ اگر چاہا دونوں حکم نے اور بعض نے کہا یعنے دونوں جورو مرد نے اصلاح کو یعنی باہمی درستی معاملہ کو
يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا۔ بین الزوجین ای یقدرہما علی ما ہو الطاعۃ من اصلاح اوفراق۔ تو توفیق دیگا اللہ تعالیٰ ان دونوں مین ف
یعنے جورو و مرد مین یعنے دونوں کو قادر کر دیگا اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی خواہ اصلاح یا فراق۔ اور بیضاوی وغیرہ مین ہی کہ ضمیر یریدا
واسطے زوجین کے اور بینہما واسطے حکمین کے ہی برعکس اسکے جو مفسر رح نے کہا ہی اور معنے یہ کہ اگر جورو مرد نے اپنے حال کی اصلاح چاہی تو اللہ تعالیٰ بھی
دونوں حکم کو ایسے ہی امر کی توفیق عطا فرماویگا جسمین دونوں کی بہتری ہی۔ خلاصہ یہ کہ نیت نیک رکھیں تو کام بن جائیگا۔ انجام بخیر ہوگا اور بعض نے
ہر دو ضمیر کو زوجین کے واسطے اور بعض نے ہر دو ضمیر کو حکمین کے واسطے تجویز کیا۔ بہرحال اس سے یہ نکلتا ہی کہ جو شخص اصلاح کا قصد کرے اللہ تعالیٰ
اسکی مراد کے سامان جمع کر دیتا ہی اور توفیق بمعنے مہیا کر دینا سامان خیر کا۔ اور بعض نے کہا کہ یوفق بمعنے یولف ہی یعنے دونوں مین حکمین کی سعی سے
باہم الفت دیدیگا یہان دلیل ہی کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہی بندہ فقط قصد و تدبیر کر سکتا ہی نہ تاثیر اور خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا لو انفقت ما فی
الارض ما الفت بین قلوبہم۔ یعنے حضرت صلعم کو خطاب فرمایا بطور منت رکھنے کے کہ اگر تم تمام زمین مع اسکے مال ومتاع کے خرچ کرتے تو اپنے یاروں
یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں مین ایسی الفت نہین ڈال سکتے تھے اور وجہ ظاہر ہے کہ یہ تاثیر نہین پیدا کر سکتے تھے۔ اِنَّ اللّٰهَ

کان علیما۔ بکل شئ۔ اللہ تعالیٰ علیم ہے یعنے دانا ہے ہر چیز کا۔ خبیرا۔ بالبواطن کالظواہر۔ خبردار ہے **ف** یعنے باطن امور کا مانند ظواہر کے **ف** شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ مرد کے لوگوں میں سے ایک مرد صالح اور عورت کے لوگوں میں سے ایسا ہی مرد بھیجیں پھر دونوں غور کریں کہ زوجین میں سے کون بدکردار ہے پس اگر مرد ایسا ہو تو اس سے اسکی جورو کو پردہ میں کردیں اور اسپر نفقہ مقصور رکھیں اور اگر عورت ہی بدکردار ہو تو اسکو شوہر ہی کے پاس رکھیں اور عورت کو نفقہ سے منع کریں پھر اگر دونوں حکم نے زوجین کو جدا کرنے یا جمع کرنے پر اتفاق کیا تو انکا کیا ہوا جائز ہے پھر اگر دونوں کی رائے میں آیا کہ دونوں کو مجتمع رکھیں پس دونوں جورو و مرد میں سے ایک راضی ہوا اور دوسرے نے مکروہ جانا تو جو شخص راضی ہوا وہ اسکا وارث ہوگا جو نہیں راضی ہوا ہے اگر مر جاوے اور جو راضی نہیں ہوا وہ راضی ہونے والے کا وارث نہوگا اگر مر جاوے (رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر) اور من طریق عکرمہ بن خالد عن ابن عباسؓ روایت ہے کہ میں اور معاویہ بن ابی سفیان دونوں حکم کرکے بھیجے گئے۔ معمر راوی نے کہا کہ مجھے خبر پہونچی کہ حضرت عثمانؓ نے دونوں کو بھیجا تھا اور دونوں سے کہا کہ اگر تمہاری رائے میں آوے کہ دونوں مجتمع ہوں تو دونوں کو مجتمع کردو اور اگر تم دونوں کی رائے میں آوے کہ متفرق ہوں تو تم دونوں متفرق کردو (رواہ عبدالرزاق باسناد جید) اور ابن ابی ملیکہ سے بسند جید روایت کی کہ عقیل بن ابی طالبؓ نے فاطمہ دختر عتبہ بن ربیعہ سے نکاح کیا اسنے عقیل سے کہلا بھیجا کہ میری طرف آجاؤ میں تمہارا خرچ اپنے ذمہ کر لونگی پھر جب عقیل اسکے پاس گئے تو اسنے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ کہاں ہیں عقیلؓ نے جواب دیا کہ تیرے بائیں طرف دوزخ میں ہونگے جب تو دوزخ میں داخل ہوگی پس اسنے اپنے تن پر کپڑے ڈھک کر قصد کیا اور حضرت عثمانؓ کے پاس آئی اور یہ قصہ ذکر کیا تو حضرت عثمانؓ ہنس دیے پھر حضرت ابن عباس و معاویہ بن ابی سفیان کو بھیجا پس ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں دونوں میں جدائی کردونگا معاویہ بن ابی سفیان نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ اولاد عبد مناف کے دو شخصوں میں جدائی ڈالدوں پھر دونوں وہاں آئے تو دیکھا کہ دونوں نے تنہا ہو کر دروازہ بند کرلیا ہے پس دونوں واپس ہوگئے (رواہ عبدالرزاق ایضا) اور عبیدہ سلمانیؒ سے بسند جید روایت کی کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عورت و اسکا شوہر آیا اور انمیں سے ہر ایک کے ساتھ تھوڑے تھوڑے لوگ تھے پس آپ نے یہ لوگ حکم بنائے اور وہ لوگ حکم بنائے پھر دونوں حکم سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ تم دونوں پر کیا واجب ہے تم پر یہ لازم ہے کہ اگر تمہاری رائے میں آوے کہ دونوں جمع ہوں تو دونوں کو جمع کرو تو عورت مذکورہ نے کہا کہ میں راضی ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم پر خواہ میرے نفع کا ہو یا ضرر کا ہو اور شوہر نے کہا کہ رہا دونوں میں فرقت کا حکم سو یہ نہیں پس حضرت علیؓ نے فرمایا کہ واللہ تونے جھوٹ کہا یہانتک تو جنبش نکریگا جب تک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر راضی نہو خواہ تیرے نفع پر ہو یا ضرر پر حکم ہو (رواہ ابن ابی حاتم من طریق عبدالرزاق ایضا وقد رواہ ابن جریر من طریق ابن عیینہ) پھر شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ اس امر پر علما کا اجماع ہے کہ دونوں حکم کو اختیار ہے کہ چاہیں جمع ہونیکا حکم دیں یا متفرق ہونیکا حکم دیں یہانتک کہ ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ اگر دونوں حکم چاہیں کہ ایک طلاق یا دو طلاق یا تین طلاق سے تفریق کا حکم دیں تو ایسا کر سکتے ہیں اور یہی امام مالک سے ایک روایت ہے اور حسن بصریؒ نے فرمایا کہ دونوں حکم ان دونوں کے جمع ہونیکا حکم دے سکتے ہیں اور تفرقہ کا حکم نہیں دے سکتے ہیں اور یہی قتادہ و زید بن اسلم کا قول ہے اور یہی قول احمد بن حنبل و ابو ثور و داؤد ظاہری کا ہے بدلیل قولہ تعالے ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینہما۔ اور تفریق کا ذکر نہیں فرمایا ہے مترجم کہتا ہے کہ پھر اجماع علما کا قول جو شیخ نے مقدم لکھا محل تامل ہے کیونکہ ان لوگوں کا خلاف موجود ہے ظاہرا جمہور علما کی جگہ کاتب نے سہو سے ایسا لکھدیا ہے واللہ اعلم۔ پھر کہا کہ اگر دونوں حکم مذکور زوجین یعنے جورو و مرد کی طرف سے وکیل ہوں تو کچھ خلاف نہیں کہ انکا حکم جمع و تفرقہ دونوں باتوں میں سے ہر ایک میں جائز ہے **قال المترجم** اسی وجہ سے مفسرؒ نے توکیل کرنے کا حکم لکھا ہے فافہم۔ پھر اماموں نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ حکم دونوں حاکم اسلام کی طرف سے مقرر

Marfat.com

ہونگے کہ حکم دیدین اگرچہ زوجین راضی نہون یا وہ دونون زوجین کی طرف سے وکیل ہین۔ یہ دو قول ہین پس جمہور علما تو اول قول پر ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فابعثوا حکما من اہلہ وحکما من اہلہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونون کو حکم کہا اور حکم کی شان سے ہے کہ حکم کردے اگرچہ وہ شخص جسپر حکم دیا ہے راضی نہو اور یہی ظاہر آیت کریمہ ہے اور یہی جدید قول شافعی رح ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ رح وانکے اصحاب کا ہے اور شیخ ابو عمرو بن عبد البر نے کہا کہ علما نے اجماع کیا ہے کہ دونون حکم نے اگر جمع کرنے یا تفرقہ کرنے مین اختلاف کیا تو اکیلے ایک کے قول کا کچھ اعتبار نہین ہے۔ اور نیز اجماع کیا ہے کہ اگر دونون حکم ہر دو جورو و مرد کے جمع رہنے پر حکم کرین تو نافذ ہوگا اگرچہ دونون جورو مرد نے اپنی طرف سے وکیل نہ کیا ہو اور رہا تفرقہ تو اسمین علما مختلف ہین در صورتیکہ توکیل نہو پھر نقل کیا کہ جمہور کے نزدیک حکمین کا حکم تفرقہ مین بھی بدون توکیل کے نافذ ہوگا **قال المترجم** کمالین مین مذکور ہے کہ شوہر کی طرف سے جو حکم ہے اسکو اختیار نہین کہ عورت کو طلاق دیدے مگر جب کہ شوہر نے اجازت دی ہو اور اسیطرح عورت کا حکم بدون اجازت عورت کے خلع نہین لے سکتا ہے یہ قول امام ابو حنیفہ وامام احمد کا اور ایک قول امام شافعی کا ہے اور امام مالک نے فرمایا کہ بدون دونون کی رضامندی کے ایسا کر سکتے ہین مترجم کہتا ہے کہ حکمین اگر از جانب حاکم بعد مرافعہ ہون تو انکو جمع وتفرقہ مین بدون رضامندی زوجین کے اختیار ہے اور یہی مذہب امام ابی حنیفہ مین بھی صحیح ہے کما ذکرہ **الشیخ ابن کثیر** پھر واضح ہو کہ شرک جلی تو بت پرستی وغیرہ کی قسم سے ظاہر ہے اور یہان ایک شرک خفی بھی ہے وہ یہ سطرح کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات مین حکم دیا ہے کہ اسکو نہ مانے بلکہ اپنے نفس کی بات مانے تو اسنے اپنے نفس سے شرک کیا لہذا حق عزوجل نے آیندہ خلوص توحید کا حکم دیا بقولہ تعالیٰ

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

اور بندگی کرو اللہ کی اور مت ملاؤ اسکے ساتھ کسیکو اور ماں وباپ سے نیکی کرو اور قرابت والے سے اور یتیمون سے اور

الْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

فقیرون سے اور ہمسایہ قریب سے اور ہمسایہ بعید سے اور ساتھ کے رفیق سے اور راہ کے مسافر سے

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا

اور اپنے ہاتھ کے مال سے البتہ اللہ کو پسند نہین آتا جو بندہ اترانے والا ہو بڑائی جتلانے والا ہو

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ۔ وحّدوہ۔ توحید کرو اللہ تعالیٰ کی **ف** یعنے اللہ تعالیٰ کو واحد یقین کرو اور اُسکی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور ایسا ہی حضرت ابن عباس رض سے توحید کی تفسیر مروی ہے اور یہ بقرینہ مابعد ہے۔ **وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا**۔ اور مت شریک کرو اللہ تعالیٰ کے کوئی شے **ف** پس شیئا یا تو مفعول بہ ہے یعنے تمام چیزون مین سے کسی چیز کو شریک مت کرو خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو خواہ بڑی ہو یا چھوٹی ہو خواہ حیوان ہو یا جماد یا ملک کوئی ہو اگرچہ اپنا جی کیون نہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ شیئا مفعول مطلق ہو ای شیئا من الاشراک کسیطرح کا شرک مت کرو پس شرک خفی وجلی خواہ ذات مین ہو یا صفات مین یا افعال مین یا علم مین کسی چیز مین کسیطرح کا شرک مت لاؤ نہ اپنے فعل سے نہ قول سے نہ اعتقاد سے اور یہی **بیضاوی** مین مجملاً مذکور ہے اور **شیخ ابن کثیر** رح نے قولہ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا۔ کی تفسیر مین کہا کہ اللہ عزوجل بندونکو حکم فرماتا ہے کہ اسی کی عبادت کرین درحالیکہ اسکو وحدہٗ لاشریک لہٗ اعتقاد کرین تمام یقین کے ساتھ کیونکہ وہی خالق رازق انعام دینے والا ہر حال مین اپنے مخلوق پر انکے عدم سے موجود ہو کر مرنے تک تا ابد فضل واحسان فرمانے والا ہے پس وہی مستحق ہے کہ اسی کی عبادت کرین بدون اسکے کہ مخلوق مین سے کسی چیز کو اسکا شریک بناوین خواہ اعتقاد مین ہو یا افعال مین ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ

Marfat.com

بن جبل رض کو فرمایا کہ اللہ عزوجل کا حق بندو نپر کیا ہی معاذ رض نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ و اسکا رسول دانا تر ہی فرمایا کہ یہ ہی کہ اسکی بندگی کرین
اور کسی چیز کو اسکے ساتھ شریک نہ کرین اور تمام حدیث صحیح وغیرہ مین ہی۔ وَ۔ احسنوا۔ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔ براولین جانب در
احسان کرو والدین کے ساتھ احسان کرنا ف یعنے نیک خدمتگزاری اور نرمی جانب پس احسان مفعول مطلق فعل محذوف
کا ہی اور یہ حکم واجب ہی کہ والدین کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرے اور مفسر رح نے بیان کر دیا کہ احسان سے تبرع مراد نہین بلکہ بجا لانا کسی
کام کا اسکی اعلیٰ خوبی کے ساتھ پس والدین کی خدمتگزاری مین درستی سے قائم رہے اور موافق حکم الٰہی کے جہانتک انکی مرادات ہین انکے حاصل
کرنیکی کوشش کرے اور جہانتک وسعت ہی انکے نان و نفقہ مین صرف کرے اور اسکے فضائل کثرت سے احادیث مین وارد ہین اور یہی کافی ہی
کہ جا بجا اللہ عزوجل نے اپنی توحید وعبادت کے ساتھ اسکو ذکر فرمایا ہی چنانچہ قولہ ان اشکرلی ولوالدیک یعنے شکر کر تو میرے لیے اور اپنے والدین
کے لیے اور یہ اگلی امتو نپر بھی مفروض تھا چنانچہ سورۂ بقرہ مین بنی اسرائیل سے یہ عہد لیا جانا مذکور ہو چکا فرق اتنا ہی کہ یہان ما بعد مین و بذی
القربیٰ بباء موحدہ موکدہ اور زیادہ تاکید کے ساتھ ہی۔ اور نبی صلعم نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہی۔ جاننا چاہیے کہ والدین اگر کسی
امر شرعی کے خلاف حکم دین یا خواہش کرین تو اسمین اطاعت نہین ہی اور یہ حکم آیت و حدیث سے ثابت ہی۔ وَ بِذِي الْقُرْبٰى ۔ القرابۃ لغۃ
اور صاحب قرابت کے ساتھ احسان کرو۔ ف اور قربیٰ ہر وہ شخص جو قرابت دار ہو خواہ مذکر ہو یا مونث ہو اسیواسطے مفسر رح نے قربیٰ کی
تفسیر قرابت سے کی۔ اور انس بن مالک رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کو خوش آوے کہ اسکے رزق مین فراخی دیجاوے
اور اسکے اثر مین تاخیر ہو یعنے زندگی یا نیکنامی دراز باقی رہے اسکو چاہیے کہ اپنی قرابت سے صلہ رحم کرے رواہ البخاری ومسلم) وَالْيَتٰمٰى
اور احسان کرو یتیمون کے ساتھ ف یتیم وہ لڑکا یا لڑکی جسکا باپ مر گیا اور پندرہ برس سے کم ہی پھر اگر وہ ناتے دار ہو تو اسکا قرابت و یتیمی
دو طرح سے حق ہی اور یہ تین وجہ سے ثواب ہوتا ہی کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مساکین پر صدقہ تو ایک صدقہ ہی اور قرابت دار پر صدقہ اور صلہ رحم
دونون ہی (کما فی الصحیح) پس یتیم قرابتدار پر ثواب یتیم کا بھی ہی اور سہل بن سعد الساعدی رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ مین اور یتیم کی کفالت کرنیوالا جنت مین اسطرح ہونگے اور اشارہ کیا اپنی کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اور ان دونو مین تھوڑا فرق رکھا
(رواہ البخاری) وَالْمَسٰكِيْنِ ۔ اور مساکین پر احسان کرو ف مساکین جمع مسکین اور یہ شامل ہی فقیرون کو بھی اور تفسیر دونون کے پہلے
گذر چکی ہی اور حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ بیوہ و مسکینون کے واسطے سعی کرنے والا ایسا ہی جیسے اللہ تعالیٰ
کی راہ مین جہاد کرنیوالا اور مجھے خیال پڑتا ہی کہ فرمایا اور ایسا ہے جیسے وہ نمازی جو کبھی فترہ نہین کرتا اور جیسے وہ روزہ دار جو
کبھی افطار نہین کرتا (رواہ البخاری ومسلم) وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى ۔ القریب منک فی الجوار او النسب ۔ لفظ کے معنے یہ ہین کہ
پڑوسی صاحب قرابت۔ اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ جو تجھسے پڑوس مین قریب ہو اور مجاہد رح نے کہا کہ جو تجھسے نسب مین قریب ہو
کذا قال فی الکمالین اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر فرمایا کہ علی بن ابی طلحہ رض نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ جار ذی القربیٰ سے مراد وہ شخص ہی کہ تیرے
اور اسکے درمیان قرابت ہی اور جار الجنب وہ شخص کہ تیرے اور اسکے درمیان قرابت نہین ہی۔ اور ایسا ہی عکرمہ بن خالد و مجاہد و میمون بن مہران
و ضحاک و زید بن اسلم و مقاتل بن حیان سے مروی ہی۔ اور ذکر کیا کہ جابر جعفی نے شعبی رح کے واسطہ سے حضرت علی و ابن مسعود سے روایت
کی کہ جار ذی القربیٰ سے مراد جورو ہے اور بیضاوی نے قول ضعیف کر کے نقل کیا کہ بعض نے کہا کہ جسکے ساتھ باوجود پڑوس کے قرب
و اتصال بوجہ نسب یا دین کے بھی ہو مترجم کہتا ہی کہ اقوی وہ ہی جو بطریق علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس وغیر واحد مذکور ہوا اور روایت

جابر جعفی اگر ثابت ہو تو اس آیت کا ربط ماقبل سے اچھا ظاہر ہوگا۔ **وَالْجَارِ الْجُنُبِ** - البعید عنک فی الجوار او النسب - یعنے جو دور ہو تجھسے پڑوس میں یا نسب میں - اور **بیضاوی** میں ہے کہ جو دور ہو یا جس سے تجھسے قرابت نہیں ہے۔ اور اس اخیر معنے پر محی السنہ نے معالم میں اقتصار فرمایا ہے اور یہی حضرت ابن عباس و دیگر علماء تابعین سے ثابت ہیں جیسا کہ اوپر گذرا جنب بضمتین یعنے مجانب ہے ای ایک طرف دور پڑوسی خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو خواہ مفرد ہو یا جمع ہو۔ اس سے ثابت ہے کہ پڑوس دور و نزدیک - دونوں کو شامل ہے نہ جیسا بعض نے گمان کیا کہ جوار مخصوص بملاصق ہے اور علماء میں اختلاف ہے کہ جوار کا حق کہاں تک ثابت ہوتا ہے پس اوزاعی و حسن و زہری سے مروی ہے کہ چالیس گھر تک ہر طرف سے جوار ہے اور بعض نے کہا کہ جن لوگوں کو اقامت نماز کی آواز سنائی دے اور بعض نے کہا کہ جو ایک محلہ میں ہوں - اور دلیل قول اول یہ ہے کہ ایک شخص نے نبی صلعم کے پاس آکر عرض کیا کہ میں ایک قوم کے محلہ میں اترا اور جو مجھسے زیادہ قریب پڑوسی ہے وہی مجھے زیادہ ایذا دیتا ہے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر و علی رضی اللہ عنہم کو بھیجا یہ بزرگ مسجد کے دروازہ پر بلند آواز سے پکار دیتے تھے کہ آگاہ رہو کہ چالیس گھر تک جار ہے اور جنت میں داخل نہوگا جسکا پڑوسی اسکی اذیت سے بیخوف نہو (یعنے بہر محلہ میں ۱۲) (رواہ الطبرانی کما فی الترغیب والترہیب) اور **شیخ مفسر جلال سیوطیؒ** نے جامع صغیر میں ذکر کیا کہ جوار چالیس گھر - ہے (رواہ البیہقی عن عائشہؓ) لیکن ہر دو روایتیں ضعیف ہیں اور معروف وہ حدیث مرسل ہے جو ابوداؤد نے روایت کی کہ حق جوار چالیس گھر ہے یوں یوں اور اشارہ کیا آگے پیچھے دائیں بائیں - ایسا ہی **شیخ مفسر جلالؒ** سے مذکور ہے اور **زرکشیؒ** نے کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہے اور ابن حجرؒ نے فرمایا کہ اس اسناد کے راوی ثقہ ہیں مترجم کہتا ہے کہ علمائے شافعیہ کے نزدیک یہ حدیث حجت نہیں ہو سکتی کیونکہ مرسل ہے اور باقی ہمنون اماموں کے نزدیک تابعی ثقہ کا ارسال حجت ہے لیکن امام ابوحنیفہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ جوار کا حق ایک محلہ تک ہے کیونکہ آیت کریمہ میں عموم ہے اور روایت مذکورہ بالا محتمل تاویل ہے پس انکے نزدیک شفعہ کا حق جو بسبب جوار کے ثابت ہوتا ہے موافق ترتیب کے آخر محلہ تک والوں کو ملیگا جیسا کہ کتاب الشفعہ ترجمہ عالمگیری و عین الہدایہ میں مفصل مذکور ہے اور امام شافعیؒ شفعہ الجوار کے قائل نہیں ہیں بہر حال اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ جوار کی حرمت نگاہ رکھنے کا حکم شرع میں ہے اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برابر جبرئیلؑ مجکو پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے تھے یہانتک کہ میں نے گمان کیا کہ شاید وہ پڑوسی کو وارث بنا دینگے (رواہ احمد و البخاری و مسلم) معنے یہ ہیں کہ میرے گمان میں آیا کہ شاید کہ جبرئیل علیہ السلام کو لوح محفوظ وغیرہ سے کوئی حکم ایسا ظاہر ہوا کہ پڑوسی کے واسطے وارث ہونیکا حکم کسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوگا جسکو حضرت جبرئیلؑ لا دینگے فافہم - وہذا الحدیث قد رواہ الترمذی و ابوداؤد و احمد عن عبد اللہ بن عمرو ایضا و قد روی عن مجاہد و عائشہ و ابی ہریرہ و جابر بن عبد اللہ مرفوعا ایضا الا ان روایۃ مجاہد مرسل - اور حضرت عمرؓ سے مرفوعا آیا کہ آدمی اپنے پڑوسی کے بدون خود پیٹ بھر کر نہ کھا دے (**قال ابن کثیر تفرد بہ احمد**) اور ایک حدیث میں ہے کہ جس قوم کے درمیان پڑوسی بھوکا پڑا رہے اور خود کھاویں تو غضب الٰہی کا خوف ہے اور تمام حدیث عین الہدایہ میں ہے و قد رواہ الدارمی وغیرہ - اور اسی پڑوس کے حق عظیم پر دلالت کرتا ہے جو صحیحین میں شرک و قتل فرزند کے بعد تیسرے درجہ کا گناہ یہ فرمایا کہ اپنے پڑوسی کی جورو سے زنا کرے تو بڑا گناہ ہے اور سابق میں کبیرہ گناہوں کے شمار میں مذکور ہوا - جاننا چاہیے کہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی روایت میں ہے کہ حوالی مدینہ سے ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلعم و جبرئیل علیہ السلام وہاں نماز پڑھتے تھے جہاں جنازوں پر نماز پڑھی جاتی تھی پھر جب حضرت صلعم نماز سے فارغ ہوے اور ادھر آئے تو اس شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کون شخص تھا اور کہاں گیا جو آپ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا - آپ نے فرمایا کہ تو نے اسکو دیکھ لیا تھا اسنے عرض کیا کہ ہاں - آپ نے فرمایا کہ تو نے خیر کثیر یعنے بہت بڑی بھلائی دیکھی - یہ جبرئیلؑ تھے کہ برابر مجکو پڑوسی کی بابت وصیت کرتے تھے یہانتک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ عنقریب پڑوسی کو ورثہ دلاوینگے

(تفرد به احمد) اور جابر بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ پڑوسی تین قسم کے ہین ایک پڑوسی جسکا ایک حق ہو اور وہ
حقداری مین سب پڑوسیون سے گھٹکر ہو دوسرا پڑوسی جسکے دو حق ہین اور تیسرا پڑوسی جسکے تین حق ہین اور یہ سب سے افضل ہو پس جسکا ایک حق ہو
وہ مشترک پڑوسی ہو جس سے کچھ ناتا نہین ہو اسکا ایک حق ہو۔ اور دو حق والا وہ مسلمان پڑوسی ہو جسکو اسلام و پڑوس کے دو حق ہین اور تین
حق والا وہ مسلمان ناتے دار پڑوسی ہو جسکو اسلام و ناتے و پڑوس کا ۱۲ کے تین حق ہین (رواہ البزار) حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہو کہ عرض کیا یا رسول اللہ
میرے دو پڑوسی ہین مین دونون مین سے کسکو ہدیہ بھیجون آپ نے فرمایا کہ دونون مین سے جسکا دروازہ تجھسے زیادہ قریب ہو (رواہ احمد والبخاری) اور
عبداللہ بن الصامت سے مرفوعًا روایت ہو کہ ابوذر رضؓ کو فرمایا کہ ای ابوذر تو نیکی کے کامون مین سے کسی کام کو حقیر مت جاننا اگرچہ یہی ہو کہ اپنے بھائی
مسلمان سے بخندہ پیشانی ملاقات کرے اور جب تو شوربا پکاوے تو اسمین پانی زیادہ رکھ اور اسمین سے اپنے پڑوسیونکو کفگیر سے نکال کر پہونچاوے
اور صحیح مین ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر اسکو چاہیے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کرے اور ایک روایت
مین ہو کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے۔ اور بعض احادیث مین ایسے شخص کی بابت جس سے اسکا پڑوسی بخبت نہ ہووے وعید سخت آئی ہے کہ وہ
جنت مین داخل نہوگا۔ یعنے اگرچہ صوم صلوة کا پابند ہو اور حرام و منہیات سے بچتا ہو مگر اس جرم مین کہ پڑوسی اسکی ایذا مین مبتلا ہون پہلے پہل
جنت مین نجائیگا۔ اور علیٰ ہذا یہ کبیرہ گناہ ہوگا ولیکن علمانے اسکو تشدید پر محمول کیا ہو واللہ اعلم۔ **وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ**۔ اور نیکی
صاحب پہلو سے **ف** الرفیق فی سفر او صناعة وقیل الزوجة۔ یعنے سفر کے رفیق سے یا پیشہ کے رفیق سے اور بعض نے کہا کہ پہلو کی زوجہ
مراد ہو صاحب صیغۂ اسم فاعل یعنے صحبت مین ہونیوالا یعنے ساتھی اور معنے آنکہ اور نیکی کرو اس شخص سے جو تمھاری صحبت مین ہو بایں طور کہ پہلو مین
ساتھ رہتا ہو پھر ابن عباس و مجاہدؒ و سعید بن جبیر و عکرمہ و ضحاک سے روایت ہو کہ مراد اس سے وہ شخص ہو جو سفر مین یا کسی صناعت مین رفیق ساتھی ہو
اور حضرت علیؓ و ابن مسعود سے روایت ہو کہ مراد زوجہ ہو (رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر) اور ابن جریج نے کہا کہ ابن الزبیر نے کہا کہ ہر وہ شخص جو تیری صحبت
مین تجھسے کسی نفع کی امید پر ہو (حکاہ ابن ابی حاتم) اور زید بن اسلم رضؓ سے ان سب باتون کو شامل قول روایت کیا گیا اور شاید کہ یہی اولیٰ ہو اگرچہ حق صحبت
سفر مین بہ نسبت سفری مصاحبت دیگر مقام کے زائد ہو اور جورو کا حق صحبت بہ نسبت سفر کے رفیق کے زائد ہو اور صناعت مین صحبت کے یہ معنی ہین
کہ تجارت یا کسی ہنر و پیشہ کے سیکھنے یا علم پڑھنے مین ساتھ ہو اور مجلس یا مسجد وغیرہ مین جو ہم پہلو ہو وہ بھی استحقاق صحبت رکھتا ہو اگرچہ ادنیٰ ہو
وَابْنِ السَّبِيلِ۔ المنقطع فی سفرہ۔ لفظ کے معنے یہ ہین کہ راہ کا فرزند۔ اور لغت مین اسکے معنے راہگیر کے ہین شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر فرمایا کہ حضرت
ابن عباسؓ و ایک جماعت نے فرمایا کہ وہ مہمان ہو اور مجاہد و ابو جعفر یعنے امام باقر علیہ السلام و حسن و ضحاک و مقاتل نے فرمایا کہ وہ شخص جو سفر طے کرنے
مین تیرے یہان ہو کر گذرے **شیخ ابن کثیر**ؒ نے کہا کہ یہ تفسیر زیادہ ظاہر ہو اگرچہ مہمان سے بھی حضرت ابن عباسؓ وغیرہم کی مراد یہی ہو کہ جو سفر مین تیرے
یہان منزل کرے اور اترے پس ہر دو تفسیر ایک ہین **مترجم** کہتا ہو کہ مفسرؒ نے ابن السبیل کے ساتھ قید لگائی کہ اپنے سفر مین منقطع ہو یعنے اسکے پاس لیا
کچھ نرہا ہو کہ اپنی منزل مقصود کو پہونچ جاوے لیکن اولیٰ یہ ہو کہ یہان یہ قید نہ لگائی جاوے بلکہ مطلقًا مسافر لیا جاوے اور معنے یہ ہین کہ احسان کرو ملغز
کے ساتھ یعنے سفر مین جو مسافر تمھارے یہان آکر اترے اس سے نیکی کرو اور یہ قید جو مفسرؒ نے ذکر فرمائی ہو وہ زکوٰة کے مصرف مین جو ابن السبیل سورۂ
براۃ مین مذکور ہو اسکے ساتھ البتہ مراد رکھی گئی ہو اور جسنے یہ توجیہ کی کہ یہان ابن السبیل کی لفظ سے اسطرح مقید مراد ہونا ضرور ہو کہ مطرد ہو ورنہ قید
بلا دلیل ہوگی تو یہ وہم ہو اسواسطے کہ ابن السبیل کا لفظ قطعًا اس مقید معنے کے واسطے از راہ لغت نہین ہو اور تمام بحث انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ
براۃ مین آویگی۔ اور یہان تو غرض اخلاق کریمہ بیان کرنے سے ہو اور وہ ہر مسافر کے ساتھ نکوئی کے برتاؤ پر ہو اور حدیث صحیح مین ہو کہ جو ایمان رکھتا ہو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر اسکو چاہیے کہ اکرام کرے اپنے مہمان کا اسکا جائزہ ایک رات و دن اور ضیافت تین روز ہی پھر جو کچھ اسکے بعد کرے وہ صدقہ
ہی اور مسافر مہمان کو بھی یہ نہ چاہیے کہ اسکے پاس قیام کی نیت کرلے حتی کہ اسکو حرج مین ڈالے یعنے یہین رہنے پر جم جاوے اور آجکل تو رسمی تکلفات سے لوگ اپنا گھر
برباد کرتے ہین اور اگر ایسی حالتمین کہین مسافر ٹھہر گیا تو گھر کا قبالہ لکھنے کی نوبت پہونچ جاتی ہی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ وَمَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ۔ من الارقاء۔ یعنے اور نیکی کروان لوگون کے ساتھ جنکے مالک ہوئے تمھارے داہنے ہاتھ ف پس ما موصولہ بمعنے من ہی اور
چونکہ اسم موصول مبہم ہوتا ہی مفسر رحمہ نے قولہ من الارقاء سے اسکا بیان کر دیا یعنے ان لوگون سے مراد ارقاء ہین جمع رقیق کی بمعنی مملوک خواہ باندی ہو
یا غلام ہو اور بعض علمانے بنظر لفظ ما ملکت جو غیر ذوی العقول کے واسطے ہی تمام حیوانات مراد لیے جو ملک مین ہون اور غلام و باندیان اگرچہ
انمین شامل ہین ولیکن کثرت جانور غیر ذوی العقول کے مملوک ہونیکی وجہ سے لفظ ما موصولہ سے تعبیر ہوئی اور حق یہ ہی کہ ما موصولہ اعم ہی ذوی العقول
وغیر ذوی العقول دونو پر بولا جاتا ہی و بنظر نظایر آیات و دلائل دیگر کے مراد اس سے باندی و غلام لینا چاہیے الا آنکہ دلالت سے شمول دیگر حیوانات مملوکا اولی ہی اور
صحیح مین ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم مرض الموت مین اپنی امت کو وصیت فرماتے تھے کہ الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ یعنے کمال احتیاط رکھو کہ نماز ترک نہو
وما ملکت ایمانکم۔ اور کمال احتیاط رکھو اپنے مملوک لوگونکے حق مین اور اسکو بار بار فرماتے تھے۔ اور یہان مراد مملوک کے ساتھ احسان کرنیسے یہ ہی
کہ اسکے کھانے کپڑے کی خبر رکھے اور اسکی طاقت سے باہر کام کرنیکی اسکو تکلیف نہ دے اور اگر ایسے کام کو کہے تو اسمین اسکی مدد کرے۔ اور ابوذر غفاری رض
جو آپ کھاتے وہی اپنے غلام کو کھلاتے اور جو آپ پہنتے وہی اسکو پہناتے اور سواری مین راہ چلنے مین بھی اسطرح باری باری رکھتے تھے اور حضرت
ابوذر رضہ سے روایت ہی کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مملوک لوگ تمھارے بھائی تمھارے خادم ہین اللہ تعالیٰ نے انکو تمھارے ہاتھون کے تحت
مین کر دیا ہی سو جسکے زیر دست اسکا بھائی ہو اسکو چاہیے کہ کھلاوے اسکو جسمین سے آپ کھاوے اور پہناوے جسمین سے آپ پہنے اور نہ تکلیف دو
انکو ایسے کام کی جو انپر انکی طاقت سے غالب ہو اور اگر ایسی تکلیف انکو دو تو اس کام مین انکے ساتھ مدد کرو۔ (رواہ الشیخان) اور مقدام رض سے
روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو تو نے اپنی ذات کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہی اور جو تو نے اپنے فرزند کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہی اور جو تو نے
اپنی زوجہ کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہی اور جو تو نے اپنے خادم یعنے باندی یا غلام کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہی (رواہ احمد والنسائی قال ابن کثیر
واسنادہ صحیح) اور بندگان خدائے تعالیٰ جو انسان کے زیر دست مملوک ہوتے ہین انکے ساتھ نکوئی و احسان کرنے اور انکی خواری و ذلت نہ کرنے اور
انکو حقیر نظر سے نہ دیکھنے مین بہت احادیث وارد ہین کہ انکا ذکر کرنا طویل ہی اور اسقدر مذکور مین جملہ وجوہ صریحًا و دلالۃً آگئے اور خود اللہ تعالیٰ نے
دلالت فرمائی بقولہ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا۔ متکبرا۔ غرور کرنے والا۔ فَخُوْرًا۔ علی الناس بما اُتی۔ بہت
فخر جتانے والا لوگون پر اس چیز کے ساتھ جو دیا گیا ہی اللہ تعالیٰ ایسے متکبر فخور کو محبوب نہین رکھتا یعنے اللہ تعالیٰ نے اسکو نعمت دی بہ نسبت
لوگون سے زائد مگر وہ لوگون پر فخر کرتا ہی اور انکو بنظر حقارت دیکھتا اور اپنے آپکو انسے مرتفع جانتا ہی حالانکہ سب تعریف و حمد اللہ تعالیٰ ہی
کے واسطے ہی کہ اسنے محض فضل سے بدون اسکے استحقاق کے اسکو دیا ف شیخ نے عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا
بہ شیئا۔ یہان دو باتون کا حکم فرمایا ایک تو بندگی کرنے کا اور اس بندگی مین اخلاص رکھنے کا کہ خالص اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہو اور دوسری یہ کہ
عبادت اسکی شرک کے ساتھ نہو پس شرک کے موجود ہوتے ہوے تو عبادت نہین ہو سکتی ہی یعنے جب تک شرک کا وجود کچھ بھی رہیگا تب تک
عبادت کا وجود در حقیقت نہو گا اگرچہ کوئی سمجھا کرے کہ عبادت پائی گئی ہی اور بغیر عبادت کے اخلاص و توحید نہین ہوتی ہی پس توحید تو اسطرح
مطلوب ہی کہ قدم کو حدوث سے مفرد کرے اور شریک و ضد سب کی نفی کرے یعنے اپنے علم و یقین و اعتقاد مین حضرت باری تعالیٰ کو یکہ و تنہا واحد

Marfat.com

جانے سب شریک وضد چیزون سے اور جو چیزین حدوث ہین سب سے اسکو فرد اعتقاد کرے اور عبادت اسطرح مطلوب ہی کہ اس توحید مذکور کے ساتھ پائی جاوے تاکہ یہ عبادت موافق اس توحید کے ہوے یعنے ایسے معبود کی عبادت کرنے والا ہو جسکی وحدانیت کا اسطرح اعتقاد کیا ہی کیونکہ عبادت تو وہی ہی جو ایسے معبود حقیقی کی ہو اور توحید مذکور موافق تنزیہ قدم کے ہو یعنے توحید مذکور دراصل حضرت قدیم سے خارج ہی کیونکہ یہ تو بندے کا اعتقاد ہی لیکن بات اسقدر البتہ ہی کہ تنزیہ اولٰی قدم سے موافق ہی پس نفس مع اپنے حظوظ وخواہشون کے پیدا کیا گیا اور بندونکو حکم دیا گیا کہ حظ یقین کو یقین سے پاک اعتقاد کرین۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ خلقت بدل ڈالین اور نفس کی طبیعت سوائے حق تعالیٰ کے غیر کی طرف مائل نہو پس حاصل آنکہ تم لوگ مجھسے اسرار باطنی کا انوار ظاہر ہونہین پاکیزہ کیا جانا مجھسے مانگو کہ مین البتہ اس امر پر قادر ہون کہ اسکی تکمیل کو وحدانیت کی بہار دیکھان ور اپنی عزت کے واسطے اسکو خضوع مین لاؤن۔ اور نیز۔ اعبدوا اللہ یعنے اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے بجالاؤ اور عوض پر نظر نہ کھو اور عبادت کو مت دیکھو اسواسطے کہ یہ دونون باتین عارفونکے لیے شرک ہین۔ **قال المترجم** عارفین سے مراد مؤمنین ہین اسواسطے کہ مرتبہ عارفان سے یہ شرک مخصوص نہین ہی کہ عوض کے واسطے عبادت کرے بلکہ مثلاً نماز خالص واسطے اللہ تعالیٰ کے ہی نہ آنکہ نماز جنت ملنے کیواسطے اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کیونکہ اس نیت سے نماز ادا نہوگی فافہم۔ بلکہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اسطرح کہ ہم سے قصور ہی ہم کسیطرح اسکی عبادت ادا نہین کرسکتے ہین یہ موحدونکی عبادت ہی اور نیز۔ انکو اپنی طرف سے اپنے ساتھ مشغول کیا اور اگر انکو انتہا درجہ کی محبت سے مالامال فرماتا تو قرب مشاہدہ مین بیخود ہوجاتے اور عدم سے نکل کر دریاے قدم مین غرق ہوجاتے اور محبت کا یہی آخری درجہ ہی کیا تو نہین دیکھتا کہ اہل جنت کو کسطرح فرمایا کہ انھون نے راحت قرب مشاہدہ بے مصیبت امتحان حاصل کرلیا۔ الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ لا یمسنا فیہا نصب ولا یمسنا فیہا لغوب۔ اور **شیخ ابو یزید** رحہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے تمام عالم مین کوئی ایسا نہین دیکھا جو اسکی معرفت کے لائق ہو پس انکو اپنی عبادت مین مشغول کردیا مترجم کہتا ہی کہ یہ بیان کا قصور ہی کہ یہان عبارت سے یہ مضمون ادا نہین ہوسکتا ولیکن مطلب کو عارفون کے خدمتگزار جان لیتے ہین فافہم۔ **شیخ ابو عثمان** رحہ نے فرمایا کہ حقیقت عبودیت کی یہ ہی کہ اپنی سر باطنی سے علائق وشریکون کو قطع کردے اور **واسطی** رحہ نے فرمایا کہ شرک یہ ہی کہ تقصیر کو اپنی ذات سے دیکھے اور اسپر ملامت کرے **قال المترجم** تحقیق اس قول کی یہ ہی کہ تقصیر بمقابلہ ادائے قدرت ہی اور اثبات چیزی از صفت قدرت شرک ہی پس نفس پر یا جہالت ہے یا شرک خفی فافہم اس سے کہا جائیگا کہ ملامت آیا اسیر ہی جو متولی اسکی اقامت کا ہی یا خاص نفس پر حالانکہ اسپر اسباب حرص ہوا کا حکم دیدیا گیا تھا اور بعض اکابر نے فرمایا کہ عبودیت یہ ہی کہ تو اپنے مشاہدہ سے اسکے مشاہدہ مین فنا ہوجاوے جسکی تو بندگی کرتا ہی **قال المترجم** یہ مرتبہ احسان ہی جو حدیث شریف مین آیا ہی کہ تیری بندگی ادا کرنا اسطرح کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہی پھر اگر تو نہ دیکھے تو وہ تجکو دیکھتا ہی۔ قولہ وبالوالدین احسانا۔ والدین کے اشارہ مین وہ لوگ بھی شامل ہین جنکا تربیت معنوی مین حق ہی یعنے مشائخ معرفت پس مریدین کا انکے ساتھ احسان کرنا اسطرح ہی کہ ان کے حضور مین اپنی گردنین جھکائے رکھین باین طور کہ ہر دم وہر لحظہ انکی مخالفت سے بچے رہین اور انکے فضائل کو مخلوق مین پھیلاوین اور مزید قربت کی انکے واسطے دعا کرین آور **شیخ جنید** رحہ نے فرمایا کہ مجھے میرے باپ نے ایک امر کا حکم دیا اور **سری سقطی** رحہ نے ایک امر کا حکم دیا پس مین نے حضرت سری رحہ کے حکم کو اپنے باپ کے حکم پر مقدم رکھا اور مین نے جو کچھ پایا ہی وہ سب حضرت سری رحہ کے فیض برکات سے ہی **قال المترجم** حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی کہ فرماتے تھے کہ باپ تیرے تین ہین ایک وہ جسکے نطفہ سے تو پیدا ہوا اور دوسرا وہ جسنے تجھے جورو بیاہی یعنے خسر اور تیسرے وہ جسنے تجھے علم سکھایا اور ان سب مین بہتر وہ ہی جسنے تجھے علم سکھلایا ہی مترجم کہتا ہی کہ علم سکھلانے والون مین بدرجہ اولیٰ علماے معرفت بھی داخل ہین۔ قولہ وبذی القربیٰ۔ یعنے قرب الٰہی کے برادری والے یعنے محبت الٰہی عزوجل مین جو لوگ داخل ہین۔ والیتامیٰ۔ وہ لوگ جو درگاہ باری تعالیٰ

Marfat.com

سے دور پڑے اس وجہ سے کہ آفت شہوت میں پھنس گئے اور فتور میں آگئے اور اس سبب سے مشاہدہ سے محجوب ہوگئے پس انسے احسان یہ ہی کہ انکو
انکے پروردگار باری تعالیٰ کی بندگی میں ترغیب لاؤ اور انکے مالک عزوجل کی جناب کا شوق انکے دلونمیں بڑھاؤ اور مہربانی سے انکو اس راہ
لگاؤ۔ اور جو شخص ایسا ہو کہ اسکا شیخ مرگیا اور ہنوز وہ شخص درجۂ اہل قرب و مشاہدہ تک نہین پہونچا ہی تو وہ معرفت مین یتیم ہی اور اسکے ساتھ
احسان یہ ہی کہ اسکو اولیاء اللہ تعالیٰ کے آداب سے تربیت کرو تا کہ راہ معرفت سے منقطع نہو جاوے۔ قولہ والمساکین مراد اس سے وہ سالک
ہین جو مجذوب نہین ہین کیونکہ سالکین نے مجاہدات کے ساتھ مقامات کی راہ طے کرنی اختیار کی ہی اور انکے ساتھ احسان یہ ہی کہ مشاہدات کے
اسرار انکے سامنے ظاہر کیے جاوین تا کہ انکے دلون مین آثار محبت پیدا ہون پس وہ ظاہری مجاہدہ سے سکون کرین اور حضور قلب اور ظہور اسرار سے
حق کو طلب کرین تا کہ پلک مارتے ایسے مقام پر پہونچین جہان ہزار برس مجاہدہ و ریاضت سے نہین پہونچ سکتے تھے قال المترجم حاصل کلام یہ ہی کہ اشارہ
مین مساکین سے مراد وہ لوگ ہین جو بدون شوق و محبت و جذب کے صرف ریاضت و مجاہدہ سے راہ طے کرتے ہین جیسے اکثر علمائے ظاہر کا حال ہو گیا ہی جو
اپنے نفس مین کچھ انانیت رکھتے ہین یا راہ جذب سے وقوف نہین رکھتے ہین باوجودیکہ وہ ظاہر و باطن مین متقی و پرہیزگار ہین اور انکو عرف مین زاہد کہتے ہین پس
انکے ساتھ احسان کرنے سے مراد یہ کہ شریعت کے آثار انپر ظاہر کیے جاوین تا کہ راہ محبت مین آوین اور فہم اسرار و دلیل قیاس کے قائل ہون پس عامہ ظاہریہ
مانند داؤد بن علی ظاہری شیخ ثقہ اور علامہ محدث ثقہ شیخ ابن حزم وغیرہ اسی گروہ سے ہین ولیکن یہی بلا انکے ساتھ ہی اور علمائے سنت نے ظاہریہ ہونے
سے منع فرمایا ہی اور علامہ محدث جلیل ثقہ شیخ ابن القیم رح نے بہت تاکید سے وصیت فرمائی کہ خبردار خبردار تو ظاہریہ بننے سے بچنا کہ وہ اسرار شریعت
سے بے بہرہ اور دل کو سخت کر دیتی ہی۔ مولوی روم علیہ الرحمۃ نے کہا ؎ سیر زاہد ہر شبی یک روزہ راہ + سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ + یعنے
زاہد اگر شب بیداری مین بہت طے کر گیا تو ایک روز کی راہ اور بس اور عارف کا یہ حال ہی کہ ایک دم مین اسکی رفتار تا تخت سلطان عزت عزوجل
ہوتی ہی اور بہتسے اہل علم کو یہ شبہہ پڑ گیا کہ پچھلے اولیاء اللہ تعالیٰ سب کے سب ایسے ہی گذرے کہ مشہور اماموں ابوحنیفہ و شافعی و مالک و احمد۔ انمین سے
کسی کے اقوال کے پابند نہ تھے اور ان بزرگون مین سے کسی سے جذب و محبت کے مسائل نہین منقول ہین تمام فقہ کی کتابین موجود ہین۔ یہ وہم بڑا بیفکری کا
ہی افسوس ہی کہ انھون نے غور نہین کیا اولاً یہ کہ بالیقین افعال قلوب بھی واجب و سنت و مستحب و حرام و مکروہ اقسام کے متعلق ہین مثلاً تکبر قطعاً حرام
ہی علی ہذا القیاس حالانکہ کمتر اس سے بلکہ شاذ اس سے بحث کی گئی کہ اگر نماز کو ریا کے ساتھ پڑھیگا یعنے دکھلاوے سناوے کو تو ثواب باطل بلکہ گنہگار ہوگا
پس فقہ مین بحث افعال جوارح سے ہی مگر شاذ کسی فعل قلب سے بحث استطرادی آگئی ہی اور البتہ صاحب توضیح رح نے منصوص کر دیا کہ فقہ امام ابوحنیفہ رح
ان مسائل کو بھی شامل تھی ولیکن متاخرین نے اسکو نکال ڈالا گویا ایسا ہو گیا کہ یہ مسائل اس فقہ مین موجود ہی نتھے۔ ثانیاً دین متین و راہ ایمان موقوف
بر فقہ نہین ہی بلکہ بڑا حصہ اس راہ کا حدیث شریف کے بغیر حاصل نہین ہوتا ہی حتی کہ علمائے ربانی کے نزدیک خالی فقہ جاننے والا ویسا ہی سخت دل ہوتا
ہی جیسے ظاہریہ فرقہ کے لوگ ہوتے ہین اور یہ بات اس شخص کے سامنے مثل آئینہ کے ظاہر ہی جو حدیث شریف کی خدمت کر چکا ہی۔ ثالثاً فقہ سے علاوہ
حضرت باری عزوجل کی کتاب مجید اور احادیث شریف مین کثرت سے نصاً و دلالۃً و اشارۃً و اقتضاءً ہزارہا مسائل اور علوم موجود ہین جو فقہ مین پائے
نہین جاتے ہین چنانچہ ہر سہ اول کی مثالین ادنی تنبیہ سے واضح ہین اور ایسے ہی مثال چہارم بھی اور اللہ عزوجل نے فرمایا۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
یعنے بنے جن و انس کو فقط عبادت کے ہی واسطے پیدا کیا ہی حالانکہ یہ جملہ قوت خبریہ مین ہی اور ضرور ہی کہ شرائط نماز سے ستر پوشی اور طہارت وغیرہ و زاد راہ
حج و بیوع کا حلال کرنا اور طلب رزق حلال مانند اسکے امور مین صرف اوقات اور نفقات محارم کا وجوب مقتضی تحصیل ہو کر باعث صرف اوقات ہی
پس ضرور ہی کہ یہ اوقات اور یہ کام محسوب عبادت ہون اور فقہا نے بالاقتضاء نکالا ہی کہ مقدمۃ الواجب بھی واجب ہی یعنے جو امر واجب کیا وہ جس چیز کے
بیا

Marifat.com

بغیر تمام نہین ہوسکتا وہ چیز بھی باقتضار واجب ہوتی ہے پس اس سے کسقدر واجبات و مستحبات پیدا ہو گئے۔ کہ اگر کسیکے پاس کھانیکو نہو اور وہ کمائی کرنے اور کوشش کرنے پر قادر ہے مگر وہ نماز ہی مین مشغول رہا اور کمائی مین سعی نہ کی یہانتک کہ بھوک سے تڑپ کر مر گیا تو اسکا یہ حکم ہے کہ وہ اپنی جان کو اپنے ہاتھون قتل کرنیوالا شمار ہوگا اور دوزخ مین بھی عذاب پاویگا پس اسقدر روزی طلب کرنا فرض ہے اور موجود ہونیکے ساتھ معمولی وقتا بین اپنے تن کو بقدر غذا مسنون پالنا ثواب ہے اور مقدامؓ کی حدیث مین جو امام احمد نے مسند مین اور بیہقی نے سنن مین روایت کی ہے موجود ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تیرا اپنے آپ کھانا بھی تیرے لیے صدقہ یعنے ثواب ہے اور اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔ پس یہ تو ایک دانہ اس خروار مین سے مثال پایا گیا جو کتاب اللہ و سنت رسول مین ہے اور تفسیر یعبدون از یعرفون یا یوحدون اسکے منافی نہین ہے کما لا یخفی۔ اور اشارت سے ہزارہا مسائل پیدا ہوتے ہین اور حدیث شریف مین خود اشارہ فرمایا کہ منہومان لا یشبعان۔ یعنے دو حریص کبھی سیر نہین ہوتے ہین از انجملہ ایک علم کے خواہشمند کو فرمایا ہے پس یہ اسیطرح ہے کہ کتاب و سنت مین ان دلالات مذکورہ سے ہزارہا مسائل حاصل ہوتے ہین کہ علم کا خواہشمند کبھی سیر نہین ہوتا۔ اور جسنے یہ وہم کیا کہ اسمین علم سے علوم حرفت و صناعت و تجارت وغیرہ حتی کہ بعض نے کہا کہ فلسفہ و حکمت وغیرہ کو شامل ہے یہ کہنے والا نادان ہے جو بیباکی سے اللہ تعالیٰ و رسول پاک کے کلام کے معنے جو منھ مین آتے ہین بکتا ہے اور سخت بیوقوف وہی وہ ہے جسنے فلسفہ و حکمت کو شامل کیا حالانکہ جسکو حکمت کہتے ہین تحقیقی نام اسکا حماقت ہے پس کوئی دیندار ایسا تجویز نکریگا بلکہ معنے وہی ہین جو ہمنے بیان کیے اور واللہ باللہ اللہ تعالیٰ کی کتاب حاوی علوم پاکیزہ صحیحہ ہے جسکے عجائب کبھی ختم نہین ہوسکتے۔ پڑھ قولہ تعالیٰ ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ الآیۃ۔ پھر جب تجھے اس سے پتا لگا کہ یہ کچھ ہے تو اس فقہ پر مدار دین عجب ہے اور جو عالم فاضل کہلاکے اس سے اور زیادہ تعجب ہے فقہ کافل علوم دین نہین ہان اگر اسمین فقہ و حدیث و تفسیر سے آگاہ ہو تو ادنی مرتبہ حاصل ہوگا مولوی روم فرماتے ہین ؎ علم دین فقہ است و تفسیر حدیث ٭ ہر کہ خواند غیر ازین گردد خبیث ٭ یعنے دین کا علم یہی فقہ و حدیث و تفسیر ہے اور جو کوئی اسکے سواے پڑھے وہ خبیث ہو جائیگا۔ مولوی علیہ الرحمۃ نے اسکے سواے کو علم بھی نہین کہا اور سچ کہا کہ اسکے سواے علم ہی نہین ورنہ اسکا جاننے والا عالم ہوتا حالانکہ اسکا جاننے والا خبیث ہوتا ہے۔ ہان عالم وہ ہے جو علم دین کو انکے حق سے پڑھے اور حقوق اسکے مترجم کو یہان بیان کرنیکی گنجایش نہین وہ بہت دراز وقت چاہتے ہین۔ یہان تو خلاصہ مقصد یہ ہے کہ فقہا رحمہم اللہ تعالیٰ نے فقط احکام کے مسائل کہ مین سے فقط افعال جوارح کو شائع کر دیا اور دیگر ہزارہا بے عدد مسائل سے سکوت کیا یا خاص خاص سے بیان کیا ہے اسیواسطے مولوی روم علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎ زان طرف کہ عشق می افزود درد ٭ بو حنیفہ شافعی درسے نکرد ٭ یعنے انتظامی حالات دنیا کے مسائل ان امامون نے ظاہر کیے اور جذب شوق کے مسائل کا درس نہین دیا کیونکہ وہ پڑھانے اور کتابون مین جمع کرنیکی باتین نہین ہین۔ وہ خود بخود اللہ عزوجل قلب پاکیزہ مین عطا و القا فرماتا ہے بلکہ وہ عین علم ہے اور امام مالکؒ نے فرمایا کہ علم ایک نور ہے جسکو اللہ تعالیٰ بندے کے قلب مین رکھ دیتا ہے اور وہی حکمت ہے جو قرآن مجید مین حضرت حق سبحانہ نے جابجا ارشاد فرمایا ہے اور تفسیر قولہ و آتاہ اللہ الملک والحکمۃ وعلمہ مما یشاء۔ و دیگر مقامات مین تفسیر شیخ سے طول اختصار کے ساتھ وافی کافی اشارات گذر چکے ہین وہانسے تلاش کرو۔ یہان اس طول کلام سے امید نفع عام ہے اور بضرورت بتوفیق الٰہی عزوجل لایا گیا و للہ الحمد والمنۃ۔ شیخ نے کہا اور نیز مساکین وہ لوگ ہین جو درگاہ عظمت پر کھڑے ہوے میدان صفات مین حیران ہین اور قدم کے ملک کی طرف نظر کرکے عقل گم کیے ہین کہ انکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا ہے سو وہان اپنے مقصود و مراد کی انکو راہ نہین ملتی ہے کیونکہ یہ حال طاری ہوا ہے کہ معرفت مین نکرت نے اور نکرت مین معرفت نے ظہور کیا ہے یہ سخت مقام حیرت ہے پس اللہ عزوجل نے ان بندونپر رحم فرمایا کہ اپنے بندگان اہل تمکین و واصلین کو حکم دیا کہ انکے ساتھ احسان و مواسات کرو اسطرح کہ عظمت الٰہی عزوجل کے تحت مین جو یہ ذرہ سے کمتر بلکہ معدوم دبے ہوے ہین انکے دلونکو فرحت دو تاکہ مانوس ہون

Marfat.com

اور یہ اسطرح ہے کہ آواز پاکیزہ و عمدہ خوشبو سے انکو مانوس کرو اور یہ آواز پاکیزہ و خوشبوئے لطیف کن چیزوں کی ہو یہ علم معارف و بزرگی کا شناخت
کی ہو تاکہ اس آواز خوش سے ایک ساعت مانوس ہو جاویں پس آتش کبریا و عظمت کی لپٹ میں جل نہ جاویں چنانچہ بعض تابعین سے روایت ہے کہ اپنے
دلونکو کبھی کبھی گھڑی دو گھڑی راحت دو پس اللہ تعالیٰ کی رو میں حضرت حق عزوجل سے راحت لینے کا حکم دیا کیونکہ یہ معلوم تھا کہ جو لوگ مقام جلال
و عظمت میں پہونچے انکے جل جانیکا خوف ہے پس انکے حال پر شفقت فرما کر انکو وسعت لینے کا حکم دیا اور رب بعض انبیر کھول دیا یعنے ادنی مرتبہ جہانتک
شرع میں اجازت ہے عمل کرلیں اگرچہ عزیمت کا اختیار کرنا اولیٰ ہے کما ذکرہ مفصلاً فیما مر۔ اور یہ اسواسطے کہ ترویح قلب کے ساتھ انکا شوق و محبت
حضرت باریتعالیٰ کی جناب میں زیادہ ہوتا جاوے **قولہ والجار ذی القربیٰ**۔ اشارہ ہے کہ احسان کرو ایسے شخص کے ساتھ جسکے مقامات تمہارے
مقامات سے موافق ہوں کیونکہ وہ راہ معرفت میں جار قریب اللہ تعالیٰ ہے یعنے اللہ تعالیٰ کی محبت میں تمہارے اسکے درمیان قرابت ہے اور نیز
جار ذی القربیٰ وہ روح ناطقہ عارفہ عاشقہ ملکوتیہ ہے جو تجلی قدم کے ساتھ عدم سے نکلی ہے اور ازل سے تیرے ساتھ ہوئی وہ سب سے زیادہ تجھسے قریب ہے
قال المترجم اگر کہا جاوے کہ تو بعینہ وہی روح ناطقہ ہے پھر تجھسے قریب ہونا کیا معنے ہیں تو جواب یہ ہے کہ آدمی درحقیقت باعتبار بندہ ہونے کے وہی
روح ناطقہ ہے و لیکن باعتبار آنکہ وہ مجموعہ مرکب از لطائف ملکیہ و نفسانیہ شیطانیہ و نفس و روح و عقل و حواس وغیرہ یعنے باصل یعنے باعتبار نظر آدمیت و مجسم شخص ہونے
وغیرہ کے ہے اس لحاظ میں روح ناطقہ اسکے واسطے جار ذی القربیٰ ہے اور تمام تحقیق اسکے فصوص الحکم بیان شخص عالم و تحقیق عالم اکبر و عالم اصغر میں
مذکور ہے۔ شیخ نے کہا کہ یہی روح ناطقہ جار اللہ ہے اور وہی مشروح بصبغۃ اللہ ہے یعنے قولہ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ میں اللہ تعالیٰ کے رنگ سے
رنگین ہونا دائمی اسی روح ناطقہ کو ہوتا ہے۔ اور یہی دائیں دست قدرت میں ہے چنانچہ کہا گیا کہ ارواح دائیں ید قدرت الٰہی میں ہیں۔ اور اسکو آب خوشگوار
تیرے قلب پاکیزہ سے ملتا ہے جو منظر نور تجلی اور مسکن نور تدلی ہے اور اسکے ساتھ احسان کرنا یہ ہے کہ اسکو بازوے معرفت و شوق محبت سے فضائے عالم مشاہدہ
میں پرواز دے جہاں تک کہ اسکو قید طبیعت سے رہا کرے اور اسکے مسکن کو حظوظ بشریت سے پاک کرے اور یہ تجھسے بہت قریب قرابت ہے کیونکہ یہ تیری اصل
قیام ہے اور تو اسی کے ساتھ قائم ہے **قولہ والجار الجنب**۔ یہ اشارہ میں مرید مبتدی کو شامل ہے اور اسپر تیرا احسان یہ ہے کہ اسکو صدیقین عارفین کے مرتبہ پر
پہونچنے کی راہ چلنے کیواسطے رغبت دلاوے اور پوشیدہ اسرار محبین اسکے واسطے ظاہر کرے اور احوال مشتاقین کے فضائل سے اسکے کان بھرے۔ اور نیز
جار الجنب تیری صورت نوعیہ ہے جو تیری روح کیواسطے محل ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ اصطلاح کفار فلاسفہ نہیں ہے بلکہ مراد اس صورت سے جسم ظاہری ہے
چنانچہ اسی پر دلالت کرتا ہے قول شیخ کہ اسکے ساتھ احسان یہ ہے کہ اسکے اعضاء و جوارح کو گناہوں و شہوات سے عمداً بتکلیف باز رکھے **قولہ والصاحب
بالجنب مترجم** کہتا ہے کہ تفسیر اسکی رفیق سفر ہے اور یہ مذکور ہو چکی اور شیخ نے اشارہ میں کہا کہ مراد سفر غیب کا ساتھی و رفیق ہے جسکو محبت الٰہی نے اپنی
درگاہوں کی طرف جنبش دیکر روش دیدیا ہے اور معرفت الٰہی کے شوق اور مشاہدہ اسرار کا جذبہ اپنی طرف کھینچتا ہے تو اسکے انفاس تیری سانسیں ہیں اور
اسکے باطن تیرا ہمرہ وطن ہے اور اسکا مقام تیرا مقام ہے اور طبیعت کے مالوف دیس چھوڑ کر ازل و ابد کے سفر پردیس کیطرف وہ تیرا ساتھی ہے اور تیرا
احسان اسکے ساتھ یہ ہے کہ جب لذت محبت میں محبوب سے منقطع ہونے کے قریب پہونچے تو اسکو نکرے خوف دلاوے اور محبوب میں فنا ہونے کی
رغبت دے **قال المترجم** یعنے اس حال مذکور ہوے ہیں اسکے حالات خود انوار و تجلیات ہیں اور سالک خود ان انکشافات سے مانوس ہو جاتا ہے اگر وہ فی
نفسہ متغیر نہیں پس سالک کو ان گونا گون تجلیات کی طرف التفات نکرے چنانچہ لذت محبت میں آرام نہ پاوے اور نہ اس سے راحت لیوے کیونکہ تمام
ابتدائی ہے اور خوف فنا سے نڈرے بلکہ فنا ہو جاوے اور پھر زندہ جاوید ہو کر حیات قدیم کے ساتھ باقی ہووے فافہم۔ اور نیز صاحب بالجنب تیرا
قلب ہے اور اسپر احسان کرنا اسطرح ہے کہ اسکو تمام حادث چیزوں سے منفرد کرے اور کسی کے ساتھ اسکا کچھ تعلق نہ رکھے اور حیات باری تعالیٰ کی طرف

Marfat.com

اسکو شوق دلاوے مترجم کہتا ہی کہ حدیث کریمہ مین اشارت ہی کہ جسنے اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے محبت کی اور اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے بغض کیا اور دیا تو
اللہ تعالیٰ ہی کے لیے اور نہ دیا تو اسیکی کیواسطے ندیا اسنے اپنے ایمان کو کامل کرلیا - اور حاصل اسکا یہ کہ ہر تعلق اسکا اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہوجاوے
تاکہ آدمی جب تک زندہ ہی اور اسکو اہل دنیا و عالم اسباب مین میل جول و برتاؤ سے چارہ نہین ہی اس تمام تعلقات کا مرجع یہی محبت الٰہی عزوجل
ہوجاوے پس اسکا تعلق کسی سے بوجہ غیر نہوگا بلکہ ہمہ تن تعلق اللہ تعالیٰ ہی سے ہوگا اور یہ امر احادیث کثیرہ اور آیات مین شائع و مستفیض بلکہ اصل ایمان مین
بدرجہ تواتر ظاہر و باہر ہی پس یہ معنے ہین اس کلام کے کہ تمام مخلوق سے تعلق قلبی قطع کردے - اور نیز صاحب الجنب تیرا نفس امارہ ہی جس کے حق مین حضرت
سید المرسلین و امام العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک یعنے سب سے بڑھکر تیرا دشمن وہ تیرا نفس ہی جو تیرے دونون پہلو کے
درمیان ہی پس صاحب بالجنب تیرا نفس ہی اور تیرا احسان اسکے ساتھ یہ ہی کہ اسکو بندگی مین مقید رکھ اور شہوت سے روک - اور آتش محبت مین جلاؤ
اور اسکی راکھ کو ہوائے معرفت سے اڑاوے تاکہ تخت حضرت عزت پر فقط سلطان عزت جل جلالہ کے سوا غیر کا نام و نشان نہ رہے قولہ وابن السبیل
وہ لوگ ہین جو ملک الٰہی مین غریب دیار ہین ایسے مقام مین ہین کہ اللہ عزوجل کے سوا انکو کوئی نہین پہچانتا ہی انکا یہ حال ہی کہ نور افعال سے نور صفات تک
سفر کرتے ہین اور نور صفات سے نور ذات تک پہونچتے ہین ازل و ابد کے میدانونمین ہر دم مسافر ہین نہین انکے قلب کو سکون نہین اور کبھی انکی سوزش دل
نہین بجھتی و مبدم انکا تحیر بڑھتا ہی اور ہر دم نئے پردیس مین پہونچتے ہین کوئی انکو پہچانتا نہین کہ انسے مواسات کرے اور مروی ہی کہ اگر مقیم ہوتے ہین
تو کوئی پہچانتا نہین اور گم ہوجاتے ہین تو کوئی ڈھونڈتا نہین انکے واسطے اکرام کی کشایش نہین ہوئی اور نعمتونکا انکے یہان رواج نہین اور انکے دل کے انوار
اس آفتاب کے نور سے زیادہ روشن ہین مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین ہی کہ کن فی الدنیا کانک غریب او عابری سبیل تو دنیا مین اسطرح ہوجا کہ جیسے پردیسی یا راہ گیر
مسافر تا آخر حدیث - اور سعدی علیہ الرحمۃ نے بوستان کے باب عشق مین اول دو حکایت مین کچھ انکا حال لکھا ہی وہ بہت کافی ہی - اہل اسیر اکتفا کرین اور شیخ علیہ الرحمۃ نے
جو انکے انوار کا حال لکھا یہ مثال ہی ورنہ آفتاب کے نور کو اس سے مناسبت نہین ہی و مولوی رحمۃ نے لکھا کہ ؎ خود غریبی در جہان چون شمس نیست ✝ شمس جان باقی ست
کورا امس نیست ؛ یعنے آفتاب ہر چند جہان مین غریب ہی لیکن شمس جان ایک ایسا آفتاب ہی کہ کبھی غروب نہین ہوتا ہی واللہ اعلم بالصواب - پھر شیخ نے فرمایا کہ انکے ساتھ
احسان کے یہ معنے ہین کہ انکی حضور مین اپنی جان فدا کرے اور انکی اوقات کو خوش کرے اور اغیار کو انکی صحبت سے دور رکھے تاکہ انپر کوئی ایسا شخص مطلع نہو جو انکے
حال سے انکو ایک دم روکے قال المترجم یہ احسان راجع ہی اپنی طرف نہ انکی طرف کیونکہ وہ کسی حال مین کسی کے فعل دب و خوشامد سے خوش نہین
اور نہ ایذا و ملامت سے ناراض ہین انکا ہر حال مین یکسان وقت ہی اور قصہ خضر علیہ السلام پر مع احادیث زہد کے نظر کرو والسلام - قولہ وما ملکت
ایمانکم - مراد ان سے وہ مریدین ہین جو ارادت سے تمہارے زیردست ہین اور انکے ساتھ احسان یہ ہی کہ راہ الٰہی مین بآداب الٰہی و سنت حضرت رسالت
پناہی صلی اللہ علیہ وسلم انکی تربیت کرو اور کرامات الٰہی انمین پھیلاؤ اور راہ امید کی طرف انکو بلاؤ اسواسطے کہ امیدوار بلند پرواز ہوتا ہی اور خوفناک
تیز رو ہوتا ہی اور انکو ہمیشہ مراقبہ کے ساتھ مشاہدہ کا طریقہ سکھلاؤ اور سہل بن عبداللہ رحمہ نے اس آیت کریمہ کے اشارات مین فرمایا کہ جار ذی القربیٰ تو قلب
ہی اور جار الجنب نفس ہی اور صاحب بالجنب عقل ہی جو سنت نبوی و شرع مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی پر آمادہ ہی اور ابن السبیل وہ اعضا ہین
جو اللہ عزوجل کے واسطے مطیع و فرمانبردار ہین اور استاد رحمہ نے فرمایا کہ تیرے پڑوسی فرشتہ ہین کہ اپنے گناہون سے ان کو اذیت مت دے
اور انکے حق کو اپنی نیکو خدمتی سے مرعی رکھ - قال المترجم شاید مراد قوائے ملکی ہون یا معروف دو فرشتے ہون واللہ تعالیٰ اعلم
الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا
وہ جو بخل کرتے ہین اور سکھلاتے ہین لوگونکو بخل اور چھپاتے ہین جو انکو دیا اللہ تعالے نے اپنے فضل سے اور رکھی ہم نے

Marfat.com

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ

منکروں کو ذلت کی مار ۔ اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کے دکھلانے کو اور یقین نہیں رکھتے

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝

اللہ پر اور پچھلے دن پر اور جسکا ساتھی ہوا شیطان تو بہت برا ساتھی ہے

اَلَّذِيْنَ ۔ مبتدا ۔ يَبْخَلُوْنَ ۔ بما يجب عليهم ۔ یعنے الذین مبتدا واقع ہے اور خبر محذوف ہے اور معنے یہ ہیں کہ جو لوگ بخل کرتے ہیں اس چیز سے جو انپر واجب ہے ۔ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۔ بہ ۔ اور حکم کرتے ہیں لوگوں کو بخل کرنیکا اس چیز سے جو خرچ کرنا واجب ہے وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے دیا وہ چھپاتے ہیں ف من العلم والمال وهم اليهود ۔ یعنے دیا علم سے اور مال سے اور یہ لوگ یہود ہیں ۔ وخبر المبتدأ لهم وعيد شديد ۔ اور خبر اس مبتدا کی لهم وعيد شديد ۔ انکے لیے وعید سخت ہے یعنے جو لوگ ایسے اور ایسے ہیں انکے لیے عذاب کا حکم سخت ہے ۔ مترجم کہتا ہے کہ مفسر رح کے کلام کے موافق فخورا پر وقف چاہیے اور الذین سے ابتدا ہونی چاہیے ۔ اور ہندوستان ہمارے دیار میں وصل ہے پس توجیہ وہ ہوگی جو **بیضاوی** وغیرہ میں ہے کہ الذین ۔ بدل ہے من ۔ سے یا خبر مبتدا محذوف یعنے هم الذین ۔ ہے اور ضمیر هم راجع بجانب من کان مختالا فخورا ۔ ہے اور ضمیر جمع باعتبار معنے کے ہے ۔ بالجملہ یہ مذمت ہے اور شاید کہ مختال فخور سے یہی یہود مقصود ہوں ۔ اور حدیث میں ہے کہ اس درمیان میں کہ ایک شخص اتراتا تھا اپنی دو چادروں میں اسکو اپنا نفس خود اچھا لگتا تھا کہ ناگاہ اسکو زمین میں دھنسایا گیا وہ قیامت تک دھنستا چلا جائیگا ۔ اور حدیث صحیح میں ہے کہ جسنے اپنا کپڑا اترانے کے طور پر لٹکایا اللہ تعالیٰ روز قیامت میں اسکی طرف نظر نہ فرمائیگا ۔ اور صحیح میں ہے کہ جو ازار ٹخنوں سے نیچی ہے وہ آگ میں ہے ۔ اور خبردار تو ازار نہ لٹکا تا کہ وہ مخیلہ ہے یعنے ایسا کرنے والا مختال ہے اور ابوداؤد کی حدیث میں یہ مضمون صریح ہے کہ ٹخنے سے نیچے ازار پہنکر نماز مقبول نہیں[1] امام نووی رح نے فرمایا کہ یہ حدیث بشرط مسلم صحیح ہے ۔ (یعنی تکبر اترانے والا ۱۲) اس آیت میں فرمایا کہ اس مذمت والے وہ لوگ ہیں جو بخل کرتے ہیں الخ ۔ اور بعض نے الذین کو صفت من قرار دیا لیکن اسمیں تامل ہے اس لیے کہ من اگر موصوفہ ہے تو نکرہ ہے اور الذین معرفہ سے صفت نہیں کیا جا سکتا اور اگر موصولہ معرفہ ہے تو وصف موصول بموصول لکھا نہیں گیا اور تفسیر میں اصل قرار پائی ہے کہ توجیہ بر مذہب ظاہر قوی ہونی چاہیے ۔ اسیواسطے مفسر رح نے تنبیہ کر دی اور مبتدا محذوف ہونیسے خبر کا حذف آسان ہے لہذا اسی کو اختیار کیا کہ خبر محذوف ہے ۔ پھر بخل زبان عرب میں یہ ہے کہ سائل کو باوجود اپنے پاس اپنی حاجت سے زائد ہونیکے نہ دینا اور شرع میں مخصوص وہ خرچ نہ کرنا جو اسپر واجب ہے اسیواسطے مفسر رح نے ۔ بما یجب علیہم ۔ کی قید لگائی اور نیز وعید شدید تو ترک واجب ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اول انکی مذمت فرمائی کہ خود بخل کرتے ہیں دوم اس سے زیادہ قبیح یہ کہ لوگوں کو بخل کا حکم کرتے ہیں اور اس سے زیادہ قبیح یہ کہ فضل الٰہی سے جو علم انکو دیا گیا اس سے بھی بخل کرتے ہیں حالانکہ اسمیں مال واسباب نہیں خرچ ہوتا ہے ۔ اور محی السنہ رح نے معالم میں اسکا نزول چند یہودیوں کے بارہ میں قرار دیا کہ انصار رضی اللہ عنہم سے ملکر انسے کہتے کہ اپنے مالوں کو زکوٰۃ وغیرہ میں مت لٹاؤ کہ ہم کو تمھارے فقیر ہو جانے کا خوف ہے اور معلوم نہیں کہ تمھارا انجام کار کیا ہوگا اور **شیخ ابن کثیر** نے بھی فرمایا کہ اس آیت کو بعض سلف نے یہود پر محمول کیا کہ اللہ عز و جل نے جو انکو علم توریت وغیرہ دیا تھا اسمیں سے حضرت محمد صلعم کی صفت وغیرہ کو چھپاتے تھے چنانچہ محمد بن اسحاق نے ابن عباس سے روایت کیا اور یہی مجاہد رح نے اور دوسرے علما نے فرمایا ہے اور مفسر رح نے اشارہ کیا کہ عام ہے خواہ بخل علم کا ہو یا مال کا ہو اور ظاہر اولاً تو مال کے حق میں بقرینہ سابق و لاحق ہے اور ثانیاً شمول اس کا علم کے بخل کو بھی ہے اسیواسطے من العلم والمال ۔ کہا اور یہ بیان ما اٰتٰهم کے موصولہ کا ہے ۔ لیکن یکتمون العلم تو ظاہر ہے بخلاف یکتمون المال کے کہ یہ ظاہر نہیں ہے پس شاید مال چھپانے سے یہ مراد ہو کہ اظہار

کے

[1] [illegible] الفضل [illegible] صلوٰۃ [illegible] ۱۲۵

نہین کرتے تھے جس سے زکوٰۃ وغیرہ حق واجب ندینا پڑے۔ یا بخل متضمن ہی پوشیدہ کرنیکو کہ وہ نعمت الٰہی کو کفران کرتا اور اپنے کھانے پینے مین
ظاہر نہین کرتا اور دینے لینے مین تنگی حد سے زائد کرتا ہی کہ گویا اسکے پاس کچھ نہین ہی اور حدیث صحیح مین یہ مضمون ہی کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو
نعمت دیتا ہی تو پسند کرتا ہی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اثر اپنے اوپر ظاہر کرے۔ اسیواسطے یہ کفران نعمت ہی کیونکہ کفر یعنے چھپانا ...
اور منکر حضرت حق عزوجل بھی کافر ہے اسیواسطے بہرو مناسبت فرمایا۔ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ ۔ یعنے مہیا کیا منکروں کے لیے
خواہ اس مذکور کیے سے منکر ہون یا کسی اور امر شرعی سے سب کے لیے مہیا کیا ہی۔ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۔ عذاب مہین ذلت والا یعنے
یعنے مہین بصیغہ اسم فاعل یعنے نسبت ہی یعنے اہانت والا کہ جسمین بہت ذلت وخواری اس شخص کی ہی جسکو وہ عذاب ہو۔ اور دوسرے معنے اہانت
کرنیوالا درحقیقت عذاب کرنیوالا ہی۔ بیضاوی رح نے فرمایا کہ قولہ واعتدنا للکفرین مین مضمر کی جگہ اسم ظاہر فرمایا۔ یعنے واعتدنا لھم ۔ نہ فرمایا
بجاے تہم کے للکافرین فرمانے مین اشعار ہے کہ جس شخص کی یہ صورت ہو جو مذکور ہوئی وہ نعمت الٰہی کا کافر ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا کافر ہو
اسکے لیے ایسا عذاب ہی جو اسکو خوار کرے جیسے اسنے اللہ تعالیٰ کی نعمت کے ساتھ بخل واخفا کرکے کیا۔ حدیث ابو سعید خدری رض مین ہی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو خصلتین ہین کہ کسی مومن مین جمع نہین ہوتی ہین ایک بخل اور دوم بدخلقی۔ رواہ الترمذی۔ اور معنے یہ ہین کہ ایمان
کے ساتھ دونون خصلتین جمع نہین ہوتی ہین فافہم۔ اور حدیث مین ہی کہ فرمایا اور کون بیماری بخل سے بدتر ہی یعنے بخل سب سے بدتر بیماری ہی۔
اور حدیث مین اسکی مذمت بہت آئی ہی اور نیز اسراف وفضول خرچی کی بھی مذمت صریح آئی ہی پس واجب ہی کہ انسان اوسط درجہ اختیار کرے کہ اسراف
و بخل دونون سے پرہیز ہو پس بخیلون کی مذمت تو بیان ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے اعتدال کی دوسری جانب یعنے زیادہ خرچ کرنے والون کی
مذمت مین فرمایا بحرف عطف۔ وَالَّذِيْنَ ۔ عطف علی الذین قبلہ یعنے اس الذین کا عطف پہلے الذین پر ہی اور اس تقدیر پر خبر محذوف یعنے
لھم وعید شدید دونون کے حق مین ہوگی اور بعض نے کہا کہ مبتدا محذوف الخبر ہی اور قولہ ومن یکن الشیطان آہ اس خبر محذوف پر دلالت کرتا ہی
یعنے تقدیر ہم الشیطان ومن یکن الشیطان آہ پس عطف جملہ کا جملہ پر ہی والاول ارجح ۔ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ ۔ مرائین
اور جو لوگ کہ اپنے مال خرچ کرتے ہین درحالیکہ دکھلانیوالے ہین لوگونکو۔ فرقہ اول تو خرچ ہی نہین کرتے بلکہ لوگونکو بخل سکھلاتے اور
اس فرقہ والے خرچ کرتے مگر نیتی سے ریاکاری کرتے اور دوسرون کو دکھلاتے ہین۔ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔
اور اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان نہین لاتے ہین ف کالمنافقین واہل مکہ مانند منافقون واہل مکہ کے ماحصل آنکہ اہل تفریط تو وہ تھے
کہ خود بخل کرتے اور لوگون کو بخل سکھلاتے اور بال کیا بلکہ علم کے بتانے مین بھی بخل کرتے تھے اور یہ وہ لوگ ہین کہ افراط کرتے ہین اور لوگون کے
دکھلانے کو خوب بیجا صرف کرتے ہین کہ بڑے سخی وجواد کہلاوین اور ایمان انکو اللہ تعالیٰ پر تیا صحیح نہین لیکن اپنے نام ودنیا کے لیے مال
اُٹھاتے ہین کچھ اللہ تعالیٰ اور اسکی رضامندی کے لیے نہین خرچ کرتے ہین تو ان لوگونکا ساتھی وقرین شیطان ہی جیسے دوسرے مقام پر فرمایا۔ ان
المبذرین کانوا اخوان الشیاطین فضول خرچی کرنیوالے شیطان کے بھائی ہین۔ حاصل آنکہ یہ بھی کفران نعمت کرتے ہین۔ چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ
کی مرضی واسلام کے طریقہ پر خرچ کرتے جو اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری ہو سو یہ نہین کرتے کیونکہ ایمان ہی نہین بلکہ اللہ تعالیٰ واسکے رسول کی عداوت
مین اُٹھاتے ہین چنانچہ مشرکین مکہ کہ حضرت صلعم سے لڑنے کو لشکر نوکر رکھتے اور منافقین اسواسطے خرچ کرتے کہ سخی کہلاوین۔ آیت کا حکم عام ہے کہ
فضول خرچی کرنا حرام ہی جیسے بخل کرنا حرام شدید ہی پس مفسرنے کالمنافقین کے کاف مثالیت اشارہ کیا کہ خصوصیت اہل مکہ یا منافقین ہی سے کچھ
نہین بلکہ جو ایسا ہو اسمین داخل ہی۔ اور جملہ ولا یومنون باللہ الخ اشارہ ہے کہ رضاے الٰہی وثواب آخرت کی خواہش سے اُن سے خرچ

کرنا صادر نہین ہوا اور یہ نہین کہ اسراف جب حرام ہی کہ مومن نہو اور اگر مومن ہو تو نہین کیونکہ معلوم ہوگیا کہ اسراف مطلقاً حرام ہی۔ اور حدیث صحیح
مین ثابت ہوا ہی کہ تین شخص ہین کہ پہلے انھین سے آگ روشن ہوگی ایک عالم جو اسواسطے پڑھتا ہی کہ عالم کہلائے ایسے ہی دوسرا جہاد کرنیوالا اور تیسرا
خرچ کرنیوالا۔ اور بسا اوقات دنیا مین ان لوگون کو بدلا دیدیا جاتا ہی کہ جو کچھ چاہتے ہین اس طرح مشہور ہوجاتے ہین پھر آخرت مین کچھ نہین سوائے
عذاب کے استغفرک اللّٰھم واتوب الیک۔ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا۔ صاحب یعمل بامرہ کہولا۔ اور جسکا ساتھی ہو شیطان
ف اسطرح کہ وہ عمل کرنے لگا اس قرین کے حکم کے موافق جیسے یہ لوگ جو مذکور ہوے یہود و منافقین و اہل مکہ وغیرہ۔ ان لوگون پر شیطان نے
بد اعمال کی زینت کی اور انکو اچھے معلوم ہونے لگے پس جو ایسا ہو تو۔ فَسَآءَ۔ بئس قَرِيْنًا۔ ہو۔ بہت بُرا ہی ساتھی۔ یہ شیطان اور
قرین دراصل وہ رسی ہی جسمین دو اونٹون وغیرہ کو ساندھتے ہین۔ اور بعض نے کہا کہ یہ آخرت مین واقع ہوگا کہ ہر کافر کے ساتھ ایک شیطان ایک زنجیر مین
جکڑ کر جہنم مین ڈالا جاویگا پس معنے یہ کہ جو ایسے حال مین ہوگا سخت بد ہی ف شیخ نے عرائس البیان مین کہا کہ قولہ الذین یبخلون ویامرون
الناس بالبخل۔ جسنے حضرت حق عزوجل کو پہچانا اور اسکے صفات کو مشاہدہ کیا اور حقائق محبت اسپر ظاہر ہوے پھر وہ یہ نہین کرتا کہ اپنی جان کو
اللہ تعالیٰ کی راہ مین اللہ تعالیٰ کے واسطے قربان کرے تو وہ بخیل ہی اسنے محبت کی حقیقت سے اسکی حلاوت نہین چکھی۔ اور جسکو اللہ تعالیٰ نے
ملکوت کے احکام ظاہر فرمائے پھر وہ مشتاقون کے سامنے اس فائدے کے واسطے بیان نہین کرتا کہ اسکے دیدار کے مشتاق جان نثار کرین
تو وہ بخیل ہی اور جسنے استادون و مشایخ کو اللہ تعالیٰ کی راہ مریدون سے بیان کرنیسے روکا و منع کیا تو وہ اس آیت سے عتاب کیا گیا ہی
اسکی تصدیق ہی قولہ تعالیٰ ویکتمون ما اتاہم اللہ من فضلہ فضل اسکا انکی معرفت و محبت ہی اور اسکے قرب کے انعام و لطائف کا دیدار ہی۔ بعض نے
فرمایا یعنے جو لوگ خیرات کرکے احسان رکھتے ہین اور لوگونسے اپنی تعریف چاہتے ہین۔ اور ابن عطاؒ نے ما اتاہم سے یہی روشن دلیلین بطریق اشارہ بیان
کین۔ اور بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ انپر جو عافیت فرمائی ہی اسکا شکر یہ نہین ادا کرتے ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ اشارات اخیرہ خفی محتاج تامل ہین
پھر اللہ تعالیٰ نے بخیلون و فضول خرچون و بے ایمانون کی مذمت کے بعد انکی دوا کی طرف اور راہ خیر کی طرف ارشاد فرمایا

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ
اور کیا نقصان تھا انکا اگر یقین لاتے اللہ پر اور روز قیامت پر اور خرچ کرتے اللہ تعالےٰ کے دیے مین سے اور

اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا
اللہ تعالےٰ کو انکی خوب خبر ہی اللہ تعالےٰ حق نہین رکھتا کسیکا ایک ذرہ برابر اور اگر کچھ نیکی ہو تو اسکو دونا کرے

وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝
اور دیوے اپنے پاس سے بڑا ثواب

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ۔ اور کیا تھا انپر اگر ایمان لاتے اور سچ
مانتے قیامت کا روز اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے روزی کیا اس سے خرچ کرتے ف ای ضرر علیہم فی ذلک۔ ما استفہامیہ ہی یعنی ایسا کرنے مین انپر کیا ضرر تھا
والاستفہام للانکار و لو مصدریۃ ای لا ضرر فیہ وانما الضرر علیہم فیما ہم علیہ۔ اور یہ استفہام انکاری ہی اور لو مصدریہ ہی حاصل آنکہ ایسا کرنے مین کوئی
بھی ضرر نہین ہی اور ضرر انپر اسی حالت مین ہی جسپر وہ قائم ہین۔ اور علیہم کی ضمیر جمع ان مختال و فخور و بخیل و ریاکار و کفار و فضول خرچ گروہ کی طرف راجع ہی۔
کیونکہ فی المعنے جمع ہی اور الذین مذکورین کی طرف راجع ہی۔ اور لو آمنوا بمعنے ایمانہم اور لو انفقوا بمعنے انفاقہم۔ المعنے اے ضرر علیہم بالایمان

Marfat.com

والانفاق - انپر ایمان لانے و خرچ کرنے مین کیا ضرر تھا - اور بیضاوی مین ہے کہ کلام بطریق استفهام مین ایک تو انپر سرزنش ہے کہ اہل عقل نہین
جاہل ہین کہ منفعت کے مقام کو مضرت سے تمیز نہین کرتے بلکہ مضر کو نافع اعتقاد کرتے ہین - اور دوم انکو جواب پر برانگیختہ کیا تاکہ فکر سے انکی
جہالت دور ہو اور سمجھ آجاوے کیونکہ اسمین منافع جلیلہ ہین - سوم تنبیہ ہے کہ جو شخص ایسی بات کی طرف بلایا جاوے جسمین کچھ ضرر نہین تو اسکو
قبول کرنا چاہیے حالانکہ یہان تو یہ ہے کہ ایسی بات کی طرف بلائے جاتے ہین جسمین منافع جلیلہ موجود ہین اور یہان ایمان کو انفاق پر مقدم
کیا کیونکہ ایمان کا جو اصل اعمال ہے مقدم ہونا مناسب ہے اور جہان تعلیل مقصود ہے وہان انفاق کو مقدم کر دیا ہے وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ
عَلِيْمًا - اور اللہ تعالیٰ انکو خوب جانتا ہے ف فیجازیہم باعمالہ - یعنے اللہ تعالیٰ کے خوب آگاہ ہونے سے وعید شدید و تہدید ہے کہ
اللہ تعالیٰ انکو انکے اعمال کی جزا و سزا دیگا پس اپنے حق مین نیک بہتر کو اختیار کرلین کیونکہ بدی کا بدلا یعنے دوزخ ہے اور نیکی اللہ تعالیٰ کے
نزدیک پسند و مقبول ہے ہرگز ضائع نہین ہوتی کیسی ہی ہو چنانچہ فرمایا - اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ - احداً - اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہین
فرماتا - مِثْقَالَ - وزن - ذَرَّةٍ - اصغر نملة - بوزن چھوٹی چیونٹی کے - یعنے اتنا بھی کسی پر ظلم نہین فرماتا - بان ینقصہ من حسناتہ
او یزید فی سیاتہ - بایں طور کہ چیونٹی برابر اسکی نیکیون سے کم کردے یا ذرہ برابر اسکی بدی نہین بڑھاوے - حاصل آنکہ سب مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہے جو جیسا کریگا
ویسا بھریگا اگر اسکی رضامندی کے کام کرین پھر پورا ثواب لین اور اگر ناراضی کے کام کرین جو ایسے کام کی سزا ہے پاوینگے ہرگز کچھ ذرہ برابر بھی بار
نہ ڈالی جاویگی بخلاف نیکوکاری کے کہ اسکا انعام ہے چنانچہ فرمایا - وَاِنْ تَكُ - الذرة - حَسَنَةً - من مومن - اور اگر ہوئی چیونٹی برابر نیکی
مومن کی طرف سے ف اسواسطے کہ کافر کے واسطے عاقبت مین نیکی نہین ہے اور کافر کے نامۂ اعمال مین بعض عمل خیر ہوگا جسکا عوض دنیا مین مل چکا
کیونکہ یہی نیت تھی ور آخرت کے لیے نافع نہوگا - وفی قراءة بالرفع فکان تامة - اور اہل حجاز کی قراءة مین حسنةٌ بالرفع ہے پس کان تامہ ہے یعنی اور اگر
پائی گئی کوئی نیکی مومن کیطرف سے تو يُضٰعِفْهَا - اللہ تعالیٰ اسکو بہت گونہ بڑھاویگا ف من عشر الی اکثر من سبعمائة - وفی قراءة یضعّفہا
بالتشدید - چنانچہ دس گونہ سے سات سو گونہ سے بھی زیادہ تک بڑھاویگا جسکے لیے اسکی رضامندی ہو - اور قراءة ابن عامر و ابن کثیر
مین یضعّفہا بتشدید مین التضعیف ہے - اور اصل نیکی ایمان ہے وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا - من عنده مع المضاعفة - اور باوجود
اس کثرت سے کئی گونہ کردینے کے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ثواب عظیم بڑھاویگا جسکی مقدار کوئی بھی اندازہ نہین کرسکتا ہے - حضرت
ابو ہریرہ رضہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عظیم ہے اسکو مخلوق اندازہ مین نہین لاسکتی ہے واضح ہو کہ مثقال ذرہ یعنے وزن ذرہ
فرمانے مین اشارہ ہے کہ ہر نیکی کیسی ہی چھوٹی ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسکا وزن ہے اور حدیث مین ہے کہ بچو آگ سے اگرچہ ایک ٹکڑے چھوارے کی وجہ سے
(الصحاح) اور حضرت ابوذر رضہ کو فرمایا کہ معروف شرعی مین سے تو کسی چیز کو حقیر مت شمار کر (الصحیح) اور اجر اگرچہ وہی ہے جو بمقابلہ کام کے مزدوری ہو
حالانکہ اجر عظیم فقط اللہ عز وجل کی طرف سے انعام ہے تو اسواسطے اسکو اجر فرمایا کہ یہ انعام بتبعیت نیک کام کے عطا ہوا ہے - اور صیفت اولیاء اللہ تعالیٰ
کی ہوگی اور قتادہ رحمہ اللہ جو تابعین مفسرین مین سے ہین فرماتے تھے کہ اگر حساب مین میری ایک نیکی بھی بدی کے مقابلہ مین بڑھ گئی تو مجھے دنیا
ومافیہا سے محبوب ہے - پس حسنہ کی یہ قدر ہے اور واضح ہو کہ تنوین حسنہ جو یعنے ایک نیکی ہے واسطے تصغیر کے ہے یعنے وان تک حسنة صغیرة - خصوص بقراءة
نصب کیونکہ اسم اسکا ذرہ یا مثقال ذرہ ہے یعنی حسنہ خواہ مخواہ صغیر ہوگی اور بعض نے کہا کہ لے وان تک فعلة حسنة - اور اگر ہوئی اسکی کرنی[ف۱]
ایک نیکی - اور تک مین سے نون خلاف قیاس حذف ہوتا ہے ایک تو اسکو حرف علت سے تشبیہ دیکر اور دوم کثرت استعمال سے - یعنے اگر آخر
حرف علت ہوتا ہے تو ان ولم وغیرہ کے جزم مین ساقط ہوجاتا ہے پس نون مذکور کو بھی حرف علت سے مشابہ قرار دیکر ساقط کر دیا اگرچہ قیاس

ف۱ [illegible] (۱۲)

Marfat.com

نہین ہی دوم آنکہ اس صیغہ کا استعمال کثرت سے ہوتا ہی پس تخفیف مناسب ہوئی۔ بالجملہ مراد عدم ظلم سے یہی وعدہ ہی کہ ذرہ برابر بھی نیکی سے
کمی نہوگی یا بدی پر زیادتی نفرمائی جائیگی اور اس وعدہ کی وجہ سے مجازاً اطلاق ظلم متصور ہی ورنہ حقیقت مین تو اللہ عزوجل اپنے مخلوق مملوک
مین جسطرح چاہے تصرف فرماوے ظلم تو متصور نہین ہوسکتا کیونکہ جو کچھ ہی اسیکی ملک ہی پھر غیر کی ملک مین تصرف ہو تو ظلم سمجھ مین آوے یہان تو حقیقت
ظلم متصور نہین ہی اور اس آیت کا ربط ماقبل سے اس اعتبار سے ہی کہ اجر مین کچھ کمی نہوگی اور اس اعتبار سے مقصود نہین کہ عذاب مین کچھ زیادتی نہوگی
اور حاصل آنکہ وے کیون ایمان نہین لاتے باوجود عدم ضرر کے حالانکہ اللہ تعالیٰ انکے اجر مین سے کچھ بھی کم نہ کریگا۔ اور عرف حقیقی یہی ہی کہ ایک ذرہ برابر
کم نہ کریگا یعنے اتنا بھی نہ کم کریگا تو زیادہ کا کیا ذکر ہی اور رہا وزن ذرہ تو یہ بھی عرف عرب تھا کہ ذرہ انکے نزدیک کچھ وزن نہ تھا اور محی السنہ نے
معالم مین کہا کہ یہ مثل ہی جس سے مراد یہ ہوتی ہی کہ کچھ بھی نہین یعنے اللہ تعالیٰ کچھ بھی ظلم نہ فرماویگا نہ ذرہ نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ چنانچہ
دوسری آیت مین صریح فرمایا۔ ان اللہ لا یظلم الناس شیئا۔ اللہ تعالیٰ بندون پر کچھ بھی ظلم نہین کرتا ہی (ھ) اور حضرت انس رضی سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہ کمی فرماویگا کسی مومن کے حق مین کسی نیکی مین سے جسکے عوض وہ دنیا مین ثواب و رزق بھی دیا گیا اور آخرت مین
اسکے ثواب کو پورا عطا فرماویگا اور فرمایا کہ رہا کافر سو وہ اپنی نیکیون کے عوض دنیا مین پاجاویگا یہانتک کہ جب وہ آخرت مین پہونچا تو اسکی کوئی
نیکی ہی نہوگی کہ اسکو کچھ ثواب ملے۔ محی السنہ نے معالم مین صحاح کی حدیث اپنی اسناد سے ذکر کی کہ حضرت ابو سعید خدری رضی نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ جب مومنین نجات پاوینگے اور آتش دوزخ سے بیخوف ہوجاوینگے تو تم مین سے کوئی اپنے حق کے واسطے اپنے ساتھی سے دنیا مین ایسا سخت نہین
جھگڑتا ہی جیسا مومنین اس دن اپنے ارحم الراحمین پروردگار سے جھگڑینگے اپنے ان بھائیونکے بارہ مین جو دوزخ مین داخل کیے گئے ہونگے عرض کرینگے کہ
ای ہمارے پاک پیدا کرنے والے مالک تونے ہم بندون کے بھائیونکو جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے اور ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ
حج کرتے تھے دوزخ مین داخل فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اچھا جاؤ جسکو تم انمین سے پہچانو اسکو نکال لاؤ پس مومنین آکر انکو صورتون سے پہچانینگے
آگ انکے چہرون کو نہ کھاویگی پس بعض کو آگ نے آدھی پنڈلی تک لیا ہوگا اور بعض کو ٹخنون تک پس انکو نکال لاوینگے۔ پھر عرض کرینگے کہ اے
پروردگار ہم نے ہر اس شخص کو نکال لیا جسکے واسطے تونے ہم بندونکو اجازت دی تھی۔ پھر حکم ہوگا کہ جسکے دلمین ایک دینار وزن برابر ایمان ہو اسکو
نکال لاؤ پھر حکم ہوگا جسکے دلمین آدھا دینار برابر ایمان ہو یہانتک کہ فرماویگا کہ نکال لاؤ جسکے دلمین ذرہ برابر نیکی ہو۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ جو اسکی تصدیق چاہے وہ پڑھے قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفہا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما۔ فرمایا حضرت صلعم نے
کہ پھر مومنین عرض کرینگے کہ اے پروردگار ہم نے دوزخ مین سے ان لوگونکو نکال لیا جنکی تونے اجازت فرمائی تھی اب آگ مین کوئی ایسا نہین رہا
جسمین کچھ خیر ہو پھر اللہ عزوجل فرماویگا کہ ملائکہ نے شفاعت کی اور انبیائے شفاعت کی اور مومنون نے شفاعت کی اور اب رہا ارحم الراحمین
حضرت صلعم نے فرمایا کہ پھر ایک مٹھی یا فرمایا کہ دو مٹھی آگ مین سے بھر لیگا پس دوزخ مین سے ایسی قوم کو نکال لیگا جنھون نے اللہ تعالیٰ کیواسطے
کبھی کوئی نیکی نہ کی ہوگی انکا حال یہ ہوگا کہ جلکر سیاہ کوئلہ ہوگئے ہونگے پس وہ ایسے پانی پر لائے جاوینگے جسکو آب حیات کہتے ہین وہ انپر ڈالا جائیگا
پس اوگینگے جیسے بہیا کے نالے مین خوب تری پاکر دانہ اگتا ہی پس موتی کے مانند انکے اجسام نکلینگے انکی گردنون مین مہرین ہونگی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے
آزاد کیے ہوئے ہین پس حکم ہوگا کہ جنت مین داخل ہو پھر جو کچھ تم تمنا کرو اور دیکھو وہ تمہارے لیے ہوگی۔ عرض کرینگے کہ ہمارے پروردگار عزوجل
تونے ہمکو وہ کچھ دیا کہ عالمین مین سے کسی کو نہین دیا۔ حکم ہوگا کہ ہمارے پاس تمہارے لیے اس سے افضل ہی۔ عرض کرینگے کہ ای پروردگار تعالیٰ اس سے افضل
اور کیا ہی۔ فرماویگا کہ وہ تم سے میری رضامندی ہمیشہ کے واسطے کہ اب کبھی تم پر خشم نہوگا۔ وہذا حدیث حسن صحیح اخرجہ اصحاب الصحاح والسنن

ناراضی
ایضاً

اور معنی حدیث کے واللہ اعلم یہ ہین کہ اہل ایمان کامل ور بندگان حق عزوجل جو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہین وہ جنت مین داخل ہو جاوینگے اور اکثر انمین سے ملائکہ علیہم السلام وانبیاء علیہم السلام کی شفاعت سے داخل ہونگے مگر سبسے پہلے شفاعت کی اجازت حضرت سیدالمرسلین خاتم النبیین افضل العالمین من الملائکۃ والناس اجمعین کو ہوگی پس مومنین کاملین برحمت الٰہی جنت مین داخل ہونگے اور بہت سے کبیرہ گناہ والے تک حضرت صلعم کی شفاعت سے مغفور ہونگے پھر ملائکہ وانبیاء علیہم السلام درجہ بدرجہ شفاعت کرینگے پھر خاص مومنین شفیع ہونگے پھر جنت والے جنت مین اور دوزخ والے دوزخ مین داخل ہونگے پھر عام مومنین جنت سے گنہگار مسلمانون کی شفاعت چاہین گے جو دوزخ مین جاچکے ہونگے اور تمام حال جو حدیث شریف مین مذکور ہی واقع ہوگا۔ اور واضح ہو کہ اللہ عزوجل کے قبضۂ قدرت ورحمت سے جسکو ایک مٹھی یا دو مٹھی کہا ہی وہ لوگ آزاد ہونگے جو ایمان مین پیدا ہوے اور اپنے کو مومن جانتے تھے مگر انھون نے کبھی کوئی کام نیک نہین کیا تھا۔ اور یہ مراد نہین ہی کہ وہ مومن بھی نہونگے ہواسطے کہ اسپر اجماع ہی کہ کفر نہین بخشا جائیگا اور شرک کی کبھی مغفرت نہوگی اور آیت صریح موجود ہی۔ پھر محی السنہ نے حدیث صحاح کو اپنی سند سے وارد کیا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ عنقریب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ میری امت مین سے ایک مرد کو الگ کر کے تمام مجمع کے سامنے کھڑا کریگا پس ننانوے سجلات نامۂ اعمال دراز اسکے سامنے کھولے جاوینگے جسمین سے ہر ٹکڑا انتہائی نظر تک ہوگا پھر فرماوے گا کہ تو اسمین سے کچھ انکار کرتا ہی بھلا میرے لکھنے والے فرشتون نے تجپر کچھ ظلم کیا وہ عرض کریگا کہ نہین اے میرے پروردگار پھر فرماویگا کہ بھلا تیرے پاس کچھ عذر یا کوئی نیکی ہی وہ مبہوت رہجائیگا عرض کریگا کہ میرے پروردگار میرے پاس کچھ نہین ہی اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ ہان تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے اور آج کے روز تجپر ظلم نہین ہوگا پس تہ کیا ہوا ایک پرچا اسکے لیے نکالا جائیگا جسمین یہ ہوگا۔ أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی مین دلسے گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین مگر اللہ تعالیٰ۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اور مین گواہی دیتا ہون دل سے کہ محمد صلعم اسکا بندہ واسکا رسول برحق ہی حکم ہوگا کہ تلوانے حاضر ہو عرض کریگا کہ پروردگار یہ پرچہ بمقابلہ ان ٹکڑون کے کیا ہوگا حکم ہوگا کہ تجپر ظلم نہوگا پھر ترازو کے ایک پلہ مین یہ پرچہ رکھا جائیگا اور ایک پلہ مین وہ سب ٹکڑے رکھے جاوینگے۔ پھر تولے جاوینگے تو سارے ٹکڑے اونچے اُٹھ جاوینگے اور پرچہ مذکور کا پلہ گران ور نیچا ہوگا حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برابری مین کسی چیز کا وزن گران نہین ہوسکتا۔ اسناد اس حدیث کی جید اور یہ روایات صحاح سے ہی اور حدیث مین بلا تاویل معنے ہین جنپر ایمان لانا واجب ہی اور سابق مین تحقیق بیان ہوچکی ہی کہ اعمال جو دنیا مین ایسے نظر آتے ہین کہ انکا کچھ وزن نہین درواقع انکے حقائق و وزن ہین اور اس عالم کے معاملات پر اُس عالم کے معاملات کیونکر قیاس کرسکتے ہین ہم اسکو اہل حق کی تحقیق سے اوپر لکھ چکے ہین اب اعادہ کرنا طول ہی واللہ الموفق۔ پھر محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ ایک جماعت نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ دربارۂ خصوم ہے یعنے دنیا مین جس کسی کا جسپر حق رہا ہی قیامت مین اس سے دلایا جائیگا اور یہ ظلم نہوگا اور اگر بعد حق دینے کے ایک نیکی بھی رہی تو اللہ تعالیٰ اسکا فضل سے بہت گونہ کردیگا اور اپنے فضل سے اپنے پاس سے بہت کچھ عطا فرمادیگا اور استدلال مین حدیث پیش کی جسکا حاصل یہ کہ مومن سعید کے حسنات مین سے حقدارونکو دیدیا جائیگا پھر اگر کچھ رہا تو ملائکہ عرض کرینگے کہ پروردگار اسکی نیکی مین سے چیونٹی برابر رہا حکم ہوگا کہ میرے بندے کے لیے اسکو کئی گونہ بڑھاؤ اور مصداق اسکا یہی آیت کریمہ پڑھی۔ اور اگر بندہ شقی ہی تو ملائکہ کہین گے کہ پروردگار اسکی نیکیان فنا ہوچکین اور حقدار باقی ہین حکم ہوگا کہ انکی برائیان لیکر اس شقی کی برائیون مین ملا کر دوزخ کو بھیجو مترجم کہتا ہی کہ اول اظہر ہی اور معاملہ خصوم مین باقی بچی ہوئی نیکی کا بڑھنا بھی اس حکم کریم کے تحت مین داخل ہی فافہم ف عارف رحمہ نے عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ۔ اللہ عزوجل نے اپنی تنزیہ جلال ونوال سے خبر دی کہ نیکوکارون کے حق مین کمی کرنے سے پاک ہی اور سب تعداد فضل سے انکو بشارت دی اور جو لوگ شیطانی وہم مین

پڑ جاتے ہین کہ ہمارے نیک کام قبولیت کے لائق نہین اور ہم انکا ثواب کچھ نہ پاوینگے تو آگاہ فرمایا کہ اوتعالیٰ انکو انکے نیک کامون پر بہت اچھا ثواب عطا فرماوے گا جیسا کچھ وہ چاہتے ہین اس سے کہین بڑھکر اسلیے کہ علم الٰہی تو جو ہوا اور ہوگا سب کو محیط ہی اسکے علم سے ایک ذرہ برابر پوشیدہ نہین ہی اسکے بے انتہا مخلوقات مین جا ہے کہین ہو سب اسکے علم مین ایسا معلوم ہی کہ خود اس چیز کو اپنے آپ ہرگز نہین معلوم ہی پس وہ تعالیٰ بندون کے ثواب مین سے کچھ نہین کمی فرمائیگا اگرچہ ذرہ برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو کیونکہ اسپر پوشیدہ نہین اور کیونکر پوشیدہ ہو سکتا ہی وہی تو سبکا خالق ہی۔ اس آیت کریمہ مین علم ہی کہ اوتعالیٰ کا علم و اسکی قدرت تمام مخلوقات کو محیط اور ایسے کمال پر کہ اسکے سوائے اسکی ماہیت کوئی نہین سمجھ سکتا ہی۔ اور اسمین دلیل ہی کہ اگر بندہ بدکار ہو تو جب توبہ کرے اللہ تعالیٰ اُسکی بدکاریونکو نیکیون سے بدل دیتا ہی مترجم کہتا ہی کہ صریح فرمایا۔ اولٰئک یبدّل اللہ سیاٰتھم حسنات۔ یعنے ایسے ہی بندے ہین جنکی برائیان اللہ تعالیٰ نیکیون سے بدل دیتا ہی بعض علما نے کہا کہ نیکیان کرتے ہین تو برائیان دور ہوتی ہین اور بجاے انکے نیکیان آجاتی ہین۔ اور بعض علماے محققین نے فرمایا کہ برائیان توبہ و استغفار سے مٹ جاتی ہین اور بجاے انکے توبہ و استغفار کی نیکیان قائم ہوتی ہین کیونکہ ہر برائی سے توبہ و استغفار متعلق ہوا تو وہ برائی گئی اور اسکی جگہ نیکی آئی پس بجاے برائیون کے نیکیان آنا صادق ہوا اور یہ کلام پسندیدہ ہی واللہ اعلم۔ شیخ نے فرمایا کہ برائیون کی جگہ بھلائیان کر دیتا ہے تو سمجھ دیکھو کہ اگر بندہ اسکی توفیق و قوت سے نیکوکار ہو تو وہ کس اعلیٰ شان پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے نیکی قبول کرکے دس گونہ فرماتا ہی اور یہ تو کم سے کم ضروری ہی زیادہ کی کوئی انتہا نہین ہی اور اپنی طرف سے جو عطا فرماتا ہے اسکی مقدار کوئی کیا جانے۔ سچ ہے کہ اگر وہ بدون نیکی کے جنت کے سب درجے دیدے تو وہ پاک پروردگار قادر خود مختار ہے مخلوق کی کیا مجال ہے جو دم مارے ہر فضل و خوبی اسی کی درگاہ کے لائق ہی خود فرمایا ہو اہل التقویٰ و اہل المغفرۃ۔ یعنے وہ اہل تقویٰ و اہل مغفرۃ ہے۔ اور واضح رہے کہ حسنہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی توحید ہی اور جب بندہ توحید مین مخلص ہو تو اسکے درجات عام لوگون کے درجون پر ہزارہا گونہ زائد ہین۔ پھر اللہ عزوجل نے خبر دی کہ اوتعالیٰ اپنے بندہ صادق کو بے سبب اپنے کرم و فضل سے وہ کچھ عطا فرماتا ہے کہ اسکی تعداد کوئی نہین گمان کر سکتا ہی اور کیا کچھ انعام و قرب دیتا ہی چنانچہ فرمایا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما۔ دیدیتا ہی اپنے پاس سے اجر عظیم۔ یعنے اسکو عظیم فرمایا۔ اور اجر عظیم کا ادنیٰ درجہ مشاہدہ ہے اور اعلیٰ درجہ آنکھون سے اس کا دیدار کریم ہے

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا

پھر کیا حال ہوگا جب بلاوینگے ہم ہر امت مین سے احوال کہنے والا اور بلاوینگے ہم تجکو ان لوگون پر احوال بتانے والا

يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا

اس دن آرزو کرینگے جو لوگ منکر ہوے اور رسول کی نافرمانی کی تھی کاش خاک برابر ہوجاتے اور نہ ع ۶ ۹

يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا

چھپا سکین گے اللہ تعالیٰ سے کوئی بات

فکیف۔ حال الکفار۔ یعنے کافرون کا حال کیونکر ہوگا۔ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ یشہد علیہا بعملہا وہو نبیہا جب ہم لاوینگے ہر امت مین سے اسکا ایک گواہ نبی جو اس امت پر گواہی دیگا کہ اسنے کیسے گناہ کئے اور وہ اس امت کا پیغمبر ہی۔ بار تعدیہ و شہید مفعول ہی اور لاوینگے ہم گواہ کو۔ جبکہ کفار انکار کرینگے کہ ہم سے نادانی مین کفر و شرک سرزد ہوا تو انکے قائل کرنے کو حضرت رب العزۃ

جل جلالہ ایک بندہ گواہ سامنے بلاویگا جوان کا فرونپر گواہی دیگا انکے کاموںکی چنانچہ مفسرؒ نے شہید علیہا سے اشارہ کیا کہ یہ گواہی ان لوگونکے
ضرر پر ہوگی جیسے کہ شہید الناہوتی تو اسنکے نفع کی ہوتی ۔ اور یہ گواہ اس امت کا نبی علیہ السلام ہوگا ۔ وَجِئْنَا بِكَ ۔ یا محمد اور
لاوینگے ہم تجکو۔ اے محمد صلعم ۔ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۔ ان لوگونپر گواہ محی السنہؒ نے معالم مین ہٰولاء سے کل امت محمدیہ
قرار دی خواہ انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہو یا نہین دیکھا ہو ۔ اور بعض نے کہا کہ جب انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امت پر گواہی دینگے کہ اے
رب تعالیٰ ہم نے تیرے احکام ان لوگون کو پہونچا دیے تھے تو کفار جھٹلا دینگے پس آنحضرت صلعم گواہی دینگے کہ انھون نے پیغام الٰہی پہونچایا ہے
بیقین اسکے کہ قرآن پاک مین صاف مذکور ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ تفسیر یہان زیادہ مناسبت نہین رکھتی بلکہ کافرون کے انکار کے وقت حضرت صلعم کی
امت گواہی دیگی حتیٰ کہ کفار طعن کرینگے کہ تم نے کہان سے جانا تو کہینگے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمپر قرآن مجید اتارا اور ہمکو آگاہ کیا ہے پھر امت محمدی پر
خود حضرت صلعم گواہ ہونگے پس یہ تفسیر بہ قولہ تعالیٰ وکذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطا ہے عدلا چنانچہ شرح سیقول مین گذرا ۔ اور ظاہر وہ ہے جو بعض نے
کہا کہ ہٰولاء سے یہ لوگ جو یہود و مشرکین و کفار و منافقین مذکور ہوئے مراد ہین یعنے ہر امت مین سے اسکا نبی علیہ السلام گواہ ہوگا اور حضرت صلعم ان لوگون پر
گواہ ہونگے اور یہ آیت کریمہ مانند قولہ تعالیٰ ویوم نبعث فی کل امۃ شہیدا علیہم من انفسہم الآیۃ ۔ یعنے جس دن کہ ہم اٹھادینگے ہر امت مین
ایک گواہ انپر انھین مین سے یعنے بنی آدم مین سے اور وہ اس امت کا نبی ہوگا ۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ مجھسے رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ مجکو قرآن پڑھ سنا ۔ مین نے عرض کیا کہ مین آپ کو پڑھ سناؤن حالانکہ آپ ہی پر نازل ہوا آپ نے فرمایا کہ ہان مجھے خوش آتا ہے کہ
مین دوسرے سے اسکو سنون پس مین نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی یہانتک کہ جب اس آیت پر پہونچا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی
ہٰولاء شہیدا ۔ تو آپ نے فرمایا کہ بس اسیقدر تجھے کافی ہے ناگاہ مین نے دیکھا کہ آپ کی مبارک آنکھون سے آنسو جاری تھے رواہ البخاری و مسلم و غیرہما اگر
کہا جاوے کہ حضرت صلعم کیونکر گواہی دینگے حالانکہ جنکو دیکھا ہے انھین پر گواہی ہوسکتی ہے ۔ تو جواب مین دو قول ہین اول آنکہ ہٰولاء اسم اشارہ خاص لوگون
کی طرف ہے اور یہ وہی ہین جو حضرت صلعم کے وقت مین آپسے کفر و انکار کرتے اور بخل و تکبر و فخر کرتے اور نہین مانتے تھے پس وہ متعین ہین ۔ جواب دوم
یہ ہے کہ ہٰولاء اس امت کے کل کو شامل ہے خواہ آپ نے انکو دیکھا یا نہین دیکھا جیسا کہ ظاہر کلام محی السنہ مذکور ہوا پس توجیہ اسکی یہ ہے کہ قرطبیؒ نے
تذکرہ مین سعید بن المسیبؒ تابعی فقیہ سے روایت کی کہ ہر روز صبح و شام آنحضرت صلعم پر آپ کی امت کے اعمال پیش ہوتے ہین اسلیے کہ حضرت صلعم
انکو مع نامون و مع اعمال کے پہچانتے ہین اسواسطے انپر قیامت مین گواہ ہونگے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید الآیۃ
شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ اثر منقطع و قول سعید بن المسیبؒ ہے باوجود اسکے قرطبیؒ نے اسکو قبول کر لیا ہے مترجم کہتا ہے کہ آنحضرت صلعم کا
شاہد ہونا یقینی ہے اور وجوہ گواہ ہونے کے بہت طور سے ممکن ہین مثلاً اللہ تعالیٰ بالمشاہدہ علم عطا فرماوے پس یقین ضرور اور تامل بیکار ہے
حتیٰ کہ مانند اثر سعیدؒ وغیرہ کے تتبع کرنا بھی ضروری نہین ہے فافہم اور بعض نے جواب اول اختیار کیا اور اسیکا مؤید ہے جو ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت مین فرمایا کہ اے پروردگار مین شاہد ہوا جبتک مین انھین موجود رہا پھر جب تو نے مجکو وفات دی تو انپر تو ہی رقیب تھا
رواہ ابن جریر اور کلام ابن کثیر اسی طرف مائل ہے واللہ اعلم ۔ اور ایسے ہی ہٰولاء سے اسی امت کے بخیل و حق چھپانے والے و مشرک و منافق
و کافر مراد ہونا قوی کہا جاتا ہے بدلیل قولہ فکیف جو بقار ہے یعنے اذا عرفت ماذکر فکیف حال ہٰولاء المشرکین والکافرین المذکورین ۔ اور کہا لین مین
ہے کہ یہ فاء فصیحہ معلوم ہوتی ہے اور کیف مرفوع بناء پر خبریہ ہونے کے اور حال الکفار مبتدا مقدر ہے اور بعض نے کہا کہ مانند یصنعون فعل محذوف سے
منصوب ہے ای فکیف یصنعون یعنے یہ مذکورین کیا کرینگے ۔ جب انپر انکا پیغمبر گواہ ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے گواہ ہونگے

Marfat.com

پھر ان گمراہوں کا کچھ حال بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ **يَوْمَئِذٍ** ۔یوم المجیٔ۔ ای یوم اذا جئنا بنحو ما ذکرنا جسدن ہم لاوینگے گواہ جسطرح مذکور فرمایا تو حال یہ ہوگا۔ **يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ** ۔تمنا کرینگے وہ لوگ جو کافر بنے تھے اور ہمارے رسول کی نافرمانی کی تھی۔ **لَوْ** ۔ان۔ **تُسَوّٰى** ۔ بالبناء للمفعول۔ **بِهِمُ الْأَرْضُ** ۔کاش برابر کردیجاوے زمین انکے ساتھ۔ف بصیغۂ مجہول قرارۃ عاصم وابن کثیر وابو عمرو ہی وبصیغۃ الفاعل۔ اور باقی قاریوں کی قرارۃ بصیغۂ معروف بفتح تار فوقیہ ہی مگر ان مین دو فریق ہین مع حذف احدی التائین فی الاصل۔ یعنی حمزہ وکسائی کی قرارۃ اصل صیغہ تتسوی بدو تار فوقیہ مین سے ایک حذف کرتے ہین۔ ومع ادغامہا فے السین ای تسوّی۔ یعنے نافع وابن عامر ایک تار کو سین مین ادغام کرکے بفتح تار وتشدید سین وتشدید واو پڑھتے اور معنے یہ کہ کاش برابر ہوجاتی انکے ساتھ زمین۔ بان یکونوا ترابا مثلہا لعظم ہولہ کما فی آیۃ اُخری ویقول الکافر یا لیتنی کنت ترابا۔ اور زمین کے ساتھ برابر ہوجانے کی یہ صورت کہ یہ لوگ بھی زمین کے مانند خاک ہوجاتے اور یہ تمنا اسوجہ سے کرینگے کہ روز قیامت کا عذاب ہولناک ہی چنانچہ دوسری آیت مین صریح فرمایا کہ ویقول الکافر الخ یعنے اور کہیگا ہر وہ جو کافر بنا تھا کہ اے کاش مین خاک ہوتا۔ بعض نے کہا کہ بہم بمعنے علیہم ہی یعنے زمین مین توپ کر مٹی برابر کردی جاتی جیسے کہتے ہین کہ سویت علیہ الارض۔ اے اسکو گاڑ کر اس طرح زمین برابر کردی کہ نشان بھی نہین رہا۔ اور اکثر کے نزدیک یہ معنی ہین کہ وے اور خاک برابر ہوجاتے کہ مانند خاک کے اُن سے پوچھ گچھ نہوتی اور بصیغۂ معروف پڑھنے کی صورت مین یہ معنے کہ زمین پھٹ جاتی تو اُسمین سما جاتے۔ اور آگے حضرت ابن عباسؓ سے آتا ہی جس سے ظاہر ہوگا کہ بصیغۂ مجہول اقوی اور کیون انکو یہ تمنا ہوئی تھی بالجملہ آیت کریمہ سے روز قیامت کا ہول خوفناک ظاہر ہی کہ بڑے بڑے سرکش بے بس ولاچار ہوکر خاک ہونیکی تمنا کرینگے اور کچھ بن نہین پڑے گا۔ **وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا** ۔اور اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہین چھپا سکینگے ف یعنے جو کچھ کیا ہی اسکے متعلق جو کچھ بات ہی نہین چھپا سکین گے۔ یہ آخری وقت مین ہوگا اور پہلے اس سے طرح طرح کے کرتبون سے وہان بھی نہ چوکینگے چنانچہ مفسرؒ نے کہا ہو فی وقت آخر یقولون واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ یعنے پہلے ایک وقت ایسا بھی ہوگا کہ کہین گے کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ قسم ہی اللہ کی جو ہمارا پروردگار ہی ہم ہرگز مشرک نہین تھے۔ اور ضحاکؒ سے روایت ہی کہ نافع بن الازرق نے ابن عباسؓ کے پاس آکر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یومئذ یود الذین کفروا وعصوا الرسول لو تسوّی بہم الارض ولا یکتمون اللہ حدیثا۔ اور ایک جگہ فرمایا واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ پس انھون نے چھپایا۔ تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مین خیال کرتا ہون کہ تو اپنے ساتھیون پاس سے اٹھا کہ مین ابن عباسؓ پاس جاکر متشابہ القرآن انپر پیش کرون سو تو ساتھیون پاس جب لوٹ جاوے تو خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ قیامت مین لوگون کو ایک میدان مین جمع کریگا پس مشرک لوگ کہینگے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے کچھ نہین قبول فرماتا ہی سوائے ایسے بندے کے جو موحد تھا پس کہین گے کہ آؤ ہم بھی شرک سے مکر جاوین سو کہین گے کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ ان کے منھون پر مہر فرماویگا اور حکم دیگا کہ انکے اعضا بولین پس انکے اعضا انپر گواہی دینگے کہ یہ مشرک تھے تو اسدم وہ تمنا کرینگے کہ کاش زمین برابر کردیجاتی انکے ساتھ اور اللہ تعالیٰ سے کچھ نہین چھپا سکین گے (رواہ ابن جریر) اور ایک روایت مین ہی کہ جب مشرک لوگ قیامت مین دیکھینگے کہ اللہ تعالیٰ مغفرت نہین فرماتا مگر فقط اہل اسلام کے واسطے اور گناہونکو بخشتا ہی کیسا ہی بڑا گناہ ہو کچھ پروا نہین فرماتا ہی مگر فقط شرک کو نہین بخشتا ہی تو مشرکین بھی اس امید پر کہ شاید انکی مغفرت ہوجاوے مشرک ہونے سے انکار کرینگے تا آخر حدیث۔ اور ایک اثر ابن عباسؓ سے زیادہ دراز مروی ہوا اسمین دیگر چند اشکال کا جواب ہی چنانچہ مفسرؒ نے مقدمہ مین اور محی السنہ نے معالم مین وارد کیا کہ سعید بن جبیرؓ نے کہا کہ ایک شخص نے ابن عباسؓ سے

لہ یہ قرأت حضرت ابن عباس [illegible]

پوچھا کہ مین قرآن مجید مین چند امور پاتا ہون جو مجپر مختلف ہوتے ہین آپنے فرمایا کہ اختلاف کیسا - کیا تجھے شک ہوتا ہے اسنے کہا کہ شک نہین ہے ولیکن میری سمجھ مین نہین آتے ہین - فرمایا کہ تو اچھا میرے سامنے لا جو تیری سمجھ مین نہین آیا اسنے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون - اور فرمایا - واقبل بعضہم علیٰ بعضٍ یتساءلون - دیگر فرمایا - ولا یکتمون اللہ حدیثا اور فرمایا واللہ ربنا ما کنا مشرکین اسمین انھون نے چھپایا - دیگر فرمایا ءأنتم اشد خلقا ام السماء بناھا - یہانتک کہ کہا والارض بعد ذٰلک دحاھا - اسمین تو آسمان کا پیدا کرنا زمین سے پہلے فرمایا ہے - اور فرمایا ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین - قولہ طائعین تک پس اسمین زمین کی پیدایش آسمان سے پہلے فرمائی - دیگر آنکہ فرمایا - وکان اللہ غفورا رحیما - اور فرمایا وکان اللہ عزیزا حکیما - گویا وہ پہلے تھا اب نہین ہے تو حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ قولہ فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون پہلے نفخہ مین ہوگا - یعنے ایک دفعہ صور پھونکا جائیگا جو فرمایا ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت ومن فی الارض تو اس دفعہ نہ انساب ہونگے اور نہ مسالت باہمی - پھر دوسری بار پھونکا جائیگا جو فرمایا کہ ثم نفخ فیہ اخرٰی فاذا ھم قیام ینظرون - تو دوسری بار مین ایک دوسرے سے سوالت کرینگے دحاصل آنکہ عدم مسالت اور وقت ہے اور وجود مسالت اور وقت ہے) اور رہا چھپانا تو اللہ تعالیٰ اہل اخلاص کے گناہ بخشیگا پس مشرک لوگ کہین گے کہ آؤ ہم بھی کہدین کہ ہم بھی مشرک نہ تھے سو یہی فرمایا کہ ثم لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین - پھر اللہ تعالیٰ انکے موہنون پر مُہر کر دیگا اور انکے ہاتھ پانون اعضاء بولینگے تب وہ پہچانینگے کہ اللہ عزوجل سے کوئی بات پوشیدہ نہین ہے تب تمنا کرینگے کہ خاک برابر ہو جاتے - اور رہا پیدا کرنا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو روز مین پیدا فرمایا پھر آسمان کو پیدا کیا اور دو روز مین انکو سب مستوی کردیا پھر زمین کو دو روز مین بچھایا اور اسکا بچھانا یون کہ اسمین سے پانی نکالا اور چراگاہ پیدا کردی اور پہاڑ و جھیل وغیرہ بنا دیئے یہ دیگر دو روز مین ہوا پس زمین اور جو کچھ اسمین ہے سب کی پیدایش چار روز مین ہوئی اور آسمان کی پیدایش دو روز مین ہوئی - اور رہا قولہ وکان اللہ غفورا رحیما - تو اسکے معنے یہ ہین کہ لم یزل غفورا رحیما - یعنے ہمیشہ غفور و رحیم ہے - پس اب تجپر قرآن مختلف نہو کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے مترجم کہتا ہے کہ آخر مین حضرت ابن عباسؓ نے نصیحت مین اشارہ فرمایا کہ اسقدر اختلاف تو تیرے ذہن مین بہت پیچ و تاب ڈالے ہوئے تھا آخر تو نے جب میرے سامنے پیش کیا تو بالکل آسانی سے دور ہو گیا یہانتک کہ گویا کچھ اختلاف ہی نہ تھا ایسے ہی اگر کوئی اختلاف تیری سمجھ مین بھی نہ آوے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر ہوتے تو دور ہو جاتا یعنے بالیقین وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچ و حق ہے اگر کسی کی سمجھ مین نہ آوے تو اسی کی سمجھ کا قصور ہے **ف** شیخ نے عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علیٰ ھؤلاء شہیدا - اللہ عزوجل نے اسمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلال سے خبر دی کہ اللہ عزوجل کے مشاہدہ مین وہ بہت بزرگ مرتبہ ہین کیونکہ مشاہدہ انکا جمہور انبیاء و صدیقین کا قرار دیا - مترجم کہتا ہے یعنے باقی سب انبیاء و صدیقین کا جو مشاہدہ جس راہ سے ہے وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام وکمال ثابت فرمایا پس آنحضرت صلعم کمال مشاہدہ مین ان سبکے کمالات کے جامع ہوئے واللہ اعلم - مترجم اسکی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے مقام مین بیان کریگا - اور بیان فرمایا کہ خوف الٰہی تمام دلون مین عظیم ہے - اور اس مقام پر خوف و رغبت دونون کو معاً جمع فرمایا اسواسطے کہ عارف جب بساط قرب سے قریب ہوتا ہے تو اسپر تعظیم و اجلال و رغبت و امید سب غالب ہو جاتی ہین اسواسطے کہ انوار قرب کا مشاہدہ کرنا ان دونون حالتون کا مقتضی ہے حاصل آنکہ کیونکر ہوگا تیرا حال دیدار قدم مین درحالیکہ تو اسوقت تو نہین ہوگا یعنے از خود فنا و باقی بہ بقاء حق ہوگا اور کیونکر حال ہوگا ان لوگون کا میری سطوات عظمت و ظاہر ہونیکے وقت درحالیکہ وہ لوگ حد فناء مین میرے دیدار کبریائی مین ہونگے اور کیونکر ہوگا حال انبیاء و صدیقین کا جو تجسے اور تیری امت سے پہلے ہوئے ہین یعنے جب تیرا و تیری امت کا تو یہ حال ہوگا تو سابقین انبیاء علیہم السلام و صدیقین کا میرے دیدار عزت و جلال مین کیا حال ہوگا - حاصل آنکہ گواہی دینے والے اور جنپر گواہی دینگے ان سب کا کیا حال ہوگا

Marfat.com

جب مین اپنے وجہ کریم کو انکے واسطے ظاہر کرونگا - کیونکہ میرے روبرو وہ اپنی امت پر گواہی دینگے اور انبیا کے فنا ہونے کے بعد امت کیونکر باقی رہیگی اور اسمین مقام خوف یہ ہی کہ اللہ تعالی نے جب کسیقدر پردۂ کبریا کو کشف فرمایا تو انبیاء وصدیقین کو یہ کچھ حیرت ہوئی اور مبہوت ہو گئے اور اسکی عظمت وعزت مین فنا ہوے تو کوئی بھی باقی نہ ہوگا مگر اسی حال مین کہ خود بخود مضمحل ہوگا اور اپنی ذات مین پاش پاش فنا ہوگا تو بطور تعجب کے خطاب فرمایا کہ یہ لوگ میرے کشف جمال کے مقابلہ مین جو بصفت رضا ہوگا کیونکر قائم رہینگے حالانکہ وہ تو بیہوش کے مشابہ ہونگے اور لذت جمال سے حیران ہونگے حضرت ابن مسعودؓ سے جو حدیث مروی ہی اسمین ہی کہ آنحضرت صلعم نے انکو کچھ قرآن پڑھنے کا حکم دیا انھون نے عرض کیا کہ آپ پر نازل ہوا مین کیا آپکے روبرو پڑھون آپنے فرمایا کہ مجھے دوسرے سے سننا اچھا معلوم ہوتا ہی پھر ابن مسعودؓ نے قولہ یا ایہا الناس اتقوا ربکم سے اس آیت تک پڑھا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت ابن مسعود پر رکھا اور کہا کہ یہین تک اور خوب روئے یہانتک کہ دونون جبڑے مضطرب ہوے اور ایک روایت مین ہی کہ اس آیت کے سننے پر ایک چیخ ماری آپ نے اپنے وجد مین ان دونون منزلتونکو بیان کردیا **قال المترجم** روایت صحیح بخاری از ابن مسعودؓ گذر چکی اسمین یہ مضمون نہین ہی اور شاید یہ طعن کیا جاوے کہ حدیث غیر ثابت نقل کی گئی تو شاید اسکی وہ روایت ہی جو ابن ابی حاتم نے اخراج کی اور وہ بلفظہ یون ہی کہ حدثنا ابوبکر بن ابی الدنیا حدثنا الصلت بن مسعود الجحدری حدثنا فضیل بن سلیمان حدثنا یونس بن محمد بن فضالة الانصاری عن ابیه قال وکان ابی ممن صحب النبی صلی اللہ علیه وسلم ان النبی صلی اللہ علیه وسلم اتاهم فی بنی ظفر فجلس علی الصخرة التی فی بنی ظفر الیوم ومعه ابن مسعود ومعاذ بن جبل وناس من اصحابه فامر النبی صلی اللہ علیه وسلم قاریا فقرأ حتی اتی علی هذه الایة فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا بک علی هؤلاء شهیدا - فبکی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حتی ضرب لحیاه وجنباه فقال یا رب هذا شهدت علی من انا بین اظهرهم فکیف بمن لم ارہ اور چیخ مارنے کی روایت مجھے نہین ملی **قال فی العرائس** اور نیز اس آیت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپکی امت کا اور دیگر انبیاء علیہم السلام و انکی امت کا شرف بیان فرمایا ورنہ اللہ تعالی شانہ پر عرش سے تحت الثری تک کچھ پوشیدہ نہین ہی - بعض نے کہا کہ جئنا من کل امة بشهید - ولی وصدیق کو - وجئنا بک علی هؤلاء شهیدا - ان لوگون کے ولی ہونے کی تصدیق کرنے والا یا ان کو جھٹلانے والا

اللہ تعالی نے فرمایا لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَوٰةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ

اے ایمان والو نزدیک نہو نماز کے درحالیکہ تمکو نشہ ہو یہانتک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو

وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ

اور نہ درحالیکہ جنابت مین ہو مگر راہ سے گزرتے ہوے یہانتک کہ غسل کرو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر مین ہو

أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا

یا آیا کوئی تم مین سے پیخانہ پھر کر یا لگ گئے ہو عورتون سے پھر نہ پایا تمنے پانی

صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا

توقصد کرو زمین پاک کا پھر مسح کرو اپنے منھ اور ہاتھون کا اللہ تعالی معاف کرنے والا بخشنے والا ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا - اس خطاب مین ایمان والونکو مخصوص فرمایا اسواسطے کہ قولہ **لَا تَقْرَبُوا الصَّلَوٰةَ** نہین

لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ کفار نماز ہی نہیں پڑھتے تھے اور اہل کتاب کی نماز بعد منسوخ ہونے کے مانند نہ پڑھنے کے تھی کیونکہ جب وہ ایمان نہ لائے تو کافر ہوئے اور حضرت صلعم نے بھی فرمایا کہ قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اس امت میں سے جو کوئی یہودی و نصرانی مجکو سنکر مجپر ایمان نہ لاویگا وہ قطعی دوزخی ہوگا۔ رواہ اصحاب الصحاح - اور لا تقربوا الصلوٰۃ کے معنے یہ ہیں کہ متلبس مت ہو نماز سے اور مفسر رحمہ نے کہا - ای لا تصلوا - مراد یہ کہ مت نماز پڑھو پس اس مقصود کو یوں تعبیر فرمایا کہ نماز کے افعال مت ادا کرنے لگو - اسمیں بہت تاکید پائی گئی پس نماز جو قطعی فرض ہے اس سے منع فرمایا ایک خاص حالت میں اور وہ قولہ - **وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى** - ہے یعنے نماز کے فعل سے متلبس نہو ایسے حال میں کہ تم نشہ میں ہو پس نشہ ایسی بُری چیز ہے کہ اُس سے ایسی پسندیدہ عبادت سے جو فرض ہے محرومی پیش آئی اور مراد نشہ سے مفسر نے بیان کی من الشراب لان سبب نزولہا صلوۃ جماعۃ فی حالۃ السکر - یعنے سکاری ہو شراب سے پس شراب ہی سے خصوصیت اس دلیل سے کہ اس آیت کا سبب نزول یہ ہوا تھا کہ ایک جماعت نے شراب کے نشہ میں نماز پڑھی تھی مترجم کہتا ہے کہ سکاری جمع سکران یعنے مست نشہ جیسے کسالی جمع کسلان یعنے کسلمند ہے - اور یہ آیت قبل شراب حرام ہونے کے نازل ہوئی تھی چنانچہ قولہ یسالونک عن الخمر والمیسر الآیۃ - کی تفسیر میں جو حدیث مذکور ہوئی اسمیں موجود ہے کہ پھر جب یہ آیت اُتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رض کو سُنائی تو عمر رض نے کہا اے پروردگار ہمارے خمر کے بارہ میں بیان شافی بھیجدے پس نماز کے وقتوں میں لوگ شراب نہیں پیتے تھے یہانتک کہ تحریم نازل ہوئی اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ اقامت نماز کے وقت رسول اللہ صلعم کا منادی پکار دیتا تھا کہ جو نشہ میں ہو وہ نماز کے قریب نہ آوے اور سبب اسکا یہ ہوا تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے دعوت کی اور مہاجرین و انصار کو بلا یا وہ کھانے و شراب پینے سے سیر ہوئے اتنے میں نماز مغرب کا وقت آیا تو ایک کو امام بنایا بعض روایت میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور بعض میں کہ خود عبدالرحمٰن بن عوف رض کو اور یہی اقرب ہے بہر حال امام نے قل یا ایہا الکفرون لا اعبد ما تعبدون وانتم عابدون ما اعبد ۔ آخر تک اسی طرح پڑھی کہ حرف لا کو حذف کیا یعنے معنے الٹے اور کفر کے ہوگئے تب یہ آیت نازل ہوئی ۔ رواہ عبد بن حمید وابوداؤد والنسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ الترمذی وقال حسن صحیح اور مسلم کی حدیث طویل میں سعد رض کی ناک پر کسی انصاری کے مارنے کے قصہ میں سبب نزول حضرت سعد رض کے حق میں مذکور ہے مگر صریح نہیں ہے اور عوفی نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ شراب حرام ہونے سے پہلے بعض لوگ نماز میں حالت نشہ میں آتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا رواہ ابن جریر اور ایسا ہی قول ابو رزین و مجاہد کا ہے اور ضحاک رح سے روایت ہے کہ نیند کا نشہ مراد ہے کما روی عنہ ابن جریر وابن ابی حاتم ولیکن سوائے ضحاک رح کے کافۂ علما یہی کہتے ہیں کہ آیت کریمہ میں شراب کا نشہ مراد ہے اور ابن جریر رح نے کہا کہ یہی صواب ہے - لیکن واضح رہے کہ اونگھ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے اونگھے اور وہ نماز میں ہو تو چاہیے کہ پھر جاوے اور سو رہے یہانتک کہ سمجھنے لگے کہ وہ کیا کہتا ہے اور بعض روایت میں ہے کہ شاید وہ استغفار کرنیکا قصد کرے مگر اپنے آپکو بدگوئی سے یاد کرنا شروع کردے رواہ البخاری والنسائی - یا یہا خطاب کے معنے یہ ہیں کہ اے ایمان والو تم جب نشۂ شراب میں ہو تو نماز مت پڑھو اور یہ اس بنا پر ہے کہ آیت میں مراد نماز ہے نہ جائے نماز یعنے مسجد حالانکہ یہ دونوں قول ہیں - اور صاحب فتح البیان نے ذکر کیا کہ اہل لغت کہتے ہیں کہ جب لا تقرب بفتح الراء ہو تو اسکے معنے یہ ہوتے ہیں کہ فعل سے متلبس مت ہو اور جب بضم الراء ہو تو مراد یہ ہوتی ہے کہ اس سے قریب مت ہو اور مراد یہاں یہ ہے کہ نماز سے متلبس نہو اور یہی قول ایک جماعت مفسرین کا ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے اور دوسروں نے کہا کہ مراد مواضع نماز ہیں اور یہی قول امام شافعی کا ہے اور اس بنا پر مضاف کا مقدر ہونا ضرور ہے اور قولہ الا عابری سبیل اسکی تقویت کرتا ہے اور ایک گروہ نے کہا کہ نماز اور مواضع نماز دونوں معًا مراد ہیں کیونکہ اسوقت میں وہ لوگ نماز ہی کے لیے مسجد میں آتے اور مجتمع ہی ہو کر نماز پڑھتے تھے پس دونوں چیزیں

Marfat.com

متلازم تھیں انتہی کلام مترجم کہتا ہی کہ مفسر **سیوطی** رحمہ اللہ نے تفسیر میں موافق جماعت اول کے یہاں اختیار کیا کہ مراد یہ ہی کہ نماز سے ملتبس نہو
یعنے نماز مت پڑھو درحالیکہ تم سکاریٰ ہو **حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ** ۔ یہانتک کہ تم سمجھنے لگو اس بات کو جو کہتے ہو ۔ بان تصحوا ۔ باین طور
کہ نشہ اُتر جاوے اور تم ہوشیار ہو جاؤ حاصل آنکہ جب تک نشہ مین ہو تب تک متلبس نہو پھر جب نشہ اُتر جاوے تب پڑھو ۔ جاننا چاہیے کہ علماء
مین اختلاف ہی کہ شرعی احکام جاری ہونے کے واسطے مست کون ہوتا ہی تو ایک قول یہ ہی کہ زمین و آسمان مین تمیز نہ کرے اور دوسرا قول یہ ہی مرد
کو عورت سے فرق نہ کرے اور تیسرا قول یہ ہی کہ چلنے مین لڑکھڑاوے وغیر ذلک من الاقوال شیخ **ابن کثیر** رح نے کہا کہ سب سے بہتر یہ قول ہی جو آیت کریمہ
سے ثابت ہوتا ہی کہ مست وہ ہی کہ جو کچھ کہتا ہی اسکو نہ سمجھے مترجم کہتا ہی کہ یہ افراط کا مرتبہ ہی و سیاتی ۔ اور اسی سے تمسک کیا جو کہتا ہی کہ سکران کی طلاق
نہین واقع ہوتی ہی کیونکہ وہ جو کہتا ہی اسکو جانتا نہین تو قصد منتفی ہوا اور یہی قول حضرت عثمان بن عفان و طاؤس و عطاء و قاسم و ربیعہ کا ہے اور
مذہب لیث بن سعد و اسحق و ابو ثور و مزنی کا ہی اور اسی کو طحاوی رح نے اختیار کیا ہی اور ایک جماعت نے کہا کہ سکران کی طلاق واقع ہوگی اور یہی
حضرت عمر بن الخطاب و معاویہ و جماعت تابعین کا قول ہی اور یہی مذہب ابو حنیفہ و ثوری و اوزاعی کا ہی اور شافعی کا قول اسمین مختلف ہے اور
مالک رح نے کہا کہ طلاق لازم ہوگی اور اگر قتل یا زخمی کرے تو قصاص واجب ہوگا اور اگر نکاح کیا یا خرید فروخت کی تو بیع لازم نہوگی مترجم کہتا ہی کہ
امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جو امور ایسے ہین کہ قصداً و بلا قصد لازم ہو جاتے ہین مانند طلاق وغیرہ کے وہ اسپر لازم آوینگے ۔ پھر واضح ہو کہ یہان یہ
اشکال پیش آتا ہی کہ سکران جب سمجھتا ہی نہین تو اسکو ممانعت کا خطاب کیونکر ہی کیونکہ اس حالت مین وہ مجنون کے مانند ہی اور جواب اسکا کئی وجہ سے
دیا گیا اول وہ جو شیخ **ابن جریر** رح نے کہا کہ خطاب ان شراب پینے والون کو تھا جنکو شراب چڑھی اور یہ مرتبہ نہین پہونچا کہ ایسے مست ہو جاوین کہ
خطاب کو نہ سمجھین ۔ دوم جو **بیضاوی** مین ہے کہ اس سے مراد ممانعت سکران کو نہین کیونکہ وہ غیر مکلف ہی بلکہ مراد اس سے یہ ہی کہ شراب خواری مین افراط
نہ کرو اور سوم آنکہ مراد اس سے سکر سے بالکلیہ ممنوع ہونیکی تعریض ہی کیونکہ وہ لوگ رات دن مین پانچ وقت ادائے نماز پر مامور تھے پس شراب
پینے والا کبھی اپنے وقت پر نماز ادا کرنے پر قادر نہوگا نظیر اسکی قولہ تعالیٰ ولا تموتن الا و انتم مسلمون پس لا تموتن سے مراد انکو حکم ہی کہ اسلام پر
مرنے کے واسطے سامان جمع رکھین اور ہمیشہ طاعت پر مستعد رہین فافہم ۔ **وَلَا جُنُبًا** ۔ بالایلاج او الانزال نصبہ علی الحال وہو یطلق علی المفرد
وغیرہ ۔ یعنے اور مت ملتبس ہو نماز سے یا مت قریب ہو مواضع نماز سے درحالیکہ جنب ہو خواہ ایلاج سے یعنے فقط ذکر کا سر اندر ہو جانے سے اگرچہ
انزال نہو یا انزال سے مطلقاً اگرچہ اندر دخول نہوا ہو مانند احتلام وغیرہ کے اور ابتدائے اسلام مین حکم تھا کہ دخول سے جبتک انزال نہو تب تک
غسل واجب نہوتا پھر منسوخ ہوا جیسا کہ متواتر احادیث مین ثابت ہوا ہی اور نصب اسکو بنا بر حال ہونے کے ہی اور جنب اگرچہ لفظ مفرد ہی مگر
اسکا اطلاق مفرد و غیر مفرد سب پر ہوتا ہی کیونکہ وہ مصدر سے ملحق ہی پس تانیث و تذکیر مین بھی یکسان ہی جیسے قرب بعد وغیرہ چنانچہ بولتے ہین رجل جنب و المرأة جنب
و رجال جنب و نساء جنب اور اصل مین جنابت بمعنے بعد و دوری ہی پس جنب کو اسواسطے جنب کہتے ہین کہ وہ مواضع نماز سے دور یا لوگون کے میل سے
دور رہے تا آنکہ غسل کرے ۔ حاصل آنکہ اور مت ملتبس یا قریب ہو نماز سے یا مواضع نماز سے درحالیکہ تم جنب ہو **اِلَّا عَابِرِيْ** ۔ مجتازی
سَبِيْلٍ طریقًا ای مسافرین ۔ مگر درحالیکہ گذرتے ہوئے ہو سبیل کو ای راہ کو یعنے درحالیکہ تم مسافر ہو ۔ و عابر از عبور بمعنے گذرندہ جمع آن
عابرین ان باضافت سبیل ساقط ہوا و مفسر رح نے طریقًا بالنصب سے اشارہ کیا کہ عابرین اسم فاعل مضاف بجانب مفعول ہی اور استثناء از اعم احوال ہی یعنے مت
نماز پڑھو درحالیکہ جنب ہو عامۂ احوال مین الا سفر مین ہونیکی حالت مین کہ اسکا حکم دوسرا آتا ہی **حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا** ۔ فلکم ان تصلوا ۔ یہانتک
کہ غسل کرو پھر تمہیں فرض ہی کہ نماز پڑھو ۔ و استثنی المسافر لان لہ حکما آخر یاتی ۔ اور مسافر کو اسمین سے استثنا کر دیا اسواسطے کہ اسکا حکم دوسرا ہے

جوآگے آتا ہی ۔ اگر کہا جاوے کہ استثنا مسافر سے سمجھا گیا کہ مسافر کو پڑھنا روا ہی ۔ جواب یہ کہ جب حکم منصوص موجود ہو تو مفہوم مخالف نہین
لیا جاتا ہی اور تجھے بارہا معلوم ہو چکا کہ امام ابو حنیفہ مفہوم مخالف کو حجت نہین کہتے ہین بلکہ مسکوت عنہ کہتے ہین چنانچہ یہان دیکھو کہ مفہوم مخالف کا اگر
اعتبار ہوتا تو یہ نکلتا کہ نماز مت پڑھو درحالیکہ جنب ہو الا جبکہ تم مسافر ہو یعنے مسافر ہو تو نماز پڑھو اگرچہ جنب ہو ۔ اور آگے معلوم ہوا کہ مسافر ہو تو جب
نماز پڑھنے کی مطلقاً اجازت نہین ہی بلکہ مسافر ہو اور پانی نہ ملے تو تیمم سے نماز پڑھنا روا ہی فافہم ۔ وقیل المراد النہی عن قربان مواضع الصلوٰۃ ای المساجد الا
عبورہا من غیر مکث ۔ یعنے بعض مفسرین نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہی کہ مواضع نماز سے قریب مت ہو نہ نشہ مین اور نہ حالت جنابت مین یعنے مسجدون مین
ایسی حالت مین مت جاؤ سوائے عبور کے بدون درنگی و توقف کے یعنے یہ روا کردیا کہ مسجد سے ہو کر اس حالت مین گذر جاؤ اور اسمین توقف مت کرو
مترجم کہتا ہی کہ اوپر مذکور ہوا کہ الصلوٰۃ کی تفسیر مین دو قول ہین اوّل آنکہ مراد صلوٰۃ بمعنے حقیقی ہی اور دوم آنکہ مواضع الصلوٰۃ مراد ہین یعنے مسجدین
بحذف مضاف جیسا کہ مولف فتح البیان نے نقل کیا ہی اور اولیٰ یہ ہی کہ بر سبیل مجاز مواضع نماز مراد لیا جاوے لما ستعرف ۔ اگر کہا جاوے کہ تقدیر ظاہر ہی نہ مجاز
تو جواب آنکہ قرب درحقیقت موضع سے ہی لہذا قرینہ ہی کہ صلوٰۃ سے موضع الصلوٰۃ مراد ہی اور محی السنہ نے معالم مین کہا کہ اطلاق اسکا آتا ہی جیسے قولہ تعالیٰ
وبیع وصلوات مین صلوات سے مساجد مراد ہین مگر پوشیدہ نہین کہ اس کلام مین ۔ بیع وصلوات ومساجد ۔ مذکور ہی پس ظاہر معنے حقیقی ہین واللہ اعلم
ولیکن یہان قرینہ مذکورہ موجود ہی اور مناقشہ مثال مین بیکار ہی ۔ بہرحال قولہ الا عابری سبیل اسکی تقویت کرتا ہی کہ صلوٰۃ سے مراد مواضع ہین کیونکہ عبور
سبیل یعنے گذر جانا بے تکلف ہی ولیکن صلوٰۃ سے مواضع مراد لینا اور نیز سبب نزول کی راہ سے اسمین ضعف ظاہر ہی علاوہ برین قولہ وانتم سکاری
اسکے بہ نسبت الیق و اولیٰ ہی پس قول دوم مین وجہ تقویت واحد اور وجہ ضعف کئی ہین اسیواسطے مفسر رحؒ نے بلفظ قیل کہا جو صیغہ تمریض مشعر ضعف ہی
اور وجہ اول مین تقویت ظاہر ہی کہ صلوٰۃ اپنے معنے حقیقی پر باقی ہی اور وانتم سکاری اسکے ساتھ الیق ہی اور ایسی ہی غایت یعنے حتی تعلموا ما تقولون
کیونکہ مواضع نماز سے قریب نہونے کی یہ انتہا کیا تاکہ سمجھنے لگو جو تم کہتے ہو وجیہ نہین ہی بلکہ خود نماز سے وجیہ ہے اور سبب نزول اسکے ساتھ صریح ہی
کہ مراد نفس صلوٰۃ ہی پس وجہ دوم کے برعکس وجہ اول مین وجوہ تقویت زائد ہین ہان وجہ ضعف ایک یہی کہ عابری سبیل سے مسافر مراد لیا گیا تو یہ کچھ مستبعد
نہین وقد قال علیہ السلام کن فی الدنیا کانک غریب او کعابری سبیل الحدیث اور وجہ تعبیر مسافر بعابر السبیل آنکہ حالت روانگی ہو نہین اکثر اوقات ایسا اسمین
پانی نہین ملتا کہ بعد پیشاب و پیخانہ کے حدث مین رہجاتا ہی ایسے ہی جنابت مین بھی ممکن ہی بخلاف منزل پر اترنے کے فافہم ۔ اور بعض نے تجویز کیا
کہ الصلوٰۃ سے نماز و موضع نماز دونون اسطرح مراد ہو سکتے ہین کہ بنظر قید وانتم سکاری معنے حقیقی مراد ہین اور بنظر قولہ الا عابری سبیل مواضع نماز مراد
ہین بر سبیل مجاز ۔ اور غایت یہ کہ اسمین جمع بین الحقیقۃ والمجاز لازم آتا ہی وہ بتاویل مشہور روا ہی وفیہ نظر ظاہر ۔ اور پوشیدہ نہ رہے کہ اقوال سلف اس
آیت کی تفسیر مین مختلف ہین شیخ ابن کثیر رحؒ نے ذکر کیا کہ عطاء بن یسار نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ ولا جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا ۔ ابن عباسؓ
نے کہا یعنے مت داخل ہو مسجد مین درحالیکہ تم جنب ہو الا عابری سبیل ۔ یعنے رواروی گذر جاوے اور اسمین نہ بیٹھے ۔ رواہ ابن ابی حاتم ثم قال وروی عن عبد اللہ
بن مسعود وانس و ابی عبیدہ وسعید بن المسیب وضحاک وعطاء ومجاہد ومسروق وابراہیم وزید بن اسلم وابی مالک وعمرو بن دینار وحکم وعکرمہ وحسن ویحیی
وزہری وقتادہ نحو ذلک ۔ اور یزید بن ابی حبیبؒ سے روایت ہی کہ انھون نے کہا کہ چند مردان انصارؓ کے دروازے مسجد کی جانب تھے انکو جنابت پہنچتی
اور انکے پاس پانی نہوتا تو پانی کو جاتے اور مسجد کے سوائے کوئی راہ نہین پاتے تھے پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا ۔ ولا جنبا الا عابری سبیل ۔ رواہ
ابن جریر ۔ شیخ ابن کثیر نے کہا کہ اس قول کی صحت پر شاہد یہ ہی حدیث صحیح بخاری کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو دروازے مسجد کی طرف اسمین ہین سب
بند کردو سوائے دروازہ ابوبکرؓ کے اور یہ آپ نے آخر حیات مین فرمایا اس آگاہی سے کہ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت ابوبکر متولی خلافت ہونگے پس انکو

جہات اسلام و مسلمین کے واسطے بکثرت مسجد مین آنیکی ضرورت پیش آویگی لہذا سواے انکے دروازے کے سب دروازے بند کرنے کا حکم دیدیا اور بعض سنن کی روایت مین جو بجاے دروازۂ ابو بکرؓ کے علیؓ کی کھڑکی آیا ہی وہ راوی کی بھول ہی اور صحیح وہی ہی جو صحیح بخاری مین ثقہ و احفظ ثقات سے آیا ہی قال المترجم اس سے شاہد لانا اس امر پر مقصود ہی کہ مسجد کی طرف مسجد مین لوگونکے دروازے چھوٹے ہوے تھے چنانچہ آخر حیات نبی صلعم تک رہے پھر دریچۂ علیؓ کی روایت کو شیخ ابن کثیر نے راوی کی بھول قرار دیا اور شیخ ابن الجوزی نے موضوع کہا اور شیخ ابن حجر وغیرہ نے کہا کہ یہ ابن الجوزی کا قصور ہی اور اس حدیث کے طرق حسن و ضعیف ملکر کثرت سے ہین جنسے یہ روایت درجۂ صحیح بالغیر تک پہونچتی ہی اسکو موضوع کہنا خود خطا ہی اور یہ محاکمہ کیا کہ حدیث ابو بکرؓ ایک واقعہ اور حدیث علیؓ دوسرا واقعہ ہی اور واقعہ ابو بکر مشعر صدق خلافت ہی اور واقعہ علیؓ بسبب اسکے تھا کہ حضرت علی رضہ کا کوئی دروازہ سوا دریچۂ مسجد کے نہ تھا پس انکو فرمایا تھا کہ میرے اور تیرے سوا کوئی اسمین بحالت جنابت مین نہ گذرے علاوہ ازین دروازہ و کھڑکی کی راہ سے بھی فرق بیان کیا گیا ہی کہ حضرت ابو بکر کیواسطے دروازے کی اجازت تھی اور حضرت علیؓ کے واسطے دریچہ کی اجازت تھی اور بسط کلام کی یہان گنجایش نہین اور ہذا القدر کاف۔ پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اسی آیت سے بہت سے اماموں نے حجت پکڑی ہی کہ جنب کو مسجد مین توقف کرنا حرام ہی بانی ہانسے گذر جانا روا ہی اور یہی حکم حائض و نفسار کا ہی مگر بعض نے باحتمال آنکہ حائض و نفسا کی نجاست سے مسجد ملوث نہو جاے گذرنے سے بھی منع کیا ہی اور بعض نے کہا کہ یہ احتمال نہو تو روا ہی اور صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رضہ سے ثابت ہی کہ مجھسے حضرت صلعم نے فرمایا کہ مسجد سے مجھے چٹائی اُٹھا دے مین نے کہا کہ مین حائضہ ہون آپ نے فرمایا کہ تیرا حیض تیرے ہاتھ مین نہین ہی ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسمین دلالت ہی کہ مسجد مین حائضہ و نفسا کا مرور روا ہی قال المترجم محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ علمانے اختلاف کیا ہی کہ مرور روا ہی یا نہین تو بعض نے مطلقاً اباحت کہا ہی اور یہی قول حسن بصریؒ کا اور مذہب امام شافعی و مالک کا ہی۔ اور بعض نے مطلقاً ممنوع کہا ہی اور وہ امام ابو حنیفہ وغیرہ کا قول ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ حدیث سے یہ دلالت قوی نہین کہ مسجد مین مرور روا ہی تو یہ نہین دیکھتا کہ حضرت عائشہ رضہ نے چٹائی اُٹھانے سے خود تامل کیا جو دلیل ہی کہ جانا روا نہین کہتی تھین اور آنحضرت نے جو فرمایا کہ نجاست تیرے ہاتھ مین نہین ہی تو یہ خود دلیل ہی کہ حضرت عائشہ رضہ سے ہاتھ بڑھا کر اُٹھا لینے کا حکم فرمایا تھا نہ وہان جانیکا پس اس سے استدلال بعید ہی بلکہ برعکس مراد اشارہ ثابت ہوتا ہی اور آیت کریمہ سے استدلال لانا خود محل کلام ہی کیونکہ وہ جب تمام ہی کہ صلوۃ سے مواضع صلوۃ مراد ہون اور تجھے معلوم ہو چکا کہ یہ قول ضعیف ہی اور منع مرور حائض مین خود حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین حلال نہین کرتا ہون مسجد کو کسی حائض کے لیے اور نہ کسی جنب کے لیے رواہ ابو داؤد من حدیث افلت اور خطابیؒ نے کہا کہ افلت کے مجہول ہونے سے ایک جماعت نے حدیث کو ضعیف کہا و لیکن یہ کچھ نہین ہی اسواسطے کہ ایک اسناد کی کسیقدر ضعف سے حدیث کا ضعف نہین لازم آتا چنانچہ ابن ماجہ نے دوسری اسناد سے اسکو روایت کیا اور زیلعیؒ نے اسکی تقویت کردی ہی اور ابن حجرؒ نے ابن عبداللہ بن حنطب کی مرسل کو قوی جید کہا اور اسی سے ترمذی کا حدیث حسن کہنا صحیح ہوتا ہی اور یہ منجملہ دلائل کے ہی کہ آیت مین صلوۃ سے مواضع نہین مراد ہین اور بوجہ حدیث کی تخصیص نہین ہو سکتی ہی۔ اور حضرت علی رضہ سے قولہ ولا جنبا الا عابری سبیل۔ مین روایت ہی کہ فرمایا نہ قریب ہو نماز سے مگر آنکہ مسافر ہو اسکو جنابت پہونچے اور پانی نہ ملے تو نماز پڑھا کرے یہانتک کہ پانی پاوے۔ رواہ ابن ابی حاتم من طرق عنہ۔ قال و قد روی عن ابن عباس فی احدی الروایات و سعید ابن جبیر و الضحاک نحو ذلک۔ مترجم کہتا ہی کہ حضرت ابن عباس سے شاید قوی روایت یہی ہی کہ عابر السبیل سے مسافر مراد ہی اور معنی آیت کے موافق قول علیؓ کے ہین کیونکہ معالم مین آیت کے معنے مین لکھا کہ منع فرمایا جنب کو نماز سے یہانتک کہ غسل کرے مگر آنکہ سفر مین ہو اور پانی نہ پاوے تو تیمم سے نماز پڑھ لے۔ اور یہی قول حضرت علیؓ و ابن عباسؓ و سعید بن جبیرؓ و مجاہدؒ کا ہی شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ابن جریرؒ نے بھی حضرت علی رضہ سے

Marfat.com

یہ قول روایت کیا اور عوفی رح کے طریق سے اور ابو مجلز رح کے طریق سے اسکو ابن عباس سے روایت کیا اور سعید بن جبیرؓ و مجاہد و حسن بن مسلم و حکم
و زید بن اسلم و عبدالرحمٰن بن زید سے بھی اسی کے مثل روایت کیا اور عبداللہ بن ابی کثیر سے روایت کی کہ ہم سنتے چلے آتے ہیں کہ یہ حکم سفر کے بارہ
میں ہی ابن کثیر نے کہا کہ پاک مٹی مسلمان کے لیے دس برس تک طہور ہونیکی حدیث بھی اسکے شاہد ہی و قد رواہ مسلم و احمد و اہل السنن۔ پھر
ابن کثیر رح نے شیخ ابن جریر رح سے ہر دو قول میں محاکمہ نقل کیا جسکا حاصل یہ ہی کہ عابر السبیل روار و گذرنے والے کے واسطے انسب ہی بہ نسبت
مسافر کے علاوہ ازین مسافر کا حکم جب اس سے معلوم ہو گیا تو آیندہ آیت میں پھر جب ان کنتم مرضیٰ او علیٰ سفر میں بیان کیا تو تکرار لازم آویگی
لہذا اولیٰ یہ ہی کہ عابر السبیل سے مسجد میں سے روار و گذر جانے کے معنے لیے جاوین مترجم کہتا ہی کہ خواہ مخواہ تقلید سے کیسے مان لوں کہ
جی ہان درست ہی و لیکن یہ روا نہیں اگر دنیا کا معاملہ ہوتا تو بسر و چشم مگر اس معاملہ میں تو عرض کرونگا کہ میں اوپر متعدد وجود لکھ چکا ہوں کہ الصلوٰۃ
معنے حقیقی لینا اقویٰ ہی اور مواضع صلوٰۃ کے معنے لینا جسپر عابر السبیل بمعنے روار و گذرنے والا بنتا ہی اضعف ہی رہا یہ امر کہ ما بعد میں
بیان حکم مسافر سے تکرار لازم آتی ہی تو یہ میرے نزدیک کسی طرح مسلم نہیں بلکہ یہ تو اضعف الاضعف ہے اول تو اسوجہ سے کہ الا عابری سبیل سے
استثنا کیا گیا ہی بدون اسکے کہ کوئی حکم اسکا بیان ہو پس صحیح تو یہ ہی کہ حکم سے سکوت ہی اور اگر مستثنیٰ منہ کے حکم کے خلاف مفہوم سے نکالا جاتا ہے
تو مفہوم مخالف حجت نہیں اور اگر مان لیا جاوے تو اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ مسافر اگر پانی نہ پاوے تو نماز پڑھ لے کیونکہ اتنا نکلتا ہے کہ مسافر
ہو تو نماز پڑھ لے اور ما بعد میں یہ قید مذکور ہی کہ مسافر ہو اور پانی نہ پاوے تو تیمم کرے پھر نماز پڑھے۔ اب فرمایئے کہ تکرار کہاں لازم آتی ہی ہاں
اگر یہ کہا جاتا کہ ما بعد میں تفصیل جنب بیان کرنے سے یہان استثناء الا عابری سبیل سے استغنا ہے تو البتہ اسکی وجہ بھی ہوتی۔ ہمارے مفسر شیخ
جلال رح نے ٹھیک کہا کہ آیت میں سے مسافر کو استثناء کیا اسلیے کہ اسکا حکم دوسرا ہی جو آگے آتا ہی پس مفہوم مخالف سے استدلال نہیں کیا اور
کیونکر استدلال کرتے اسلیے کہ اس سے تو مفہوم مخالف کا حجت ہونا بگڑا جاتا ہی اور یہی ٹھیک معلوم ہوتا ہی کہ وہ مسکوت عنہ ہوا کرتا ہی نہ محکوم بمفہوم مخالف
جیسا کہ ہمنے اوپر اشارہ کیا اور یہی مذہب امام مجتہد ابو حنیفہ کا ہی سوا ے مسائل فقہیہ کے کئی صورتوں میں کہ وہاں ابو الفضل کرمانی وغیرہ نے مفہوم
مخالف معتبر قرار دیا ہی اور حق یہ ہی کہ کلیۃً معتبر نہیں اور نہ فقہا نے قصد کیا ہی ہاں اکثر جگہ اتفاقاً بنتا ہی لہذا مترجم نے ترجمہ فتاوے عالمگیری میں الہدیہ
مین اسکو ملحوظ رکھا ہی واللہ الموفق ولہ الحمد یہ کلام استطرادی تھا پھر تفسیر کی طرف رجوع کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اوپر جو مسافر کو مستثنیٰ فرمایا اب اسکا
اور دوسرونکا حکم بیان فرمایا بقولہ۔ وَإِنْ كُنتُم مَّرْضَىٰ۔ جمع مریض مانند قتلی جمع قتیل و در مرض کی تعریف طبیبوں کے نزدیک یہ ہی کہ خروج
بدن کا حد اعتدال سے ایسی حالت کی جانب کہ افعال متعادہ بحیثیت شخصی میں ضرر حاصل ہو۔ اور یہان جس مرض پر تیمم جائز ہی اسکو مفسر رح نے بیان
کیا بقولہ۔ مرضاً یضرہ الماء یعنے ایسے مرض سے مریض ہو کہ اسکو پانی ضرر کرے۔ پس اس سے دفع ہے قول بعض علما کا کہ تیمم مجرد مرض سے جائز ہی بدلیل
عموم آیۃ کریمہ اور مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت میں روایت ہی کہ انصار میں سے ایک شخص کے حق میں نازل ہوئی جو مریض تھا اٹھکر وضو نہیں کر سکتا تھا
اور اسکا کوئی خادم نہ تھا جو وضو کرا دے پس اسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اسکو ذکر کیا تو اللہ تعالےٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ رواہ ابن ابی حاتم
و ہذا حدیث مرسل۔ اور مفسر رح نے بدلالت نص یہ قید معتبر رکھی کہ مرض ایسا ہو کہ اسکو پانی کا استعمال ضرر کرے اور یہ بظاہر موافق قول ابو حنیفہؒ ہے کہ تیمم
واسطے اسیقدر چاہیے کہ پانی کے استعمال سے ضرر ہو۔ اور مشہور قول شافعیؒ یہ ہی کہ تلف عضو ہو جانے کا خوف ہو لیکن یہ قول جیسا کہ نووی رح نے لکھا ہی خلاف
مقتضائے ظاہر آیہ ہی اور محتمل ہی کہ مفسر رح نے قولہ مرضاً یضرہ الماء سے ضرر سے یہ مراد لی ہو کہ تلف کا خوف ہو لیکن یہ احتمال بعید ہی۔ اور بعض بدلیل
اثر مجاہد رح کے جو اوپر مذکور ہوا اسکو بھی منجملہ مرض کے شمار کیا کہ بسبب ضعف کے پانی تک پہونچ نہ سکے۔ پھر امام ابو حنیفہ کے قول میں اگر حدوث مرض کا

خوف ہو یا مرض کے طول ہو جانیکا یا مانند اسکے تو بھی تیمم روا ہی اور کچھ خلاف نہین کہ مریض چاہے حضر مین ہو یا سفر مین اسکو تیمم جائز ہی کیونکہ
حکم حضر کے واسطے منصوص ہی بدلیل مقابلہ سفر اور خود سفر مباح کرنے والا تیمم کا ہی چنانچہ فرمایا۔ اَوْ عَلٰى سَفَرٍ - ای مسافرین وانتم جنبا و
محدثون - یعنے کائناً علی سفر۔ حال واقع ہی ای مسافرین درحالیکہ تم مسافر ہو۔ اور مفسرؒ نے قید لگائی وانتم جنبا ومحدثون - اور تمہارا حال یہ ہو کہ
تم جنب ہو کہ تمکو نہانیکی ضرورت ہو یا محدث ہو کہ تمہین وضو کرنیکی ضرورت ہو۔ اور یہ غالب استعمال ہی ورنہ حدث شامل ہی حاجت وضو اور حاجت
غسل دونون کو اور جنابت خاص ہی حاجت غسل کے ساتھ جیساکہ فقہ مین مذکور ہی۔ اور یہ قید جو مفسرؒ نے مریض و مسافر دونو نکے ساتھ بیان کی
بنظر ارتباط حکم مابعد ہی یعنے شرط کی جزا مین تیمم کرنیکا حکم مذکور ہی پس یہ مراد نہین کہ اگر مرض یا سفر ہو تو تیمم کرنا واجب ہی بمعنے آنکہ مرض یا سفر کا
پیدا ہونا تیمم کا موجب ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ اگر تمکو جنابت یا حدث حالت مرض یا سفر مین لاحق ہو تو تمکو تیمم روا ہی اور مابعد مین یہ قید سواسطے نہین کہ
اتیان غائط و ملامست نساء خود حدث یا جنابت ہی بخلاف مرض و سفر کے فافہم۔ پھر اسمین اختلاف ہی کہ تیمم کیواسطے سفر ایسا مراد ہی کہ جسمین نماز قصر
کی جاتی ہی یا عام ہی اور اطلاق آیت مقتضی ہی کہ جسپر مسافر کا لفظ صادق آوے اسکو تیمم روا ہی پس اگر عرف لغت کا اعتبار ہو تو عام رہیگا اور اگر عرف
شرع کے موافق لیا جاوے تو ایسا مسافر ہو کہ جسکو نماز کا قصر روا ہی اور تمام کلام فقہ مین مبسوط ہی۔ بالجملہ مسافر کے حق مین تو جواز تیمم منصوص ہے
اب رہا یہ کہ اگر حضر مین ہو اور پانی نہ پاوے تو کیا حکم ہی پس محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز مین تاخیر کرے یہانتک
کہ اسکو پانی ملے۔ اور امام شافعی و مالک و اوزاعی کے نزدیک تیمم سے پڑھے لیکن شافعی کے نزدیک جب پانی پاوے تو اعادہ کرے اور باقیونکے نزدیک
اعادہ نہین ہی۔ ہذا ما ذکرہ اور شاید کہ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ مرفوعاً الصعید الطیب وضوء المسلم وان لم یجد الماء عشر سنین الحدیث کو مسافر کے حق مین
محمول کیا گیا ہی اور مترجم کہتا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ امام ابوحنیفہ و امام محمد و مالک کے نزدیک حضر و سفر دونون مین تیمم روا ہی اور امام شافعی کے نزدیک
حاضر صحیح کیلیے تاوقتیکہ خوف تلف نہو روا نہین ہی کذا قیل۔ اور مترجم کہتا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ حاضر و مسافر کے لیے ان سب اماموں کے نزدیک روا ہی
مگر شافعیؒ جواز تیمم مین خوف تلف کی قید لگاتے ہین فافہم اور جاننا چاہیے کہ اگر بعض عضو مجروح ہو اور باقی صحیح ہو تو امام ابوحنیفہ وانکے اصحاب کے
نزدیک مواضع جراحت پر مسح کرے یعنے اسپر جو پٹی وغیرہ بندھی ہی اسپر مسح کرلے اور باقی اعضاء صحیحہ کو دھو ڈالے۔ اور محی السنہ نے معالم مین اپنے
مذہب کے موافق نقل کیا کہ اعضاء صحیحہ کو دھوے اور مجروحہ کے واسطے تیمم کرے اور اسکی دلیل مین روایت ابوداؤد من طریق اللؤلؤی محمد بن احمد
بن عمرو پیش کی کہ جابر بن عبداللہؓ نے کہا کہ ہم لوگ سفر مین نکلے ہم مین سے ایک شخص کے سر مین پتھر لگا کہ سر پھٹ گیا اسکو رات مین احتلام ہوا اسنے
اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ میرے واسطے تیمم کی رخصت پاتے ہو بولے کہ ہم تیرے واسطے تیمم کی اجازت نہین پاتے حالانکہ تو پانی کے استعمال پر
قادر ہی پس اسنے غسل کیا پس مرگیا پھر جب ہم لوگ واپس آئے تو نبی صلعم کو خبر کی گئی آپنے فرمایا کہ انھون نے اسکو قتل کیا اللہ تعالے انکو قتل کرے
کیون ان لوگون نے نہ پوچھا جبکہ انکو معلوم نہ تھا اور ماندہ کی شفا یہی سوال ہی اسکو تو یہی کافی تھا کہ تیمم کرے اور قصر کرے یا پٹی باندھے (موسیٰ راوی کو
شک پڑا ہی) اپنی جراحت پر پھر اسپر مسح کرے اور باقی بدن دھو ڈالے محی السنہ نے بعد اس حدیث کے لکھا جسکا حاصل یہ کہ ابوحنیفہ وغیرہ نے تیمم
و غسل کو جمع کرنا نہین جائز رکھا ہی مترجم کہتا ہی کہ مذہب امام ابوحنیفہ تو ظاہر حدیث شریف کے موافق ہی کیونکہ حدیث مین ثابت ہوا کہ تیمم کرے
یا مجروح پر مسح کرے اور باقی کو دھوے اور یہی انکا مذہب ہی کہ اگر اکثر اعضاء مجروح ہون تو فقط تیمم کرلے اور اگر کم مجروح ہون تو مجروح پر مسح کرے
اور باقیون کو دھوے عملاً ہر دو تردید حدیث اور معروف ہی کہ اکثر در حکم کل ہی فافہم مترجم کے نزدیک تو محی السنہ کا مذہب اس حدیث شریف سے
موافق نہین ہوتا اسواسطے کہ حدیث مین صحیحہ کو دھونا اور مجروح کے واسطے تیمم کرنا مذکور نہین ہی فتامل - اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

جاننا چاہیے کہ غائط درحقیقت پست مطمئن زمین کو کہتے ہیں اور عرب کا دستور تھا کہ لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہونے کے واسطے پیخانہ جانے میں ایسی جگہ تلاش کر لیتے تھے پھر مجازاً پیخانہ کو غائط سے تعبیر کرنے لگے تاکہ لفظ کریہ سے ہر وقت نجات ہو پس یہ از باب تسمیۃ الشئی باسم مکانہ ہے اور مفسر نے کہا۔ ہو المکان المعد لقضاء الحاجۃ۔ یعنے غائط وہ جگہ ہے جو قضاے حاجت کے واسطے مقرر کر رکھی گئی ہو گویا یوں کہا کہ جو تم میں سے پیخانہ سے آیا اور مراد یہ کہ ہگ کر یا موت کر آیا اور علماء نے مانند مفسر کے کہا۔ ای احدث۔ یعنے حدث کیا۔ حاصل آنکہ غائط سے آنا کنایہ ہے حدث سے پس لغت میں غائط بمعنے جاے قضاء حاجت تھا اور مجازاً قضاء حاجت پر بولا گیا اور اس حقیقت عرفی سے یہاں کنایہ لیا گیا مطلقاً حدث پس حاصل یہ ہوا کہ جسکو حدث ہوا اور اُسنے پانی نہ پایا تو تیمم کرے۔ اور یہ ایک دلیل اس امر کی ہو سکتی ہے کہ حضر میں تیمم جائز ہے۔ اب الکلام اسمین کہ حدث کن کن امور کو شامل ہے اور آگے تھوڑا سا بیان ہو گا بعد ازانکہ یہ متعین ہے کہ پیخانہ و پیشاب حدث ہے اور بر تقدیر آنکہ کنایہ حدث سے ہے پیخانہ و پیشاب کا قطعاً حدث ہونا اس بنا پر ہو گا کہ کنایہ اصل حقیقت کو بدرجہ اولیٰ شامل ہوتا ہے وہہنا کلام طویل لایسعہ المقام۔ وحق آنکہ معنے حقیقی سے کنایہ جمع ہوتا ہے اسمین شبہ نہیں ہے **اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ** یا ملامست کیا تُمنے عورتوں کو۔ وفی قراءۃ بلا الف وکلاہما بمعنے۔ یعنے حمزہ وکسائی کی قراءۃ میں بدون الف کے لمستم النساء ہے اور یہ دونوں لفظ ایک ہی معنے میں ہیں۔ یعنے لامس ولمس۔ ہر دو بمعنے واحد ہیں من اللمس وہو الجس بالید قالہ ابن عمر وعلیہ الشافعی والحق بہ الجس بباقی البشرۃ۔ یعنے دونوں لفظ مشتق از لمس ہیں بمعنے ہاتھ سے چھونا یہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے پس جسنے عورت کو ہاتھ سے چھوا اسکو حدث ہو گیا کہ اسپر طہارت واجب ہے پھر اگر ہاتھ کے سوا باقی ظاہر بدن سے چھوا تو وہ بھی بدلالت النص یا القیاس اسی کے ملحق ہے یعنے اسکا حکم بھی ہاتھ سے چھونے کے مانند ہے کہ طہارت جاتی رہیگی۔ وعن ابن عباس ہو الجماع۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد جماع ہے یعنے اگر عورتوں سے تم نے جماع کیا تو طہارت ٹوٹ گئی اور یہی ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ لامستم النساء کی تفسیر میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے اور علماء وفقہاء نے بھی اختلاف کیا ہے اور مذاہب مجتہدین کے مختلف ہو گئے بعض نے کہا کہ ہر دو قراءۃ سے جماع مراد ہے اور بعض نے کہا کہ مطلق ملامست مراد ہے یعنے بدن سے بدن کا چھونا خواہ بجماع ہو یا اور طور سے ہو اور بعض نے کہا کہ فقط ظاہر بدن کا ظاہر بدن سے چھونا بدون جماع کے مراد ہے اور مبرد نے کہا کہ لغت میں اولیٰ یہ ہے کہ لامستم۔ بوسہ لینے وغیرہ کے مانند ہو اور لمستم بمعنی جماع ہو اور **شیخ ابن کثیر** رح نے ذکر کیا کہ مفسرین اماموں سے اسمین دو قول اختلافی ہیں **قول اول** آنکہ یہ لفظ کنایہ ہے جماع سے بدلیل قولہ تعالیٰ وان طلقتموہن من قبل ان تمسوہن وقد فرضتم لہن فریضۃ فنصف ما فرضتم الآیۃ۔ اور۔ قولہ ثم طلقتموہن من قبل ان تمسوہن فما لکم علیہن من عدۃ تعتدونہا الآیۃ۔ یعنے ان دونوں آیتوں میں بالاتفاق مس سے مراد جماع ہے ایسا ہی یہاں بھی کنایہ از جماع ہے مترجم کہتا ہے کہ اسپر وہ وارد ہوتا ہے جو میں نے اوپر اشارہ کیا کہ کنایہ میں لفظ کے معنے حقیقی ترک ہو جانا ضرور نہیں ہے جیسے قولہ او جاء احد منکم من الغائط میں الغائط سے معنے پیخانہ و پیشاب کے بھی کنایہ از حدث میں شامل ہیں والجواب عنہ علے تقدیر التسلیم سہل ایضاً لا حاجۃ الی التطویل۔ پھر **ابن کثیر**ؒ نے ذکر کیا کہ سعید بن جبیرؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ او لامستم النساء کہا ابن عباسؓ نے یعنے جماع اور حضرت علی وابی بن کعب ومجاہد وطاؤس وحسن وعبید بن عمیر وسعید بن جبیر وشعبی وقتادہ ومقاتل بن حیان سے اسکے مانند مروی ہے اور بکر بن عبد اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ ملامست جماع ہے ولیکن اللہ عزوجل بزرگ ہے کنایہ فرماتا ہے جس سے چاہتا ہے رواہ ابن جریر اور نیز سعید بن جبیر کے طریق سے روایت کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ لمس ومس ومباشرت جماع ہے ولیکن اللہ عزوجل کنایہ فرماتا ہے جس سے چاہتا ہے رواہ ابن جریر۔ اور نیز سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ لوگوں نے لمس کو آپس میں ذکر کیا پس چند موالی نے کہا کہ وہ جماع نہیں ہے اور چند خالص عرب نے کہا کہ وہ جماع ہے۔ پھر میں ابن عباسؓ سے ملا اور میں نے کہا کہ چند موالی اور چند خالص عرب نے لمس میں اختلاف کیا موالی نے کہا کہ وہ جماع

نہین ہی اور خالص عربنے کہا کہ وہ جماع ہی تو ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ تو کس فریق مین تھا مین نے کہا کہ مین موالی کے ساتھ تھا فرمایا کہ موالی کا فریق مغلوب ہوا۔ البتہ لمس و مس و مباشرت وہ جماع ہی ولیکن اللہ تعالی کنایہ فرماتا ہی جو چاہتا ہی۔ رواہ ابن جریر اور بہت طرق سے یہ بات صحیح ہوئی کہ حضرت ابن عباس نے ایسا فرمایا ہی اور ابن جریر رح نے بھی ان لوگون کو ذکر کیا جنکو ابن ابی حاتم نے اہل سلف سے ذکر کیا **قول دوم** اکثر ابن جریر نے فرمایا کہ دوسرے بزرگون نے اس سے ہاتھ سے یا دیگر اعضاء سے چھونا مراد لیا پس مرد کے بدن مین سے کوئی عضو اگر عورت کے بدن کو چھو گیا بطریق افضاء تو اس سے اسپر وضو واجب ہونے کے قائل ہوے پھر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ لمس ما سواے جماع ہی اور متعدد طرق سے ابن مسعودؓ سے اسکی مثل مروی ہوا مترجم کہتا ہی کہ مالک نے موطا مین باسناد صحیح جید حضرت ابن عمر رض سے مانند اسکے روایت کیا اور مفسر جلال رح نے اسی پر اعتماد کیا ہی اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ عبیدہ سلمانی و ابو عثمان النہدی و عامر و ثابت و ابراہیم نخعی و ابن اسلم سے اسکے مانند مروی ہی۔ اور عمر بن الخطاب رض سے مروی ہوا کہ جسنے اپنی جورو کا بوسہ لیا یا ہاتھ سے چھوا اسپر وضو آتا ہی وقد رواہ الدارقطنی فی سننہ عنہ۔ ولیکن ہم کو اور طرق سے حضرت عمر رض سے روایت پہونچی کہ وہ اپنی بیوی کا بوسہ لیتے پھر دوسرا وضو نہین کرتے اسی وضو سے نماز پڑھتے تھے پس روایت دارقطنی وغیرہ اگر اُنسے صحیح ثابت ہو تو بھی محمول کیجائیگی کہ مراد انکی یہ ہی کہ اسپر وضو کر لینا مستحب ہی **قال المترجم** امام ابو حنیفہ وغیرہ نے ہاتھ سے چھونے وغیرہ سے وضو واجب ہونیکا قول جن سلف سے مروی ہی اسکو ایسی صورت پر محمول کیا کہ شہوت سے بوسہ لیا یا چھوا حتی کہ مذی نکل آئی تو بالاتفاق طہارت ساقط ہو جاتی ہی ابن کثیر رح نے کہا کہ چھونے سے وضو واجب ہونیکا قول امام مالک و شافعی کا اور مشہور از احمد بن حنبل ہی۔ اور محی السنہ نے معالم مین کہا کہ یہ ابن مسعود و ابن عمر و شافعی و زہری و اوزاعی کا قول ہی مگر محی السنہ نے یہان تو ان لوگونکے قول مین ذکر کیا کہ مرد و عورت دونون کا وضو ساقط ہوگا اور مابعد مین لکھا ہی کہ شافعی کے ایک قول مین عورت کا وضو ساقط نہوگا بدلیل حدیث عائشہ رض دربارہ نماز تہجد ولکن ہذا دلیل لکما ستعرف بادنی تامل۔ پھر لکھا کہ مالک و لیث و احمد و اسحاق کے نزدیک اگر مساس بشہوت ہو تو وضو ساقط ہوگا ورنہ نہین۔ اور ایک جماعت نے فرمایا کہ چھونے سے وضو کسی حال مین نہین جاتا اور یہی ابن عباس و حسن و ثوری کا قول ہی اور ابو حنیفہ رح نے کہا کہ انتشار ہو تو ٹوٹتا ہی ورنہ نہین مترجم کہتا ہی کہ مذہب امام ابو حنیفہ مین جو امر صحیح ہی مین لکھ چکا کہ وہ موافق قول حضرت ابن عباس و علی وغیرہم ہی الا آنکہ مذی نکل آوے تو بوجہ خروج مذی ساقط ہوگا اور شاید کہ قول احمد و اسحاق بھی بدین معنے ہو کہ انھون نے نظر بغالب حال شہوت کو قائم مقام خروج مذی قرار دیا واللہ اعلم اور ابن جریر رح نے کہا کہ ہر دو قول مین سے اولی بالصواب یہ قول ہی کہ مراد آیت کریمہ مین لامستم النساء سے جماع ہی اور جو دیگر معانی مذکور ہوے ہین انمین سے کوئی مراد نہین ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ آپ نے اپنی پاک بیبیون مین سے بعض کا بوسہ لیا پھر نماز پڑھی اور وضو نہین کیا اور حضرت ام سلمہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم انکا بوسہ لیتے حالانکہ آپ روزہ دار ہوتے تھے پھر نہ روزہ افطار ہوتا اور نہ جدید وضو کرتے تھے رواہ ابن جریر اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم بوسہ لیتے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہین کرتے رواہ احمد و ابن جریر و مانند اسکے ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کی اور کلام بعض طرق حدیث پر کچھ مضر نہین ہی **مترجم** کہتا ہی کہ جو لوگ چھونے سے وجوب وضو کے قائل ہین و بوسہ کو بدلالت یا بقیاس ملحق کرتے ہین اور اصل مین لمس بمعنے ہاتھ سے چھونا لیتے ہین جیسا کہ مفسر **جلال** رح نے ذکر کیا ہی پس حدیث بوسہ لینے کی انپر تمام حجت نہین ہو سکتی ہی کیونکہ جائز ہی کہ بدون ہاتھ سے چھوے بوسہ لیا ہو پس حجت قوی وہ حدیث ہی جو موطا مین امام مالک رح سے بسند صحیح اور صحیح مین مروی ہی کہ حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ مین سویا کرتی تھی حضرت کے سامنے اور میرے پاؤن حضرت صلعم کے سجدہ کی جگہ ہوتے تھے پس جب حضرت صلعم سجدہ کرتے تھے تو میرے پاؤن کو غمز کرتے یعنے ہاتھ سے دبوچ دیتے تھے پس مین پاؤن اپنی طرف کھینچ لیتی تھی پھر جب آپ کھڑے ہو جاتے تو مین اپنے پاؤن

Marfat.com

پھیلا دیتی۔ اور حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ ان دنون مین گھرون مین چراغ نہین ہوتے تھے رواہ البخاری اور نیز حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ مین حضرت صلعم کے پہلو مین سوتی تھی پس رات مین میرے پاس سے آپ گم ہوگئے جب نہ پایا تو آپنے ہاتھ سے ٹٹولا پس میرا ہاتھ آپکے قدمون پر پڑا در حالیکہ آپ سجدہ مین تھے اور یہ فرماتے تھے۔ اعوذ برضاک من سخطک و بمعافاتک من عقوبتک واعوذ بک منک لا احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علی نفسک رواہ البخاری۔ پس ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ حضرت صلعم نے نماز مین خود حضرت عائشہ رض کو چھوا اور غمز کیا اور حضرت عائشہ رض نے آپکو چھوا اور غمز کیا بہر حال وضو واجب نہین ہوا اور البتہ بخاری رح اس حدیث کو حجت لائے ہین کہ عورت کے سامنے ہونے سے نماز مین خلل نہین آتا پس یہ وہم پیدا کرنا کہ شاید منسوخ ہو گئی باطل ہی کیونکہ حضرت عائشہ رض نے خود اس سے بھی حجت پیش کی ہی پس دعوی نسخ وہم و باطل ہی پھر واضح ہو کہ شافعی رح کا قول بھی دلالت کرتا ہی کہ انھون نے چھونے سے وضو ساقط ہونیکی علت فقط شہوت قرار دی ہی حتی کہ اگر کپڑا وغیرہ حائل ہو تو چھونے سے وضو نہین جاتا اور ایسے ہی اصح القولین پر اگر اپنی مان بیٹی بہن وغیرہ کسی ایسی عورت کو جو دائمی حرام ہین یا اجنبی ایسی چھوٹی لڑکی کو جو مشتہاۃ نہین ہی چھوا تو انکے نزدیک بھی اصح القولین پر وضو نہین جاتا کیونکہ یہ محل شہوت نہین ہین فافہم مترجم کہتا ہی کہ صواب یہی ہی کہ قولہ لامستم النساء کے یہ معنے ہین کہ تمنے عورتون سے جماع کیا ہو اور حاصل آنکہ اگر حدث ہوا یا جنابت پہونچی بالقصد تو تیمم سے نماز پڑھو بشرطیکہ پانی نہ ملے اور عنقریب تفسیر آتی ہی۔ یہان جاننا چاہیے کہ جسکو حدث ہوا اسکی نماز جائز نہین تا وقتیکہ وضو نہ کرے اگر پانی پاوے یا تیمم نہ کرے اگر پانی نہ پاوے۔ حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ قبول نہین کیجاتی تم مین سے کسیکی نماز جبتک وضو نہ کرے یعنے طہارت نہ کرے اور اس باب مین احادیث صحاح وغیرہ بہت ہین مترجم کہتا ہی کہ جو چیز پیخانہ و پیشاب کی راہ سے نکلے موافق معتاد کے وہ بالاتفاق ائمہ حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک حدث ہی خواہ عین ہو یا اثر ہو مانند ریح کے اور ایسے ہی اغما و جنون جس سے عقل مغلوب ہو بالاتفاق حدث ہی کسی حال پر ہو۔ اور سونا پس اگر کروٹ سے ہو تو وضو توڑتا ہی یا جو اسکے حکم مین ہی اور اگر کھڑے و بیٹھے اپنے بل پر یا سجدہ مین ہو تو نہین توڑتا یہی امام ابو حنیفہ و ثوری و ابن المبارک کا مذہب ہی اور شافعی رح کے نزدیک سوا بیٹھے کے سب سے وضو واجب ہوتا ہی اور ایک جماعت نے کہا کہ ہر حال مین وضو توڑتا ہی اور یہ قول ابو ہریرہ رض و عائشہ رض و حسن رح و اسحاق و مزنی رح کا ہی اور دلائل کتب فقہ مین مبسوط ہین۔ پھر معالم مین ذکر کیا کہ پیشاب کے مقام کو چھونیسے وضو واجب ہونے مین اختلاف ہی ایک جماعت کے نزدیک واجب ہوتا ہی یہی قول حضرت عمر و ابن عمر و ابن عباس و سعد بن ابی وقاص و ابو ہریرہ رض و عائشہ رض کا ہی اور یہی ابن المسیب و سلیمان بن یسار و عروہ کا ہی اور یہی مذہب اوزاعی و شافعی و احمد و اسحاق کا ہی ہان شافعی یہ کہتے ہین کہ جب ذکر کی ہتیلی یا انگلیون سے چھوے تب وضو ٹوٹتا ہی و دلیل وہ حدیث ہی جو امام مالک وغیرہ نے روایت کی کہ عروہ بن الزبیر نے کہا کہ مین مروان کے پاس گیا اور وہان موجبات وضو کا ذکر کیا تو مروان نے کہا کہ ذکر کے چھونے سے وضو واجب ہوتا ہی تو عروہ رض نے کہا کہ تونے یہ کہانسے معلوم کیا اسنے کہا کہ مجھے بسرہ بنت صفوان نے خبر دی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا فرماتے تھے کہ جب تم مین سے کسی نے اپنے ذکر کو چھوا تو چاہیے کہ وضو کرے۔ اور ایک جماعت نے فرمایا کہ اس سے وضو واجب نہین ہوتا ہی بدلیل حدیث طلق بن علی رض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مرد پر اپنے ذکر کے چھونیسے وضو واجب ہوتا ہی آپنے فرمایا کہ وہ تو تیرے بدن کا ایک پارہ ہی۔ رواہ الترمذی وغیرہ اور یہی قول حضرت علی و ابن مسعود و ابو الدرداء و حذیفہ رضی اللہ عنہم کا اور قول حسن بصری رح کا اور مذہب ثوری و ابن المبارک و ابو حنیفہ وغیرہم کا ہی۔ اور جو لوگ وجوب وضو کے قائل ہین وہ کہتے ہین کہ طلق بن علی رض پہلے مسلمان ہوئے تھے اور وجوب وضو کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رض نے بھی روایت کی اور اسلام ابو ہریرہ رض کا متاخر ہی پس حدیث طلق منسوخ ہی بحدیث ابو ہریرہ رض مترجم کہتا ہی کہ اس وقت تک مجھے نہین معلوم ہوا کہ یہ کون سبب نسخ کا ہی علمائے اصول و محدثین مین سے کوئی قائل نہین کہ یہ وجہ بھی نسخ کی ہوتی ہی اور علماے حنفیہ نے

Marfat.com

اس جواب کو اسی طرح رد کر دیا ہی کہ نسخ نہین ثابت ہی بلکہ جب دونون حدیثین صحیح ہین اور جمع ممکن ہی تو خلاف اصول ہی کہ نسخ کے قائل ہون بلکہ
وضو کر لینا مستحب ہی اور نہ کرنا جائز ہی اور اسی پر محمول ہوگا قول اجلۂ صحابہ کا کہ براہ تورع و استحباب وضو کر لینا واجب ہی پس وجوب شرعی نہین ہوا
فافہم **قال محی السنہ** پھر پیخانہ و پیشاب دونون راہون کے سوائے اور طرح سے بدن سے نجاست نکلنے سے وضو ٹوٹنے مین اختلاف ہی پس اگر
فصد لی یا پچھنے لگائے یا قی وغیرہ کے مانند کوئی چیز خارج ہوئی تو ایک جماعت کا مذہب ہی کہ وضو واجب نہین ہوتا اور ایسا ہی ابن عمرؓ و ابن عباسؓ
سے مروی اور عطاء و طاؤس و حسن و سعید بن المسیب کا قول و مالک و شافعی کا مذہب ہی۔ اور ایک جماعت نے فرمایا کہ قی و نکسیر و فصد و پچھنے وغیرہ سے
وضو واجب ہوتا ہی یہی سفیان ثوری و ابن المبارک و ابوحنیفہ و احمد و اسحاق کا مذہب ہی **قال المترجم** و امام ابوحنیفہ کے نزدیک رکوع و سجود والی
نماز مین قہقہہ مارنا ناقض وضو ہی اور یہ بدلیل حدیث مرسل ابو العالیہ بروایت ابوداؤد برخلاف قیاس ثابت ہی۔ اور خون بدن سے نکلنا زخم تلوار وغیرہ
سے ناقض وضو ہی ولیکن صحیح حدیث مین یہ مضمون مروی ہی کہ حضرتؐ صلعم نے دو شخصون کو ایک درہ کی نگہبانی پر مقرر فرمایا ناگاہ ایک کافر جو
تاک مین تھا اسی راہ سے آیا اور اسکی جورو کافر کو مسلمان قید کر لائے تھے پس اسنے رات مین اس درہ پر آدمی کی پرچھائین دیکھی اور حال یہ ہوا کہ
دونون مین سے انصاری نماز مین مشغول ہوگئے اور مہاجری سو رہے تھے تاکہ باری باری رات گزارین پس اسنے تیر مارا اور وہ انصاریؓ کے لگا جس سے
خون جاری ہوا اور کافر مذکور بعد زخمی کرنے کے بھاگ گیا پھر بعد سلام پھیرنے کے انصاریؓ نے مہاجری رضؓ کو جگایا انھون نے کہا کہ تمنے تیر ہو پہنچنے
کے وقت کیون نہ جگایا تو جواب دیا کہ مجھے خوش نہ آیا کہ مین سورہ توڑ دون تا آنکہ تمام کر کے سلام پھیرا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس خون جاری ہونے سے
وضو نہین کیا تھا اور انکار اسکا مروی نہین ہی پس سوا اسکے اور کیا سمجھا جاتا ہی کہ شاید یہ رائے ان صحابی رضی اللہ عنہ کی خود ہوگی کیونکہ منصوص
سنت یا تقریری نہین ہی واللہ اعلم۔ اب جاننا چاہیے کہ حاصل آیت کریمہ جس سے مذہب امام ابوحنیفہ وغیرہ موافق ہے یہ ہوا کہ اگر تم ایسے مرض سے
مریض ہو کہ پانی ضرر کرے یا مسافر ہو اور اس حال مین جنابت یا حدث لاحق ہو یا کوئی تم مین سے پیخانہ سے آوے یعنی اسکو حدث ہو جاوے تمام
ان وجوہ سے جنسے وضو کرنا لازم آتا ہی یا تم عورتون سے جماع کرو۔ **فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً** تطہرون بہ للصلوۃ بعد الطلب و التفتیش و ہو راجع
الی ماعدا المرضیٰ۔ پھر تم نے نہ پایا پانی۔ ای جس سے تم نماز کے واسطے طہارت کرو بعد ازانکہ تم نے اسکو طلب و تلاش کیا ہو اور یہ قید یعنی پانی نہ پانے کی
مریضون کے سوائے باقیون کی طرف راجع ہی کیونکہ مریض کو جبکہ پانی ضرر کرتا ہی تو اسکو پانی ملنا یا نہ ملنا یکسان ہی اسلیے کہ پانی موجود ہوتے ہوے بھی
اسکو تیمم کرنا جائز ہی۔ ہان مسافر و حدث والے و جماع کرنیوالے کو البتہ تیمم نہین جائز ہی مگر جبھی کہ انکو پانی نہ ملے **قال ابن کثیر** اسی آیت سے بہت سے
فقہا نے استنباط کیا کہ تیمم جائز نہین اسکو جو پانی نہ پاوے مگر بعد اسکے کہ پانی کو طلب و تلاش کرے **قال فی السراج** اسواسطے کہ پانی نہ پانے والا
جبھی کہلاویگا کہ جب اسنے تلاش کیا اور نہ پایا ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ پانی نہ پانے کی قید مین ظاہر یہ کہ سب کی طرف راجع ہی یعنے مرضیٰ و مسافر و آئندہ
از غائط و ملامس نسا۔ یا بعض کی طرف راجع ہی۔ اگر سب کی طرف راجع ہو تو یہ مشکل پیش ہوتی ہی کہ مریض خواہ پانی پاوے یا نہ پاوے اسکو تیمم روا ہی اور
مؤلف فتح البیان نے اقرار کیا کہ اسکو فی الحال یا فی المآل گر خوف ضرر ہو تو اسکو تیمم روا ہی باوجود پانی ہونے کے اور یہ شرط نہین کہ خوف تلف ہو کیونکہ دین
آسان ہی۔ چونکہ یہ امر ظاہر تھا اور اسکی توجیہ مین بار د تکلفات بیکار تھے **مفسر جلال** رحؒ نے ماسوائے مریض کے باقی کی طرف راجع کیا۔ اور اظہر وہ ہی
جو **بیضاوی** رحمہ اللہ نے تاویل کی کہ فلم تجدوا ماءً بمعنے فلم تتمکنوا منہ۔ یعنے تم اسکے استعمال پر قادر نہو اسواسطے کہ جو اسکو استعمال نہین کر سکتا
اسنے گویا اسکو نہین پایا۔ اور یہ تاویل پسندیدہ ہی اسلیے کہ اس قید کا تعلق سبکے ساتھ اظہر ہی علی ہذا **مفسر جلال** رحؒ نے مرضیٰ کے ساتھ جو قید
لگائی کہ تم ضا یضرہ الماء۔ اسکی کچھ حاجت نہین تھی۔ اسواسطے کہ مریض کو استعمال پانی کی قدرت جب ہی نہوگی کہ پانی اسکو مضر ہو فافہم الحاصل اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے حکم دیا کہ اگر تم ایسے بیمار ہو کہ پانی استعمال نکر سکو یا حالت سفر مین ہو یا پیخانہ و جماع کے بعد پانی نہ پاؤ۔ **فَتَيَمَّمُوا**۔ اقصدوا بعد دخول الوقت
صَعِيدًا طَيِّبًا۔ ترابا طاہرا۔ تو تیمم کرو یعنے قصد کرو بعد وقت آجانے کے۔ صعید طیب کا یعنے مٹی پاک کا۔ مترجم کہتا ہی کہ مفسر رح نے یہان
دو قیدین اپنے مذہب کے موافق بڑھائی ہین اول آنکہ بعد دخول الوقت کی قید یعنے تیمم اسوقت کرو کہ جس نماز کے واسطے تیمم کرنا ہی اسکا وقت آگیا ہو
پس اگر قبل وقت کے تیمم کیا تو امام شافعی رح کے نزدیک جائز نہوگا بخلاف وضو کے کہ اگر ظہر کے وقت مین عصر کیواسطے وضو کر لیا تو اس سے عصر کی
نماز روا ہی اور یہ اس بنا پر ہی کہ تیمم انکے نزدیک وضو کیواسطے خلف ضروری ہی یعنے بضرورت وضو کے قائم مقام ہوسکتا ہی پس قبل وقت کے ضرورت
نہونے سے روا نہین ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک قبل وقت کے یا بعد وقت کے جائز ہی غیر ازینکہ نماز ایسے تیمم سے روا ہوگی جو کسی قربت مقصودہ کے
واسطے مسلمان نے کیا ہو بنا بر ینکہ ہمارے نزدیک تیمم خلف مطلقا وضو کا ہی اور حدیث صحیح مسلم کہ جسکا مضمون یہ ہی کہ مٹی مسلمان کے لیے طہور ہی اگرچہ دس برس تک
ہو اور روایت دیگر مین ہی کہ پھر جب پانی پاوے تو ظاہر جسم پر بہاوے کہ یہ اسکے واسطے بہتر ہی اس حدیث کی دلالت ظاہر ہی کہ تیمم خلف مطلق ہی نہ خلف
ضروری فافہم۔ اور قید دوم جو مفسر رح نے اپنے مذہب کے موافق بڑھائی وہ یہ کہ صعید طیب کو مخصوص کر لیا تراب طاہر سے حالانکہ صعید طیب کے معنے لغت مین
روے زمین طاہر ہی اور اہل معانی مین سے **خلیل و ابن الاعرابی و زجاج** نے کہا کہ صعید بمعنے روے زمین خواہ اسپر خاک ہو یا نہو حتی کہ زجاج نے کہا کہ
مین نہین جانتا کہ اہل لغت کے درمیان اسمین کچھ اختلاف ہو **بیضاوی** رح نے کہا کہ اسیواسطے ائمہ حنفیہ نے کہا کہ اگر تیمم کرنے والے نے پتھر سخت پر
اپنا ہاتھ مارا اور مسح کر لیا تو کافی ہی مترجم کہتا ہی کہ مانند قول امام ابو حنیفہ رح کے امام مالک و ثوری و طبرانی وغیرہم کا قول ہی اور امام شافعی و احمد نے کہا
کہ تیمم کافی نہین مگر فقط تراب سے اور استدلال انکا یہ ہی کہ آیت مجمل ہی اور حدیث مین جو تربت و تراب کا لفظ آیا ہی وہ اسکا مبین یا مخصص یا مقید ہے
مترجم کہتا ہی کہ جعلت لی الارض مسجدا و طہورا الحدیث مین موافق آیت کے علی الاطلاق زمین کو طہور فرمایا پس دعوی اجمال تخصیص و تقیید نہایت ضعیف ہی
بلکہ محض تعسف ہی اور یہ کیونکر تجویز کیا جاسکتا ہی کہ غالب احوال کے موافق اگر آنحضرت صلعم نے تراب کا لفظ فرمایا تو وہ موجب تخصیص ہوگا واللہ تعالی
اعلم اور تیمم کے معنے قصد کے ہین پس معنے قولہ تیمموا اقصدوا یعنے قصد کرو صعیدا طیبا۔ روے زمین پاک کا۔ اور حضرت ابن عباس رض سے روایت ہی
کہ کھیت کی زمین زیادہ پاک ہوتی ہی مترجم کہتا ہی کہ دیار عرب مین ایسا ہوگا اس ملک ہندوستان مین بوجہ اسکے کہ زمین کو کھاد وغیرہ دیجاتی ہی یہ حکم
جاری نہین ہوسکتا واللہ اعلم ہان چھوہی مٹی البتہ بہ نسبت اور مٹیون کے طاہر ہی بالجملہ طہارت بعض کی بعض سے اولی ہوتی ہی اور آیت کریمہ مین
البتہ تاکید ہی پاکی کی اسیواسطے امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ جس زمین پر نجاست مانند پیشاب کے پہونچی اور وہ خشک ہو کر پاک ہوگئی تو اسکی پاکی نماز کیواسطے ہی
تیمم کے لیے نہین ہی اور جنسے تیمم روا ہی انمین بھی بعض سے بعض اولی ہی جیسے پتھر پر بے غبار تیمم سے خاک پاکیزہ پر تیمم اولی ہی کذا قیل فتامل بالجملہ حکم یہ
پاکیزہ روے زمین کا قصد کرو۔ **قال المفسر** فاضربوا ضربتین۔ پھر دو دفعہ دونون ہاتھ مارو یعنے ایک مرتبہ چہرہ کیواسطے اور ایک مرتبہ ہاتھون کیواسطے
فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ۔ پھر مسح کرو اپنے چہرون کو۔ **وَأَيْدِيكُمْ**۔ اور ہاتھون کو۔ اور چونکہ ہاتھون کا اطلاق گٹون تک اور کہنیون تک
اور بغل تک سبکو شامل ہوتا ہے اور یہان متعین نہین فرمایا لہذا مفسر رح نے کہا مع المرفقین و مسح یتعدی بنفسہ بالحرف۔ یعنے مع
کہنیونکے اور فعل مسح یمسح کبھی خود متعدی ہوتا ہی جیسے مسحت الوجہ اور کبھی بحرف جر متعدی ہوتا ہی جیسے امسحوا بوجوہکم مین ہی۔ واضح ہو کہ مفسر رح نے
جو دو دفعہ ہاتھ مارنا اور کہنیون تک مسح کرنا زائد ذکر کیا ہی ان دونون مین اماموںکا اختلاف ہی پس بعض نے ذکر کیا کہ دو ضرب سے وجہ مع مرفقین مسح
کرنیکا مذہب چارون اماموںکا ہی لیکن اس نقل مین تامل ہی کیونکہ عنقریب آ گے معلوم ہوگا کہ امام احمد کا یہ مذہب نہین ہی اور تفصیل مقام یہ ہے کہ
آیت کریمہ مین فقط فامسحوا بوجوہکم و ایدیکم۔ مذکور ہی اور یہ کچھ مذکور نہین کہ ایک ضرب سے یا دو ضرب سے اور نیز یہ بھی مذکور نہین کہ ہاتھ کہان تک

مراد ہین کیونکہ اوپر مذکور ہوا کہ کبھی ید بولتے ہین اور بغل تک مراد ہوتا ہی اور کبھی کہنیو نتک جیسے آیت وضو مین ہی اور کبھی پہونچونتک جیسے آیہ السرقہ مین فرمایا۔ فاقطعوا ایدیہما۔ حالانکہ بالاتفاق گٹے کے مفصل سے کاٹا جانا مراد ہی پس احادیث شریف کی طرف رجوع ضرور ہوا اور ان احادیث کو آیہ کریمہ اور اعتبارات اجتہادی سے ملانے سے ائمہ کے اجتہاد مختلف واقع ہوئے اول آنکہ جو مفسر نے ذکر کیا کہ تیمم دو ضربہ ہین ایک ضرب تو چہرہ پر مسح کے لیے اور دوسری ضرب دونون ہاتھون کی کہنیون تک کے لیے اور یہی دارقطنی نے ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا۔ اور ابوداؤد نے بھی ابن عمرؓ سے مرفوعاً اسکے مانند روایت کیا مگر دونون حدیثین ضعیف ہین اور امام بخاری و ابوزرعہ و ابن عدی نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ یہ ابن عمرؓ کا قول ہی اور بیہقیؒ نے بھی کہا کہ مرفوع کرنا اس حدیث کا منکر ہی اور حجت شافعی کی وہ حدیث ہی جو خود روایت کی عن ابراہیم بن محمد عن ابی الحویرث عن عبدالرحمٰن بن معاویہ عن ابن الاعرج عن ابن الصمہ کہ رسول اللہ صلعم نے تیمم کیا پس اپنے چہرہ اور دونون ذراع کو مسح فرمایا۔ اور ابن جریرؒ نے کہا کہ حدثنا موسی بن سہل الرملی ثنا نعیم بن حماد ثنا خارجہ بن مصعب عن عبداللہ بن عطا عن موسی بن عقبہ عن الاعرج عن ابی جہیمؓ کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو پیشاب کرتے دیکھا پس مین نے آپکو سلام کیا پس آپنے مجکو سلام کا جواب نہ دیا یہانتک کہ فارغ ہوے پھر ایک دیوار کی طرف کھڑے ہوے پس دونون ہاتھ اسپر مارے پس دونون سے اپنے چہرہ پر مسح کیا پھر دونون ہاتھ دیوار پر مارے پس دونون سے اپنے ہاتھون کو کہنیونتک مسح کیا پھر مجکو سلام کا جواب دیا۔ مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ حافظ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو حدیثین تیمم کی صفت مین وارد ہین نہین ہے کوئی صحیح نہین ہوتی سوا حدیث ابی جہیمؓ و حدیث عمار بن یاسرؓ کی اور جو انکے سوا ہین وہ ضعیف ہین یا انکی مرفوع و موقوف ہونے مین اختلاف ہے اور راجح یہ ہی کہ مرفوع نہین ہین انتہی۔ پس اگر حدیث ابی جہیمؓ صحیح ہی تو اس مذہب کی دلیل کافی ہی علاوہ برین تیمم اور وضو دونون مین حدث سے طہارت پیدا کرنے مین شرکت ہی پس جیسے وضو مین دونون ہاتھ کہنیون تک مراد ہین ایسے ہی تیمم مین مراد ہین خطابیؒ نے فرمایا کہ علما مین سے کوئی اس امر مین اختلاف نہین کرتا کہ کہنیون سے زائد کا مسح تیمم مین لازم نہین ہی اور کہنیونتک انکا حجت لانا اسطرح کہ وضو پر قیاس کیا ہی تو یہ فاسد ہے ٹھیک قیاس نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ ہاتھون کی کہنیون تک مسح ہوتے ہین یا پہونچونتک ہو نہین ایک ہونا ضرور ہے کیونکہ بغل تک نہونے پر خود اجماع ذکر کیا پس ان دونون مین سے پہونچونتک بقیاس آیہ سرقہ کے مرجح ہی بخلاف کہنیونتک ہونے کے بقیاس آیۃ الوضو کے راجح ہے پس واجب ہی کہ یہی لیا جاوے اور اسمین فساد غیر ظاہر ہی اور اگر کہا جاوے کہ حدیث عمارؓ جو آگے آتی ہی اسکی معارض ہی تو قریب بیان ہوگا کہ وہ خود محتمل ہی منصوص نہین ہی واللہ اعلم۔ اور واضح ہو کہ محی السنہ نے معالم مین نقل کیا کہ زہریؒ کا مذہب ہی کہ تیمم ہاتھون کا بغل تک ہی کیونکہ عمار بن یاسرؓ سے مروی ہی کہ ہم نے مونڈھون تک مسح کیا۔ پس اگر یہ ثابت ہو کہ زہریؒ کا یہ قول ہی تو خطابیؒ کی نقل اجماع مین تامل ہوگا ولیکن ظاہر یہ ہی کہ زہریؒ سے یہ قول ثابت نہین اور مجوز بھی نہین ہی کہ زہری رح کے مانند امام فقہ و حدیث عمار بن یاسرؓ کے اس قول سے استدلال کرے جو انھون نے اپنی رائے سے کیا تھا جیسے یہ کیا کہ خاک مین لوٹ گئے تھے پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپنے خطاء فعل پر تنصیص کر دی کما سیاتی قول دوم آنکہ ایکبارگی دو دفعہ ہاتھ مار کر اس سے چہرہ و ہاتھون کو کہنیونتک مسح کرے شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ قدیم قول شافعیؒ کا تھا قول سوم آنکہ ایک دفعہ ہاتھ مار کر چہرہ اور دونون ہاتھون کا پہونچونتک مسح کرنا کافی ہی۔ اور یہ مذہب امام احمد و محدثین کا ہی عمار رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے تیمم مین فرمایا کہ ایک ضرب واسطے وجہ و کفین کے ہی۔ رواہ احمد یعنے ایک دفعہ مٹی پر ہاتھ مار کر چہرہ اور ہر دو کف پر مسح کرے شقیقؒ سے روایت ہی کہ مین عبداللہ بن مسعودؓ اور ابو موسیٰؓ کے ساتھ بیٹھا تھا پس ابو موسیٰؓ نے عبداللہ سے کہا کہ کوئی مرد اگر پانی نہ پاوے تو نماز نہ پڑھے پس عبداللہ رضہ نے کہا کہ بھلا آپکو یہ یاد نہین کہ عمار رضہ نے عمرؓ سے کہا تھا کہ اے امیر المؤمنین آپکو یاد نہ رہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور آپکو اونٹونکے معاملہ مین بھیجا تھا پس مجھے جنابت پہونچی پس مین خاک مین لوٹ گیا پھر جب واپس ہو کر آئے تو مینے رسول اللہ صلعم سے

اسکو بیان کیا پس رسول اللہ صلعم ہنس دیے اور فرمایا کہ تجھے یہی کافی تھا کہ یون کرتا اور آپ نے دونون ہتھیلیان زمین پر مارین پھر دونون ہتھیلیون کو مسح کیا اور چہرے کا مسح کیا ایک ہی مسح ایک ہی ضرب سے پس عبد اللہ رضہ نے کہا کہ ضرور تو نے عمر رضہ کو دیکھ لیا کہ اُنھون نے اسپر قناعت نہ کی تو ابو موسیٰ رضہ نے فرمایا کہ پھر آیت کریمہ کو کیونکر لیا گیا جو سورۂ نسا مین ہی قولہ تعالیٰ فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدا طیبا شقیق رح نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضہ نے نہ جانا کہ کیا جواب دین اور یہ کہا کہ اگر لوگون کو ہم رخصت دیدین تیمم مین تو قریب ہی کہ زمین سے کسیکو اگر پانی اُسکی کھال پر سردی کرے تو وہ تیمم کر لیگا۔ رواہ احمد اور محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ تیمم ایک ہی ضرب واسطے وجہ وکفین کے ہونا قول ہی حضرت علی رض اور ابن عباس رض کا اور یہی قول شعبی وعطا ابن ابی رباح ومکحول کا ہی اور یہی مذہب اوزاعی واحمد واسحاق کا ہی مترجم کہتا ہی کہ دلیل اسکی جو حدیث عمار رضہ مذکور ہوئی اسکو امام بخاری رح نے بھی روایت کیا اور روایت امام احمد مین جو یہ وہم ہوتا ہی کہ مسح کفین کے بعد مسح الوجہ مذکور ہی شاید کہ یہ ضرب فقط مسح وجہ کے واسطے ہو تو یہ وہم روایت بخاری رح سے دور ہی کہ اسمین یون مذکور ہی کہ نبی صلعم نے اپنی ہتھیلیان زمین پر مارین پھر انکو پھونکا پھر دونون سے اپنے چہرہ اور کفین کو مسح کیا۔ اور روایت بخاری ثبت ہی۔ اور اس مذہب کے استدلال پر یون اعتراض کیا گیا کہ احتمال ہی کہ فعل حضرت صلعم کا تیمم مین نمونہ بیان کے واسطے ہو پس لازم نہین کہ پورے ارکان تیمم حضرت صلعم نے ادا کیے ہون تو جواب یہ ہی کہ بخاری رح نے من طریق محمد بن کثیر عن شعبہ باسنادہ روایت کیا کہ عمار رضہ نے حضرت عمر رضہ سے کہا کہ پھر مین لوٹ گیا پھر جب مین نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی تو آپ نے فرمایا کہ تجھکو وجہ وکفین کافی تھے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ قول حضرت صلعم اسکا پورا بیان موجود ہی باوجودیکہ فعل مین بھی مقام مقتضی تمام تھا پس احتمال مستبعد تھا۔ اگر کہا جاوے کہ حضرت صلعم نے یہ فرمایا کہ تجھے کفایت کرتا ہی اور وہ ادنی جواز ہی پس شاید کہ ادنی مرفقین ہو تو جواب آنکہ اس قول کی طرف تو کوئی نہین گیا پس اجماع مرکب اسکو دفع کرتا ہی علاوہ برین جواب یہ ہی کہ کافی مرادف اجزا ہی اسواسطے کہ اجزا وہی وا کافی ہی اور وہ پورے ادا کو کہتے ہین پس اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ اعلیٰ کامل مرتبہ یہ ہی برعکس وہم سوال کے فافہم۔ اور یہ ابہام کہ باوجود آیت تیمم کے کہ فامسحوا بوجوہکم وایدیکم۔ فرمادیا ہی حضرت عمار رضہ کو یہ کیونکر ہوا کہ زمین مین لوٹ گئے ظاہرا حکم تیمم پہلے سے معلوم ہوگا جو اس آیت مین پیچھے منصوص ہوا اور روایت شقیق رح مذکورۂ بالا سے بھی اس معنے پر استنباط لیا جاتا ہی تو ایسے کلام داب بحث باموری شرعیہ سے خارج ہین۔ اور شیخ ابن حجر وغیرہ کے کلام مشعر ہین کہ یہ مذہب ضربہ واحدہ للوجہ والکفین کا بنظر دلیل قوی ہی۔ اور اوپر معلوم ہوا کہ اگر روایت ابو جہم ثابت ہو تو مذہب اول اقوی ہوگا کیونکہ اسمین زیادت ہی پس نقصان مرجوح ہوگا اور تحقیق مقام مقتضی بسط وتطویل ہی یہان اسکی گنجایش نہین ہی واللہ الموفق۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا یعنے اللہ عز وجل ہمیشہ عفو کرنے والا غفور ہی اور ہمیشہ رہیگا ف اسیواسطے تمپر فضل کیا اور مغفرت فرمائی اور تیمم کی رخصت دیکر تمپر فراخی وآسانی دیدی کہ کچھ حرج وتنگی باقی نہین رہے اور فرمایا ما یرید اللہ لیجعل علیکم فی الدین من حرج ولکن یرید لیطہرکم۔ اور تیمم منجملہ نعمتون کے ہی کہ اس سے کمال آسانی فرمائی ہی اور تتمیم نعمت کی کیونکہ آیت کریمہ مین نماز جو اعلیٰ رکن دین ہی اسکو پاکیزہ کیا اس سے کہ ہیأت ناقصہ پر ادا کیجاوے کہ سکر شراب مین ہوتی کم حکم دیا کہ ایسی بیداری وہوشیاری مین ادا کرے کہ جو کہتا ہی وہ سمجھتا ہو۔ اور جنابت مین ہو تو غسل کرے یا حدث ہو تو وضو کرے الا آنکہ مریض ہو یا پانی نہ ملے تو اللہ عز وجل نے تیمم کی رخصت دی یہ بڑی رحمت ہی جسکا اس امت پر ایسا بڑا شکر یہ واجب ہی کہ کسی زبان سے اسکو ادا کر سکتے ہین اور یہ بطفیل حضرت سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم انکو میسر آئی اور بات یہ ہی کہ تیمم اس امت مرحومہ کے خصائص مین سے ہی اور کسی امت کو یہ کرامت نہین عطا ہوئی تھی اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزین عطا کیا گیا جو مجھسے پہلے کسیکو نہین عطا ہوئی تھین فتح دیا گیا مین رعب سے ایک مہینہ کی راہ تک۔ اور کر دی گئی زمین میرے لیے مسجد وطہور پس میری امت کے جس فرد کو نماز پاوے اپنے وقت آجاوے

Marfat.com

کهین) تو اسکو اختیار ہی کہ وہین پڑھ لے - اور ایک روایت مین ہی کہ تو اسکے ساتھ اسکی مسجد و طہور موجود ہی - اور حلال کی گئین میرے واسطے غنیمتین جہاد کی اور مجھسے پہلے کسیکے لیے حلال نہین ہوئی تھین - اور دیا گیا مین شفاعت (یعنے قیامت مین شفاعت کبری کی اجازت مجھے ملی) اور اگلا نبی فقط اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا - اور مین بھیجا گیا تمام سب لوگونکی طرف - رواه البخاری ومسلم - اور حضرت حذیفہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ہم لوگ فضیلت دیے گئے ہین اگلون پر تین باتون مین - کی گئین ہماری صفین مانند ملائکہ کی صفونکے اور کردی گئی ہمارے لیے زمین مسجد اور اسکی خاک طہور یعنے پاک کرنے والی جبکہ ہم پانی نہ پاوین الحدیث رواه مسلم - اور جاننا چاہیے کہ تیمم کا ذکر دو آیتون مین ہی ایک تو اسی آیت مین اور دوسری آیہ سورۂ مائدہ مین اور سبب اسکے نزول کا معاملہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضہ ہوا پس مومنون پر انکی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شکر یہ بھی واجب ہی اور مترجم اس قصہ کو بھی مانند معالم و تفسیر ابن کثیر کے یہین نقل کرتا ہی اور ابن کثیر رحمہ نے فرمایا کہ ہم سبب نزول کو یہان اسواسطے ذکر کرتے ہین کہ سورۂ مائدہ کی آیت تیمم سے پہلے یہ آیت سورۂ نساء نازل ہوئی ہی کیونکہ یہ آیت تو شراب حرام ہونے سے پہلے نازل ہوئی اور شراب کا حرام ہونا واقعہ جنگ احد سے کچھ ہی پیچھے اسوقت ہوا کہ جب حضرت صلعم نے بنو نضیر کو محاصرہ کیا تھا اور سورۂ مائدہ تو نزول مین سب سے آخر ہے خصوصًا اس سورہ کے اوائل بات پس سبب نزول تیمم کو یہین بیان کرنا مناسب ہوا - جاننا چاہیے کہ عروہ بن الزبیر نے جو حضرت عائشہ رضہ کے سگی بہن کے بیٹے ہین اپنی خالہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضہ سے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضہ نے ایک قلادہ اپنی بہن اسماء سے عاریت یعنے مانگے لیا تھا وہ تلف ہوا یعنے گر گیا پس حضرت صلعم نے اسکی تلاش مین لوگ بھیجے (یعنے سفر مین مدینہ آتے ہوے راہ مین ٹھہر رہے اور لوگ پھر واپس بھیجے کہ جس راہ سے آتے تھے تلاش کرین) انھون نے وہ قلادہ پایا پھر لوگون کو نماز کا وقت آگیا اور انکے ساتھ پانی نہ تھا پس انھون نے بغیر وضو کے نماز پڑھی پھر حضرت صلعم سے اسکا شکوہ پیش کیا (یعنے افسوس ظاہر کیا کہ ہمکو ایسا کرنا پڑا) پس اللہ تعالی نے آیۃ التیمم کو نازل فرمایا - پھر اسید بن حضیر رضہ نے حضرت عائشہ رضہ کو کہا کہ اے ام المؤمنین اللہ تعالی آپ کو جزاے خیر عطا فرماوے قسم ہی اللہ پاک کی کہ آپ پر کوئی ایسا واقعہ نازل نہوا جو آپ کو مکروہ معلوم ہوا مگر آنکہ اللہ تعالی نے اسمین آپ کے واسطے اور مسلمانون کے واسطے بہتری کردی - رواه احمد - اور قاسم رحمہ نے حضرت عائشہ رضہ سے روایت کی کہ ہم لوگ ایک سفر مین حضرت صلعم کے ساتھ گئے تھے یہانتک کہ جب ہم بیدا مین یا ذات الجیش مین آئے تو میرا ایک کنٹھا لڑی دار گم ہوگیا پس رسول اللہ صلعم نے اسکی تلاش مین پڑاو کر دیا اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے حالانکہ وہ مقام ایسا تھا کہ وہان پانی نہ تھا اور لوگونکے ساتھ بھی پانی نہ تھا پس لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انسے کہا کہ آپ نہین دیکھتے کہ ام المومنین عائشہ رضہ نے کیا کیا ہی کہ رسول اللہ صلعم کو یہان ٹھہر الیا اور لوگ ٹھہرے حالانکہ پڑاو پر پانی نہین اور نہ لوگون کے ساتھ پانی ہی پس حضرت ابوبکر رضہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر اپنا سر مبارک رکھکر سو گئے تھے اور مجھسے فرمایا کہ تو نے رسول اللہ صلعم کو یہان روک لیا اور لوگ پانی کے پڑاو پر نہین اور انکے ساتھ پانی نہین ہی - عائشہ رضہ کہتی ہین کہ حضرت ابوبکر رضہ نے مجھے عتاب فرمایا اور جو کچھ اللہ تعالی نے چاہا وہ انھون نے مجھے کہا اور میری کوکھ مین مارنا شروع کیا اور مین جنبش نہین کر سکتی تھی بخیال اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا پس رسول اللہ صلعم سوتے رہے حالانکہ پانی نہ تھا یہانتک کہ صبح ہوگئی اور پانی موجود نہین تو اللہ عزوجل نے آیت تیمم نازل فرمائی پس سبھون نے تیمم کیا پس اسید بن حضیر رضہ نے کہا کہ یہ کچھ تمھاری پہلی ہی برکت نہین ہی اے آل ابوبکر حضرت عائشہ رضہ کہتی ہین کہ پھر ہم نے وہ اونٹ اٹھایا جسپر مین سوار تھی تو وہ قلادہ اسی کے نیچے مل گیا - رواه البخاری ومسلم - اور صحابی نے صحابی سے روایت کی بایں طور کہ عبد اللہ بن عباس نے عمار بن یاسر سے روایت کی کہ حضرت صلعم اولات الجیش سے گذرے اور آپکے ساتھ آپ کی بیوی حضرت عائشہ تھین انکا ایک ہار جزع ظفار کا گر گیا اسکی تلاش مین لوگ روکے گئے یہانتک کہ فجر چمکی اور لوگون کے ساتھ پانی نہ تھا پس اللہ تعالی نے اپنے رسول کو

Marfat.com

صعید طیب سے پاک کرنیکی رخصت نازل فرمائی پس مسلمان لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ کھڑے ہوے اور اپنے ہاتھونکو زمین کی طرف مارا پھر اپنے ہاتھونکو
اُٹھایا اور مٹی مین سے کچھ نہین جھاڑا پس اس سے اپنے چہرونکو اور ہاتھونکو کندھونتک مسح کیا اور ہتھیلیونکے اندر کی طرف سے ہاتھونکو بغل تک مسح کیا۔
رواہ الامام احمد اور ابن ابی الیقظان سے روایت ہی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھے پس حضرت عائشہ رض کا ایک عقد گم ہوگیا پس رسول اللہ
صلعم نے وہین منزل کردی یہانتک کہ فجر روشن ہوگئی پس ابو بکر نے عائشہ رض پر غصہ کیا پھر حضرت صلعم پر صعید طیب سے مسح کرنیکی رخصت نازل ہوئی پس
ابو بکر نے جاکر حضرت عائشہ رض کو فرمایا کہ تو مبارک بیٹی ہی کہ تیرے معاملہ مین یہ آسانی نازل ہوئی پھر ہم لوگون نے ایک دفعہ اپنے ہاتھ زمین پر مارے اپنے چہرونکے
مسح کے لیے اور دوسری دفعہ اپنے ہاتھونکے مونڈھون و بغلونتک کے مسح کے لیے رواہ ابن جریر۔ مترجم کہتا ہی کہ روایت احمد و ابن جریر سے معلوم ہوا
کہ مذہب زہری بربنار ان احادیث کے ہی اور یہ فعل خود حضرت عمار یا ابن ابی الیقظان کا اپنی راے سے نہین ہی تاکہ یہ جواب دیا جاوے کہ انھون نے اپنے
فعل مین خطا کی اور حدیث عمار مین تصریح ہی کہ ہمنے رسول اللہ صلعم کے ساتھ کھڑے ہوکر ایسا کیا تھا پس اگر اسناد ان حدیثونکی صحیح ہون تو ماخوذ
ہونگی ولیکن کوئی تنصیص انکی بابت مجھے نہین ملی غیر ازینکہ اوپر جو قول عموماً بحوالہ بعض علمار سے منقول ہوا کہ احادیث الباب مین سے سوا حدیث
عمار و ابو جہم کے باقی متکلم فیہا ہین اور شاید حدیث عمار سے مراد روایت بخاری ہی واللہ اعلم اور ابن کثیر رح نے ایک غریب سبب نزول ذکر کیا کہ اسلع بن شریک
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مین ناقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رحل درست رکھنے کی خدمت کرتا تھا پس مجکو سخت سردی کی رات مین جنابت ہوگئی اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا قصد فرمایا پس مین نے مکروہ جانا کہ ناقہ رسول اللہ صلعم کا رحل درست کرون اس حال مین کہ مین جنب ہون اور یہ بھی ڈرا
کہ اگر سرد پانی سے نہاتا ہون تو شاید مرون یا بیمار ہوجاؤن پس مین نے انصار مین سے ایک شخص کو حکم کیا اسنے رحل درست کیا اور مین نے پتھرون کو گرم کرکے
اس سے پانی گرم کیا اور نہاکر پھر مین رسول اللہ صلعم و ساتھیون سے مل گیا آپنے فرمایا کہ ای اسلع کیا بات ہی کہ مین تیرے رحل کو متغیر پاتا ہون مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
مین نے نہین سنوارا ہی اسکو انصار مین سے ایک مرد نے سنوارا ہی فرمایا کیون مین نے عرض کیا کہ مجھے جنابت پہونچی پس مین بہت سردی سے اپنی جان پر ڈرا
اور مین نے انصاری کو ایسا حکم دیا اور پتھرونکو گرم کرکے اس سے پانی گرم کرکے نہایا ہون پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا قولہ یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا
الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ما تقولون تا قولہ ان اللہ کان عفوا غفورا رواہ ابن مردویہ قد روی من وجہ آخر عنہ قال المترجم وکان فی سیاقہ بعض
نکارۃ واللہ اعلم بالصواب ف عرائس البیان مین شیخ روزبہان نے آیت سے اشارات حقائق کو یون بیان کیا کہ قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا
لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ما تقولون مترجم کہتا ہی کہ خطاب جبکہ ایمان والون کے ساتھ خاص ہی تو مرجع اشارات اہل اللہ تعالیٰ مین
دائر رہیگا۔ یان صلوٰۃ مین اور اسکی عدم قربت مین یعنے ممانعت از تقرب مین اور مصداق سکاری اور یہ کہ سکر کس چیز سے مراد ہی اشارات کو دخل ہوگا
پس شیخ نے لکھا کہ یہ خطاب اہل عشق و محبت و شوق کو ہی جنکو انوار قدوسیت و سبوحیت و عظمت نے مست کردیا اور ازل کے علوم لطیفہ و قدم کے کشف عجیبہ
نشا کرتا ہی کہ وہ خودی سے خارج ہو رہے ہین اور حالات مین حیران و بیہوش و خود رفتہ مشاہدۂ جمال و جلال مین ہین پس غالب حال انکا یہ رہتا ہی کہ آنسو
جاری ہین اور عقل باطنی کا نور ان حواس و عقل ظاہری پر غالب ہی اور نعرۂ حق و آہ بیساختہ بلکہ انکی ناداستگی مین انسے سرزد ہوتا ہی اور وہ اپنے مشاہدۂ ملک
حیران و از خود رفتہ ہین اوقات جو حواس سے ادراک ہوتے ہین یعنے ملک قدیم سے نادان لوگون کی نظر مین جو تغیرات کے پابند ہین ملحوظ رہتے ہین انکو وہ
لوگ نہین پہچانتے رات کو دن سے اور دن کو رات سے تمیز نہین کرتے ہین وہ لوگ غلبہ حال سکر سے یہ قدرت نہین رکھتے ہین کہ نماز کے شرائط کو مع ارکان کے
مانند قیام و قرارۃ و رکوع و سجود کے ادا کرسکین یہی حال تھا ہشام بن عبدان و بہلول و سعدون کا جو حقیقی عقلمند ای عارف تھے اور ظاہر کے اعتبار سے
بسبب غلبہ سکر کے مجنون تھے سیاق خطاب آنکہ ای ایسے بندو کہ جو میری ذات و صفات و اسما و نعوت سے عارف ہو اور میری محبت و شوق و

مشاہدہ قرب وعشق وعلوم ولطائف قدم سے ازخود رفتہ بیہوش باطنی ہو جیسے ظاہر مین کوئی شراب خمر سے بیہوش ہو جاتا ہی تمکو اپنے حال مین کہین زیادہ اس سے بیخودی ازخود وظاہر ہی اگرچہ کمال علم بحسب باطن ہی جبکہ مین نے تمہارے لیے اپنا جمال کشف فرمایا اور مقام ہیبت مین تمکو وارد کیا تو جب کہ تمہارا یہ حال ہی تو اپنے نفس سے حکم ظاہر مین تکلف مت کرو کیونکہ تم مشاہدہ مین ہو اور میرے جلال مین آئینہ نہین ہی یہانتک کہ تم اپنے اس بار بیخودی سے سبکدوش ہو اور مقام تمکین مین ہوش مین ہو جاؤ قال المترجم یہ مراد نہین ہی کہ جو لوگ مقام عرفان مین پہونچے انکو نماز روزہ کی تکلیف نہین ہی کیونکہ یہ قطعاً باطل ہی بلکہ حاصل کلام یہ ہی کہ جو لوگ مقام جذب وحال مین پہونچے جبتک وہ اس حال مین مجذوب ازخود رفتہ ہین سوقت تک مانند ازخود رفتہ مست شراب کے انپر سے تکلیف شرعی بحسب ظاہر شریعت بھی ساقط ہی پھر جب ہوش مین آجاوین تو برابر جاری ہوگی جیسے مجنون اگر اچھا ہو جاوے تو اسپر سب تکالیف شرعی جاری ہونگی۔ حالت جذب مین تکلیف معاف ہونیکا حکم اسیوقت تک ہی جبتک کہ مجنون کے مانند وہ مجذوب ہین۔ قال الشیخ اسواسطے کہ عشق بھی قلم تکلیف اٹھا دیتا ہی پس ابتدائے حال مین ہوشیاری وبیداری وکمال خشوع وخضوع سے نماز پڑھے جاؤ اور تقرب ڈھونڈھے جاؤ پھر جب جذبۂ عشق وقرب سے ازخود رفتہ ہو جاؤ اور عالم عشق مین پہونچو تو اسمین تمہاری بیہوشی وہوشیاری یکسان ہی۔ حضرت حق تعالیٰ نے یہاں کشف فرما دیا ان لوگونکے حق مین جو ہمارے اشارات کو اپنی کم فہمی سے نہین سمجھتے اور طعن کرتے ہین چنانچہ آیت کریمہ مین لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ فرمایا پس قرب کو ذکر کیا نہ آنکہ لاتصلوا۔ اور اسمین سکر ہونا شرط کیا او سکر تو خطرات ہین اور صحو طبیات ہین۔ اور جبتک مشاہدہ کے انوار مین عقل کی ذرہ برابر بھی باقی ہی جبتک لازم ہی کہ نماز پڑھی جاوے اور حق اوقات ادا کیے جاوے چنانچہ ہمارے بعضے مشائخ[عادتی طریقہ] کا حال مروی ہی کہ جب نماز کا وقت آیا حالانکہ وہ وجد وحال مین تھے تو نماز کو کھڑے ہو گئے اور انکے مریدون نے انکے رکوع وسجدونکو شمار رکھا اور رکعتون کا لحاظ رکھا پھر جب کچھ بھی بھولے تو انکو یاد دلا دیا اور یہ انکی معرفت مین کمال ظرافت ہی اور نیز اہل غفلت کو جو جہالت کے نشہ مین ہین اپنی خواہشون وشہوات مین پڑے ہین یون خطاب فرمایا کہ میری مناجات وقرب مشاہدہ کا قصد مت کرو یہانتک کہ تم اس جہالت وپلید غفلت سے خارج ہو کیونکہ غافل تو فرائض الٰہی کو سنت حضرت رسالت پناہی کی شرط سے ادا نہین کرسکتا۔ اور واسطی رحمہ اللہ نے اس آیت کے اشارہ مین کہا کہ میری مواصلت کا قربت ڈھونڈھو مگر اسطرح کہ تمام مخلوق سے الگ ہو۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید وجہ اشارت یہ ہی کہ آیت کریمہ مین اللہ تعالیٰ نے تطہیر کے بعد قرب نماز کا حکم دیا پس اگر قرب اصلی مقصود ہی تو تطہیر کامل ہونی چاہیے اور وہ یہی طور ہی جو شیخ واسطی رحمہ اللہ نے ذکر فرمائی واللہ اعلم

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۞

تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جنکو ملا ہی کچھ حصہ کتاب سے خرید کرتے ہین گمراہی اور چاہتے ہین کہ تم بھی بہکو راہ سے

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۞ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا

اور اللہ خوب جانتا ہی تمہارے دشمنون کو اور اللہ بس ہی حمایتی اور اللہ بس ہی مددگار وہ جو یہودی ہین

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا

بے ڈھب کرتے ہین بات کو اسکے ٹھکانے سے اور کہتے ہین کہ ہم نے سنا اور نہ مانا اور سن نہ سنایا جائیو اور راعنا

لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ

موڑ کر اپنی زبان کو اور عیب دیکر دین مین . اور اگر وہ لوگ کہتے کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہت

خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۞

اچھا ہوتا انکے حق مین اور درست ولیکن پھٹکار دیا انکو اللہ نے انکے کفر کے سبب سے سو ایمان نہین لاتے ہین مگر کم

Marfat.com

الم تر الی الذین اوتوا نصیبا ۔خطا حصہ۔ من الکتب ۔کتاب توریت سے یا کتب انبیاء سابقین سے پس الف
لام جنس کا ہوگا" بھلا تونے دیکھے ایسے لوگ جنکو کتاب توریت سے یا کتاب الٰہی سے کچھ حصہ دیا گیا ہے" ف ظاہر ہین انکی عبارت میں
بحث کرتے رہتے ہین اور دل مین اثر نہین ہے۔ وہم الیہود۔ اور یہ لوگ جو الذین موصول مبہم سے مراد ہین وہ یہودی ہین جنکی بعض حرکات یہ ہین کہ
یشترون الضللۃ ۔ بالہدیٰ۔ یعنے خریدتے ہین گمراہی کو بعوض ہدایت کے ف جیساکہ دیگر آیات مین ہے۔ ویریدون ان
تضلوا السبیل تخطئوا الطریق الحق لتکونوا مثلہم ۔ اور چاہتے ہین کہ خطا کرو راہ راست کو ف تاکہ تم لوگ بھی انکے مثل ہو جاؤ۔ چنانچہ
دوسری آیت مین فرمایا۔ ودوا[له] لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء۔ اور حاصل آنکہ خود تو دنیا کے مال کے لالچ مین گمراہی اختیار کی کہ باوجود علم اس امر کے
کہ نبوت حضرت محمد صلعم سچ ہے اور انبیاء سابقین کی کتابون اور خود توریت سے اسکی آگاہی رکھتے تھے گمراہ ہوئے اسپر کفایت نہ کی بلکہ یہ بھی چاہا کہ
تم لوگ بھی گمراہ ہو جاؤ۔ واللہ اعلم باعدائکم ۔ منکم فیخبرکم بہم لتجتنبوہم ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنون کا تم سے زیادہ جاننے والا ہے ف
پس تمکو خبر دیتا ہے انکی تاکہ تم انسے اجتناب پر پرہیز رکھو۔ اسمین اشارہ ہے کہ دوست بنا ہوا دشمن بہت ضرر کرتا ہے اور صحبت کو بہت اثر ہے اور یہ حدیث
صحیح مین ثابت ہے۔ وکفی باللہ ولیا ۔ حافظا لکم ۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف التجا لاوے اللہ تعالیٰ اسکو کافی ہے ولی ہونیکو۔ یعنے حافظ و
نگہبان بچانے والا وہی بس ہے اور مراد یہان بقرینہ مقام یہ کہ ہی پاک پروردگار تمہارا کافی نگہبان ہے۔ وکفی باللہ نصیرا ۔ مانعا لکم من کیدہم ۔
اور بس ہے اللہ تعالیٰ نصیر ہونے کو۔ یعنے اللہ تعالیٰ ہی انکے مکر کو تمسے باز رکھنے والا کافی ہے پس اللہ تعالیٰ اُسکا نصیر ہے جو اُس سے نصرت مانگے
اور اسکی طرف ملتجی ہو پھر ان کافر مکارونکا بیان کر دیا بقولہ۔ من الذین ھادوا ۔خبر مبتدا محذوف ہے اور یحرفون صفت اس مبتدا
محذوف کی چنانچہ مفسر رح نے مقدر کیا۔ قوم ۔ یحرفون الکلم ۔ یعنے یہودیون مین سے ایک قوم ہے نہ سب ایسے کہ تحریف کرتے ہین کلمون کو۔
ای یغیرون الکلم التی انزل اللہ فی التوراۃ من نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ یعنے تغیر دیتے ہین ان کلمونکو جو اللہ تعالیٰ نے توریت مین نازل فرمائے
مانند تعریف آنحضرت صلعم وغیرہ کہ ان آیات کو تحریف کرتے ہین عن مواضعہ ۔التی وضع علیہا ۔ انکی ان جگہون سے جنپر وہ موضوع تھے
ف کشاف مین کہا کہ تحریف اسوجہ سے ہوئی کہ جب انھون نے کلمون کو بدلا اور بجاے انکے اور کلمات رکھے تو ان کلمات کو اپنے مواضع سے جہان اللہ تعالیٰ
نے انکو رکھا تھا امالہ کیا اور ازالہ کیا اور جیسے انھون نے بجاے وصف خاص کے توریت مین لکھا کہ گندم گون دراز قد ہوگا اور جیسے انھون نے سنگسار کرنیکے
حکم کی جگہہ بدل کر دُرّے مارنا لکھدیا۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے من الذین ہادوا۔ کے من کو بیانیہ قرار دیا پس یہ الذین اوتوا کا بیان ہے اور یحرفون
الکلم عن مواضعہ کی تفسیر مین کہا کہ تاویل کرتے تھے ان کلمات کو انکی صحیح تاویل کے سواے دوسری تاویل پر اور تفسیر کرتے تھے انکو سواے مراد کے دوسرے
معانی پر عمداً اپنے قصد سے افترا پردازی کرنے کو۔ انتہی اور ابن عباس رض نے فرمایا کہ تحریف کرتے تھے ان حدود و سزاؤن کو جو اللہ تعالیٰ نے توریت
مین مقرر فرمائی تھین۔ مترجم کہتا ہے کہ اسمین شک نہین کہ وہ لوگ اپنے ہاتھ سے کتابین لکھتے اور کہتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ویقولون علی اللہ الکذب وہم یعلمون ۔ یعنے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے حالانکہ جانتے تھے۔ یعنے جان بوجھکر افترا پردازی کرتے تھے
پس بعض نے کہا کہ یہ الگ کتاب ہوتی تھی اور اصل توریت اپنے حال پر تھی اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ خود توریت مین ایسا کرتے تھے اور حافظ
ابن القیم رح نے اغاثۃ اللہفان مین لکھا کہ علما نے اختلاف کیا ہے کہ جو توریت ان لوگون کے ہاتھ مین موجود ہے آیا یہ بدلی ہوئی ہے یا تبدیل فقط
تاویل مین ہوئی تھی تنزیل مین نہین ہوئی تھی تو تین قول ہین ایک گروہ نے کہا کہ کل یا اکثر مبدل و محرف ہے دوم آنکہ ایک گروہ کے نزدیک جو ائمہ
فقہ و حدیث و کلام مین سے ہین تبدیل فقط تاویل مین واقع ہوئی تھی نہ تنزیل مین۔ اور تیسرے گروہ کا یہ قول نقل کیا کہ اسمین خفیف چند چیزین

[له] تمنا کرتے ہین کہ انکی طرح تم بھی کفر کرو تاکہ یکسان ہو جاؤ ۱۲م

Marfat.com

زائد وکم ہوئی ہیں اور یہی شیخ رح کا مختار نقل کیا۔ اور تمام کلام میں نے قولہ تعالیٰ قل فاتوا بالتوراة فاتلوہا ان کنتم صادقین کی تفسیر میں نقل کر دیا ہو اب اسکا اعادہ یہاں ضرور نہیں ہو اور حاصل یہ ہو کہ اہل کتاب کی تحریف یہ تھی کہ مثلاً یہود نے بشارت حضرت عیسیٰ و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے موقع سے اُٹھا کر ان آیات کو متفرق کر کے دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ لاحق کیا اور شرائع یہودیت میں بھی تحریف کر دی پھر نصاریٰ نے بشارت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح محرف کر دیا خصوص جبکہ انکو مدت سے محرف ہی ہاتھ آئی تھی اور حق یہ ہو کہ اس زمانہ میں جو ترجمہ توریت و انجیل کے موجود ہیں وہ سخت محرف و مبدل ہیں انپر کسیطرح اعتماد نہیں ہوسکتا[له] واللہ اعلم - وَيَقُوْلُوْنَ - للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا امرہم بشیٔ - سَمِعْنَا - قولک - وَعَصَيْنَا - امرک اور کہتے ہیں - یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب حضرت صلعم انکو کسی بات کا حکم کرتے - سمعنا یعنے ہمنے سنا تیرا قول وعصینا یعنے نافرمانی کی تیرے حکم کی - اور اسیکے مانند مجاہدؒ وابن زیدؒ سے تفسیر مروی ہو اور یہ انکا انتہا کا کفر و عناد تھا کہ بعد جان لینے کے کتاب اللہ تعالیٰ سے منہ موڑتے تھے حالانکہ جانتے تھے کہ انپر ایسا کرنے میں کسقدر سخت گناہ عظیم ہو - اور مدارک وغیرہ میں لکھا کہ دو احتمال ہیں اول آنکہ سمعنا وعصینا دونوں کو علانیہ بالمشافہہ کہتے تھے بسبب کفر و عناد کے اور دوم آنکہ ظاہر میں سمعنا کہتے اور دلوں میں یا آہستہ آپس میں عصینا کہتے تھے لیکن وجہ دوم میں اطلاق قول کلام نفسی پر ہوگا اگر کہا جاوے کہ اپنے دلمیں کہتے تھے اور نیز سمعنا تو حضرت صلعم سے خطاب ہوا وعصینا خطاب نہوگا بس نبی صلعم سے اسکو کہنا مجازاً صادق آویگا - وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ - حال بمعنے الدعاء ای لاسمعت - یعنے اسمع تو بمعنے سُن صیغہ امر ہو اور غیر مسمع حال واقع ہو پس ظاہر میں تو یہ جتاتے کہ نیک دعا دیتے ہیں یعنے تو سُن درحالیکہ اللہ تعالیٰ تجھے کوئی ایسی چیز نہ سنا دے جو تجھے بُری معلوم ہو - اور باطن میں یہ قصد کرتے کہ جو مفسر رح نے کہا کہ یہ حال ہو اور مراد اس سے وہ خبیث لوگ بد دعا دیتے تھے یعنے تو سن حالیکہ تو سُنے نہیں یعنے تو بہرا ہو جاوے اور ضحاک رح نے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ اسمع غیر مسمع ای اسمع ما نقول لاسمعت - تو سن جو ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تجھے سننے والا نہ رکھے اور مجاہد و حسن سے یہ تفسیر مروی ہو کہ تو سن درحالیکہ تیری طرف سے غیر مقبول ہو - اور ابن جریر رح نے کہا کہ تفسیر ابن عباس اصح ہو اور ابن کثیر رح نے کہا کہ یہی ٹھیک ہو جو ابن جریر نے فرمایا ہو اور یہود اس لفظ کو اسمع کے ساتھ بغرض بد دعا و عداوت و استہزاء کے کہتے تھے اللہ تعالیٰ انپر لعنت کرے جیسے آگے فرمایا - وَ - یقولون لہ - اور کہتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو - رَاعِنَا - وقد نہی عن خطابہ بہا وہی کلمة سب بلغتہم - راعنا - اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کلمہ سے خطاب کرنے سے ممانعت کی گئی - کما فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا - اور یہ کلمہ یہود کی زبان میں سب یعنے گالی و بدگوئی ہو مترجم کہتا ہو کہ مسلمان لوگ راعنا کہتے بایں معنے کہ ہماری رعایت فرمایئے تو یہودی خوش ہوئے کہ یہ کلمہ انکی زبان میں بدگوئی تھی وہ مردود اپنی زبان کی بدگوئی کے معنے میں اسکو کہتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کلمہ سے خطاب کرنے سے منع کر دیا تاکہ یہود مردود کو اس سے گنجائش نہ ملے پس ظاہر یہ ہو کہ یہ انکی زبان خاص یہود یہ کی موافقت تلفظ میں گالی ہوگا اور بعض نے کہا اس وجہ سے کہ وہ راعنا از رعونت بمعنے حماقت لیتے تھے یا کسرہ کو بڑھاتے کہ راعینا کہتے بمعنے چرواہے کے و لیکن اول اولیٰ ہو - اور بعض نے جو کہا وہ بقرینہ مابعد کو فرمایا - لَيًّا - تحریفاً - بِاَلْسِنَتِهِمْ - یعنے تحریف کرتے و پھیرتے اپنی زبان کو - یعنے موڑتے کلام کو ایسے لفظ کی طرف جو گالی کے مشابہ ہو - وَطَعْنًا - قدحاً - فِي الدِّيْنِ - الاسلام - اور دین اسلام میں قدح و عیب نکالنے کو - یعنے مردود کہتے تھے کہ اگر یہ نبی اسلام برحق ہوتے تو جان لیتے کہ ہم انکو بدگوئی سے یاد کرتے ہیں پس اللہ عزوجل نے اپنے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کو اسپر مطلع فرمایا - وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا بدل وعصینا - اور اگر بجائے عصینا کے اطعنا کہتے یعنے ہم نے دل سے سنا اور فرمانبرداری اختیار کی - وَاسْمَعْ فقط اور بدون لفظ غیر مسمع ملائے ہوئے فقط اسمع کہتے - ہماری بات سن لیجئے - وَانْظُرْنَا - انظر الینا بدل راعنا - یعنے بجائے راعنا کے انظرنا

له صرف اسی قدر کہا جاسکتا ہو کہ یہ مجموعہ بصورت تحریف و تبدیل ہے تصدیق و یقین کے ساتھ اسپر ایمان نہیں لایا جاسکتا ۱۲

کہتے یعنے ہماری طرف نظر فرمائیے۔ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ۔ مماقالوہ۔ تو بہتر ہوتا اُس سے جو انھوں نے کہا۔ وَاَقْوَمَ۔ اعدل منہ۔ اور زیادہ عدل ہوتا اس سے جو کہا ہی۔ اگر کہا جاوے کہ جو کچھ انھوں نے کہا اسمین تو خیر وعدل بالکل نہ تھا۔ پھر اسم تفضیل کے کیا معنی ہین کہ اس سے بہتر واعدل ہوتا۔ تو جواب یہ ہی کہ یہ فہمایش ہی اچھے طریقہ سے کہ مدعی جو کرتا تھا اسکو اچھا سمجھکر کرتا تھا تو اسکو فہمایش کی کہ اس سے تو یہ بہرحال بہتر تھا پھر اسی کو کیون نہین اختیار کرتا ہی ورنہ جسکو خود اچھا سمجھا ہی وہ کفر ہی۔ پھر اللہ عزوجل نے استدراک فرمایا۔ وَلٰكِنْ۔ ولیکن وہ نہ چلے یہ نیک راہ اور اعدل طریق کو بلکہ اپنے کفر پر مستمر رہے اسیواسطے۔ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ۔ ابعدہم عن رحمتہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انکو دور کر دیا۔ اور لعنت کے دو معنے آتے ہین ایک تو کمبختی اور خواری دنیاوی وغیرہ کے معنے اور دوسرے رحمت الٰہی سے دور ہونیکے معنے پس دوسرے معنے اہل کفر وشرک کے ساتھ مخصوص ہین۔ اور قولہ۔ بِكُفْرِهِمْ۔ مین با سببیہ ہی اسبب انکے کفر کے۔ یعنے کفر پر جمے رہنے کی وجہ سے لعنت کی گئی پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے انکو اپنی رحمت سے دور کیا۔ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ تو نہین ایمان لاتے ہین مگر تھوڑے منہم کعبداللہ بن سلام واصحابہ یعنے قلیلا منہم انمین سے تھوڑے مانند عبداللہ بن سلام واُنکے ساتھیونکے اور اس سے معلوم ہوا کہ ملعون ومردود رحمت الٰہی سے وہ سب کے سب نہین ہوئے تھے بلکہ اکثر مردود تھے وہی ایمان نہین لائے اور تھوڑے نہین مردود ہی جو ایمان لائے پس یہ اشکال نہین پیش آتا ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے سب کو رحمت سے دور کر دیا تو پھر قلیل وکثیر کوئی بھی ایمان نہین لاسکتا۔ اسیوجہ سے علامہ تفتازانی نے اِلَّا قَلِيْلًا کو لعنہم اللہ سے استثنا قرار دیا ہی یعنے ملعون کر دیا ان یہود کو اللہ تعالیٰ نے سوائے قلیل کے کہ انکو مردود نہین کیا بدلیل انکے ایمان لانیکے۔ ولیکن فلا یومنون۔ اس صورت مین جملہ معترضہ مستثنیٰ ومستثنیٰ منہ کے بیچ مین ہوگا۔ مگر آنکہ مستثنیٰ منہ اور جملہ معترضہ ایک ہی قوت مین ہین۔ اور ظاہر یہ کہ فلا یومنون سے استثنا ہی اور اس صورت مین فلا یومنون الا قلیلٌ بالرفع اعراب راجح ہی اور نصب مرجوح ہی حالانکہ قراء سبعہ وغیرہم نے نصب ہونے پر اتفاق کیا ہی اور ابن الحاجب نے اگرچہ نصب کو جائز کہا ہی مگر مرجوح ہونے مین شک نہین ہی اسیواسطے بیضاوی وغیرہ نے تقدیر یون نکالی۔ فلا یومنون الا ایمانا قلیلا نہین ایمان لاتے ہین مگر ایمان قلیل اور وہ ایمان بعض انبیا علیہم السلام وبعض کتاب پر ہی جسکا کچھ اعتبار نہین اسیواسطے کشاف وغیرہ نے ایمانا قلیلا کو ایمانا معدوما سے تفسیر کیا حاصل آنکہ فلا یومنون مطلقًا اسواسطے کہ ایمان کے ٹکڑے معتبر نہین پس بعض ایمان بمنزلہ عدم ایمان کے ہی اور اہل عرب قلیل سے عدم مراد لیتے ہین جیسے ثابت بن جابر بن سفیان فہمی جو تابط شرا کے لقب سے مشہور ہی زمانہ جاہلیت کا شاعر ہی تعریف مین لکھتا ہی کہ ؎ قلیل التشکی (بالکل ایمان نہین لاتے ہین) للمہم یصیبہ ٭ بعید الہوی شتی النوی والمسالک ٭ یعنے ایسا مرد دلیر ہی کہ جو ہم اسکو پیش آتی ہی اسمین شکایت قلیل لیتا ہی یعنے بالکل تشکی نہین رکھتا ہی اور مرغوبات وخواہشات بلند اور مختلف منویات وطرق پیش نظر رکھتا ہی یعنے پست ہمت نہین ہی اور بیضاوی نے کہا کہ ہو سکتا ہی کہ یون کہا جاوے فلا یومنون الا قلیلا سیومنون۔ اور پوشیدہ نہین کہ یہ محل تامل ہی اسواسطے کہ حذف فعل بلا قرینہ جو در اصل حکم ہی بدون اعتبار منہوم مخالف کے وتقدیم قلیلا منصوب بوجود حذف ناصل یعنے فعل محذوف کے اعراب استثنائی بنصب مجوزہ شیخ ابن الحاجب سے بھی زیادہ مرجوح ہی واللہ اعلم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا

اے کتاب والو ایمان لاؤ اسپر جو ہمنے نازل کیا سچ بتاتا اُسکو جو تمہارے پاس ہی پہلے اس سے کہ ہم مٹ دین چہرون کو

فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

پس لوٹ دین انکو انکی پشت کی طرف یا انکو لعنت کرین جیسے ہمنے لعنت کی سنیچر والونکو اور اللہ نے جو حکم کیا سو ہوا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ۔ یہ خطاب بعض نے کہا کہ یہود کو ہی ولیکن ظاہر یہ ہی کہ یہود ونصاریٰ سب اہل کتاب کو عام ہی اور یہان

Marfat.com

مانند آیت بالا کے نصیب من الکتاب- نہین فرمایا اسواسطے کہ وہان تو مقصود یہ تھا کہ انھونے تحریف مین خطا کی اور یہ فقط بعض کتاب مین واقع ہوا تھا پس نصیبًا من الکتاب مناسب تھا کیونکہ بعض ہی پر انکا ایمان رہا تھا جو کسی شمار مین نہ تھا اور یہان مقصود یہ کہ قرآن مجید پر ایمان نہ لانے مین انھون نے خطا کی باوجودیکہ وہ اپنی کتاب سے اسکی تصدیق جانتے تھے اور قرآن سابق کی کتابون کا مصدق ہی پس انکو اہل کتاب سے تعبیر فرمایا کذا قیل اور مترجم کے نزدیک بات یہ ہی کہ ظاہر تھا کہ انکو کل کتاب توریت وانجیل ملی تھی پس ایتار کتاب یعنے کتاب یے جانیکی صفت ظاہر ہوا اور جہان دیکھا نصیبًا من الکتاب فرمایا وہان باعتبار انکے اس کتاب پر ایمان لانیکے ہی کہ بعض بات پر کتاب سے ایمان لاتے اور بعض پر نہین لاتے لہٰذا ثمرا اسکا درحقیقت کچھ بھی نہ تھا حالانکہ وہ کل کتاب کی عوض ماخوذ ہونگے جو انکو دی گئی ہی فافہم- پس حاصل آنکہ اے وہ لوگ جو کتاب آسمانی دیے گئے ہو اور اس کتاب کے مقتضی پر عمل کرنیکے لیے ماخوذ ہو اور اسمین حکم ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر ایمان لاؤ پس- **اٰمِنُوۡا بِمَا نَزَّلۡنَا** ایمان لاؤ اسپر جو ہمنے نازل فرمایا- من القرآن- یعنے قرآن پر پس ما موصولہ سے مراد قرآن مجید ہی اور یہ متلازم ہی ایمان بمحمد صلعم کے کیونکہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہین اور نزلنا از تنزیل ہی جو تعظیم نزول پر اور تکرار پر دلالت کرتا ہی اور یہ خاصہ صفت فرقان حمید کی ہی کہ نجم نجم کرکے اُترا بخلاف اور کتابونکے کہ ایکبارگی اُترین اور لوگونپر جمیع احکام ایکبارگی شاق ہوگئے چنانچہ مدت کے بعد رفتہ رفتہ کرکے کافر و مرتد و معذب و خوار پھر مسلمان ہو ہوکر انپر عامل ہوے اور قرآن مجید رحمت خاص تھا کہ آہستہ آہستہ نازل ہوا جس سے لوگ کامل الایمان ہوے اور طریقہ تعلیم بھی یہی ہی کہ رفتہ رفتہ اعلی مضامین سکھلائے جاتے اور سمجھ مین آتے اور کار آمد ہوتے ہین پس جیسے قرآن اس امت مرحومہ کو نعمت عظمٰی ملا ہی ویسے ہی ملنے کا طریقہ بھی نعمت عظمٰی ورسب سے بڑھکر نعمت جسکے وسیلہ سے ملا یعنے ذات بابرکات حضرت سید المرسلین صلعم ہی پس جو نسبت انبیاء علیہم السلام اور آنحضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین ہی ویسی ہی دیگر کتب آسمانی و قرآن مجید اور ویسے ہی دیگر امم سابقہ اور امت خاص حضرت صلعم مین نسبت ہی والحمد للہ رب العالمین پس حکم دیا کہ اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پاک کلام پر جو ہم نے تنزیل فرمایا درحالیکہ **مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ**- من التوراة- تصدیق کرنے والا ہی اس چیز کی جو تمھارے پاس ہی یعنے توریت شریف کی- مفسر رح کا کلام صریح ہی کہ خطاب فقط یہود کو ہی اور کلام مین اشعار ہی کہ توریت شریف اسوقت ان لوگون کے پاس ٹھیک موجود تھی اور امام بخاری کا کلام انکی صحیح مین منادی ہی کہ کلام الٰہی مین کوئی شخص لفظ مٹانا و بدلنا نہین کر سکتا ہی اور اسیکا موید ہی قولہ تعالیٰ قل فاتوا بالتوراة فاتلوها ان کنتم صادقین- پس کلام مجید سے انکے پاس کی کتاب آسمانی کی تصدیق تھی بایں معنے کہ کلام مجید مین اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور انکو توریت دیے جانے کو منصوص فرمایا پس تصدیق ہوئی کہ توریت کلام الٰہی ہی- اور **ابن کثیرؒ** کی تفسیر مین ہی کہ کتاب عظیم قرآن مین تصدیق ہی ان اخبار بشارات کی جو انکے پاس موجود تھی- اور بعض نے کہا کہ معنے تصدیق کے یہ کہ نزول قرآن کا اسی موافق ہوا جیسا توریت مین بیان ہوا تھا- مترجم کہتا ہی کہ اسمین تامل ظاہر ہی- اور بعض نے کہا کہ مصدق بایں معنے کہ قصص و مواعید و دعوت توحید و عدل بین الناس و نہی از معاصی و فواحش مین توریت سے موافق ہی **قال المترجم** خلاصہ یہ کہ راہ توحید کیطرف بلانے مین جملہ انبیاء و کتب آسمانی ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہین اور رہے بعض فروع احکام و طریق عبادت کے سو انمین فرق ہونا کچھ مضر نہین اسلیے کہ توحید پر ایمان کے یہی معنے ہین کہ خالص اللہ وحدہٗ لاشریک قادر مختار کی بندگی کرے جس طرح وہ حکم فرماوے کیونکہ وہ مختار ہی اور طرق عبادت منحصر نہین ہین چنانچہ اسلام مین دیکھو کہ حضرت صلعم نے تہجد کی نماز مین کبھی آٹھ رکعتین اور کبھی زیادہ پڑھین اور کبھی ظہر سے پہلے دو رکعتین اور کبھی چار پڑھین اور کبھی آمین بلند آواز سے فرمائی اور کبھی آہستہ اور کبھی سینہ پر ہاتھ باندھے اور کبھی زیر ناف اور مجتہدون مین سے ہر ایک نے کوئی کوئی بات تحقیق کرکے پسند کرلی یعنے مثلاً کسی کو ثبوت ہوا

Marfat.com

کہ سینہ پر اکثر ہاتھ باندھتے تھے لہذا باعتبار اکثریت کے یہ اختیار کرلیا ورنہ زیر ناف بھی اس مجتہد کے نزدیک روا ہی اور برعکس اور ان وجوہ مین
جھگڑا کرنا جہالت ہی ہان امور شرک و بدعت جو لوگ اپنی رائے سے نکالیں انہین خوبصورتی سے فہمایش کیجاوے کہ تمھاری عقل کو راہ حق مین خلل دیے
اور بھلا برا سمجھنے کی گنجایش نہین ہی اپنی طرف سے کچھ مت نکالو اگر ثواب و رضائے الٰہی و خوشنودی روح پاک حضرت صلعم مقصود ہی تو ایک سے ایک
ثواب کی بات بڑھکر موجود ہی اسپر عمل کرو تمھاری نکالی بات مین اگر ثواب فرض کیا جاوے تو بھی اسقدر نہوگا مترجم کہتا ہی کہ یہ کلام درمیان مین
زائد اسوجہ سے آگیا کہ یہود کا یہی حال تھا کہ دین و نور ایمان سے بے بہرہ یہ سمجھا کرتے تھے کہ قبلہ بس بیت المقدس ہی اور طریقہ عبادت کا یہی ہی جو حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے بتلایا اور کثرت سے گمراہ ہوے اور حضرت عیسیٰ و دیگر انبیاء علیہم السلام کو نمانا اور فروع عبادات کے علاوہ نہین جس نبی نے موافق حکم الٰہی کے کچھ بدلا ہوا
طریقہ عبادات کا بتلایا اسی کو اُلٹے گمراہ سمجھکر قتل کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا کہ قرآن مجید اصل توحید و ایمان مع توریت کی تصدیق کرتا ہی پس فروع جو مختلف
سمجھے جاتے ہین ان سب کا نتیجہ ایک ہی ہی پس حقیقت کچھ اختلاف نہین ہی یہ تو اللہ عزوجل قادر مختار کا حکم ہی جسوقت کیواسطے اسنے جیسا حکم اپنے علم قدیم
و حکمت بالغہ مین قرار دیا تھا وہی اسوقت و زمانہ مین جاری فرمایا حتی کہ زمانہ ختم ہونے اور قیامت آجانے پر یہ کچھ بھی نہین رہیگا۔ اور صحیح حدیث مین ہی کہ اگر اسوقت مین
موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انکو کوئی چارہ نہوتا سوائے اسکے کہ میری پیروی کرین۔ کیونکہ مدار کار تو اللہ عزوجل کی توحید پر ہی اسنے جو حکم دیا بس خوشی سے
اسکو مانے لہذا حکم دیا کہ قرآن مجید پر ایمان لاوین جو حکم اسمین ہین سب کے پابند ہون حضرت محمد صلعم کی تصدیق کرین تو واجب و فرض ہوا کہ خوشی سے
اسکو بجالاوین۔ بعد علم توحید کے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی پیروی بحکم اللہ عزوجل تھی اب اسنے یہ حکم دیا کہ محمد صلعم پر ایمان لاوین لہذا فرض ہی
کہ ایمان لاوین و قرآن کی تصدیق کرین جو اصل توحید و ایمان مین توریت و انجیل کی تصدیق کرتا ہی تو معلوم ہوچکا کہ توحید ہی اصل ہی پس قرآن مجید
کا برحق ہونا خود ظاہر ہی اور اسمین کلام مجید کی فضیلت کی طرف اشعار ہی کہ اسکو توریت کی تصدیق کرنے والا قرار دیا اور یہ نہین فرمایا کہ توریت اسکی
تصدیق کرتی ہی پس تم اسکو سچا جانو فافہم بالجملہ اس آیت کریمہ مین بڑی سخت وعید کے ساتھ حکم دیا کہ اے کتاب والو جلد ایمان لاؤ قرآن مجید کریم پر جو
تمھارے پاس کی کتاب الٰہی توریت شریف کو سچا بتلاتا ہی مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا۔ یعنے جلدی ایمان لاؤ پہلے اس سے کہ طمس ر
کردین ہم چہرون کو۔ نمحو ما فیہا من العین والانف والحاجب۔ ای محو کردین ہم جو کچھ چہرون مین آنکھ و ناک و بھنوین ہین۔ فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى ر
اَدْبَارِهَا۔ پھر پھیر دین ہم ان چہرون کو انکی پشت کی طرف۔ فنجعلہا کالاقفار لوحا واحدا۔ یعنے پھر کردین ہم ان چہرون کو مانند قفا یعنے
گدّی کی طرف کے ایک سپاٹ تختہ مترجم کہتا ہی کہ مفسر رحمہ نے یہ معنے لیے کہ چہرون کو مطموس کرکے مانند قفا کے سپاٹ تختہ کردین پس فنردہا بمعنے فنجعلہا
لیا اور یہی اس صورت مین ظاہر ہی کیونکہ چہرہ اس طرح سپاٹ میٹ دینے کے بعد اسکو پیچھے کی طرف پھیر دینے سے کوئی جدید امر نہین پیدا ہوسکتا کیونکہ
چہرہ بصورت قفا ہوگیا تو دونون طرف صورت یکسان ہوگئی پس معنے علی ادبارہا کے یہ ہوے کہ علی صورۃ ادبارہا۔ اور معنے رد کے صیرورت کے
ہوے یعنے ہمارے رد کردینے سے چہرے بصورت قفا ہوجاوین وفیہ کلام سیاتی۔ جاننا چاہیے کہ علما نے معنے آیت مین اختلاف کیا ہی لہذا بیان
ضرور ہی۔ پس طموس بمعنے دُروس ہی ای نشان مٹ جانا اور طمست الشیٔ بمعنے محو کرکے مین نے اس شے کا اثر بالکل ناپید کردیا کذا فی القاموس وغیرہ
اور قولہ تعالیٰ فاذا النجوم طمست۔ یعنے ستارون کے نشان زائل کیے جاوینگے۔ اور قولہ ربنا اطمس علی اموالہم۔ یعنے اے پروردگار ہمارے ان فرعون
والون کے اموال برباد کردے اور قولہ تعالیٰ ولو نشاء لطمسنا علی اعینہم۔ یعنے اگر ہم چاہین تو طمس کردین انکی آنکھون پر اے انکو اندھا کردین
جب یہ معلوم ہوا تو آیت کریمہ مین قولہ من قبل ان نطمس وجوہا۔ مین وجوہ کی تنکیر تو مخاطبون کو ہول دلانے کے لیے ہے اور اسکو نکرہ رکھنا اور
ابہام کے ساتھ فرمانا مخاطبون کی طرف ایک گونہ لطف ہی کہ ابھی ایمان لاوین تو مقبول ہوگا۔ پھر مراد وجوہ سے یا تو معنے حقیقی ہین یعنے چہرے یا یہ

Marfat.com

تعبیر ہی شخص سے چنانچہ اردو مین بھی بولا کرتے ہین کہ اسکے ساتھ مین چار چہرے بھی ہین یعنے چار آدمی ہین اور اسیکا مؤید ہی قولہ او نلعنھم بضمیر ہم حالانکہ
وجوہ کی طرف ضمیر فنردہا راجع ہی الا آنکہ مرجع الذین مذکور ہوا اگرچہ اول ولی ہی کیونکہ خطاب سے غیبت کی طرف التفات پر ضمیر کا مرجع ہوگا کیونکہ ظاہر یہ تھا
کہ او نلعنکم پس بر تقدیر آنکہ کہ با وجود طمس کے جسطرح مفسر رح نے ذکر کیا ہی چہرون مطموسہ کو پشت کی جانب پھیر دین اور یہ جو مذکور ہوا کہ ہیأت مین کوئی جدید
امر نہین پیدا ہوگا مسلم نہین بلکہ زیادہ مکروہ ہیأت ہو جائیگی اور بہ نظر ظاہر قولہ فنردہا علی ادبارہا۔ الصق ہین ولیکن ضرور ہی کہ علی بمعنی الی لیا جاوے
کما لا یخفی وفیہ بعد ظاہر۔ اور بعض نے کہا کہ من قبل ان نطمس وجوہا۔ پس طمس یہی ہی کہ فنردہا علی ادبارہا۔ اور حاصل یہ کہ انکے چہرے انکی پشت کی جانب
ہو جاوین اور قفا اگلی طرف ہو جاوے۔ اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ عوفی رح نے ابن عباس رض سے اس آیت مین روایت کی کہ طمس وجوہ یہ کہ انکو اندھا کیا جاوے اور
قولہ فنردہا علی ادبارہا۔ کے یہ معنے کہ انکے چہرے انکے قفاؤن کی جانب کر دین پس اُلٹے پاؤن چلین اور انہین سے آدمی کی آنکھین اسکی گدی کی طرف
کر دین یہی قتادہ رح وعطیہ عوفی نے کہا اور یہ عقوبت وخواری بڑھکر ہی۔ **اَوْ نَلْعَنَهُمْ** یمسخہم قردۃ۔ یا لعنت کرین ہم انکو۔ یعنے وجوہ کو جو اشخاص سے
تعبیر ہی۔ یا اہل کتاب کو پس التفات از خطاب بغیبت ہی بغرض توہین کہ درصورت نہ ایمان لانے اور مستوجب لعنت ہونیکے لائق خطاب نہین
ہین۔ اور مفسر رح نے کہا۔ ای نمسخہم قردۃ۔ یعنے مسخ کر دین ہم انکو بندرون سے یعنے لعنت یہان اس طور پر کہ مسخ کرکے بندر کر دین جبکہ وہ آدمیت کی
صفت کا برتاؤ نہین کرتے جانورون کی عادت اختیار کرتے ہین اور سمجھانے پر بھی شرارت سے باز نہین آتے تو جانور بندر شریر بنا دین اور لعنت سے
یہ مراد بقرینہ قولہ۔ **كَمَا لَعَنَّا** مسخنا۔ جیسے ہم نے لعنت کی تھی۔ یعنے مسخ کر دیا تھا۔ **اَصْحٰبَ السَّبْتِ** منہم۔ سنیچر والون کو
انہین سے یعنے مسخ کرکے بندر کر دیا تھا جیسا کہ پارہ الم مین تفسیر قولہ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت۔ الآیہ مین بیان ہو چکا ہے اور
سورہ اعراف مین انشاء اللہ تعالیٰ مفصل قصہ آویگا۔ پس لعنت کی تفسیر مسخ سے اسی بنا پر ہی کہ کما لعنا کی تشبیہ سے پوری تشبیہ مراد لیجاوے اور اگر
فقط رحمت سے دور ومردود کیے جانے مین تشبیہ ہو تو یہ ضرور نہوگا ولیکن سیاق مرجح اول ہی کیونکہ حاصل آنکہ ایمان لاؤ قبل اسکے کہ ہم تمہارے چہرے
طمس کر دین یا تمکو مسخ کرکے بندر کر دین۔ **وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ** ۔قضارہ۔ یعنے جو قضاے الٰہی ہی۔ **مَفْعُوْلًا** مفعول ہی یعنے ہوگئی ہی یعنے قضاء الٰہی
ایسی حتمی ہی کہ گویا وہ واقع ہوگئی ہوئی ہوتی ہی اور یہ فہیم کو تاکید ہی کہ قضاء الٰہی مین قدر کو جانین کہ وہان روک ٹوک واسباب کو کچھ خطور ودخل نہین ہی جو حکم ہو
فوراً واقع ہوگا مفسر رح نے ذکر کیا۔ ولما نزلت اسلم عبداللہ بن سلام۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو یہود مین سے ایک عالم
تھے فوراً مسلمان ہوگئے اور معالم وکمالین وغیرہ مین مذکور ہی کہ عبداللہ بن سلام ملک شام سے واپس آتے تھے کہ انھون نے راہ مین یہ آیت سنی
پس گھر جانے سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوے مسلمان ہوکر اور کہتے تھے کہ مجھے یہ خوف ہو گیا تھا کہ مین اپنے گھر نہ پہونچنے
پاؤنگا قبل اسکے کہ اللہ تعالیٰ میرا چہرہ مطموس کر دے **مترجم** کہتا ہی کہ صحیح بخاری مین انکا قصہ اسلام اور طور پر مذکور ہے اور ان دونون قصون مین
میرے نزدیک توفیق دشوار ہی ظاہرا یہ روایت وہم ہی کہ راوی نے بجاے کعب احبار کے عبداللہ بن سلام کا نام ذکر کر دیا ہی اور مجھے اسکی اسناد کا
بھی پتا نہین ملا اور معالم مین بطریق حکایت مذکور ہی اسی سے ظاہر اکمالین مین نقل کر دیا ہی اور **شیخ ابن کثیر** رح نے بھی یہ قصہ بالکل ذکر نہین کیا
ہان کعب احبار کے اسلام کا قصہ ذکر کیا ہی وہ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہی۔ یہان کلام یہ ہی کہ اس آیت کے معنے یہ ہوے کہ اے کتاب والو ایمان
لاؤ قبل اسکے کہ ہم چہرون کو طمس کرین پس رد کر دین انکے ادبار پر یا لعنت کرین جیسے ہم نے سنیچر والون کو لعنت کی اور یہان لوگون کو وعید ہی پس
علما مین اختلاف ہی کہ مراد ان معانی مذکورہ سے یہی معنے تفسیری ہین جو مذکور ہوے یا یہ ضرب المثل ہی پس **شیخ ابن کثیر** رح نے ذکر کیا کہ قولہ من
قبل ان نطمس وجوہا فنردہا علی ادبارہا یہ ضرب المثل ہی انکے حق سے پھیرے جانے اور باطل کی طرف مردود کیے جانے اور راہ راست سے راہ ضلالت

کی طرف اُلٹے پاؤن بھگائے جانے کی بنظیر اُسکی وہ ہی جو بعض نے قولہ تعالےٰ وجعلنا من بین ایدیہم سدا الآیہ مین کہا کہ یہ مثل ہی انکے گمراہ ہونے اور
ہدایت سے ممنوع ہونے مین اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہی۔ مجاہدؒ نے کہا قولہ من قبل ان نطمس وجوہا یعنے راہ حق سے اندھا کردین قولہ فنردہا علی
ادبارہا۔ یعنے گمراہی مین مردود کرین۔ اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ وحسنؒ سے اسکے مانند مروی ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر کہا جائے کہ
ابن عباسؓ سے بعض نے اسطرح معنے روایت کیے جو مفسرؒ نے ذکر کیے ہین اور یہان ابن ابی حاتم کی حکایت سے معلوم ہوا کہ انھون نے اسکو ضرب المثل قرار
دیا ہی تو جواب یہ ہی کہ مفسر جلالؒ نے جو معنے ذکر کیے ہین وہ کلام کی تفسیر ہی اور ایسی ہی تفسیر ابن عباسؓ و دیگر سلف سے بھی مروی ہی پھر کلام یہ ہی
کہ آیا یہی تفسیر جو الفاظ کے معنے حقیقی کے ترکیب سے سمجھی جاتی ہی یہی مراد بھی ہی یا اس تفسیر سے مراد ضرب المثل ہی پس ابن عباس سے تفسیر مذکور کے با وجود
یہ بھی مروی ہی کہ الفاظ کی حقیقت مراد نہین بلکہ یہ ضرب المثل ہی اور ان دونون مین منافات نہین جیسا کہ اوپر اشارہ ہوا فافہم۔ اور سدیؒ نے کہا کہ
قولہ فنردہا علی ادبارہا۔ ای ہم ان وجوہ کو حق سے ممنوع کردین۔ یعنے لوٹا دین کہ کفر ہی پر رہین یا بند رہنا دین۔ اور ابو زیدؒ نے کہا چنانچہ
اللہ تعالیٰ نے انکو دین حجاز سے مردود کر کے ملک شام کی طرف لوٹا دیا مترجم کہتا ہے کہ تاریخ والون نے لکھا ہی کہ یہود جو شہر مدینہ طیبہ مین
آباد تھے اکثر انہین وہ تھے جو توریت مین صفت پیغمبر آخر الزمان وکرامات امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوات والتسلیمات سنکر یا حجاز حضرت
موسیٰ علیہ السلام یہان رہ پڑے تھے پس انکی ذریات ناخلف نے یہ نوبت پہونچائی کہ جب آخر کو یہ نعمت عظمیٰ پائی اور حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ
وسلم کا زمانہ آیا تو اُلٹے دشمن ہوگئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ بقول حضرت ابو زیدؒ کے حجاز سے اُلٹے پاؤن شام کو نکالے گئے واللہ الہادی ونعوذ باللہ
ونعوذ باللہ من الضلال۔ یہ تو ان علما کا قول ہی جو اسکے قائل ہین کہ مراد آیت مین طمس وجوہ سے ضرب المثل انکی گمراہ رکھنے کی ہی اور حاصل آنکہ
ایمان لاؤ قبل اسکے کہ وہ وقت آوے جسوقت کیواسطے یہ حکم دیدیا ہی کہ بعد اسوقت کے پھر کوئی کتاب والون مین سے راہ راست نپاوے اُلٹے
پاؤن گمراہی کی راہ چلا دین یہانتک کہ جہنم مین پہونچین لیکن پوشیدہ نہین کہ مابعد مین جو فرمایا او نلعنہم کما لعنا اصحاب السبت۔ تو اس سے حقیقت
مراد ہی اور یہ کوئی ضرب المثل نہین ہی اور اوپر مذکور ہوا کہ ارجح یہ ہی کہ لعنت سے مسخ کر دینا مانند مسوخ ہونے اصحاب سبت کی مراد ہی تو یہ مرجح ہی کہ
اول شق یعنے طمس وجوہ سے بھی حقیقت ظاہر مراد ہی اور اسی کو مفسرؒ نے اختیار کیا ہی اور اسیکا مؤید ہی قصہ اسلام کعب بن حبار چنانچہ عیسیٰ بن المغیرہؒ
سے روایت ہی کہ ہم نے آپسمین ابراہیمؒ کے پاس کعبؓ کے مسلمان ہونیکا تذکرہ کیا تو ابراہیمؒ نے فرمایا کہ کعبؓ زمانہ عمرؓ مین مسلمان ہوئے اور حال
یہ ہوا کہ یمن سے وہ بیت المقدس کا حج کرنے چلے راہ مین مدینہ مین گذر ہوا پس عمرؓ نکلکر کعب کی طرف تشریف لائے اور فرمایا کہ اے کعب تو مسلمان ہو جا
کعبؓ نے کہا کہ تم لوگ نہین کہتے ہو کہ تمھاری کتاب مین ہی۔ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا اور مین بھی توریت کا حافظ ہون دیکھنا اسکے
موافق مین بھی گدہے کے مانند بوجھ لادے ہون پس عمرؓ نے گفتگو چھوڑدی پھر کعب نکلکر چلے یہانتک کہ حمص مین پہونچے وہان کے لوگونمین
سے کسی مرد کی زبان سے باواز دردناک یہ آیت سنی کہ پڑھتا تھا۔ یا ایہا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوہا
الآیہ۔ تو کعبؓ بولے کہ اے پروردگار مین مسلمان ہوگیا بخوف اسکے کہ جو اس آیت مین فرمایا ہی وہ انکو لاحق ہو پھر لوٹ پڑے اور یمن مین اپنے لوگون
پاس آئے اور ان سب کو لیکر مسلمان ہو کر چلے آئے رواہ ابن جریر۔ اور ابو ادریس عائذ اللہ خولانی سے روایت ہی کہ ابو مسلم جلیلی رحمہ اللہ
معلم کعب تھے اور انکو ملامت کیا کرتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مین دیر لگا کیا ہی پس کعب کو مدینہ بھیجا کہ دیکھو یہ پیغمبر وہی ہین جنکا
حال توریت مین مفصل ہی۔ کعب کہتے ہین کہ مین سفر کو سوار ہو کر مدینہ آیا ناگاہ مین نے سنا کہ تلاوت کرنے والا قرآن مین سے پڑھتا ہی کہ یا ایہا الذین
اوتوا الکتاب آمنوا آخر آیت کریمہ۔ پس مین نے جلدی کی اور پانی پر پہونچکر نہایا اور مین اپنا منھ چھوے جاتا تھا بخوف اسکے کہ میرا چہرہ مطموس نہو جاوے

Marfat.com

پھر مین اسلام لایا۔ رواہ ابن ابی حاتم مترجم کہتا ہے ظاہر روایت ابن ابی حاتم مین ترک و اختصار ہی اسواسطے کہ یہ تو بالاتفاق ہی کہ کعب احبار کا اسلام بعد حضرت صلعم کے زمانۂ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین واقع ہوا تھا اور واقدیؒ نے اسی آیت کریمہ کے سننے پر انکا اسلام لانا روایت کیا مگر بطرز دیگر اور شاید کہ اقرب بصحت وہ ہی جو ابن جریر نے روایت کیا ہی۔ بہرحال اسمین کعب اپنا چہرہ چھوتے تھے کہ مطموس نہو جاوے اس سے ظاہر ہی کہ مفہوم ظاہری سمجھتے تھے پس یہ حجت تو نہین ہو سکتا اسواسطے کہ یہ خود انکی سمجھ تھی جو حجت نہین ہو سکتی ہی مگر مؤید البتہ ہو سکتی ہی۔ اس قول پر کہ اس آیت سے حقیقت مراد ہی ایک اشکال ظاہر وارد ہوتا ہی وہ یہ ہی کہ جب اہل کتاب کو وعید کی گئی کہ ایمان لاؤ ورنہ وجوہ مطموس کر دینگے یا مسخ کر دینگے مانند اہل سبت کے حالانکہ ان دونون باتون مین سے کوئی بات واقع نہین ہوئی۔ تو مفسر جلالؒ نے اسکے دو جواب ذکر کیے اول بقولہ فقیل کان وعید الشرط فلما اسلم بعضہم رفع۔ یعنے بعض نے جواب دیا کہ یہ وعید مطلق نہ تھی بلکہ مقید تھی ایک شرط کے ساتھ یعنے یہ معنے ہین کہ اے کتاب والو ایمان لاؤ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو ہم ایسا کرینگے پس جب بعض انمین سے مسلمان ہو گئے تو یہ وعید باقیون سے اُٹھ گئی اور دوم جواب بقولہ وقیل یکون طمس ومسخ قبل قیام الساعۃ اور بعض نے کہا کہ قیامت سے پہلے یہ طمس یا مسخ واقع ہوگا۔ حاصل آنکہ وعید مذکور کے واسطے کوئی وقت مقدر نہین ہی پس قیامت سے پہلے ایسا ہوگا مترجم کہتا ہی کہ بنابرین ہو سکتا ہی کہ حدیث جو اہل سنن نے روایت کی ہی کہ اس امت مین بھی خسف ومسخ ہوگا اسی معنے پر محمول ہو کہ اہل کتاب جو ایمان نہ لاوینگے اُنکو قبل قیامت کے مسخ و مطموس کیا جاویگا واللہ اعلم اور کمالین مین لکھا کہ بعض نے کہا کہ یہ انکے واسطے قیامت مین ہوگا اور نیز ذکر کیا کہ اول تو مجاہدؒ کا قول ہی کما رواہ ابن ابی حاتم اور دوم ابن عباسؓ کا قول ہی کما رواہ ابن جریر اور سوم قول حسن بصریؒ ہی انتہی و الظاہر الاول ثم الثالث واللہ اعلم

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ‌ ۚ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ

البتہ نہین بخشتا اللہ تعالیٰ یہ کہ اسکے ساتھ شرک کیا جاوے اور بخشتا ہے اس سے نیچے جسکے لیے چاہے اور جسنے شریک ٹھہرایا اللہ کا

فَقَدِ افۡتَـرٰۤى اِثۡمًا عَظِيۡمًا‏

اس نے بڑا طوفان باندھا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ۔ الاشراک بہ۔ یعنے ان یشرک بہ مفعول بہ ہی بتاویل اَن مصدریہ۔ یعنے اللہ تعالیٰ نہین بخشتا ہی شرک لایا جانا اسکے ساتھ۔ اور شرک کی دو قسمین ہین ایک شرک تو اعتقاد مین اور دوم فعل و قول مین اور ان دونون مین سے ہر ایک کی دو قسمین ہین ایک تو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات مین اور دوم آپنے فعل مین یا قول مین۔ پس اہل سنت کے اعتقاد مین بالاجماع مقرر ہوا ہی چنانچہ فقہ اکبر مین امام ابو حنیفہؒ سے ہی کہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے ساتھ کوئی چیز شریک نہین ہی نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن نہ جاندار اور نہ بیجان پس نہ تو اوتعالیٰ کی ذات مین شریک ہی نہ صفات مین اور نہ افعال مین کسی طرح کسی چیز مین شریک نہین ہی لہذا اہل توحید و ایمان کو لائق ہی کہ شرک کے سب اقسام سے بہت پرہیز کرین کیونکہ شرک ایسی بدتر چیز ہی کہ ارحم الراحمین عزوجل کا غضب ایسا ہوتا ہی کہ قطعی حکم دیدیا کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ اللہ تعالیٰ بالتحقیق نہین بخشتا یہ کہ اسکے ساتھ شرک کیا جاوے حالانکہ کمال رحمت سے فرمایا۔ ویغفر ما دون ذلک۔ اور بخشدیتا ہی جو نیچا ہی اس سے لیکن ساتھ ہی فرمادیا لمن یشاء۔ جسکے لیے چاہے یعنے اوتعالیٰ عزوجل قادر مختار ہی اسپر کوئی بات واجب نہین پس یہ واجب نہین کہ شرک سے نیچے خواہ مخواہ بخشدے بلکہ تمام و کمال مختار ہی جسکو چاہے بخشے اور جسکو چاہے عذاب کرے مفسرؒ نے لکھا قولہ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ ای ما سوی ذلک من الذنوب۔ یعنے جو سوائے اشراک کے ہی گناہون سے۔ اگر کہا جاوے کہ

قولہ ان یشرک بہ۔ تو فقط فعل کے شرک پر ہی یعنے آنکہ شرک کیا جاوے ساتھ اسکے۔ اور اگر نہ کیا جاوے بلکہ اعتقاد مین ہو تو یہ حکم نہین اسکا جواب یہ ہی کہ ہرگز نہین یہ وہم غلط ہی چنانچہ مفسرؒ نے کہدیا کہ ان یشرک بہ یمعنی الاشراک بہ ہی کیونکہ وہ مصدر ہی پس اشراک خواہ فعلی ہو یا اعتقادی ہو کسیکو نہین بخشیگا۔ اور ماسوائے اشراک کے کل گناہونکو عام ہی خواہ صغیرہ ہون یا کبیرہ ہون حتی کہ ناحق مسلمان کو عمداً قتل کرنیکو بھی شامل ہی اگرچہ بہت بڑا گناہ ہی قریب شرک کے پہونچا ہی لیکن چونکہ شرک کی حد مین داخل نہین ہی لہذا امید ہی کہ اللہ تعالیٰ اسکو بخشے جیسا کہ اسنے وعدہ فرمایا ہی کہ جسنے شرک نہین کیا اسکو مین جنت مین داخل کرونگا پھر اسکو اختیار ہی چنانچہ فرمایا لِمَنْ يَّشَآءُ جسکے واسطے چاہی۔ المغفرۃ لہ بان یدخلہ الجنۃ بلا عذاب۔ یعنے چاہے اسکی مغفرت کرنا باین طور کہ اسکو جنت مین بلا عذاب کیے داخل کرے۔ ومن شاء عذبہ من المومنین بذنوبہ ثم یدخلہ الجنۃ۔ اور جسکو چاہے عذاب کرے مومنون مین سے بقدر اسکے گناہونکے پھر اسکو جنت مین داخل کریگا جیسا کہ اسنے اپنے کرم سے وعدہ فرمایا ہی اگرچہ کوئی امر اسپر واجب نہین ہی خود فرمایا۔ لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون یعنے نہین پوچھ ہو سکتی اس سے اس چیز کی جو وہ کرتا ہی اور حال یہ کہ مخلوق سے پوچھ ہوتی ہی پھر جاننا چاہیے کہ توبہ کرنا درگاہ الٰہی مین ایسی نعمت ہی کہ اس سے کل گناہ معاف ہوجاتے ہین حتی کہ شرک بھی معاف ہوجاتا ہی پس معنی آیت کریمہ کے یہ ہین کہ اشراک ایسی بدتر چیز ہی کہ خود یہ اشراک اس قابل ہی نہین کہ مغفرت ہو پس اگر بندے نے اشراک سے توبہ کرلی اور نادم ہوا تو اللہ تعالیٰ اُس سے تجاوز فرماتا ہی اور پہلی خطا و غلطی پر گرفت نہین کرتا چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ اسلام لانا ڈھا دیتا ہی اپنے سے پہلے سب گناہون کو جو کچھ ہون الحدیث۔ اور ماسوائے اشراک کے باقی گناہ توبہ سے بدرجہ اولیٰ معاف ہوتے ہین اور اگر توبہ نہ کی اور مرگیا تو وہ اس قابل ہین کہ اللہ تعالیٰ چاہے انکو معاف کردے بدون عذاب کیے اور بدون سزا دیے ہوے۔ اور چاہے سزا دیکر پھر جنت مین داخل کرے کیونکہ سوائے اشراک کے کسی گناہ پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام نہین فرمائی ہی۔ حاصل یہ نکلا کہ گناہ تین قسم کے ہین بنظر قابل مغفرت ہونے کے قسم اول اشراک ہی کہ اگر توبہ کرلی تو معاف ہوگا اور اگر بلا توبہ کے مشرک مرا تو ہرگز اُسکو اللہ تعالیٰ عفو نہین کریگا اور ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اور جنت سے قطعی محروم ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسوقت مین جبکہ وہ دنیا مین ہی اُسکو صاف اطلاع دیدی کہ مینے یہ حکم لگا دیا ہی قسم دوم کبیرہ گناہ وہ توبہ کرنے پر معاف ہین اور بدون توبہ مرنے پر بھی قابل مغفرت ہین باین معنے کہ چاہے اللہ تعالیٰ بلا عذاب معاف کرے اور چاہے بعد سزا کے معاف کرکے جنت مین داخل کرے اور قسم سوم صغیرہ تو وہ بھی قابل مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی مشیت مین ہین لیکن انکی بابت اللہ تعالیٰ کی مشیت ظاہر ہوتی ہی کہ عفو راجح ہی چنانچہ فرمایا وان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیاٰتکم الآیہ۔ پس معلوم ہوا کہ کبیرہ گناہون سے بچنے والے کی مغفرت اللہ تعالیٰ نے چاہی ہی۔ جاننا چاہیے کہ فقط معالم مین اسکا سبب نزول حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے والے وحشی بن حرب و اسکے ساتھیونکے حق مین مذکور ہی جسکا خلاصہ یہ کہ وحشی مذکور نادم ہوا اور لکھا کہ مجھے اسلام لانے سے کوئی مانع نہین سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر الآیات۔ اور ہم لوگون نے شرک و قتل و زنا سب کیا ہی تب نازل ہوا کہ قولہ الا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا الآیتین تو ان لوگون نے کہا کہ ہمکو یہ قطعی کیونکر معلوم ہو کہ عمل صالح ہم سے صادر ہونگے تب نازل ہوا قولہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیہ۔ تب ان لوگون نے کہا کہ ہم خوفناک ہین کہ شاید ہم مشیت الٰہی والون مین نہون تب نازل ہوا قولہ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا الآیہ۔ تب وہ لوگ مسلمان ہوگئے اور اُنکی توبہ قبول ہوئی۔ رواہ عن الکلبی ولم ار من غیرہ ممن یعتمد علیہ۔ اور جاننا چاہیے کہ فرقہ معتزلہ نے یہان خلاف آیت کریمہ و احادیث کثیرہ کی یہ قید لگائی ہی کہ کبیرہ گناہ والا اگر بلا توبہ مرے تو بغیر عذاب کے بخشا نہ جائیگا اور اہل سنت آیہ کریمہ و احادیث صحیحہ کے تابع ہین اور شیخ ابن کثیرؒ نے یہان احادیث باسناد پوری پوری سیاق سے نقل کی ہین اگرچہ سب احادیث جو اس

[illegible]

Marfat.com

باب مین آئی ہین نہین لائے مترجم انکو اختصار سے لانا ضروری جانتا ہی حضرت عائشہ رضی سے مرفوعا روایت ہی کہ اللہ تعالیٰ کے یہان دفتر تین
ہین ایک وہ دفتر کہ اللہ تعالیٰ اسمین سے کچھ شمار نہین کرتا اور دوم وہ دفتر کہ اللہ تعالیٰ اسمین سے کچھ ترک نہین فرماویگا سوم وہ دفتر کہ اللہ تعالیٰ اسکو
مغفور نہین کریگا پس جس دفتر کو نہین بخشیگا وہ دفتر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ الآیہ
اور فرمایا انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ الآیہ - اور جو دفتر کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شمار مین نہین تو وہ بیجا افعال ہین جو ایسے ہین کہ بندے اور
اللہ تعالیٰ کے درمیان ہین انکا گناہ ہی جیسے کوئی روز کا روزہ چھوڑ دیا کوئی وقت کی نماز چھوڑ دی تو امید ہی کہ اللہ تعالیٰ اسکو بخشیگا اور
درگذر فرماویگا اگر چاہے اور وہ دفتر کہ جسمین سے اللہ تعالیٰ کچھ ترک نہین فرماویگا - تو وہ بندونکا بعض کا بعض کے درمیان مظلمہ و مواخذہ ہی پس
اسمین لامحالہ قصاص و بدلا ہوگا - رواہ احمد وقال البزار فی مسندہ حدثنا احمد بن مالک حدثنا زائدۃ بن ابی الزناد النمیری عن انس بن مالک رض عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الظلم ثلثۃ فذکر نحو روایۃ عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم - اور معاویہ رض سے مرفوعا ہی کہ ہر گناہ امید ہی کہ اللہ تعالیٰ اسکو بخشے سوائے
اسکے جو کافر مرا یا جسنے مومن کو عمداً قتل کیا - رواہ احمد والنسائی - ابوذر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ عز وجل فرماتا ہی
کہ اے بندے تو نے میری عبادت جو کی اور مجھسے امید رکھی تو مین تجھے بخشنے والا ہون جس حالت پر کہ تو تھا - ای میرے بندے تو اگر زمین بھر کے
گناہونکو لیکر مجھسے ملا مگر اس حال مین کہ تو نے میرے ساتھ کچھ شرک نہین کیا تو مین زمین بھر کی مغفرت سے تجھسے ملونگا - رواہ احمد - اور ابوذر رض سے
روایت ہی کہ مین حرۃ المدینہ مین عشا کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا پھرتا تھا اور ہم احد پہاڑ کو دیکھتے تھے پس آپ نے فرمایا کہ ای
ابوذر مین نے عرض کیا کہ لبیک یا رسول اللہ - فرمایا کہ مین نہین پسند کرتا ہون کہ میرے پاس اس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور پھر تیسری شام آوے
اور میرے پاس اسمین سے ایک دینار بھی ہو سوائے اس دینار کے جو مین قرضہ ادا کرنیکو رکھ چھوڑون مگر یہی کہ مین اس سونے کو بندگان خدا کے درمیان
ایسے ایسے خرچ کرون اور آپنے اپنے دائین و بائین و سامنے لب بھر بھر کر اشارہ سے پھینکا - ابوذر نے کہا کہ پھر ہم چلے تو فرمایا کہ اے ابوذر جو لوگ
بڑے مال والے ہین وہی قیامت مین سب سے زیادہ نادار ہونگے مگر وہ مال والے جنھون نے یون یون دائین بائین سامنے لب بھر بھر کر خرچ کیا پھر
فرمایا کہ ای ابوذر تو ایسا ہی اپنی جگہ پر رہ یہانتک کہ مین آؤن - پھر چلے یہانتک کہ میری نظر سے غائب ہوگئے پھر مجھے زیادہ باتین کرنے کی آواز
آئی تو مین نے کہا کہ شاید رسول اللہ صلعم کو کچھ پیش آیا پس مین نے پیچھے جانے کا قصد کیا پھر مجھے یاد آگیا کہ آپ نے حکم دیا ہی کہ اپنی جگہ سے
مت ٹلنا یہانتک کہ مین آؤن پس مین آپکا منتظر رہا یہانتک کہ آئے پس مین نے جو آواز سنی تھی اسکا ذکر کیا تو فرمایا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام
تھے کہ میرے پاس آئے اور کہا کہ جو آپ کی امت مین سے مرا اس حال مین کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ شرک نہین کرتا تھا تو وہ جنت مین داخل
ہوگا - مین نے کہا کہ اگرچہ اسنے زنا کیا یا چوری کی ہو فرمایا ہان اگرچہ زنا کیا و چوری کی ہو - رواہ احمد والبخاری و مسلم من وجوہ وطرق
اور ایک روایت صحیحین و مسند احمد مین ہے کہ ابوذر رض نے یہ سوال تین دفعہ کیا کہ اگرچہ اسنے زنا یا چوری کی ہو آپنے ہر بار یہی جواب دیا اور آخر مین
فرمایا ہی کہ علی رغم انف ابی ذر - اور جابر رض سے ہی کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ موجبات کیا ہین یعنے جو کسی امر کو
واجب کر دین وہ کیا ہین فرمایا کہ جو مرا ایسے حال مین کہ اسوقت مین وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہین کرتا تھا تو اسکے لیے جنت واجب
ہوئی اور جو مرا ایسے حال مین کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ شرک کرتا تھا تو اسکے لیے دوزخ واجب ہوئی الحدیث رواہ عبد بن حمید و مسلم - جابر رض سے
روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برابر مغفرت بندے پر رہتی ہی جب تک حجاب نہ واقع ہو - عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ حجاب کیا ہی فرمایا
کہ شرک کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ - فرمایا - کہ کوئی جی نہین کہ اللہ تعالیٰ اسے ملے درحالیکہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرک نہ کرتا تھا مگر آنکہ اسپر اللہ تعالیٰ

کی طرف سے مغفرت اتریگی چاہے اسکو عذاب کرے اور چاہے اسکو بخش دے - پھر پڑھا قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک
لمن یشاء الآیہ - رواہ ابو یعلی وابن ابی حاتم - عن ابی سعید الخدری مرفوعاً جو مرا در حالیکہ اللہ تعالیٰ سے کچھ شرک نہ کرتا تھا تو جنت مین داخل ہوا -
رواہ احمد - ابورہم عن ابی ایوب مرفوعاً وفیہ - جسنے گواہی دی لا آلہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ - درحالیکہ اسکی زبان اسکے
دل کی تصدیق کرتی تھی تو جنت مین داخل ہوا - رواہ احمد - عن ابی ایوبؓ ایک شخص آیا حضرتؐ صلعم کے پاس اور کہا کہ میرا بھتیجا حرام سے باز
نہین آتا - فرمایا کہ اسکا دین کیا ہی - عرض کیا کہ نماز پڑھتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی توحید کرتا ہی فرمایا کہ اس سے دین اسکا ہبہ مانگ لے اگر انکار کرے
تو اس سے خرید کر پس مرد مذکور نے اس سے اس طرح طلب کیا مگر اسنے انکار کیا پس اس مرد نے آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا
کہ تو نے اسکو اپنے دین کے دینے پر بخیل پایا - ابوایوبؓ کہتے ہین کہ پھر نازل ہوئی یہ آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء
الآیہ - رواہ ابن ابی حاتم - عن ضمضم الیمامی - مجسے ابوہریرہؓ نے کہا کہ ای یمامی تو کسی مرد کو مت کہنا کہ اللہ تعالیٰ تجھے کبھی نہین بخشیگا یا جنت
مین نہین داخل کریگا - پس مین نے کہا کہ ای صاحب یہ تو ایسا کلمہ ہی کہ ہم مین کا آدمی اپنے بھائی وساتھی کو کہدیا کرتا ہی جب غصہ مین آتا ہی
تو ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ تو کبھی مت کہہ کیونکہ مین نے حضرتؐ صلعم سے سنا فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل مین دو شخص تھے ایک تو عبادت مین بہت کوشش کرتا
اور دوسرا اپنی جان پر اسراف کرتا یعنے بہت بدکار تھا اور ان دونون مین بھائی چارہ تھا اور عابد ہمیشہ دوسرے کو بدکاری پر دیکھتا تو کہتا کہ او فلانے
ان باتون سے باز رہ - وہ جواب دیتا کہ تو مجھے میرے پروردگار کے ساتھ چھوڑدے کیا تو میرا رقیب ہی - آخر ایک روز اسکو ایسے سخت گناہ مین
مبتلا دیکھا کہ اسکو بہت گران معلوم ہوا اس سے کہا کہ تیری خرابی ہو تو اس سے باز رہ اسنے جواب دیا کہ تو مجھے میرے پروردگار پر چھوڑدے کیا
تو میرا رقیب نگہبان مقرر ہوا ہی - عابد نے کہا کہ قسم اللہ کی تجھے اللہ تعالیٰ نہین بخشیگا یا کہا کہ تجھے کبھی جنت مین نہین داخل کرے گا - پھر اللہ تعالیٰ نے
دونون کی طرف ملک الموت کو بھیجا - انھون نے دونون کی روح قبض کرلی پھر اللہ تعالیٰ نے گنہگار کو حکم دیا کہ جنت مین چلا جا اور دوسرے سے
کہا کہ کیا تو غیب جانتا تھا کیا تو میرے قبضہ واختیار کی چیز پر قادر تھا - فرشتو اسکو دوزخ مین لیجاؤ - حضرتؐ صلعم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی
جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ عابد مذکور نے ایسا کلمہ زبان سے نکالا جسنے اسکی دنیا وآخرت کو برباد کردیا - رواہ احمد وابوداؤد - مترجم
کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ میری وبھائی مسلمانون کی مغفرت کرے اس حدیث سے یہ فقہ حاصل ہوئی کہ بندہ مومن کیسا ہی متقی ہو کبھی اپنے بھائی
مسلمان کو جو گنہگار ہی حقیر نظر سے نہ دیکھے اور نفس پر بڑا امتحان ہی ہمیشہ خوفناک رہے کہ اللہ تعالیٰ دانا تر ہی کہ وہ کسکی مغفرت فرماویگا اپنے کو
نیکی کی توفیق پر دیکھکر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے اور دوسرے کو بدی پر دیکھکر اسکی مغفرت وتوفیق کی دعا کرے اور سمجھاوے لیکن اپنے نفس کے واسطے نہین
حتی کہ اگر وہ نہ مانے تو درصورت حاکم وقادر ہونے کے اسکو اللہ تعالیٰ کے واسطے تنبیہ کرے بدون اسکے کہ اپنے نفس کو دخل دے اور اگر یہ قدرت نہین
تو اسکے نہ ماننے پر اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے پناہ مانگے بدون اسکے کہ اس سے رنج کھاوے لیکن اگر یہ رنج کھاوے کہ افسوس یہ میرا بھائی عذاب کی بات مین ظاہرا
پڑا ہوا ہی پروردگار اسکو کسی طرح نجات دے جیسے باپ کو بیٹے کے حال پر افسوس ہوتا ہی اور رہا یہ امر کہ اس سے رنجیدگی ظاہر کرے تو درحقیقت یہ بدتر دعوی
ہی کیونکہ ہدایت وتوفیق اللہ تعالیٰ کے اختیار مین ہی واللہ باقی لفظ ظاہر ہی اس حدیث شریف مین بہت کچھ مضامین ہین فکر کرو اور حاصل کرو اور معنی جنت یا
دوزخ مین جانے کے یہ ہین کہ بعد موت کے جنتی جہان جاتا ہی وہان بھیجا اور دوزخی جہان رہتا ہی وہان بھیجا جو در اصل جنت ودوزخ کی برزخ ہی جیسا کہ
علما نے کہا ہی اور حقیقۃً جنت ودوزخ مین بروز قیامت بعد حساب کے داخل ہوگا - اور عابد مذکور نے جو قسم کھائی اس مین شرک کیا مگر عمداً
وہ سمجھکر نہین بلکہ ناسمجھی سے جو شرک خفی کے اقسام مین سے ہی - اللہ تعالیٰ مومنون کو اس شرک سے بھی بچا دے اور یہ ایسا ہے کہ جیسے

چنے چبانے سے پیٹ مین درد ہو جانے کا آدمی کبھی یقین کر بیٹھتا ہی حالانکہ یہ غفلت ہی اسوقت ہوش رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چنون مین یہ تاثیر دیدی کہ اس سے یہ اثر اسکے پیٹ مین پیدا ہوا اللّٰھم ایدنا بالایمان المتین واغفرلنا وانت ارحم الراحمین عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جسنے یقین کیا کہ مین گناہون کے بخشنے پر قدرت والا ہون تو مین اسکو بخشتا ہون اور کچھ پروا نہین کرتا جب تک کہ وہ میرے ساتھ شرک نہ کرے۔ رواہ الطبرانی **قال الحافظ ابوبکر البزار والحافظ ابو یعلی**۔ حدثنا ھدبۃ بن خالد حدثنا سھل بن ابی حازم عن ثابت عن انس رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من وعدہ اللہ علے عمل ثوابا فھو منجزلہ ومن توعدہ علے عمل عقابا فھو فیہ بالخیار۔ حضرت انس رض نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے کسی کام پر ثواب کا وعدہ دیا ہی تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے اس وعدہ کو پورا کر دینے والا ہی اور جسکو کسی کام پر عذاب کی وعید فرمائی ہی تو اسمین اللہ تعالیٰ کو اختیار ہی یعنے چاہے عذاب کرے یا معاف کرے **قال المترجم** اس حدیث کے اخراج مین یہی دونون حافظ محدث متفرد ہین **کما قال الحافظ ابن کثیر رح** اور واضح ہو کہ الوعد بمعنے وعدہ دینا اور توعد بر وزن تفعل عذاب سے ڈرانا۔ اور درحقیقت یہ دونون وعدے ہی ہین فرق یہ ہی کہ وعد تو ثواب و خیر کا وعدہ ہی اور وعید عذاب و شر کا وعدہ ہی مگر اسکو وعدہ نہین کہتے وعید کہتے ہین اور معنے یہ ہین کہ اللہ عزوجل قادر مختار کریم ہی جب اسنے اپنے کرم سے خیر کا وعدہ کیا تو کرم کے وعدہ کا خلاف کرنا زیبا نہین ہی خصوصاً اللہ عزوجل جامع جمیع کمال کی طرف سے کب روا ہو سکتا ہی لہٰذا علمانے کہا کہ اللہ عزوجل کا وعدہ خلاف نہین ہوتا اور رہی عذاب کی وعید تو اسکی نسبت معتزلہ وغیرہ فرقون نے کہا کہ وہ بھی خلاف نہوگا اور **شیخ اشعری** رحمۃ اللہ وغیرہم نے فرمایا کہ یہ روا ہی اس لیے کہ اگر کوئی اپنے غلام کو کہے کہ تونے اگر یہ نافرمانی کی تو تجکو پچاس کوڑے مارونگا اور تین روز تک کھانا نہ دونگا پھر اگر غلام سے وہ نافرمانی سرزد ہوئی تو کمال یہی نہین ہے اور پوری خوبی یہی نہین ہی کہ لامحالا اسکو سزاے مذکور دیگا بلکہ عفو کر دے تو بھی اچھا ہی لہٰذا ان علمانے وعید الٰہی مین بھی خلاف ہونا روا رکھا ہی اور اس حدیث شریف سے ان لوگون کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ وعید مین خلاف ہونے سے جھوٹ لازم آتا ہی تو جواب یہ ہی کہ اللہ عزوجل نے اپنی قدرت و مشیت پر سب رکھا ہی پس نافرمانیون و گناہ مین بھی یہی ہی جیسے فرمانبرداری کی صورت مین چاہے تو عذاب کرے ایسی ہی نافرمانی مین چاہے نہ عذاب کرے پس یہ تو سچ ثابت ہوا کہ وہ شخص جسنے نافرمانی کی مستحق اس عذاب کا ہے اور رہا عفو کرنا تو یہ زائد بمقتضاے فضیلت کرم ہی کہ یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ علی کل شئی قدیر۔ اور اس آیت مین فرمایا ویغفر مادون ذلک لمن یشاء۔ ہان اگر مخصوص کسی سے خصوصیت عذاب ہی کی کردی ہو تو البتہ یہ وہم ہو سکتا ہے اور کلام اسمین طویل ہی مین نے عام بھائی مسلمانون کے سمجھانے کو آسان گفتگو کردی ہی واللہ الموفق للہدایۃ والصواب والیہ المرجع والمآب۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ ہم لوگ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم قاتل ناحق و مال یتیم کھانے والے اور محصنہ عورتون پر بہتان لگانے والے اور زور گواہی دینے والے کے حق مین شک نہین کرتے تھے یہانتک کہ نازل ہوا قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیۃ۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سواے مشرک کے باقیون کے حق مین ایسے یقین کرنے سے باز رہے۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ اور نیز ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ ہم لوگ شک نہین کرتے تھے اس شخص کے حق مین جس کے حق مین اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین دوزخ واجب کردی ہی یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیہ۔ پس جب ہم نے یہ آیت سن لی تو ایسے یقین سے باز رہے اور امور کو اللہ تعالیٰ کی طرف امیدگی ہولی چھوڑ دیا۔ رواہ ابن جریر اور نیز ابن عمر رض سے بسند صحیح روایت ہی کہ ہم لوگ کبیرہ گناہ کرنے والون کے

حق مین استغفار کرنے سے رکتے تھے یہانتک کہ ہمنے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سُنا کہ آپ پڑھتے تھے۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء الآیۃ۔ اور آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنی شفاعت کو اپنی امت کے کبیرہ گناہ والون کے لیے قیامت کے دن پر رکھ چھوڑا ہی۔ رواہ البزار اور ایک روایت مین اسقدر اور ہی کہ پھر ہمنے بہتیری باتون سے جو ہمارے دلون مین تھین اپنے آپ کو روکا۔ اور ابن جریرؒ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت اُتری۔ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا بھی معاف ہوگا۔ پس آنحضرت صلعم کو ناگوار گزرا اور آپ نے پڑھا کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے شرک کرے۔ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا۔ ذنبا۔ اُسنے افترا کیا۔ یعنے گناہ کیا۔ عَظِيْمًا۔ کبیرا۔ کبیرہ گناہ۔ سابق مین قولہ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ۔ کی تفسیر مین وہ احادیث ذکر ہو چکی ہین جنمین بیان ہی کہ شرک سے بڑھ کر کوئی کبیرہ گناہ نہین ہی اور یہ ایسا ہی کہ جیسے کہا جاوے کہ ایمان سے بڑھکر کوئی کار ثواب نہین ہے اور اللہ عزوجل نے آیت مین صریح فرمایا کہ شرک کرنا افترا ہی اور یہ نہایت پاکیزہ بیان ہی در حقیقت اللہ تعالیٰ خالق تمام عالم کا وہی مالک مختار قادر علیم حکیم تمام صفات سے موصوف ہی اسکی بنائی ہوئی چیزون اگر کسی امر مین کوئی مخلوق مرد و کسی مخلوق کو اسکا شریک کرے یا کہے یا سمجھے تو وہ بڑا مفتری بہتان باندھنے والا جھوٹا بدذات ہی نعوذ باللہ من الاشراک باللہ سبحانہ وتعالیٰ ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیۃ۔ اس آیۂ کریمہ مین اللہ عزوجل نے خوف و رجا دونون کو جمع کر دیا۔ اور آگاہ فرمایا کہ او تعالیٰ نے علی العموم سب تمام صغیرہ و کبیرہ گناہون سے درگزر فرمائی اور عفو کیا سوائے ایک امر کے وہ شرک جلی ہی جس سے ہمیشہ کے لیے دوزخ کے مستوجب ہونگے۔ اور یہان توبہ کی شرط نہین فرمائی یعنے مشرک کے سوائے باقی گناہون کی مغفرت مین یہ شرط نہین ہی کہ توبہ کر لی ہو۔ اور مغفرت فرمانیکی جگہ نہین بیان فرمائی۔ اور اسمین بندون کو قوی امید ہی کہ دونون شرطین نہین ہین یعنے سوائے شرک کے باقی گناہون کی مغفرت مین یہ شرط نہین ہی کہ توبہ ہو اور یہ بھی شرط نہین ہی کہ دنیا مین درگزر ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ بندون کے گناہ دنیا مین بھی بخشتا ہی اور لطف و کرم سے آخرت مین بھی عفو کریگا بشرطیکہ گناہ کے ساتھ شرک نہو اور یہ عوام کے حق مین مقرر و ثابت ہی اور خاص لوگون پر ذرا سختی کر دی کہ انکے چھپے خطرات کا بھی تفحص ہوگا اور ماخوذ ہونگے چنانچہ اپنی بندگی کرنے پر نظر نہ کرین اور عوض کی طرف آنکھ نہ ڈالین اور جاہ و تعریف کو پسند نہ کرین اور سنانے کو یا دکھلانے کو نہ کرین مترجم کہتا ہی کہ سعدی علیہ الرحمہ نے خوب کہا ہے گنہگار ترسندہ ناک از خدائے + بہ از پارسائے عبادت نمائے + یعنے جو گنہگار اپنے گناہ پر اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو وہ ایسے پرہیزگار پارسا عابد سے اچھا ہی جو دکھلانے کو عبادت کرے۔ اور صحیح حدیث مین ریا کاری یعنے دکھلانے کو عبادت کرنا شرک فرمایا ہی۔ اور بیان فرمایا کہ جو باتین ان چیزون سے کم ہین وہ ان لوگون سے مغفور ہین جیسے لغزش خیالات کی جو چوک جانے سے ہو کیونکہ اسنے عہد محبت و معرفت نہین توڑا ہی اور یہ جو کہا جاتا ہی کہ وہ لوگ شرک خفی سے ماخوذ ہوتے اور پکڑے جاتے ہین تو وہ شرک خفی ہی جو ریا و شک کے خطرے کہلاتے ہین اور اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہی کہ وہ لوگ ہر دم اپنی ہر سانس پر حساب لیے جاتے ہین پس اگر کسی سانس مین اُنسے کوئی خطا سرزد ہوئی یعنے ریا و شک وغیرہ کا کوئی خطرہ آیا اور غفلت ہوئی تو اللہ تعالیٰ انکو عذاب دیتا ہی اور وہ عذاب یہ ہوتا ہی کہ پردہ کر دیا جس سے وہ مشاہدہ سے محروم ہو گئے۔ اور یہ اسوقت ہی جبکہ وہ لوگ ان خطرات سے غفلت مین پڑ گئے ہون اور اگر ایسا ہوا کہ خطرہ آنے کے بعد اُنھون نے اسکی نفی کی اور اسکو دفع کرنے اور وسوسہ شیطانی دور کرنے سے غافل نہوئے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو یاد کیا کما قال تعالیٰ ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم۔ اور اسکی صفات پاک کو ذکر کیا کما قال تعالیٰ ومن یغفر الذنوب الا اللہ۔ اور اسکی

نعمتون اور انعام مین فکر کی جن سے انوار حاصل ہوئے کہ قلب کو وسعت وکشادگی حاصل ہوئی اسلیے کہ قلب مین نور پیدا ہوا پس اپنی زندگی
سے اور مراقبہ وحضوری مین اپنا قصور دیکھنے سے اس لغزش کا تدارک کر لیا تو پھر اسکے بعد الوہیت کے اسرار اور ربوبیت کے انوار انکے
سینون مین پھیلتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ یعنے جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام
کے لیے کھولا وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور مین ہوتا ہو مترجم کہتا ہو کہ حدیث مین ہو کہ نور جب سینہ مین داخل ہوتا ہو تو سینہ اسکے واسطے
کشادہ ہو جاتا ہو تا آخر حدیث رواہ البیہقی وغیرہ عن ابن مسعودؓ پس ان لوگون نے انھین انوار واسرار سے معرفت وکشف کی راہین طے
کی ہین۔ بعض بزرگون نے اس آیت کریمہ کے اشارات مین کہا کہ شرک یہ ہو کہ اسکے سر باطنی مین کوئی غیر چیز سوائے اللہ عزوجل کے نمود ہو
اور بعضون نے فرمایا کہ اپنے عمل کو دیکھنا اور اپنے نفس پر نظر رکھنا اور اپنے نفس کے کامون پر مدح کا خواستگار ہونا یہ سب شرک ہی کے
اقسام مین سے ہین جسکی نسبت اللہ عزوجل نے قطعی حکم دیدیا ہے کہ اسکو نہین بخشیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت باری تعالیٰ
عزوجل سے حدیث قدسی بیان فرمائی کہ اللہ عزوجل فرماتا ہو کہ جسنے کوئی ایسا عمل کیا جسمین میرے غیر کو شریک کیا تو مین اس سے بری ہون
یعنے اس سے پاک بیزار ہون مترجم کہتا ہو کہ منجملہ احادیث صحاح کے ہے۔ شیخ نے کہا اور حضرت استاذ فرماتے ہین کہ عوام سے تو مطالبہ کیا گیا
کہ شرک جلی چھوڑین اور خواص سے مطالبہ ومواخذہ ہو کہ شرک خفی بھی چھوڑین۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ

کیا تو نہین دیکھتا اُن لوگون کو جو پاکیزہ کہتے ہین اپنے آپکو بلکہ اللہ پاکیزہ کرتا ہو جسکو چاہے اور ان پر ظلم نہو گا تاگے برابر دیکھ

كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

کیونکر اللہ تعالیٰ پر جھوٹھ باندھتے ہین اور کھلا گناہ ہونے کو یہی کافی ہو

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ۔ کیا تو نے یہ لوگ نہین دیکھے جو اپنی ذات کی پاکیزگی کرتے ہین ف
یہ استفہام ان لوگون کے حال سے تعجب دلانے کو ہو کیونکہ تزکیہ کسی نفس کا کوئی نہین جان سکتا ہے سوائے حق عزوجل کے
پس قطع نظر خود ستائی واپنے منہ میان مٹھو بننے کے یہ شرک ہو کہ جو بات سوائے اللہ عزوجل کے اور کوئی نہین جان سکتا اسکے یہ لوگ مدعی ہوے
اور مفسرین نے اس امر مین تو اتفاق کیا ہو کہ یہ مدعی مشرک لوگ یہود ضرور تھے اور اسمین اختلاف ہو کہ تزکیہ کیونکر کرتے تھے چنانچہ مفسرؒ نے کہا۔
وہم الیہود حیث قالوا نحن ابناء اللہ واحباؤہ۔ یعنے یہ لوگ یہود تھے اور تزکیہ یون کرتے تھے کہ کہتے تھے کہ ہم لوگ تو فرزندان خدا واسکے احبا
ہین۔ یہ قول انکا کلام مجید مین آیندہ مذکور ہو اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ حسن بصری وقتادہؒ نے کہا کہ یہ آیت یہود ونصاریٰ کے
حق مین اُتری جبکہ انھون نے کہا کہ نحن ابناء اللہ واحباؤہ۔ اور کہا لن یدخل الجنۃ الا من کان ہودا او نصاریٰ۔ اور مجاہدؒ نے کہا کہ یہودی
اپنے لڑکون کو نماز ودعا مین آگے کرتے اور امام بناتے اور کہتے کہ یہ پاکیزہ ہین انپر کوئی گناہ نہین۔ کذا قال عکرمہ وابو مالک کمار رواہ ابن جریر
اور ابن عباسؓ سے ہو کہ یہود نے کہا کہ ہمارے فرزند مرے وہ ہمارے واسطے قربت ہین ہماری شفاعت کرینگے اور ہمکو پاکیزہ کرینگے پس اللہ تعالیٰ
نے یہ آیت اُتاری۔ رواہ ابن جریر اور ایک روایت مین ابن عباسؓ نے بعد اسکے فرمایا کہ یہود نے اس طرح دعویٰ کرنے مین اللہ تعالیٰ پر
بہتان باندھا اور اللہ تعالیٰ کے یہان تو کوئی گناہگار کسی بیگناہ کی وجہ سے بے گناہ نہین ہو جاتا ہو۔ رواہ ابن ابی حاتم وقال روی
عن مجاہد وابو مالک والسدی وعکرمہ والضحاک نحو ذلک۔ اور ضحاک نے کہا کہ وہ کہتے کہ ہمپر گناہ نہین جیسے ہمارے لڑکون پر نہین ہو اور بعض نے

Marfat.com

کہا کہ آپسمین ایک دوسرے کی مدح کرنے اور اپنونکو پاکیزہ کہنے کی مذمت مین نازل ہوئی ہی اور معالم مین کلبی سے مروی ہی کہ چند علماے یہود اپنے لڑکونکو لیکر نبی صلعم کے پاس آئے تھے باتون مین کہا کہ بھلا ان لڑکون پر کوئی گناہ ہی پھر کہا کہ ہم بھی انھین لوگونکے مانند ہین جو ہم رات مین کرتے ہین وہ دن مین عفو ہوجاتے ہین اور جو دن مین کرتے ہین وہ رات مین عفو ہوتے ہین پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ مترجم کہتا ہی کہ تزکیہ کے معنے ہین تطہیر و تنزیہ ۔ یعنے پاک و طاہر کہنا پس شاید کہ ان جملہ تفاسیر پر صادق ہو اور سوائے انکے اور طور پر جو تزکیہ کے معنے ہین انکو بھی شامل ہو اور اسمین شک نہین کہ لفظ عام ہی جو کوئی اپنے آپ کو یا دوسرے کو کسی امر سے تزکیہ کرے کہ حقیقی عالم اسکا اللہ تعالیٰ ہی اسپر بھی حکم جاری ہی اور نیز آیت مین دلیل ہی کہ تزکیہ آمیز القاب بھی ممنوع ہین جیسے سید العلما ۔ اور سید دین پناہ ۔ وغیرہ ۔ اور شیخ ابن کثیرؒ نے اس قول کی تائید مین کہ نزول اسکا تمادح و تزکیہ کی مذمت مین ہی ذکر کیا کہ مقداد بن الاسودؓ سے روایت ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم مدح کرنیوالون کے منھ مین خاک جھونکین رواہ مسلم ۔ اور عبدالرحمن بن ابی بکرہؓ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے ایک مرد سے سنا کہ دوسرے کی مدح کرتا تھا تو فرمایا کہ خرابی ہو تجکو تونے اپنے یار کی گردن ماری پھر فرمایا کہ اگر لامحالہ کوئی تم مین سے دوسرے کی تعریف ہی کریگا تو یون کہنا چاہیے کہ مین اسکو چنین و چنان خیال کرتا ہون اور اللہ تعالیٰ پر کسی کو تزکیہ نہ کرے رواہ البخاری و مسلم ۔ اور عمر بن الخطابؓ سے ہے کہ جو مجکو تمپر خوف ہی اسمین سب سے زیادہ خوفناک یہ بات ہی کہ آدمی اپنی رائے پر اعجاب کرے سو جسنے کہا کہ وہ مومن ہی تو وہ کافر ہی اور جس نے کہا کہ وہ عالم ہی تو وہ جاہل ہی اور جس نے کہا کہ وہ جنتی ہی تو وہ دوزخی ہی ۔ رواہ ابن مردویہ وقد رواہ احمد من قولہ جس نے کہا کہ وہ مومن ہی الخ[1] ۔ اور حدیث معاویہ بن سفیان مین مرفوعاً ہی کہ خبردار بچتے رہو تمادح سے کہ وہ ذبح ہی رواہ احمد و ابن ماجہ ۔ اور عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ آدمی اول وقت اپنے دین کے ساتھ جاتا ہی پھر لوٹتا ہی تو اسکے پاس دین مین سے کچھ نہین ہوتا کسی دوسرے سے ملتا ہی جو اسکے نفع و ضرر کسی کا مالک نہین ہی اس سے کہتا ہے کہ واللہ آپ ایسے و ایسے ہین پس شاید کہ ایسے[2] حال سے لوٹتا ہی کہ اسکی حاجت تو کچھ بھی پوری نہوئی ولیکن اسنے اللہ تعالیٰ کو ناخوش کر لیا پھر عبداللہ نے یہ آیت پڑھی ۔ الم تر الی الذین یزکون انفسھم رواہ ابن جریر ۔ مفسر جلالؒ نے مابعد سے مربوط ہونے کے واسطے حاصل کلام یون بیان کیا ای لیس الامر بتزکیتھم انفسھم ۔ یعنی واقعی حال تو ان لوگون کے اپنے آپ کو تزکیہ کرنے پر نہین ہی ۔ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّي ۔ یطھر ۔ مَنْ يَّشَآءُ بالایمان ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی تزکیہ کرتا ہی یعنے پاک کردیتا ہی جسکو چاہے یعنے ایمان کے ساتھ پاکیزہ کر دیتا ہی یہ دوسرے سے ممکن نہین ہی ۔ جاننا چاہیے کہ تزکیہ مصدر باب تفعیل ہی پس اگر کسی بندے نے اپنے کو یا غیر کو مزکیہ کیا تو دو حال سے خالی نہین یا تو یعنے پاک کر دیا یہ تو اسکے اختیار مین نہین ہی یا یعنے آنکہ اسکو پاکیزہ ہونے کی طرف نسبت کیا جیسے تقدیس اللہ تعالیٰ کی کہ مراد یہی ہی کہ بندے نے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی اور جیسے زید نے عمرو کی تکفیر کی یعنے اسکو کافر کہا پس یہ دو حال سے خالی نہین یا تو کسی دلیل قطعی سے کہا پس اس صورت مین بنظر اس دلیل قطعی کے مثلاً حکم خدا و رسول سے یقین جاننے کے وہ سچا ہی مثلاً کوئی نصرانی یا اور کسی قسم کا کافر اپنے کفر پر مرا اور زید نے اسکی تکفیر کی تو درست ہی یا حضرت عیسیٰ و موسیٰ انبیا علیہم السلام کی تصدیق کی یعنے انکو سچا کہا تو بہت درست ہی اور دوم یہ کہ اسنے بلا قطعی دلیل کے ایسا کیا مثلاً زید نے عمرو کی تکفیر کی یعنے عمرو کو کہا کہ او کافر بدون اسکے کہ عمرو کا کافر ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہو تو اسنے بہت بدحرکت کی وہ خود نہین جانتا کہ کافر ہی یا نہین ہی اسطرح اگر تزکیہ کیا تو اسکے تزکیہ کرنے پر کچھ نہین ہی کیونکہ یہ تو اسکے اختیار ہی مین نہین ہی کہ در واقع اسنے اپنے آپ یا غیر کو پاکیزہ کر دیا ۔ رہے دوسرے معنے کہ پاکیزگی کی طرف نسبت کی تو یہ بدتر جہالت ہی وہ کہانسے جانتا ہی کہ واقع مین ایسا ہی تو اسکا تزکیہ کرنا اور نکرنا کچھ مفید تو ہوا مگر چونکہ اسنے فرک کی بلوکی اس سے غضب الٰہی مین پڑگیا یہی مفسرؒ نے آیت کریمہ کی تفسیر مین کہا جسکا حاصل یہ کہ اللہ عزوجل نے تعجب دلایا کہ عجب بیباک جاہل ہین کہ اپنے آپ کا تزکیہ کرتے

[1] بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ قطعی طور پر نہ کہے کہ فلان ایسا ہی ۱۲ م [2] یعنے بسا اوقات یہ کیفیت ہوتی ہی ۱۲ م ۔

Marfat.com

ہین حالانکہ واقع مین تزکیہ ہونا انکے تزکیہ کرنے پر نہین ہوجاتا وہ تو اللہ تعالیٰ کے اختیار مین ہی جسکو چاہے ایمان دیکر تزکیہ کرے اور ایک جماعت علما کے نزدیک باوجود مومن ہونے کے بھی اپنے اوپر ہی کامل یقین نہین ہوسکتا کیونکہ انجام کار کیا معلوم ہی کہ وہ کافر مریگا یا مومن مریگا تو بھلا دوسرے کو تزکیہ کیا کرسکتا ہی اور یہی حضرت عمرؓ کے اثر مذکورۂ بالا کے معنے ہین پس علماء اشعریہ مین سے جسنے اس اثر سے استدلال کیا کہ انا مومن انشاء اللہ کہنا روا ہی یعنے ایمان مین استثنا کرنا روا ہی تو یہ وہم ہی بلکہ معنے اسکے وہ ہین جو ہم نے بیان کردیے اور علماے حنفیہ اسکے قائل نہین ہین کہ ایمان مین بطریق شک کے انشاء اللہ تعالیٰ سے استثنا کرے کیونکہ ایمان قطعی اعتقاد ہی اور شک کے ساتھ یہ باقی نہ رہا ہان اکثر محققین نے اس اس طور پر مضائقہ نہین جانا کہ انشاء اللہ تعالیٰ سے دوام توفیق وخاتمہ بالخیر ہونے پر تبرک لیا جاوے یعنے انشاء اللہ تعالیٰ مین ایمان پر مرونگا کیونکہ یہ حوالہ ہی اللہ تعالیٰ کے تزکیہ پر کہ وہی پاک پروردگار داناتر ہی کہ کس بندے کے لیے اسنے ایمان سے تزکیہ مقدر فرمایا ہی پس وہی جانتا ہی کہ کس بندہ کو ایمان پر موت دیگا اور البتہ فرمایا بل اللہ یزکی من یشاء - یعنے اسکا مرجع اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہی کیونکہ حقائق امور کا دانا وہی ہے - وَلَا يُظْلَمُوْنَ - ینقصون من اعمالہم - اور نہین ظلم کیے جاوینگے یعنے نہین کمی کیے جاوینگے وہ لوگ اپنے اعمال مین سے - فَتِيْلًا - قدر قشرۃ النواۃ - بقدر قشر نواۃ کے - یہی ابن عباسؓ سے مروی ہی پس نواۃ چھوارے کی گٹھلی اور فتیل وہ ڈورا جو اس گٹھلی کے چراو پر ہوتا ہی کذا قال ابن عباسؓ وحسن ومجاہد وقتادہ وعکرمہ وغیر واحد من السلف وعن ابن عباس ایضا ہو ما فتلت من اصابعک ذکرہ ابن کثیرؒ یعنے ابن عباسؓ سے یہ بھی روایت ہی کہ فتیل وہ انگلیون کے آپس مین مروڑنے سے ذرا سا میل کچیل چھوٹتا ہی وعلی ہذا فتیل بمعنے مفتول ہی اور خلاصہ یہ ہی جو بیضاوی مین مذکور ہے کہ فتیل سے ضرب المثل کسی چیز کی حقارت پر لاتے ہین اور معنی یہ ہین کہ ادنیٰ وحقیر ظلم بھی انپر نہوگا - اور نیز بیضاوی نے فرمایا کہ آیت مین تنبیہ ہی کہ تزکیہ جو اعتماد کے قابل ہی اللہ تعالیٰ ہی کا تزکیہ ہی کسی اور کا نہین ہی کیونکہ وہی ہر بندہ کے حسن وقبح سے داناہی اور حال یہ کہ ان یہود بدبخت کی مذمت فرمائی اور اپنے برگزیدہ بندونسے رضامندی ظاہر کی اور انکی تعریف فرمائی ہی - اُنْظُرْ - متعجبا - تو تعجب سے دیکھ کہ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ - بذلک - کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر بہتان گڑھتے ہین ف یعنے اس امر مذکورۂ بالا سے کہ ہم فرزند اللہ ہین نعوذ باللہ من ذلک - اور ہمارے سواے کوئی جنت مین نجائیگا - اور سوائے چند روز کے ہمکو آگ نہ چھوئیگی وغیر ذلک اور یہ تفصیل ہی مشار الیہ کی اور اصل مشار الیہ وہ معنے ہین کہ اپنی ذات کیواسطے تزکیہ کرتے تھے - وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا - بینا - حالانکہ یہ بدکاری کھلے گناہ ہونیکو کافی ہی ف مبین بمعنے بین ہی حاصل کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تعجب دلایا کہ ان لوگونکو دیکھا کہ اپنی ذات کا خود تزکیہ کرتے ہین حالانکہ اسکو سواے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا اور تزکیہ اسی کے کرنے پر ہی اور وہ کسی پر ذرا سا ظلم نہین فرمائیگا پس عدل سے اگر قابل تزکیہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ انکی تحسین وتزکیہ فرماتا اور تعجب سے دیکھ کہ یہ لوگ عجب بیباک بیوقوف ہین کہ کھلا گناہ یہ کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ پر افترا باندھتے ہین پھر بھی اپنا تزکیہ کرتے ہین اور نہین جانتے کہ زبانی تزکیہ کے جھوٹے دعوے بیفائدہ بلکہ وبال ونکال ہین واللہ اعلم ف شیخ نے عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ الم تر الی الذین یزکون انفسہم بل اللہ یزکی من یشاء - اسمین اشارہ ہی کہ اللہ عز وجل نے جھوٹے دعوے کرنیوالونکا حال بیان کیا جو لوگون کو دکھلانے کے لیے کام کرتے اور اللہ تعالیٰ کو یاد نہین کرتے - اولیاء اللہ کے کلام سنکر سالوسی کے بازار مین بیچتے ہین اور صدیقین کو جو حقائق حاصل ہوتے ہین وہ اپنی ذات کی طرف منسوب کرتے ہین اور بغیر جانے ہوئے ریاضات ومجاہدات کے مقامات کی طرف اشارہ کرتے ہین حالانکہ مقام صدق کی بو بھی کبھی نہین پائی - اور باوجود ان عیوب کے اپنے آپکو عیوب سے بری وپاک قرار دیتے ہین پس اللہ عز وجل نے انکے دعوے اُنپر پھینک مارے بقولہ بل اللہ یزکی من یشاء - یعنی اپنی تنزیہ کے انوار اپنے اولیاء واصفیاء کو پہناتا ہی پس انکو ہر برائی سے پاک کرتا ہی اور ہر خطرہ

Marfat.com

جو سواے راہ حق کے ہو منزہ کردیتا ہی۔ بعض اکابر نے فرمایا کہ یہ نفوس تو محل تزکیہ نہیں ہین سو جسنے اپنے نفس مین کوئی چیز مستحسن و
خوب قراردی یعنے سمجھا یا یقین کیا یا دوسرے کے کہنے سے خوش ہوا کہ ایسا ہی ہی تو اسنے اپنے باطن کو انوار یقین سے ساقط کردیا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ
کیا تو نہین دیکھا ان لوگون کو جنکو دیا گیا ہے ایک حصہ کتاب سے ایمان لاتے ہین بتون اور شیطان پر اور کہتے ہین

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ
کافرون کو کہ یہ لوگ زیادہ پائے ہوئے ہین ایمان والون سے راہ یہی ہین جنکو لعنت کی اللہ نے

وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝
اور جنکو اللہ تعالیٰ لعنت کرے تو تو پھر نہ پاویگا اسکے لئے کوئی مددگار

شیخ مفسر رحمہ نے لکھا کہ نزل فی کعب بن الاشرف ونحوہ من علماء الیہود لما قدموا مکۃ حرضوا المشرکین علی الاخذ بثار قتلی بدر بمحاربۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یعنے نازل ہوا کہ یہ کلام پاک دربیان زیادت کفر کعب بن الاشرف وغیرہ علماے یہود کے اور حال یہ ہوا تھا کہ کعب بن الاشرف وغیرہ مکہ کو گئے
اور بدر کی لڑائی مین جو کفار قریش قتل ہوے تھے انکے ماتم مین مرثیہ کہا اور مشرکون کو مشتعل کیا کہ انکے خون کا عوض لین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
لڑین۔ اور انکی خوشی خاطر کے واسطے کفر کی باتین کین جو تفسیر کلام مین بیان ہونگی۔ یہ قصہ معالم مین مذکور ہی اور ابن ابی حاتم وابن اسحاق وغیرہ نے
روایت کیا اور یہ حضرت ابن عباس وغیرہ ایک جماعت سلف سے مروی ہی۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ
يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ۔ کیا تو نے دیکھے ایسے لوگ جنکو کتاب الٰہی مین سے ایک خفیف حصہ دیا گیا ہی وہ
جبت وطاغوت پر ایمان لاتے ہین ف ان یہودیون کو صرف لفظی بحث کا حصہ تھا جسکا اثر دلپر کچھ نہ تھا لہذا موقع ہوتا تو تعظیم
کرکے جبت وطاغوت کی مدح و پرستش کرتے مفسر رحمہ نے لکھا کہ جبت وطاغوت قریش کے دو بت تھے اور ان دونون بتون پر ایمان لانے کے
یہ معنے ہین کہ یہود مذکور نے جب قریش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے وکشتگان بدر کا بدلا لینے پر آمادہ کیا اور اپنی طرف سے پوری
شرکت کا وعدہ کیا حالانکہ یہ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح رکھنے پر معاہدہ کرچکے تھے تو قریش نے کہا کہ تم بھی اہل کتاب ہو اور محمد بھی
اہل کتاب ہین شاید تم ہم سے فریب کرتے ہو اور ہم کو وہان لیجا کر قتل کرادو لہذا اگر تم سچے ہو تو ان دونون بتون پر ایمان لاکر انکو سجدہ کرو تاکہ
ہمارے دوست ظاہر ہو اور ہم سمجھین کہ تم ہم کو ٹھیک راہ پر جانتے ہو تب البتہ ہم عرب کے تمام گروہ جمع کرکے ایکبارگی محمد کا فیصلہ کردین پس
ان لوگون نے منظور کیا اور دونون بتون پر ایمان لائے وسجدہ کیا کذا ذکرہ اہل التفسیر حسد بری چیز ہے کہ ان یہود نے اپنا ایمان کھلے خزانے
کھویا اور انجام اسکا کچھ نہوا جیسا کہ آگے معلوم ہوگا۔ پھر جاننا چاہیے کہ مفسرین نے جبت وطاغوت کی تفسیر مین اختلاف کیا ہے مختصر یہ کہ
از عمر بن الخطاب۔ جبت جادو۔ طاغوت شیطان ہی۔ اور یہی ابن عباس ومجاہد وابو العالیہ وعطاء وعکرمہ وسعید بن جبیر وشعبی وحسن۔ ضحاک
ابن سدی سے مروی ہی اور نیز ابن عباس سے ہی کہ جبت بمعنے شیطان بزبان حبشی ہی اور یہ بھی علماے تابعین مذکورین سے مروی ہے واز ابن عباس
ایضاً جبت شرک۔ وایضاً عنہ الجبت بت اور عن الشعبی کاہن۔ وعن ابن عباس وہ حیی بن اخطب یہودی ہی۔ اور از امام مالک رح طاغوت
وہ جو سواے اللہ عزوجل کے پرستش کیا جاوے۔ اور بعض نے فرمایا کہ جبت وطاغوت ہر وہ چیز جو سواے حق عزوجل کے پرستش کی جاوے
یا اللہ تعالیٰ کی معصیت مین اسکی پیروی کی جاوے مترجم کہتا ہی کہ یہان دو راہین اول آنکہ قاعدہ بنظر سیاق کیا مراد ہو تو مفسر جلال رح نے

Marfat.com

ارجح قرار دیا کہ مراد قریش کے دو بت ہین۔ دوم آنکہ حکم عام ہی کسی کو روا نہین کہ جبت وطاغوت کی پیروی یا پرستش کرے تو ظاہر لغت مین جس چیز پر یہ لفظ صادق آتا ہو وہ اسمین داخل ہوگی تو جوہریؒ نے صحاح مین کہا کہ جبت ایک کلمہ ہی جو بت اور کاہن اور ساحر اور انکے مانند چیز پر بولا جاتا ہی اور حدیث مین ہی کہ طیرہ وعیافہ وطرق بھی جبت مین سے ہی اور یہ لفظ محض عربی نہین ہی کیونکہ بغیر واو یا حرف نفی ہونیکے جیم و تا ایک کلمہ مین جمع ہین۔ پس حاصل یہ کہ سیاق آیت تو ظاہر انھین دو بتون کیواسطے ہی جیساکہ شیخ جلالؒ نے ذکر کیا اور حکم عام کیواسطے حکم لغت ہی پس سلف صالحین نے جو روایات ہین وہ بمعنے شمول حکم ہین واللہ اعلم وحدیث جو جوہری نے ذکر فرمائی عموم حکم کے واسطے صریح مؤید ہی اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ اس حدیث کو امام احمد وابو داؤد ونسائی وابن ابی حاتم نے روایت کیا اور عوف بن حبان راوی نے تفسیر کی کہ عیافہ تو زجر الطیر ہے یعنے پرند کا زجر کرنا۔ طرق بمعنے خط زمین مین کھینچنا۔ اور بعض نے کہا کہ طرق یہ کہ کاہنون کے طور پر پتھر وکنکری مارے۔ اور طیرہ یہ کہ کسی چیز سے شگون لے پس برائی وشوم اسی چیز سے خیال کرے۔ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا۔ اور یہ یہودی کہتے تھے کافرون سے ف یعنے ابوسفیان واصحابہ حین قالوا الهم نحن اهدی سبیلا ونحن ولاة البیت نسقی الحاج ونقری الضیف ونفک العانی ونفعل ام محمد وقد خالف دین آبائہ وقطع الرحم وفارق الحرم۔ یعنے ابوسفیان واسکے ساتھیون سے جو اسوقت تک کافر تھے کہتے جبکہ ابوسفیان وغیرہ نے ان یہودیون سے کہا کہ بھلا ہم راہ پر ہین یا محمد اور ہمارا حال یہ کہ ہم بیت اللہ یعنے خانہ کعبہ کے متولی ہین اور حاجیونکو پانی پلاتے ہین اور مہمان کی ضیافت کرتے ہین اور جو قید ہوجاتا ہی اسکی رہائی کراتے ہین اور دوسرے کا خون بہا دینے مین شرکت ومدد کرتے ہین اور محمد کا یہ حال ہی کہ انھون نے اپنے باپ دادون کے دین کے خلاف کیا اور ناتا کاٹ دیا اور حرم الٰہی کو چھوڑکر مدینہ چلے گئے۔ تو دونون مین سے کون بہتر ہی تو ان یہودیون نے جواب دیا کہ هٰٓؤُلَآءِ تم ایسے لوگ یعنے تم لوگ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا۔ اقوم طریقا۔ واللہ بہت راہ راست پر ہو بہ نسبت مومنون کے ف یہودیون نے حضرت صلعم کے حسد وعداوت مین یہ سب کفر اختیار کیا تھا کہ کسی طرح قریش مع تمام عرب کے مجتمع ہوکر حضرت صلعم کا نشان مٹا دین حالانکہ یہ تقدیر سے غافل یہ نہین ایمان رکھتے تھے کہ جو امر اللہ تعالیٰ پورا کریگا اسکو کون مٹا سکتا ہی۔ آخر تمام عرب پندرہ ہزار سے زائد مدینہ پر چڑھ گئے اور حضرت صلعم نے گرد مدینہ کے خندق کھودی اور اللہ عزوجل نے آخر سخت ہوا بھیجدی کہ کفار تمام ڈیرے خیمہ کثرت سے مال چھوڑکر بھاگے اور لڑائی بھی پوری نہوئی چنانچہ بیان غزوۂ احزاب کا تفسیر سورۂ احزاب مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا پھر اللہ عزوجل نے ان خبیث یہودیونکے محاصرہ کا حکم دیا جو باعث فتنہ ہوئے تھے آخر کار خوار ہوے جیساکہ آگے آویگا انشاء اللہ تعالیٰ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ۔ ایسے لوگ ہین (یہود کے مثل) جنپر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ف یعنے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مردود ومطرود کر دیا ہی۔ وَمَن يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا۔ اور جسکو اللہ تعالیٰ نے لعنت کیا اسکے واسطے تجھے کوئی مددگار نہین ملیگا ف جو اسکو عذاب الٰہی سے بچاوے اگرچہ یہودی زعم کرتے تھے کہ ہمارے باپ دادے انبیاء واولیا گذرے ہین وہ ہماری سفارش کرینگے۔ اسمین اشارہ ہے کہ یہ یہودی اہل عرب مین سے کتنے ہی مددگار لاوین کوئی انکا مددگار نہوگا اور اشارہ ہی کہ مومنون کی مدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے موجود ہی پس انکو نصرت کا وعدہ ہے ف

عرائس البیان مین ہی کہ قولہ یومنون بالجبت والطاغوت۔ اسمین اشارہ ہی کہ جس زمانہ مین ایسے لوگ ہون جنکے خیالات مثل یہود کے ہون تو وہ اس علامت سے خوف کرین اور روایت ہی کہ امت اسلامیہ جب بگڑیگی تو اسکے فرقون مین سے علما مانند احبار یہود کے ہوجاوینگے اور فقرا مانند رہبان نصاریٰ کے ہوجاوینگے لہٰذا شیخ رہ نے کہا کہ اللہ عزوجل نے علم ظاہر والون کو توبیخ فرمائی جنھون نے ریاست دنیاوی کو اختیار کیا اور رخنا لفت وبدعت مین ملکر اہل ولایت پر انکار کرتے ہین اور اپنے نفس کی خواہشون کو جو جبت وطاغوت ہین قبول کرتے اور طاغوت یعنے ابلیس کے قدم بقدم ۱۲

چلتے ہین سہل بن عبد اللہ نے فرمایا کہ طواغیت کا سردار تو تیرا نفس امارہ ہی جو برائیونکا تجکو حکم دیتا ہی اور خواہشین دلاتا ہے جب بندہ اسکو بے مہار چھوڑ دے اور رسی ڈھیلی کردے تو عصمت سے خارج ہوجاویگا اور گناہون مین لتھڑ جاویگا شیخ ابن عطار نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے انکو اوتوا الکتاب فرمایا تو یہ کتاب دیا جانا انپر پوری حجت قائم کرنے کو ہی انکے واسطے کچھ کرامت نہین ہی اور بعض نے فرمایا کہ جبت تو تیری مراد ہی اور طاغوت تیرا ہیکل یعنے جسم ظاہری ہی۔ حاصل آنکہ جسمانی خواہشون کی پیروی نہ کرنی چاہیے۔ جاننا چاہیے کہ یہود کو دنیاوی ریاست نے ایسا گھیرا کہ انھون نے کفر ترک اختیار کیا اور گرداب بخل وحسد مین ڈوبکر دین ودنیا برباد کیا کما قال تعالیٰ

أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ۝ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ

یا ان کا کچھ حصہ ہے سلطنت مین پھر تو یہ نہ دینگے لوگونکو ایک تل برابر یا حسد کرتے ہین لوگون سے

عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم

اسپر جو دیا انکو اللہ نے اپنے فضل سے سو ہمنے تو دی ہے ابراہیم کے گھر مین کتاب اور علم اور انکو دی ہمنے

مُّلْكًا عَظِيمًا ۝ فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُم مَّن صَدَّ عَنْهُ ۚ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ۝

بڑی سلطنت پھر ان مین کسی نے اسکو مانا اور کوئی اس سے اٹک رہا اور دوزخ بس ہے جلتی آگ

أَمْ بل۔ یعنے ام یہان منقطعہ ہی بمعنے بل اور ہمزہ سے مراد انکار اس امر کا ہی کہ انکے لیے ملک سے کچھ حصہ ہووے اور رد ہی زعم یہود کا کہ کہتے تھے کہ عنقریب ملک ہمارے واسطے ہو جائیگا ذکرہ البیضاوی اور احتمال ہی کہ ام مین میم صلہ ہو کما فی المعالم وابن کثیر۔ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ۔ کیا بھلا انکے واسطے ملک سے کچھ حصہ ہی ف ای لیس لہم شئی منہ۔ یعنے نہین ہی یہود کے واسطے ملک و سلطنت مین سے کچھ بھی۔ ولوکان۔ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا۔ اور اگر ہوتا تو ایسی صورت مین دیتے لوگون کو ایک نقیر ف یعنے ایک نقیر کی مقدار بھی نہ دیتے بسبب اپنی افراط بخل کے اور نقیر وہ بہت ذراسی گودی ہی جو خرما کی گٹھلی مین ہوتی ہی جس سے درخت جمتا ہی اور عرب اس لفظ سے بھی حقیر وقلیل چیز سے مثل بیان کرتے ہین پس حاصل معنے یہ ہین کہ شئی تافہ۔ یعنے حقیر چیز جسکو بیکار سمجھتے وہ بھی نہ دیتے اور مفسر رحمہ اللہ نے مانند بیضاوی وغیرہ کے لوکان۔ مقدر کرنے مین اشارہ کیا کہ فاذا لا یوتون مین فا سببیہ جزائیہ ہی بشرط محذوف اور وہ لوکان بمعنے آن کان ہی یعنے لو مستعار از اِن ہی کیونکہ اسمین دلالت ہی فرضی وتقدیری صورت ہونے پر پس یہ وارد نہین ہوتا کہ لو کے جواب مین خصوص جبکہ اِذَن کے ساتھ ہووے فا نہین آتی ہی کما اور وہ بعض محشی البیضاوی مترجم کہتا ہی کہ لو مستعارہ کے جواب مین فا کا آنا بدلیل چاہیے حالانکہ کوئی دلیل نہین لایا و مجرد منع کافی نہین فتامل اور حاصل کلام یہ ہی کہ اوپر اللہ عزوجل نے انکی مذمت کی کہ جاہل ہین بسبب اسکے کہ بمقتضاے علم کچھ بھی عمل نہین کرتے پس وہ مانند گدھے کے ہین جو کتابین لادے ہو پھر اس سے دوسری مذمت کی طرف کلام منتقل کیا کہ یہ لوگ بخیل بھی ہین اور انکو ملک حاصل نہین کیونکہ انکی لیاقت واستحقاق ہی نہین رکھتے بلکہ وہ مستحق اسکے ہین کہ ملک سے محروم ہون اسلیے کہ اگر ملک سے کچھ بھی دیے گئے تو لوگونکو اقل قلیل بھی نہ دینگے بسبب فرط بخل کے حالانکہ صاحب ملک وہی ہوتا ہے جو لوگونکو بھی موافق استحقاق کے دیوے۔ اور بعض نے کہا کہ ملک نہونے پر بخل کرتے ہین تو یہ نہ سمجھو کہ جو کچھ پاس ہی اسکو کم سمجھتے ہین بلکہ بخل انکی جبلت ہے کہ اگر ملک وسلطنت بھی ہوتی تو لوگون کو خصوص محمد صلعم وانکے اصحاب کو ایک نقیر بھی نہ دیتے۔ اور یہ بنا بر اینکہ ملک سے ملک دنیا وسلطنت مراد ہی اور اگر ملک آخرت مراد ہو تو یہ آیت مانند قولہ تعالیٰ قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق۔ یعنے کہدے ای محمد صلعم

Marfat.com

کہ اگر بالغرض تم مالک ہو جاؤ میرے پروردگار کی رحمت کے خزانون کے تو ایسی صورت مین روک رکھو بخوف انفاق کے۔ یعنے بخوف اس بات کے
کہ یہ سب خرچ وختم ہو جاوے حالانکہ خزانہ پروردگار کا خرچ وختم ہو جانا متصور نہین یہ تو صرف تمھارا بخل وکنجوسی ہے ذکرہ ابن کثیر وغیرہ پھر اس
بخل کی مذمت سے بھی کلام کو منتقل فرمایا ان لوگون کی مذمت حسد کی جانب۔ اور اصل حسد یہ ہے کہ ایک مستحق سے نعمت زائل ہو جانے کی تمنا کرے
اور بسا اوقات اسکے ساتھ یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسی کوشش کرے جس سے مستحق کا زوال نعمت ہو اور یہ خصلت بخل سے بھی بدتر ہے اسواسطے کہ بخل تو
اپنے ہاتھ کی چیز روکنا اور حسد یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کو روکنا لہذا بطریق ترقی فرمایا۔ اَمْ بل۔ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم۔ بلکہ حسد کرتے ہین۔ الناس سے یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ یہ کامل پر اطلاق ہوا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب اولین
وآخرین مین متعین ہین اسواسطے کہ جو اخلاق حسنہ جمیلہ لوگون مین متفرق ہین وہ آنحضرت صلعم کی ذات جامع صفات مین پورے طور سے اللہ عزوجل
نے جمع فرمائے تھے۔ وقیل۔ تمام اہل عرب ہے۔ وقیل۔ آنحضرت صلعم وآپ کے اصحاب سے غرضکہ یہ یہودی کیا نیک بندون سے حسد کرتے ہین
عَلٰی مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ ایسی بات پر جو اللہ تعالیٰ نے نیکون کو اپنے فضل سے دیدی ف من النبوة وكثرة النساء
ای یتمنون زوالہ عنہ ویقولون لو کان نبیا لاشتغل عن النساء۔ مراد نبوت وفتح ونصرت ہے جیسا کہ بعض نے کہا یا بیویون کی کثرت ہے جیسا کہ بعض نے
تفسیر کی کہ یہودی آپ کی کثرت ازواج مطہرات پر طعنہ کرتے مترجم کہتا ہے کہ نصاریٰ بھی طعنہ کرتے ہین اور مفسر رحمہ اللہ نے دونون کو جمع کر دیا کیونکہ
لفظ عام ہے ہر فضل کو شامل ہے اور حسد کے معنے یہ ہین کہ اس فضل کی آنحضرت صلعم سے زائل ہو جانیکی تمنا کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا
بقولہ تعالیٰ۔ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ۔ جدہ کموسیٰ وداؤد وسلیمان۔ البتہ دیا ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو مانند موسیٰ وداؤد وسلیمان علیہم السلام کے۔ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ التوراة۔ کتاب وحکمت یعنے
توریت ف یہ یہود پر الزام ہے کہ اسکو وہ انکار بھی نہین کر سکتے ہین کیونکہ اسکے اقرار بغیر چارہ نہین ہے اور حاصل یہ کہ جو کچھ ہمنے محمد صلعم
واُنکے اصحاب کو دیا ہے کوئی انوکھی چیز نہین کہ اسپر یہود حسد کرین حالانکہ آل ابراہیم کو جو ہم نے دیا اسکو بخوبی جانتے ہین اور وہ حضرت
صلعم کے دادا کی اولاد یعنی حضرت صلعم کے چچیرے بھائی ہوے پس یہ تو وراثت چلی آتی ہے اور وارث اس میراث کا مستحق ہے اور آل ابراہیم مین
بہتیرے ایسے گذرے جنکو ملک ونبوت دونون ملی تھی قال تعالیٰ۔ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا۔ پس امر نبوت مین اس بادشاہت سے
کوئی خلل نہ تھا اور جنھون نے فضل کو کثرت ازواج سے تفسیر کیا تو یہان ملک عظیم اسی معنے کر لیا ہے چنانچہ مفسر رحمہ اللہ نے کہا فکان لداؤد علیہ السلام
تسع وتسعون امرأة ولسليمان الف مابين حرة وسرية۔ یعنے داؤد کو ملک عظیم یہ تھا کہ انکے پاس ننانوے عورتین تھین اور سلیمان ع پاس
تہری منکوحہ اور چھوکریان ملا کر ایک ہزار تھین۔ پھر جب حضرت صلعم نے یہود کو یہ کہا تو خاموش ہو گئے ذکرہ فی المعالم مترجم کہتا ہے کہ
یہود اس امر کے قائل نہ تھے کہ سلیمان علیہ السلام نبی تھے بلکہ مردود انکو ساحر کہتے تھے پس اولیٰ یہی ہے کہ فضل سے نبوت مانند اسکے مراد ہے اور
ملک عظیم بادشاہت ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلعم واہل عرب اولاد اسمٰعیل کو اگر نبوت وملک ملا تو کچھ عجب نہین حالانکہ اولاد اسحٰق
بنی اسرائیل کو قبل ازین کتاب وحکمت وملک عظیم مل چکا ہے پھر حسد ناحق ہے کہ ملک ونبوت خاصکر بنی اسرائیل ہی مین ہووے۔ فَمِنْهُمْ
مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ۔ بمحمد صلعم پس بعضے اہل کتاب تو ایسے ہین کہ انھون نے کچھ حسد نہین کیا اور جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے
جسکو چاہے دیوے تو وہ محمد صلعم پر ایمان لائے۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ۔ ای اعرض عنہ فلم یومن۔ اور بعضے آنحضرت صلعم
سے بوجہ حسد کے منھ موڑ گئے پس ایمان نہ لائے اور اپنی عاقبت ودنیا دونون خراب کین۔ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا۔ ع

Marfat.com

عذابا لمن لایومن- اور عذاب کے لیے جہنم کافی ہی ف سعیر یعنے عذاب جہنم ہی اسواسطے کہ سعیر صفت آگ کی ہی پس جہنم کافی ہی سعیر ہونیکو
یعنے عذاب ہونے کو- اور معالم وغیرہ مین سدی سے ہی کہ آمن بہ- اور صد عنہ- کی ضمیر مجرور راجع بجانب ابراہیم علیہ السلام ہی وحاصل آنکہ حضرت
ابراہیم پر بعض ایمان لائے وبعض نہ لائے جب ان لوگونکا یہ حال ہی تو محمد صلعم کا واسطہ بعید ہی اور بات یہ ہوئی کہ حضرت ابراہیمؑ نے ایک سال
زراعت کی اور دیگر لوگون نے بھی زراعت کی- لوگونکی کھیتیان جل گئین اور حضرت ابراہیم کی کھیتی خوب پیدا ہوئی تو جو انسے غلہ لینے آتا اُس سے
کہتے کہ جو مجھپر ایمان لاوے اُسکو دونگا اور جو نہ لاویگا اُسکو نہین پس بعض ایمان لائے اور بعض اعراض کر گئے ف عرائس مین ہی کہ قولہ ام یحسدون الناس
الآیہ- اہل صدق یعنے صدیقین کے مرتبہ پر پہونچے ہوے لوگون کا یہ حال ہوتا ہی کہ خلق کی نظر مین باہیبت وقار ہوتے ہین تو اللہ تعالیٰ نے انکے
حاسدون کی خبر دی کہ اُنسے وانکی کرامات سے حسد کرتے ہین پس جب مخلوق انکے اوصاف بیان کرتے ہین تو یہ لوگ انپر انکار کرکے دفع کرتے ہین
قال المترجم حدیث مین درباب خلافت اشارہ مانند صریح کے ہی کہ یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر- انکار کرتا ہی اللہ تعالیٰ ومومنین مگر ابوبکر کو-
اور شاید بھید یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نور ہیبت ووقار سے تمام مومنین کی نظر مین وہ معظم ہی اور یہین سے بعض نادانون کو جو وہم ہوا کہ
حضرت صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ مین عمر وعثمان وغیرہ کے خلیفہ کرنے کے سوال کے جواب مین فرمایا- ولا اراکم فاعلین- یعنے
مین دیکھتا نہین کہ تم حضرت علی رضہ کو خلیفہ کرو- تو بعض بیوقوفون کو وہم ہوا کہ امر خلافت مین دخل لوگون کی رائے کا ہوگیا ورنہ استحقاق حضرت
علیؓ کو تھا تو یہ سخت حماقت ہی کیونکہ یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر- پر شدت جہالت سے انکی نظر نہین ہی کہ اسمین دخل مومنونکا فقط نہین ہی بلکہ اصل
یہی ہی کہ اللہ عزوجل انکار فرماتا ہی کہ سوائے ابوبکر کے کوئی خلیفہ ہو پس وہم مذکور کا کیا دخل ہی فافہم- شیخ رحہ نے لکھا کہ فضل اللہ یعنے معرفۃ اللہ و
کرامات اللہ- ہی اور بعض نے کہا کہ فضل اس مقام پر کرامات وولایات ومشاہدات ہین جب کسی کو ان افضال سے انعام یافتہ پاتے ہین تو انپر انکار
کرجاتے ہین اور اسکی کچھ تعظیم نہین کرتے ہین مترجم کہتا ہی کہ کرامات سے مراد وہ ہین جو شرع مستقیم وراہ سنت سے کسی طرح خلاف نہون اور جسکے
ہاتھون یہ کرامات صادر ہون وہ بھی متبع راہ سنت ہو اور اگر ایسا نہو تو انکار کرنا واجب ہی جیساکہ شیخ رحہ نے پہلے جابجا تصریح کردی ہی قال تعالیٰ
واتینا ہم ملکا عظیما- ملک عظیم وہ درجہ آخرت یعنے نبوت وولایت ہی جو فنون حقائق کو شامل ہی مانند فراست اعلیٰ وکرامات ودیدار غیب وکشف
اسرار وغیرہ- اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے فقط علم اسرار ہی اور بعض نے کہا فراست صادقہ فقط قال تعالیٰ فمنہم من آمن بہ- یہ تو ان لوگونکا حال ہی
جو صاحب اقبال ہین کہ اللہ تعالیٰ انکو قبول کرتا ہی کہ اولیا کے مقربین اور قولہ ومنہم من صد عنہ- یہ ان لوگونکا حال ہی جو بدبختی کی وجہ
سے اولیاء اللہ تعالیٰ سے انکار کرتے ہین

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ
جو لوگ منکر ہوے ہماری آیتون سے اونکو ہم ڈالینگے آگ مین جس وقت پک جاوے گی کھال انکی بدل کردینگے انکو

ربع جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا
اور کھال کہ چکھتے رہین عذاب اللہ ہی زبردست حکمت والا

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اسمین عموم حکم تمام کافرون کے لیے مع بعض کیفیت خواری وعذاب کے بیان فرمائے پھر اسکے پیچھے مومنون مع حمدون کی فضیلت اکرام کا ذکر
کیا تاکہ اختیار کرنیوالا اختیار کرے- پس الذین کفروا سے مراد عموماً کافر لوگ ہین اسواسطے کہا گیا کہ قولہ بآیاتنا شامل ہی ہر آیات الٰہی کو- سَوْفَ نُصْلِيهِمْ
نَارًا یحترقون فیہا- یعنے جن لوگون نے کفر کیا ہماری آیات سے تو عنقریب ہم انکو آگ مین ملادینگے ف ایسی آگ مین کہ اسمین جل جاوینگے پھر انکے

دوام عذاب سے خبر دی۔ كُلَّمَا نَضِجَتْ۔ اخترقت ہرگاہ جل جاوینگے۔ جُلُوْدُهُمْ۔ اُنکے چمڑے۔ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا
غَيْرَهَا۔ تو بدل دینگے ہم سوائے ان چمڑونکے دوسرے چمڑے ف ہان تعاد الی حالہا الاول غیر محترقۃ۔ باین طور کہ عود کیے جاوینگے
اپنے پہلے حال پر جبکہ جلے ہوئے نہ تھے۔ اور حسن بصریؒ سے روایت ہو کہ ہر بار جبکہ انکی کھالین جل جاوینگی تو انسے کہا جائیگا کہ جیسے تھین ویسے
ہی ہوجاؤ پس ویسے ہی ہوجائینگی۔ رواہ ابن ابی حاتم اور نیز حسنؒ سے روایت کی کہ ہر روز ستر ہزار بار جل جاوینگے۔ اور یہ اشکال کیا گیا کہ
اعادہ تو عین اول ہوتا ہو اور آیت کریمہ مین تبدیل مذکور ہو اور جواب دیا گیا کہ اپنی ذات مین یہ کھال وہی ہوگی جو پہلے تھی لیکن چونکہ محترقہ ہوکر پھر غیر محترقہ ہو
کر یگی لہذا باعتبار اس صفت کے تبدیل کا اطلاق کیا گیا۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ کافر کے اوپر سو کھالین کردیجاوینگی ہر دو کھال کے درمیان
ایک رنگ کا عذاب ہوگا۔ رواہ ابن ابی حاتم عن یحیی بن یزید الحضرمی مرسلا اور شاید کہ آیت کریمہ مین یہ بیان عذاب ہو اگرچہ تبدیل جلود سے
کم تعلق ہو کیونکہ ابد الآباد تک یہی سو کھالین شاید کافی ہون ہان یہی سو کھالین ہرگونہ عذاب جدید سے تبدیل ہون تو اقرب ہو واللہ اعلم۔ اور
بعض مفسرین سے تبدیل جلد جدید کی عبارات مروی ہین چنانچہ ابن عمرؓ سے ہو کہ دوسری کھالین سپید مانند کاغذ کے بدلی جاوینگی رواہ ابن ابی
حاتم اور عمرؓ سے روایت ہو کہ انکے پاس یہ آیت پڑھی گئی اُنھون نے قاری سے کہا کہ پھر اعادہ کر اور معاذ بن جبل بیٹھے تھے تو کہا کہ میرے نزدیک
اسکی یہ تفسیر ہو کہ ایک ساعت مین سو مرتبہ بدلی جاوینگی پس عمرؓ نے کہا کہ مین نے بھی رسول اللہ صلعم سے یون ہی سنا ہو رواہ الطبرانی بسند
ضعیف و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ اور دوسری روایت مین عمرؓ کے پاس کعبؓ نے قبل اسلام کے ایک سو بیس مرتبہ ایک ساعت مین تبدیل
ہونا بیان کیا اور عمرؓ نے حضرت صلعم سے سننے کی تصدیق کی رواہ ابن مردویہ اور ہر دو تفسیر اخیر پر وارد ہوتا ہو کہ وہ کھالین کیونکر معذب
ہونگی جو دنیا مین نہ تھین اور انھون نے نافرمانی نہین کی ہو اور جواب دیا گیا کہ وہ شخص ان کھالون مین معذب ہوگا یہ کھالین خود نہین معذب
ہونگی بدلیل آنکہ آگے کھالونکی طرف ضمیر نہین رجع ہو بلکہ فرمایا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ۔ تاکہ چکھین یہ کافر عذاب کو ف۔ ای لیقاسوا شدتہ
یعنے تاکہ عذاب کی شدت کو برداشت کرین کیونکہ عذاب تو اول مرتبہ بھی چکھ چکے ہین۔ ربیع بن انس سے روایت ہو کہ اگلی کتاب مین مذکور ہو
کہ کافر کی کھال چالیس ہاتھ موٹی یا چھتر ہاتھ موٹی ہوگی اور پیٹ اتنا بڑا ہوگا کہ اگر اسمین پہاڑ رکھدیا جاوے تو سما جاوے پھر جب دوزخ کی آگ انکی
کھالین کھالیگی تو دوسری کھالین بدلی جاوینگی۔ اور ابن عمرؓ سے مرفوعًا ہو کہ کافر کی کچیاسی کا ندھے تک سات سو برس تیز سوار کی راہ کا فاصلہ ہوگا
اور اسکی کھال کی موٹائی ستر گز اور اسکی ڈاڑھ مثل احد پہاڑ کے ہوگی رواہ احمد۔ اور حدیث مین ضعف ہو شاید بعض رواۃ کی یاد مین چوک ہوگئی ہو
اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کافر کے دونون کندھونکے درمیان تیز سوار کی تین روز کی راہ ہوگی۔ رواہ البخاری
اور نیز ابو ہریرہؓ سے ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کافر کی ڈاڑھ یا فرمایا کہ دانت برابر اُحد پہاڑ کے ہوگا اور اسکی کھال کی موٹائی تین دن کی راہ ہوگی
رواہ مسلم۔ اگر کہا جاوے کہ بخاری کی روایت مین چھاتی کی چوڑائی اور مسلم کی روایت مین کھال کی موٹائی مین مناسبت ظاہر نہین ہو تو جواب
یہ ہو کہ یہ تو عین بیان انکی بدشکلی و عذاب کا ہو اور دیگر احادیث صحاح مین جو صورتین عذاب و بدہیأت کی مذکور ہین نہایت فضیحت کی ہین
نعوذ باللہ من الکفر و عذاب۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا۔ لا یعجزہ شئ۔ یعنے اللہ تعالی ہمیشہ عزیز غالب ہو اسکو کوئی چیز عاجز نہین کرسکتی ہو
جیسے چاہے عذاب کرے۔ حَكِيْمًا۔ فی خلقہ حکمت والا ہو اپنے مخلوق کے امور مین۔ جاننا چاہیے کہ عذاب کفار موافق مذکورہ بالا
مین سب چیزین داخل تحت قدرت ہین لہذا جبکہ صحیح اخبار و احادیث سے ثابت ہوئے ہین تو انپر اعتقاد واجب ہو اور بے وجہ انسے انکار کرنا
ایک زندیق و مرتد کا کام ہو کہ خدا و رسول کے احکام کو ترک کرتا اور اپنی رائے پر عمل کرتا ہو نعوذ باللہ من الکفر والارتداد و نسألہ الہدایۃ والسداد

والذین

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
اور جو لوگ　یقین لائے اور کین نیکیان　اُنکو ہم داخل کرینگے　باغون مین　جنکے نیچے　بہتی ہین　نہرین رہ پڑے وہان
فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝
ہمیشہ　اُنکو وہان　عورتین ہین ستھری　اور اُنکو ہم داخل کرینگے گھن کی چھاؤن مین

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ ـ اور جو لوگ ایمان لائے (ہماری آیات پر) اور نیک کام کیے عنقریب ہم اُنکو ایسے باغون مین داخل کرینگے جنکے نیچے نہرین جاری ہین درحالیکہ انمین ہمیشہ رہینگے۔ انکے لیے ان جنات مین ازواج مطہرہ ہین **ف** من الحیض وکل قذر یعنے پاکیزہ ہین حیض و ہر پلیدی سے مانند پیشاب و پیخانہ و رینٹ و تھوک وغیرہ کے اور ایسا ہی ابن عباسؓ و جماعت تابعین سے مروی ہو اور حاکم کی حدیث مین مرفوعًا حضرت صلعم سے یہی تفسیر آئی ہو اور شیخ ابن کثیرؒ نے تفسیر مین اگرچہ اس حدیث حاکم کو ضعیف کہا لیکن تاریخ مین ذکر کیا ہو کہ یہ حدیث حسن ہو۔ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ـ اور ہم ان بندون کو سایۂ دائمی مین داخل کرینگے **ف** یعنے ظل سے اشتقاق کرکے اسکی صفت ظلیل جو مبالغہ کے لیے ہے مراد اس سے یہ کہ سایۂ دائمی مین داخل کرینگے ایسا سایۂ دائمی کہ کوئی آفتاب نہین جو اسکو منسوخ کرے اور سیٹ دے اور یہ سایہ جنت ہو اور ربیع بن انس نے فرمایا کہ وہ سایۂ عرش ہو اور معالم مین فرمایا کہ ظل کہ نہ کوئی آفتاب اسکو میٹ سکے اور نہ اسمین گرمی ہو نہ جاڑا ہو۔ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جنت مین ایک درخت ہو کہ سوار اگر اسکے سایہ مین سو برس جاوے تو طے نہین کرسکتا وہ شجرۃ الخلد ہو۔ اور عرائس البیان مین ظل ظلیل کے اشارہ مین کہا کہ وہ مشاہدہ صفات ازلیت و دیدار جلال ذات ہو اور نیز ظل ظلیل اسکی ازلی عنایت ہو کہ پھر کبھی ناخوش نہوگا۔ اور کفایت ابدی و رعایت سرمدی ہو اور بعض نے کہا کہ وہ تفویض ہو یعنے اپنے تئین مولی کو سپرد کردینا جو دونون جہان مین محل راحت ہو قال المترجم بارہا تنبیہ کی گئی کہ عرائس مین جو اشارات مذکور ہین وہ تفسیر سے منافی نہین ہین بلکہ تفسیر اصل وہی ہو جو دیگر تفاسیر سے مذکور ہوئی اور عرائس مین جو مذکور ہو وہ اشارات زائد ہین پس کوئی ملحد اس سے یہ استدلال نہین کرسکتا ہو جنت و سایہ کچھ نہین یہ صرف لذت معنی فلسفی ہو پھر جاننا چاہیے کہ اہل کفر و یہود دنیا مین بے امانت

بے انصاف رہے اور اہل ایمان خوش خلق و با ایمان ہے اور اللہ عزوجل نے انکو تعلیم فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا
اللہ تمکو فرماتا ہے　کہ پہونچاؤ　امانتین　امانت والونکو　اور جب جکوتی کرنے لگو　لوگون مین　تو جکوتی کرو
بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ۝
انصاف سے　اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تمکو　اللہ ہے　سنتا　دیکھتا

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ ـ اللہ تعالی تمکو حکم فرماتا ہو یہ کہ امانتین دیدو ف ما ادتمن علیہ من الحقوق یعنے امانات جمع امانت کی مصدر ہو اور مراد اس سے وہ حقوق ہین جنپر امین کیا گیا ہو پس حکم ہو کہ تم سب ان چیزونکو جنپر امین کیے گئے ہو ادا کرو۔ اِلٰٓى اَهْلِهَا ـ ان امانتونکے حقدارونکو۔ نزلت لما اخذ علی رض مفتاح الکعبۃ من عثمان بن طلحۃ الحجبی سادنہا قہرا لما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ عام الفتح ومنعہ وقال لو علمت انہ رسول اللہ لم امنعہ فامرہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بردہ الیہ وقال ہاک خالدۃ تالدۃ

Marfat.com

فعجب من ذلک نقر الہ علی ہذہ الآیہ فاسلم واعطاہ عند موتہ لاخیہ شیبۃ فبقی فی ولدہ۔ مترجم کہتا ہی کہ مفسر جلال ؒ نے اس مقام پر معالم کی اتباع میں شان نزول بدون اسناد کے بنا بر شہور خلط و خبط کے یون ذکر کردیا کہ نازل ہوئی یہ آیت جبکہ علیؓ نے زبردستی ہاتھ مروڑ کر خانہ کعبہ کی کنجی عثمان بن طلحہ حجبی سے جو خانہ کعبہ کا دربان تھا لے لی اسوقت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال وہان گئے تھے اور عثمان نے کنجی دینے سے انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر مین جانتا کہ وہ اللہ تعالی کے رسول ہین تو نہین روکتا پھر جب یہ آیت اتری تو حضرت صلعم نے حکم دیا کہ عثمان کو یہ کنجی واپس کر دے اور فرمایا کہ لے اسکو ہمیشہ کیواسطے پس جب حضرت علیؓ نے اسلح دیدی تو عثمان بن طلحہ نے اس سے تعجب کیا پس علیؓ نے یہ آیت پڑھ دی کہ اللہ تعالی نے حکم دیا ہی یہ سنکر وہ مسلمان ہوگیا اور کنجی اسکے پاس رہی پھر اپنی موت کے وقت اپنے بھائی شیبہؓ کو دیدی اور اسکی اولاد مین برابر باقی رہی ۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ روایت بلا اسناد ظاہر اسیر و روایات سے جمع کر کے خلط کی گئی جسمین کئی وجہ سے خطا واقع ہوئی اور ابن مردویہ وغیرہ مفسرین نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ ضرور روایت کیا کہ یہ آیت عثمان بن طلحہ کے حق مین اتری کہ جب نبی صلعم نے فتح مکہ کے روز اس سے کنجی لے لی اور حضرت جبرئیلؑ نے یہ کلام نازل کیا کہ کنجی اسکو واپس کر دیجاوے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو بلا کر کنجی اسکو دیدی اور یہ آیت پڑھی اور ایک روایت ابن جریج مین خالدہ تالدہ ہی اور معنے خالدہ کے ہمیشہ کیواسطے اور تالدہ اسکے توابع مین سے بولا جاتا ہی اور صواب یہ ہی کہ یہ عثمان مسلمان تھے جیسا کہ جامع الاصول و کتب اسماء الرجال مین مبین ہی اور قصۂ اسلام وغیرہ خطا ہی قال ابن کثیر بہت مفسرین نے ذکر کیا کہ یہ آیت نازل ہوئی عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کے حق مین اور ابو طلحہ کا نام عبد اللہ بن عبد العزی بن عثمان بن عبد الدار بن قصی بن کلاب القرشی ہی اور وہ عبدری کی نسبت یعنے بنو عبد الدار کی نسبت سے بولا جاتا تھا اور خانہ کعبہ کی کنجی بھی رکھتے اور نشان فوج الخیین کے ہاتھ مین ہوتا اور یہ عثمان بن طلحہ چچازاد بھائی شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کا تھا جو آخر مین حاجب ہوا کہ آج تک حاجب ہونا اسی کی نسل مین چلا آیا ہی حاصل آنکہ ابو طلحہ کے دو بیٹے ایک طلحہ اور دوم عثمان پھر طلحہ کے بیٹے کا نام بھی عثمان تھا جو اسکے چچا کا نام تھا پس عثمان بن طلحہ جسکی شان مین آیت کا نزول ہی وہ صلح حدیبیہ و فتح مکہ کے درمیان جو مدت صلح کی تھی اسمین یہ عثمان بن طلحہ اور خالد بن الولید و عمرو بن العاص مسلمان ہوچکے تھے اور وہا اسکا چچا جسکا نام عثمان بن ابی طلحہ تھا وہ احد کے روز مشرکونکا نشان بردار تھا اور اسی دن کافر قتل کیا گیا تھا قال ابن کثیر اور بہت سے مفسرون کو اشتباہ ہوگیا کہ انھوں نے ایک دوسرے کو خلط کر دیا ۔ پھر محمد بن اسحاق کی روایت طویل مین حضرت صلعم کا کنجی لیکر اندر داخل ہونا اور وقائع ذکر کئے یہانتک کہ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین بیٹھے پس حضرت علی ابن ابی طالبؓ درحالیکہ کنجی حضرت علیؓ کے ہاتھ مین تھی عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک آپ ہمارے واسطے پانی پلانیکے ساتھ مین خانہ کعبہ کا حاجب ہونا بھی جمع کر دیجیے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ عثمان بن طلحہ کہان ہی پس وہ بلائے گئے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے عثمان لے یہ اپنی کنجی آج کا روز تو وفا و نیکی کرنیکا ہی ۔ اور ابن عباسؓ کی روایت مین ہی کہ فتح مکہ کے روز حضرت صلعم نے عثمان بن طلحہ کو بلوایا اور فرمایا کہ کنجی مجھے دے پس عثمان کنجی لایا پھر جب آپنے لینے کو ہاتھ بڑھایا تو عباس بن عبد المطلبؓ کھڑے ہوئے کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون ہم لوگون کے واسطے پانی پلانیکے ساتھ خانہ کعبہ کا دربان بننے کی خدمت بھی جمع کر دیجیے پس عثمان نے اپنا ہاتھ روک لیا پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اے عثمان مجھے کنجی دے پس عثمان نے دینے کو ہاتھ بڑھایا پس عباسؓ نے پھر وہی کلمہ کہا جو پہلے کہا تھا پھر عثمان نے اپنا ہاتھ روک لیا پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اے عثمان اگر تو اللہ تعالی و روز قیامت پر ایمان رکھتا ہی تو لا مجھے دیدے پس عثمان نے کہا کہ یہ لیجیے امانت اللہ تعالی کے ساتھ پھر حضرت صلعم کے اندر جانے اور حضرت ابراہیم وغیرہ کی تصویرین ازلام لیے ہوئے وغیرہ کے قصص و مقام ابراہیم کو دیوار سے ملانے وغیرہ کا حال ذکر کرنے کے بعد جب آپ نکل آئے اور طواف کیا تب حضرت جبرئیل یہ آیت لائے پس آپنے عثمان بن طلحہ کو کنجی دیدی ۔ اثر اول میں حضرت علیؓ نے کہا اور اسمین عباسؓ کا کہنا مذکور ہی مگر دونو مختلف ہی لہذا توفیق ممکن اور اختلاف نہین ۔ اور اول کی روایت بھی دوم سے اقوی ہے

اور دوم مین حضرت صلعم کے بعد نکلنے کے پھر جبرئیل کا آنا صریح مذکور ہو اور شاید پھر کا لفظ ذکر کی تاخیر کے لیے ہو اور ظاہر یہ کہ آیت کریمہ اندر کعبہ کے نازل ہوئی جیسا کہ اثر اول سے سمجھا جاتا ہی اور نیز عمر بن الخطابؓ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلعم یہ آیت اندر سے پڑھتے ہوے نکلے تھے میرے مان باپ آنحضرت پر فدا ہون مین نے اس سے پہلے آپ کو پڑھتے نہین سُنا تھا - رواہ ابن جریر - پس یہ آیت قرآن مین وہ ہی کہ خانہ کعبہ کے اندر نازل ہوئی اور اسمین بھی خود اشارات ہین - قال المفسر جلال ح والآیۃ وان وردت علی سبب خاص فعمومہا معتبر بقرینۃ الجمع - یعنے یہ آیت اگرچہ سبب خاص یعنے معاملہ عثمان بن طلحہ مین نازل ہوئی لیکن جمہور کے نزدیک اسکے عموم کا اعتبار ہی بقرینہ جمع کے - یعنے آیت کا حکم عام ہی - اور لفظ جمع کے ساتھ خطاب ہونا اسپر قرینہ ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ تمکو حکم دیتا ہی کہ امانات کو اسکے لوگونکو ادا کردو پس مخاطبین جمع و امانات بھی جمع ہی اور اوپر جو مفسر نے من الحقوق کا لفظ ذکر کیا یہ بمقابلہ عین نہین ہی بلکہ عین و حقوق جو کسی کے مستحق ہون سب حقدار کو ادا کر دے اور اسمین حقوق ودایت و امانت و مستعار سب داخل ہین اور ایسے فرض و دیگر حقوق شامل ہین اور وہ چیزین بھی داخل ہین جو محض حقوق ہون پس اگر کسیکا استحقاق ہو کہ فلان کنوین سے پانی بھرا کرے تو اسکو بھرنے دے اور روکے نہین یہی اسکا ادا ے حق ہوا و علی ہذا حضرت باری تعالیٰ عزوجل کے حقوق و حقوق رسول اللہ و اسکے مانند حقوق کو شامل ہے اور اللہ جل جلالہٗ نے قولہ انا عرضنا الامانۃ الآیہ - مین جملہ شریعت و احکام ظاہری و باطنی مراد لیے ہین پس آیت کریمہ گویا امور شریعت مین سے کسیکو نہین چھوڑتی سب کو شامل ہی اور امانات ادا کرے کے درگاہ باری تعالیٰ مین مرتبہ قبولیت پاتا ہی فافہم اور مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ حضرت علیؓ و زید بن اسلم و شہر بن حوشبؒ سے روایت ہی کہ یہ حکم حاکمون کو ہی تو مترجم کے نزدیک انھون نے آگے کے حکم کی نسبت فرمایا ہی کما سیاتی اور مراد یہ کہ حکام تو بدرجہ اولیٰ اسمین داخل ہین اور باقیون کو بھی شامل ہی جیسا کہ براء بن عازب و ابن مسعود و ابن عباسؓ و ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے مروی ہی اور اسیکو ابن جریرؒ نے اختیار کیا اور اسپر تو اجماع ہی کہ جسکی امانت ہی اسکو واپس دینا واجب ہی خواہ وہ نیکوکار ہو یا فاجر ہو اور شیخ ابن کثیرؒ نے تصریح کردی کہ آیت مین اللہ عزوجل نے امانات کے حقدارونکو اُنکے حقوق ادا کرنیکا حکم دیا اور حدیث الحسن عن سمرۃ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ادا کردے امانت اسکی جسکی تیرے پاس ہو اور جسنے تیری خیانت کی ہو تو اسکی خیانت مت کر رواہ احمد و اہل السنن - اور یہ عام ہی جمیع امانات کو جو آدمی پر واجب ہوتی ہین خواہ حقوق آلٰہی ہون جو بندہ و نیز واجب ہین جیسے نماز روزہ زکوۃ کفارہ نذرین وغیرہ جنپر وہی امین ہی خواہ بندون کے حقوق ہون جیسے ودیعتین وغیرہ خواہ حقدار کے پاس گواہ ہون یا نہون پس اگر یہان نہ ادا کریگا تو قیامت مین اس سے لیا جائیگا اگرچہ اسکی نیکیون سے ہو اور صحیح مین ثابت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ البتہ تم حقوق ادا کروگے یہانتک کہ سینگ والی بکری سے بے سینگ والی کو مارنے کا قصاص لیا جائیگا - ابن عباس سے ہی کہ یہ آیت مبہم ہی نیکوکار و بدکار دونوکو مترجم کہتا ہی یعنے عام ہی کما مر سابقا اور محمد بن الحنفیہؒ نے فرمایا کہ یہ نیکوکار و بدکار دونون کو عام ہی اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضہ سے یہانتک روایت کیا کہ اسمین یہ بھی داخل ہی کہ عید کے روز سلطان وقت عورتون کو وعظ و نصیحت کردے قال تعالیٰ وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ - یامرکم أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ - لے وان تحکموا بالعدل اذا حکمتم بین الناس - بنابر آنکہ أَن تَحْكُمُوا معطوف ہی - ان تؤدوا پر - اور معنے یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ تمکو حکم کرتا ہے کہ تم حکم کرو عدل کے ساتھ جبکہ حکم کرنے لگو لوگون کے درمیان قال ابن کثیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہی کہ لوگون کے درمیان عدل سے حکم دو اسیواسطے محمد بن کعب و زید بن اسلم و شہر بن حوشبؒ نے کہا کہ یہ آیت کریمہ ان لوگونکے حق مین نازل ہوئی جو لوگو نمین حاکم ہین مترجم کہتا ہی کہ ظاہرا آیت سے مراد یہی کلام یعنے قولہ واذا حکمتم الخ ہی - فافہم - اور حدیث مین ہی کہ اللہ تعالیٰ حاکم کے ساتھ ہی جبتک وہ جور نہ کرے پھر جب اُسنے جور کیا تو اسکو اُسکے نفس کے حوالہ کردیتا ہی - اور ایک اثر مین ہی کہ ایک روز کا عدل چالیس برس کی عبادت کے برابر ہی اور معالم مین اپنا اسناد سے روایت کی

کہ ابو سعید خدری رضہ نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب نزدیک بیٹھنے والا حاکم عادل ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور سخت عذاب کیا گیا حاکم ظالم ہے۔ پھر عدل سے حکم کرنیکے یہ معنے ہیں کہ جس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یا سنت رسول اللہ صلعم میں کوئی حکم موجود ہو تو اسکے موافق حکم کرے ورنہ اپنی رائے کے دخل دینے میں جبکہ شرائط علم و اجتہاد جمع رکھتا ہو کچھ مضائقہ نہیں ہے ورنہ عالم مجتہد کے حکم پر جو کتب فقہ میں مدون ہیں عمل کرے اور جو حاکم کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول و اجتہاد سے واقف نہیں ہے تو وہ عدل کو جانتا ہی نہیں پھر حکم بھی نہیں کر سکتا اگرچہ کیسا ہی خوش تدبیر و دنیاوی سمجھ رکھتا ہو اور واجب ہے کہ مدعی و مدعا علیہ کے درمیان حاکم پانچ باتوں میں مساوات کرے اپنے پاس آنے میں اور سامنے بیٹھنے میں اور دونوں پر توجہ کرنے میں اور دونوں کی باتیں سننے میں اور دونوں پر نفع و ضرر کا حکم کرنے میں پس حکم سے غرض اسکی فقط یہ ہو کہ حق اپنے حقدار کو پہونچ جاوے کوئی اور لگاؤ نہو۔ اور ترجمہ عالمگیریہ کتاب القاضی میں تفصیل مذکور ہے وہاں سے دریافت کرنا چاہیے۔ **اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ**۔ تادیۃ الامانۃ والحکم بالعدل۔ اللہ تعالیٰ بہت اچھی چیز ہے جسکی تمکو نصیحت فرماتا ہے وہ امانت ادا کرنیکا اور عدل کے ساتھ حکم کرنیکا۔ اور نعما کو مفسر نے کہا کہ اسمین نعم کا میم لفظ ما میں جو نکرہ موصوفہ ہے ادغام ہوا ہے در اصل نعم ما تھا اور معنے نعم شیئا۔ ہے پس ما موصوفہ منصوب بنا بر آنکہ تمیز ہے ضمیر مستکن سے جو نعم میں ہے اور وہی اسکا فاعل ہے اور مخصوص بالمدح محذوف ہے جسکو مفسر نے قولہ تادیۃ الامانۃ الخ سے ظاہر کر دیا جاننا چاہیے کہ حکم بعدل انسان کو اپنی ذات میں اور اپنی آل و اولاد میں بھی لازم ہے اور امانت ادا نہیں کریگا جو عدل کے ساتھ حکم کرنیکو عمل میں نہیں لاتا ہے **اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا**۔ لما یقال۔ اللہ تعالیٰ سننے والا ہے جو کچھ کہا جاوے۔ **بَصِيْرًا**۔ بما یفعل۔ دیکھتا ہے جو کیا جاوے اور حدیث ابو ہریرہ رضہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے رواہ ابن ابی حاتم **ف** عرائس میں ہے کہ قولہ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا۔ امانت اللہ تعالیٰ کا عہد ازلی ہے جو اہل قرب کی ارواح سے اپنے مشاہدہ جمال کے بارہ میں لیا تھا جبکہ ارواح نے ربوبیت سے تمغۂ عبودیت قبول کیا اور مشاہدہ سے لطائف محبت کو لیا اور اسرار ملک و ملکوت کو پردہ جبروت کے قریب پایا پھر اسکو اغیار سے چھپایا پھر جب وہ عین قلبس باشباح ہوئیں یعنے اجسام میں آئیں تو قریب ہوا کہ ضعف کی وجہ سے ان اسرار کو فاش کر دیں اور امانت کے ساتھ برداشت نہ کر سکیں پس اللہ عز و جل نے انکو حکم دیا کہ خلق سے چھپائے رکھیں یہانتک کہ انکو حق عز و جل کے سپرد کریں جبکہ آخرت میں اسکا کشف جائز ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اس امانت کا اہل ہے اور یہی ہے قولہ تعالیٰ انا عرضنا الامانۃ الآیہ۔ اور نیز اللہ تعالیٰ نے انکو حکم دیا کہ جو اسرار اہل قرب کو مکشوف ہوں اسکو عارفوں پر ظاہر کریں مگر جاہلوں سے چھپاویں۔ اور جریری نے فرمایا کہ امانات میں سے افضل امانت اسرار ہے پس اسکو سوائے اسکے اہل کے دوسرے پر ظاہر نہ کرے اور اسکے اہل یعنے اسکی لیاقت رکھنے والے وہی امانت کبری کے اٹھانے والے ہیں بعض نے فرمایا کہ امانت تو اسرار الٰہی ہیں اور اہل امانت وہ عارفین ہیں اور جو لوگ اسرار الٰہی سے آگاہ ہیں اور یہ لوگ وہ ہیں کہ انوار غیب سے قلوب کی طرف نگاہ کرتے ہیں پس انپر موافق حکم الٰہی کے جوانپر جاری ہوا ہے حکم لگاتے ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا فوجدا عبدا من عبادنا آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما الآیہ۔ یعنے وہ قصہ جو حضرت خضر علیہ السلام کی نسبت فرمایا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہیں تم میں پھر اگر جھگڑ پڑو

فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ

کسی چیز میں تو اسکو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ

ف یعنے اختیار والے وہی ہیں جو قریب بطرز پاسے (۱۲)

ع ۹ ۵

خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا

خوب ہی اور بہتر تحقیق کرنا ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ امام پر واجب ہی کہ حکم کرے موافق اسکے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور امانت ادا کرے پھر جب اسنے
ایسا کیا تو رعیت پر واجب ہی کہ اسکے حکم کو سنین و فرمانبرداری کرین اور اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا
اَطِیْعُوا اللّٰهَ - ای ایمان والو حکم مانو اللہ تعالیٰ کا یعنے صریح وحی سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
تمکو دیا ہی اور اطاعت اللہ تعالیٰ کی اگرچہ سب پر فرض ہی لیکن خصوصیت ایمان والونکی اسلیئے کہ وہی اس سے نفع پاتے ہین اور فرمانبردار تھے ہین
بخلاف کفار کے پس اپنی طاعت فرض کی اور فرمایا - وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ - اور فرمانبرداری کرو رسول کی حالت زندگی مین اور
بعد وفات کے پس یہ حکم مسلمانون کو ہی اور معنے اطاعت رسول کی یہ کہ اللہ عزوجل نے جو بواسطہ وحی خفی کے رسول اللہ صلعم کو القا کیا اور آپنے
حکم دیا اسکو مانو پس یہ لازم نہین آتا کہ حکم سوا حق عزوجل کے کسی اور کا بھی حکم ہے تاکہ شرکت لازم آوے بلکہ سب حکم اللہ تعالیٰ کا ہی اول
بوحی جلی ہی اور دوم بوحی خفی ہی - اور فرمایا - وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ - ای اصحاب الامر یعنے تم مین سے جو صاحب امر ہین انکا حکم مانو پس
صاحبان امر کسی معنے کرکے ہون جیساکہ آتا ہی انکا ذاتی حکم نہین بلکہ جو موافق حکم اللہ و رسول کے ہو اسکو مانو - چنانچہ مفسر رحمہ نے کہا اذا امروکم بطاعۃ
اللہ و رسولہ - جبکہ اولی الامر تمکو حکم کرین اللہ و رسول کی فرمانبرداری کے ساتھ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے
فرمایا کہ مرد مسلم پر سننا و فرمانبرداری کرنا اس چیز مین کہ محبوب سمجھے اور مکروہ رکھے واجب ہی تاوقتیکہ معصیت کا حکم ندیا جاوے پھر جب معصیت کا حکم دیا جاوے
تو نہ سمع ہی اور نہ طاعت - رواہ البخاری - اور نیز صحیح مین ہی کہ خالق کی معصیت مین مخلوق کی طاعت نہین ہی - بالجملہ سمع و طاعت اولوالامر کی موافق
حکم خدا و رسول کے ہی اور اسی پر دلالت کرتا ہی قولہ - فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ - اختلفتم - فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ - پھر اگر تنازع کرو تم یعنے
تم اختلاف کرو باہم یعنے اولوالامر کے و تمھارے درمیان کسی امر مین اختلاف ہو تو پھیرو اسکو طرف اللہ کے - ای کتابہ یعنے طرف اللہ تعالیٰ کی
کتاب کے اور وہ قرآن ہی پھر اگر اسمین نملے تو - وَالرَّسُوْلِ - طرف رسول کے - مدۃ حیاتہ و بعدہ الی سنتہ ای اکشفوا علیہ منہا - یعنے خود رسول
کی طرف جب تک رسول صلعم زندہ موجود ہین اور بعد وفات کے انکی سنت پاک کی طرف پھیرو اور پھیرنے کے معنے یہ ہین کہ اس تنازع کو اللہ و رسول کے فرمان سے
حل کرو - اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ - اگر تم اللہ تعالیٰ و روز قیامت پر ایمان لائے ہو ف یہ شرطیہ برانگیختہ کرنے
کے لیے ہی اور حاصل یہ کہ مقتضاے ایمان بخداے تعالیٰ و روز قیامت یہی ہی کہ اطاعت مذکور بجا لاوین - پھر جاننا چاہیے کہ اس مین
اختلاف ہی کہ اولوالامر سے کون لوگ مراد ہین پس اسمین دو قول ہین اول آنکہ مراد ولاۃ یعنے مسلمانونکے امیر ہین مانند سلطان و حاکم و قاضی وغیرہ
کے اور دوم آنکہ مراد اہل علم از فقہا و علما ہین پس مفسر جلال رح نے یہان تو فقط قول اول سے تفسیر کی اور اپنی تفسیر در منثور مین دونون قول نقل کیے
ہین چنانچہ کہا کہ قول اول یعنے اولوالامر سے مراد امراء المسلمین ہین اسکو ابن جریر نے بسند صحیح حضرت ابوہریرہ رض سے روایت کیا اور اسی پر شاہد ہی قول ابن عباس رض
کہ یہ آیت عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے حق مین اتری جبکہ آنحضرت صلعم نے انکو ایک لشکر کا سردار بناکر بھیجا تھا رواہ البخاری و شافعی رح نے
اسی کو ترجیح دی بایں طور کہ قریش امارت کو نہین پہچانتے اور امیر کے فرمانبردار نہین ہوتے تھے پس انکو امیرون کی اطاعت کا حکم دیا گیا - مترجم کہتا ہی
کہ ابن جریر نے بسند جید سدی رحمہ اللہ سے اس آیت مین روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے ایک لشکر روانہ کیا بسرداری خالد بن الولید اور اسمین عمار بن یاسر بھی تھے
پس یہ لوگ جس قوم کا قصد رکھتے تھے انکی طرف چلے پھر قریب پہونچے تو پچھلی رات مین اُتر پڑے اور قوم کو جاسوس نے خبر دی پس وہ صبح

Marfat.com

ہونے تک سب بھاگ گئے سوا ایک مرد کے پس اسنے اپنے لوگون کو حکم کیا کہ بھاگے ہو ون کے اسباب جلاد و پھر رات ہی مین چلکر خالد بن الولید کے لشکر مین آیا اور عمار بن یاسر کو دریافت کر کے انسے ملا اور کہا کہ ای ابو الیقظان مین مسلمان ہو گیا اور گواہی دی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اور میری قوم نے جب سُنا کہ تم لوگ لڑنے آتے ہو تو بھاگ گئے اور مین ٹھہر رہا پس میرا اسلام مجھے کل کے روز کچھ نفع دیگا تو خیر ورنہ مین بھی بھاگ جاؤن تو عمار نے کہا کہ ہان وہ نفع دیگا تو ٹھہر ارہ پھر صبح کو خالد نے قوم پر حملہ کیا تو وہان سوا مرد مذکور کے کوئی نہ پایا پس اسکو پکڑ لیا اور اسکا مال لے لیا پھر عمار کو خبر پہونچی انھون نے خالد کے پاس آکر کہا کہ اس مرد کو چھوڑ دو کہ وہ مسلمان ہو گیا ہی اور میری امان مین ہی تو خالد نے کہا کہ تو امان دینے والا کون ہوتا ہی پس انمین طول کلام ہوا اور آنحضرت صلعم کے پاس مرافعہ کیا گیا تو آنحضرت صلعم نے عمار کی امان کی اجازت دیدی اور منع کر دیا کہ پھر کبھی کسی امیر کے مقابلہ مین امان ندینا اور دونون مین حضرت صلعم کے سامنے بھی سخت گفتگو ہوئی تو خالد نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ اس نکٹے غلام کو چھوڑتے ہین کہ مجھے گالی دیوے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ ای خالد تو عمار کی بدگوئی مت کر جسنے عمار کی بدگوئی کی اللہ تعالی اسکی بدگوئی کرتا ہی اور جو عمار سے بغض رکھے اللہ تعالی اس سے بغض رکھتا ہی اور جو عمار کو لعنت کرے اللہ تعالی اُسپر لعنت کرتا ہی اور عمار غصہ ہو کر وہان سے اُٹھکر چلدیے تھے پس خالد نے اُٹھکر عمار کا پیچھا کیا اور جا کر پیچھے سے انکا کپڑا پکڑا اور اُنسے عذر کرنا شروع کیا یہانتک کہ عمار رضامند ہوے پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ وکذا رواہ ابن ابی حاتم عن السدی مرسلا وقد رواہ ابن مردویہ عن السدی عن ابی صالح عن ابن عباس بنحوہ پس شاید کہ نزول آیت کا دونون وجہ مین ہوا اور ہو سکتا ہی کہ صورت واقعہ خالد رض اسکا سبب نزول ہو اور روایت بخاری و بقیہ جماعت غیر ابن ماجہ مین عبد اللہ بن حذافہ کے حق مین سبب نزول صحیح ہی اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ حضرت علیؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے ایک لشکر بھیجا اور اسپر ایک مرد انصاری کو سردار کیا پھر جب نکلکر دور گئے تو سردار مذکور انپر کسی بات مین غصہ ہوا اور کہا کہ کیا نہین تمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اطاعت کا حکم دیا ہی بولے کہ ہان۔ کہا کہ لکڑیان جمع کرو پھر لکڑیون مین آگ لگا دی پھر کہا کہ مین تمکو قطعی حکم دیتا ہون کہ تم اسمین داخل ہو پس قوم مین سے ایک جوان نے اُنسے کہا کہ تم آگ ہی سے بھاگے ہو اور رسول اللہ صلعم پر ایمان لائے ہو تو جلدی مت کرو حضرت صلعم سے مل لو اگر آنحضرت حکم دین تو آگ مین گھُس جانا اتنے مین سردار کا غصہ فرو ہو گیا تھا پھر جب حضرت صلعم کے پاس واپس آئے تو آپنے فرمایا کہ اگر تم آگ مین داخل ہوتے تو کبھی اس سے نہین نکلتے فرمانبرداری تو فقط امر معروف مین ہی رواہ البخاری ومسلم اور حضرت انسؓ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سنو واطاعت کرو اگرچہ سردار ہووے تمپر کوئی غلام حبشی گویا اسکا سر منقّی ہی رواہ البخاری اور ابو ہریرہؓ سے ہی کہ حضرت صلعم نے مجھے وصیت فرمائی کہ سنون و اطاعت کرون اگرچہ غلام حبشی ہاتھ پاؤن کٹا ہوا ہو رواہ مسلم و عن ام الحصین انھون نے خطبہ حجۃ الوداع مین حضرت صلعم سے کہ یون فرماتے تھے کہ اگر تمپر کوئی غلام سردار کیا جاوے جو تمکو کتاب اللہ کے موافق چلاوے تو تم اسکی بات سنو اور اطاعت کرو رواہ مسلم مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن کثیرؒ نے یہان دیگر احادیث نقل کین اور فرمایا کہ احادیث اس باب مین بہت ہین اور مترجم کہتا ہی کہ یہ احادیث ظاہر در باب امارت ہین اور ظاہر یہ ہی کہ امیر سے مراد ایسے امیر ہین جو حق کے ساتھ ہون جیسے آنحضرت صلعم کے بعد آپکے خلفاے راشدین تھے اور جو انکی پیروی مین انکے موافق رہا اور جسکو شرعی ولایت حاصل ہو پس انکی اطاعت واجب ہی اور وہ لوگ جو سرکش و باغی و فاسق و مرتد و مشرک کہ خلاف شرع ولایت رکھتے ہون مراد نہین ہین پھر شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ اولو الامر سے مراد اہل فقہ و دین ہین اور ایسا ہی مجاہد و عطا و حسن بصری و ابو العالیہ نے فرمایا ہے اور مترجم کہتا ہی کہ شیخ مفسر جلالؒ نے در منثور مین کہا کہ ابن جریر و ابن المنذر و حاکم نے ابن عباس سے روایت کی کہ اولو الامر وہ اہل فقہ و دین اہل طاعۃ اللہ ہین جو لوگون کو انکے دین کے معانی سکھلاتے اور انکو معروف کا حکم کرتے اور منکر سے منع کرتے ہین۔ اور ابو العالیہ سے روایت ہی کہ وہ اہل علم ہین کیا تو نہین دیکھتا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ الآیۃ۔ مترجم کہتا ہی کہ استنباط ظاہر اس آیت مین

لہ ... سے مراد یہان یہ ہے کہ اگرچہ اسکا حق باطل ظاہر ہو ۱۲

حسن تدبیر و انتظام صلح و جنگ سے متعلق ہی اور احتمال ہی کہ قول ابن عباس و دیگر تابعین جو اہل فقہ و دین مراد ہونیکا ہی یہ معنے ہوں کہ امراء و والی ایسے ہونا چاہیے کہ امارت کے ساتھ فقہ و دین کے جامع ہوں بنظر آنکہ عدل حاکمانہ و انتظام بروفق شرع بدون اسکے ممکن نہیں ہی و نیز طریق سنت ان دونوں چیزونکا جامع ہی اور اسپر اتفاق ہی کہ امر معروف و نہی منکر درحقیقت امام المسلمین کا کام ہی اور بے شبہہ اسمین علم کی ضرورت ہی واللہ اعلم و لیکن مفسرین نے ان دونون اقوال مین توفیق نہین دی بلکہ دو قول قرار دیے ظاہرا اسوجہ سے کہ جن امور مین امراء و ولاۃ کی اطاعت ہی اور جن امور مین علماء فقہا کی طاعت ہی دونون نوع متباین ہین - بالجملہ شیخ ابن کثیرؒ نے یہ اختیار کیا کہ آیت کریمہ ان دونون کو شامل ہی خواہ امیر ہو یا عالم ہو اسکی اطاعت کرنی چاہیے اور کہا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہی - لولا ینہاھم الربانیون عن قولہم الاثم واکلہم السحت - یعنے کیون نہین منع کرتے ہین عالم لوگ انکو گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے - اور فرمایا فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون - پوچھو اہل علم سے اگر تم نہ جانتے ہو - اور حضرت ابوہریرہؓ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُسنے اللہ تعالیٰ کی طاعت کی اور جسنے میری نافرمانی کی اُسنے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جسنے میرے امیر کی اطاعت کی اُسنے میری اطاعت کی اور جسنے میرے امیر کی نافرمانی کی اُسنے میری نافرمانی کی صحیح متفق علیہ - اور قولہ فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول یعنے الی کتاب اللہ وسنۃ الرسول ایسا ہی مجاہد وغیرہم علماے سلف سے تفسیر مروی ہی اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسمین اللہ عزوجل کی طرف سے صریح حکم ہی کہ اصول ہون یا فروع دین ہین جس بات مین لوگ آپسمین اختلاف کرین تو اپنا جھگڑا کتاب اللہ وسنت رسول صلعم کے سامنے پیش کرین پس کتاب و سنت جسکے واسطے صحیح ہونے کا حکم کرین وہ راست ہی اور باقی غلط - اور نیز کہا کہ جو محل نزاع مین کتاب وسنت سے حکم نہ لے اور اس بارہ مین ان دونون کی طرف رجوع نہ لاوے وہ اللہ تعالیٰ و روز آخرت پر ایمان رکھنے والا نہوگا لقولہ تعالیٰ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر - **ذٰلِكَ** - ای الرد الیہما - یہ کتاب و سنت کی طرف رجوع لانا - **خَيْرٌ** لکم من التنازع والقول بالرای - بہتر ہے یعنے تمہارے لیے بہتر ہی جھگڑنے سے اور اپنی راے سے باتین کرنے سے - **وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا** - مآلا - اور بہتر ہی از راہ تاویل یعنے مآل و انجام کے **ف** اسواسطے کہ تاویل بمعنے ما یؤل الیہ الامر یعنے مآل کار ہی **ف** عرائس مین ہی کہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا الی قولہ اولی الامر منکم - اللہ عزوجل نے اطاعت کے تین مرتبے مقرر فرمائے - حالانکہ درحقیقت وہ ایک ہی ہی کیونکہ وہی سبکا مرجع ہی اور مقامات مین سے ایک ایک مقام کے ساتھ یہ طاعت مخصوص ہین چنانچہ جو شخص ایسا ہی کہ بساط قرب کی صلاحیت رکھتا ہی اور بلا واسطہ فہم خطاب کے لائق ہی تو وہ بلا واسطہ مراد حق کا مطیع ہی - مترجم کہتا ہی یہ مرتبہ انبیا علیہم السلام کا ہی فافہم - اور اگر شخص اس درجہ کو نہین پہونچا کہ خطاب حق کو بلا واسطہ سمجھ لے تو وہ اپنے نبی علیہ السلام کے خطاب کی طرف رجوع کرے جسنے بلا واسطہ خطاب کو سمجھا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نے خطاب اللہ تعالیٰ کے غوامض بیان کردیے اور باریکیان کھول دین اور اسکے حکم کی فرمانبرداری کی ہی پس جبکہ اسنے نبی علیہ السلام کے قول یا فعل کی طرف رجوع کرکے اطاعت کی تو یہ اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت بواسطہ اسکے نبی علیہ السلام کے ہوئی مترجم کہتا ہی پس امت مرحومہ پر واجب ہی کہ جو فہم خطاب نبی علیہ السلام کی صلاحیت رکھتا ہو وہ اپنے نبی مکرم سید الاولین والآخرین امام المرسلین خیر النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کی طرف رجوع کرے اور جو شخص کہ اس درجہ کو بھی نہین پہونچا کہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھے اور اس سے استنباط کرے اور اشارہ کو جان لے تو وہ اکابر علماء امت کی طرف رجوع کرے وہ اول تو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے پھر انکے بعد تابعین رحمہ اللہ پھر ائمہ اہل علم صالحین اولیاء و عارفین ہین کیونکہ ان بزرگون نے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کو جو جوامع الکلم ہی سمجھکر ظاہر کیا ہی اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طاعت بواسطہ اولو الامر کے بواسطہ نبی علیہ السلام کے ہے اور انبیاء و ملوکؒ دنیا مین اللہ عزوجل کے سایہ پڑنے کی چیزین ہین اور جو شخص بہار الٰہی و آثار عظمت الٰہی دیکھنا چاہے اسکو چاہیے کہ ان لوگون پر نگاہ کرے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلطان، ظل الٰہی ہی زمین مین اور فرمایا - کہ بادشاہت و نبوت

دونون ایک ساعت پیدا ہوئی ہین اور جو شخص سایۂ الٰہی کے لباس سے آراستہ ہوا تو اسکا حکم وہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہی اور یہان عین الجمع کا اشارہ ہی اور آیت مین اشارہ ہی کہ جب تم فہم خطاب خاص کے مقام پر پہونچ گئے کہ علوم مشکلہ مجہولہ جاننے لگے تو بلا واسطہ اس راہ پر چلو جیسے خضر علیہ السلام علم لدنی کے تابع تھے جو امر ظاہر سے خارج ہی جیسے انھون نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا اور کشتی کے تختے توڑ دیے اور یہ مخصوص انھین لوگون کے واسطے جنکو غیب سے کوئی حصہ ملا ہے۔ **قال المترجم** حضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس درجہ کو فائز ہوئے تھے اور بہتیرے انمین سے انبیاء اولوالعزم کے مثال پر تھے جیسے آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکرؓ کو حضرت ابراہیمؑ و حضرت عمرؓ کو حضرت نوحؑ سے مثال فرمایا اور فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے اور ثابت ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے بھی ایسا فرمایا اور جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم اس کرامت مین داخل فرمائے کہ اصحابی کالنجوم الحدیث میرے صحابہ ستارون کے مانند ہین تم جسکی پیروی کرو راہ پاؤگے۔ وقد تکلم الائمۃ فی ہذا الحدیث والثابت انہ حدیث حسن واللہ اعلم۔ اور دنیا مین وجود مبارک حضرت صلعم کا رہا یہانتک کہ خانۂ کعبہ کی راہ فتح ہوگئی جو عین قبلہ و مراد ہی اور نازل ہوا قولہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا الآیات۔ تو وفات شریف کا اشارہ فرمایا علی ما فی صحیح البخاری اور حضرت کو بعد قولہ اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ اُٹھا لیا اور راہ اسرار کھول دی اور صحیح مین حضرت صلعم نے اپنی وفات بھی ان لوگون کے حق مین بہتر فرمائی اور شاید یہی اشارہ ہی علی ما بینہ اہل الاسرار رحمہم اللہ واللہ اعلم بالصواب شیخ نے کہا اور جو شخص مقام توحید و مرتبۂ استقامت کو پہونچ گیا وہ انبیاء علیہم السلام کے مسلک پر چلتا ہی کہ توسع و رخصت پر عمل کرتا ہی مانند سلیمان و داؤد و یوسف و محمد علیہم السلام کے اور یہ منزل اقتدار ہی اور یہ ان لوگون کیواسطے لائق نہین جو خواہ مخواہ بتکلف اپنے آپ کو ایسا ظاہر کرین اور جس شخص کے لیے علم حقائق بیان کرنے کا دروازہ کھول دیا گیا وہ علماء الٰہی کے مانند گفتگو کرتا ہی پس انکی راہ مین چلنا اسی کو میسر ہی جو فہم غیب رکھتا ہی اور طاعت معروفہ و اسوۂ حقیقیہ اسکو مل گیا ہی اور یہ سب جو مذکور ہوا وہ تفسیر قولہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ہی۔ اور جعفر بن محمدؒ سے روایت ہی کہ فرمایا قولہ اطیعوا اللہ۔ باین طور کہ اسکے احکام پر راضی ہو۔ اور قولہ اطیعوا الرسول۔ باین طور کہ اسکے حکم پورے کرنے مین کوشش کرو اور دل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ رکھو اور ظاہر کو رسول اللہ صلعم کے ساتھ رکھو۔ اور شیخ محمد بن علیؒ نے فرمایا کہ اطاعت کر اللہ تعالیٰ کی سو اگر یہ بات تیرے لیے پوری ہوجاوے تو بہتر ورنہ طاعت رسول اللہ صلعم سے اللہ تعالیٰ کی طاعت پر مدد و استعانت لے سو اگر تو اسکو پہونچ گیا تو خیر ورنہ عالمون و مشائخ کی طاعت سے رسول اللہ صلعم کی طاعت پر مدد لے اور اس درجہ سے نیچے مت گر ورنہ ہلاک ہوجائیگا شیخ جنیدؒ نے اس آیت کے اشارات مین ذکر کیا کہ بندہ دو باتون مین مبتلا و امتحان کیا گیا ہی ایک تو جو باتین کرنے کا حکم ہی وہ بجا لاوے اور دوسرے جن باتون سے ممانعت ہی انکو نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے اسرار بندے کے دل مین ہمیشہ خطور کرتے ہین پس جب کوئی بھید دل مین خطور کرے تو اسکو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر پیش کرے پس یہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی پھر اگر اس سے شفا ہوگئی تو بہت بہتر ہی ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر پیش کرے اور یہ رسول اللہ صلعم کی فرمانبرداری ہی پھر اگر اس سے شفا ہوگئی تو بہت بہتر ہی ورنہ سلف صالحین کے اسرار پر پیش کرے اور یہی اولوالامر کی طاعت ہی۔ شیخ ابوسعید خرازؒ نے فرمایا کہ عبودیت کی تین باتین ہین ایک تو دفار الٰہی بحقیقت اور دوم متابعت رسول اللہ صلعم بشریعت اور سوم خیر خواہی جمیع امت بنصیحت قولہ تعالیٰ فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول۔ اسمین اشارہ ہی کہ جب احکام غیب مین سے کوئی حکم تمہارے اسرار پر متشابہ ظاہر ہوا اور امتحان مین معارضہ پیش آیا تو اللہ تعالیٰ و اسکے رسول صلعم کے خطابہا کی طرف رجوع کرو کیونکہ انمین علوم حقائق کے دریا ہین پس جو خطرہ ایسا ہو کہ خطاب الٰہی و خطاب رسول صلعم سے موافق نہو وہ مردود ہی اسکا کچھ اعتبار نہین ہی **قال المترجم** علم اسرار مین بھی وہی حکم ہی جو عارفان علم حقائق و علم شریعت کے جامع علماے مجتہدین صالحین نے فرمایا چنانچہ امام ابوحنیفہ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد۔ ان سب ائمہ رحمہم اللہ سے یہ بات ثابت ہوئی

کہ جب تم لوگ ہمارا کوئی قول ایسا پاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب و اسکے رسول پاک کی سنت سے موافق نہیں ہوتا ہے تو اسکو چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ و اس کے رسول کی سنت پر عمل کرو اور امام شافعی رحمۃ اللہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ میرا وہی مذہب ہی اور ہوگا جو کہ حدیث و سنت سے ثابت ہو تا آنکہ مترجم کو بھی یاد پڑتا ہی کہ قرطبی رح نے کہا کہ امام شافعی رح کے نزدیک صلوٰۃ الوسطیٰ جسکی محافظت کا کلام مجید مین حکم ہی وہ نماز عصر ہی تو یہ اسی وجہ سے کہا کہ امام شافعی رح نے فرمایا جب حدیث صحت کو پہونچی وہی میرا مذہب ہی اور البتہ صحیح مسلم وغیرہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے صحیح ہوا کہ وہ نماز عصر ہی پس لازم آیا کہ یہی امام شافعی رح کا مذہب ہو ورنہ امام شافعی رح نے صریح کہا تھا کہ وہ نماز فجر ہی اور مترجم کی یہ تقریر اسلیے کہ تمام اہل ایمان پر لازم ہی کہ علمائے مجتہدین صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیروی فقط اس نیت سے کرین کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نصیب ہو جیسے آنحضرت صلعم کی پیروی اس نیت سے ہی کہ اللہ عزوجل کی فرمانبرداری حاصل ہو اور سب مجتہدین صالحین کی نسبت نیک گمان رکھین اور ہرگز تعصب کو دخل نہ دیں اور انہی نظر حضرت باری تعالیٰ عزوجل کیطرف رکھین اور یہان جو مقلدی و غیر مقلدی کی گفتگو ہی بین اس فضول بحث کو لکھنا نہیں چاہتا ہوں اور اسیقدر کافی ہی انشاء اللہ تعالیٰ آگے شیخ رح نے فرمایا اور جب تم پر اللہ تعالیٰ یا اسکے رسول صلعم کے خطاب سے علم اشارہ مین اشکال و اشتباہ پیش آوے یعنے صورنین ہم شکل نظر آوین اور معلوم نہو کہ انمین سے کون بات ہی تو تمکو چاہیے کہ اشارہ کو کتاب و سنت کے ظاہر پر قیاس کرو کیونکہ ظاہر مین باطن کا اعلام ہی بعض نے فرمایا کہ جب تم پر بزرگون و پیشواؤن کے حال مین سے کوئی بات مشتبہ ہو اور تم اسمین اختلاف کرو تو چاہیے کہ اسکو رسول اللہ صلعم کے حال پر پیش کرو اور اس طرف پھیر دو پھر اگر تم پر نہ کھلے تو اس کتاب پاک کی طرف پھیرو و حضرت رب العالمین سے نازل ہوئی ہی شیخ نصرآبادی رح نے فرمایا کہ یہ ہمارا علم تصوف کسی کے لائق نہیں مگر اسی کے لائق ہی جو کتاب و سنت کا علم رکھتا ہی اور اسپر معاملات وارد ہوتے ہین اور باوجود اسکے وہ بڑے ظرف والا پاکیزہ ہے مترجم کہتا ہی کہ اسی طرح اکثر اکابر و مشائخ نے علم کتاب و سنت شرط کہا ہے

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ

تو نے نہ دیکھے وہ جو دعوی کرتے ہین کہ یقین لائے ہین جو اُترا تیری طرف اور جو اُترا تجھسے پہلے چاہتے ہین

أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ

کہ قضیہ لیجاوین شیطان کی طرف اور حکم ہوچکا ہی انکو کہ اس سے منکر ہوجاوین اور چاہتا ہی شیطان کہ انکو بہکا کر

ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ

دوری ڈالے اور جو انکو کہیے آؤ اللہ کے حکم کی طرف جو اُس نے اُتارا اور رسول کی طرف تو دیکھے منافقون کو

يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ۝ فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ

بند ہو رہتے ہین تیری طرف سے اٹک کر پھر وہ کیسا کہ جب انکو پہونچے مصیبت اپنے ہاتھون کے

ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ

کیے سے پیچھے آوین تیرے پاس قسمین کھاتے اللہ کی کہ ہمکو غرض نہ تھی مگر بھلائی اور ملاپ یہ وہ لوگ ہین کہ اللہ جانتا ہے

اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝

جو انکے دل مین ہے سو ان سے تغافل کر اور اُن کو نصیحت کر اور اُن سے کہہ انکے حق مین بات کام کی

قال المفسر و نزل لما اختصم یہودی و منافق فدعی المنافق الی کعب بن الاشرف لیحکم بینہما و دعی الیہودی الی النبی صلعم فاتیاہ فقضی للیہودی فلم یرض

Marfat.com

المنافق واتیا عمرؓ فذکر له الیهودی ذلک فقال للمنافق أکذلک قال نعم فقتله۔ یعنے اس آیت کے نزول کے وقت قصہ یہ ہوا کہ ایک یہودی نے اور ایک ایسے شخص نے جو ظاہر میں اسلام کا اقرار کرتا اور باطن میں کفر پر تھا یعنے منافق نے آپس میں جھگڑا کیا پس منافق نے کہا کہ کعب بن الاشرف پاس چلو تاکہ وہ یہودی عالم ہم دونوں میں فیصلہ کردے اور یہودی نے کہا کہ نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاس چلو آخر دونوں حضرت صلعم کے پاس آئے پس آپ نے یہودی کے نام فیصلہ کیا مگر منافق اس فیصلہ پر راضی نہوا اور دونوں آئے حضرت عمرؓ کے پاس پس یہودی نے حضرت عمرؓ سے حضرت صلعم کے فیصلہ کا حال بیان کیا پس عمرؓ نے منافق سے پوچھا کہ کیا یہی بات ہوئی جو یہ یہودی کہتا ہے اسنے اقرار کیا کہ ہاں پس عمرؓ نے منافق کو قتل کر ڈالا تب آیت نازل ہوئی مترجم کہتا ہے کہ معالم میں دیگر اقوال کے ساتھ یہ قول سبب نزول بھی مذکور ہے اور مجھے اسناد کے ساتھ نہیں ملا مگر آنکہ شیخ ابن کثیر نے ابن لہیعہ کی روایت سے ابو الاسود سے مرسلاً یہ قصہ ذکر کیا اور اسمین زائد ہے کہ پھر جب حضرت صلعم کو خبر ہوئی تو آپنے فرمایا کہ مجھے گمان نہ تھا کہ عمر ایک مسلمان کے قتل پر جرأت کریگا پس اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا فلا وربک لا یؤمنون الآیہ پس اس منافق کا خون ہدر کیا اور عمرؓ سے مواخذہ دور کیا اور معالم میں ہے کہ جبرئیلؑ نے آیت لاکر کہا کہ عمرؓ نے حق و باطل میں فرق کر دیا تب سے فاروق کے لقب سے مشہور ہوئے اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسکی اسناد حسن ہے اگرچہ مرسل ہے پھر بروایت حافظ ابو اسحٰق صاحب تفسیر مسنداً ہمانند قصہ مذکور وارد کیا اور مفسر جلالؒ نے اپنی تفسیر در منثور میں ذکر کیا کہ طبرانی وغیرہ نے بسند صحیح حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابو برزہ اسلمی پہلے کاہن تھا جو یہود کے جھگڑونمین فیصلہ کیا کرتا تھا پس مسلمانون کے چند آدمیون نے بھی اسکے پاس فیصلہ کو رجوع کیا تو یہ آیت نازل ہوئی تا قوله احسانا و توفیقا۔ مترجم کہتا ہے کہ سیاق سے واضح ہے کہ یہ لوگ منافق تھے۔ اور نیز ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جلاس بن صامت قبل توبہ کرنے کے اور معتب بن قشیر و رافع بن زید دعویٰ اسلام کرتے پس انکی قوم کے مسلمانون نے مقدمہ خصومت میں انکو حضرت صلعم کی طرف خصومت کو بلایا مگر انھون نے انکو جاہلیت کے کاہنونکی کیطرف بلایا تب آیت نازل ہوئی شیخ ابن کثیر نے کہا کہ بہرحال آیت عام ہے ہر ایسے شخص کی مذمت میں ہے جو کتاب و سنت سے عدول کرکے انکے ماسوائے کیطرف جاوے جو باطل ہے اور یہی طاغوت سے یہان مراد ہے مترجم کہتا ہے کہ اگر کہا جاوے کہ ماسوائے کتاب و سنت کے اجماع امت و قیاس بھی ہے حالانکہ یہ دونون باطل نہین بلکہ اکثر امت خصوص اہل سنت نے انکی حجت ہونے پر اتفاق کیا ہے تو جواب یہ ہے کہ اجماع و قیاس بھی اسی آیت سے ثابت ہین چنانچہ امام رازی نے کبیر میں بہت دراز تقریر سے سبکا اثبات کیا اور یہ اصول فقہ میں بھی بدلائل مبرہن ہے یہان طول کلام بیکار ہے مگر آنکہ قیاس کا مرتبہ باقی اصول ثلثہ کے بعد ہے فافہم۔ اور اس سے ظاہر ہوا کہ آیت کریمہ کو ماقبل سے مناسبت یہ کہ اول میں حکم باتباع کتاب و سنت و اجماع و قیاس شرع ہے اور اس آیت میں اس سے عدول کرنے والون کی مذمت ہے چنانچہ فرمایا۔ اَلَمْ تَرَ تعجب دلایا بطریق انکار۔ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ کیا تو نے نہ دیکھے ایسے لوگ جو منھ سے کہتے ہین کہ جو تیری جانب اتارا گیا اسپر ایمان لائے اور جو تجھسے پہلے اتارا گیا تھا اسپر ایمان لائے ہین ف یعنے زعم انکا یہ کہ تیری شریعت و اگلی شریعت پر ایمان لائے یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ پر ہین جو انبیا علیہم السلام کے ذریعے ملتی آئی ہے یا یہ کہ پورا ایمان لائے اسواسطے کہ ایمان میں تمام انبیاے سابقین و کتب سابقہ پر ایمان شرط ہے۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ۔ چاہتے ہین محاکمہ طاغوت سے ف کثیر الطغیان و ہو کعب بن الاشرف۔ یعنے طاغوت میں معنے مبالغہ ہین اور تا تانیث نہین یعنے نہایت حد سے بڑھ جانیوالا اور مفسرؒ نے کہا کہ مراد اس سے کعب بن الاشرف ہے جو یہودی عالم نہایت بے ایمان رشوت خورہ تھا۔ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ۔ ولایوالوہ۔ حالانکہ انکو حکم دیا گیا تھا کہ طاغوت سے منکر ہون ع

ف اور اس سے دوستی بھی نہ رکھین۔ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا۔ عن الحق۔ اور شیطان
چاہتا ہی کہ انکو بھٹکاوے دور ف یعنے ایسی گمراہی جو حق سے بہت دور ہی وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ فی
القرآن من الحکم۔ اور جب ان گمراہون سے کہا جاوے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اُتارا ہی ادھر آؤ ف یعنے اِس حکم کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے
اُتارا ہی قرآن مین۔ وَاِلَى الرَّسُوْلِ۔ لیحکم بینہم۔ اور رسول اللہ کی طرف آؤ ف تاکہ انکے درمیان حکم کردے رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ
يَصُدُّوْنَ۔ یعرضون۔ تب تو ان منافقون کو دیکھے کہ مُنھ موڑتے ہین عَنْكَ۔ الی غیرک۔ تجھسے دوسرے کی طرف یعنے اس حالت مین
منافقون کا حال تجھے اسطرح دکھلائی دے یعنے معلوم ہو جاوے پھر بھلا یہ لوگ کہان سے ایمان لائے بلکہ بعید گمراہ ہین۔ فَكَيْفَ۔ یصنعون۔
پھر کیا کرینگے یہ منافق۔ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ۔ عقوبۃ۔ جب انکو مصیبت یعنے عقوبت کی سزا پہونچی۔ بِمَا قَدَّمَتْ
اَيْدِيْهِمْ۔ بوجہ اس چیز کے جو تقدیم کی انکے ہاتھون نے۔ یعنے انکے ہاتھون کے کیے ہوے بد اعمال سے جب انکو مصیبت عذاب پہونچی تو اُس وقت
بھلا انکا کیا انجام ہوگا۔ ایقدرون علی الاعراض والفرار منہا لا۔ کیا اس عقوبت سے بچ سکین گے جیسے اب اعراض کرتے ہین۔ ہرگز نہین۔ ثُمَّ
جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا۔ پھر بعد اسکے تیرے پاس آئے جھوٹی قسمین کھاتے ہوے کہ ہماری
مراد اس صدود سے اعراض نہ تھی بلکہ احسان و توفیق مراد تھی ف یعنے خوبی سے فریقین مین موافقت ہو جاوے یہی قول واحدیؒ نے اختیار
کیا ہی اور بنابرین قولہ فکیف اذا اصابتہم الخ جملہ معترضہ ہی۔ اور بعض نے کہا کہ اسکا عطف اصابتہم پر ہی اور معنے یہ ہین کہ سلامتی کے وقت رسول
کی حضور مین حاضر ہونے سے انکو اعراض و نفرت ہی تو جب خیانت کرینگے جسکے سبب انکو عذاب کا خوف ہو پھر زبردستی تیرے پاس لائے جاوین
تو جھوٹی قسمین کھاتے آوینگے کہ اس خیانت سے ہماری مراد سوائے خیر و مصلحت کے اور کچھ نہ تھی بعض نے کہا یعنے ہماری مراد کچھ نہ تھی سوائے
عدل و حق کے مثل قولہ تعالیٰ لیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ۔ اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ منافقین کا یہ حال ہی کہ جب سچا حکم لینے کو وہ تیری
طرف بلائے جاتے ہین تو منھ موڑتے ہین اور دوسرون کی طرف جاتے ہین پھر کیا حال ہی کہ جب انکو مصیبت پہونچی بوجہ انکے ہاتھ کے کرے دھرے
گناہون کے کہ تجھسے اعراض کرکے عمرؓ کی طرف گئے اور قتل مین گرفتار ہوے تو اب اسکے وارث اسکے خون کا دعوی کرتے ہوے آتے ہین کہ
ہمارے عزیز مقتول نے تو عمرؓ کی طرف جانا نہین بھی چاہا تھا کہ احسان و توفیق ہو یعنے اسکے اور دوسرے خصم کے درمیان توفیق و صلح کرادین
انھون نے قتل کیا۔ چنانچہ فرمایا یحلفون الخ یعنے غیر سے محاکمہ مین ہماری غرض صرف صلح و توفیق تھی۔ یعنے دونون جھگڑنے والون مین
اس تقریب سے حکم ملے کہ دونون مین میل ہو جاوے اگرچہ حکم ناحق ہو اور انکو حق بات پر جو کڑوی معلوم ہوتی ہی آمادہ نہ کرے۔ اللہ عز و جل نے
اس مصیبت کو جو انکو پہونچی انکے ہاتھونکی کمائی قرار دیا اور انکو اس عذر و دعوی مین جھٹلایا۔ چنانچہ فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ
مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ۔ من النفاق وکذبہم فی عذرہم۔ یہ ایسے لوگ ہین کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہی جو انکے دلونمین ہی ف نفاق و جھوٹا عذر
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ بالصفح۔ پس تو انسے منھ موڑے ف بطور درگذر کرنے کے۔ وَعِظْهُمْ۔ خوفہم اللہ تعالیٰ۔ اور ڈراوے انکو
اللہ تعالیٰ سے۔ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ۔ شان۔ اَنْفُسِهِمْ۔ اور ان ناپاکون سے انکے نفس کے بارہ مین۔ قَوْلًا بَلِيْغًا۔
موثرا فیہم۔ ایسا قول بلیغ کہدے جو ان مین اثر کرنے والا ہو۔ اور چونکہ تاثیر دینا فقط اللہ عز و جل کے اختیار مین ہی مفسرؒ نے کہا۔ ای ازجرہم
لیرجعوا عن کفرہم ای انکو زجر کر اِس عنوان سے تاکہ وہ اپنے کفر سے باز آوین ف عرائس مین ہی کہ قولہ فکیف اذا اصابتہم الخ۔ جو مصیبت
انکو پہونچی وہ انکے انکار کی سزا تھی کہ نبی صلعم و آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے منکر ہی پس اس مصیبت مین پڑے کہ مقام ولایت معرفت تک

پہونچنے سے محجوب و محروم کیے گئے اور سب سے بڑی مصیبت یہی ہو کہ اللہ عزوجل سے منقطع کردیا جاوے اور اسکی طرف راہ پانے سے حیران سرگردان کردیا جاوے
مترجم کہتا ہو کہ شیخ رحمہ نے سچ کہا مگر یہ لوگ کمبخت تو راہ ہدایت کی حلاوت سے واقف ہی نہیں ہین مثل مشہور ہو بندر کو ادرک کا مزہ کیا معلوم
وہ تو اپنے کو راہ پر جانتے ہین۔ کہنے والے نے خوب کہا ہے کرم سرگین رو بجنس ناخوش پسند + یان یہ خوش پاکیزہ سب حلوا و قند + شیخ نے فرمایا کہ
بعض نے کہا سب سے بڑی مصیبت یہ کہ اللہ تعالیٰ سے مڑکر دوسرے کی طرف مشغول ہو اور بڑی نعمت یہ کہ سب سے مڑکر اللہ تعالیٰ سے مشغول ہو اور
شیخ ابوالحسین وراق نے فرمایا کہ سب سے بڑی مصیبت یہ ہو کہ تیرے دل سے حرمت ساقط ہو اور تیرے چہرے سے حیا نکل جاوے اور سنتین
تیرے اعضا پر اور اکرنا گران ہوجاوے۔ قولہ اولٰئک الذین یعلم اللہ ما فی قلوبہم۔ آنحضرت صلعم کے پاک دل کو اس کلام سے تسلی فرمائی یعنے
تو غمناک مت ہو ہم انکو وہی بدلا دینگے جو انکے دلون مین ہے پس دنیا و آخرت مین جو اصلی مراد ہونا چاہیے اس سے ان لوگو نکو محروم و محجوب کردیا۔
اور قولہ فاعرض عنہم ای انکی صحبت چھوڑدے اور ہر جاہل غافل کی صحبت چھوڑدے اور قولہ وعظہم یعنے انکی سمجھ کے لائق انکو نصیحت کردے اور یہ نصیحت
درحقیقت انکے واسطے عذاب ہو کیونکہ انھون نے اسکو نہین پہچانا اور جیسے پیروی چاہیے تھی اسکی پیروی نہ کی واسطی نے فرمایا کہ اشارہ آنکہ
جاہلون سے اعراض کر اور منھ موڑلے اور درمیانی درجہ والون کو نصیحت کر۔ اور اعلیٰ درجہ والون کو انکے عیوب نفس سے خبردار کردے اور ہر ایک
سے بقدر اسکی طاقت کے کلام فرما۔ اور بعض نے فرمایا کہ اعراض تو قول سے اور نصیحت بالفعل مقصود ہو یعنے قول سے اعراض کر اور فعل سے نصیحت
فرما قولہ وقل لہم فی انفسہم قولا بلیغا۔ ای میری عظمت وکبریائی کو بیان کر اور انکے کفر و ایمان سے میرا بے پروا ہونا ظاہر کر اور جب وہ لوگ دنیا کے
پھندے مین خوش ہوگئے اور انبیاء و صدیقین سے انکار کیا تو ہمیشہ کے واسطے انکا مجھسے دور ہونا بیان کردے شیخ جنید رحمہ نے فرمایا کہ ان سے
انکی عقلون کی مقدار انکی طاقت کے لائق کلام فرما مترجم کہتا ہو کہ حدیث صحیح مین ہو کہ لوگون سے انکی عقلون کے اندازہ پر باتین کرو پس معلوم ہوا
کہ یہ کمال نہین ہو کہ عوام سے انکی سمجھ سے باہر بات کہو لہذا بلاغت کی تعریف یہ کہ بات کہی اور سمجھ مین آئی۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
اور ہمنے کوئی رسول نہین بھیجا مگر اسواسطے کہ اُسکا حکم مانتے اللہ کے فرمان سے اور اگر ان لوگون نے جسوقت اپنا برا
جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝
کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشوالیے اور رسول اُنکو بخشوا تا اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
سو قسم ہو تیرے رب کی انکو ایمان نہوگا جب تک تجھی کو منصف جانین جو جھگڑا اُٹھے آپس مین پھر نہ پاوین اپنے جی مین
حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝
خفگی تیری چکوتی سے اور قبول رکھین مان کر

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ۔ فیما یامر بہ ویحکم۔ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ اور ہمنے کوئی رسول نہین بھیجا مگر اسواسطے
کہ اسکی تابعداری کیجاوے (ان سب باتون مین جو وہ حکم کرے اور فرمان جاری کرے) بارادۂ الٰہی ف لا لیعصی ویخالف۔ اور اسواسطے
ہمنے کوئی رسول نہین بھیجا کہ اسکی نافرمانی و مخالفت کیجاوے۔ حاصل آنکہ محمد صلعم کو جو رسول برحق بھیجا ہو تو بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہو کہ رسول
برحق کے حکم کی فرمانبرداری کرین اور ہرگز نافرمانی وخلاف نہ کرین۔ چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا۔ انما کان قول المومنین اذا دعوا الی اللہ

Marfat.com

ورسولہ لیحکم بینہم ان یقولوا سمعنا واطعنا الآیۃ- اور مجاہد رحمہ اللہ نے باذن اللہ کی تفسیر مین یہ معنے فرمائے کہ میرے رسول کی اطاعت وہی کرسکتا ہے جسکو مین نے توفیق دی پس باذن اللہ یعنے توفیق اللہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو ارشاد کیا اور راہ بتائی کہ جب اُنسے کوئی گناہ سرزد ہو تو چاہیے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس آوین اور اُنکے حضور مین اللہ تعالیٰ سے استغفار کرین اور رسول اللہ صلعم سے درخواست کرین کہ آپ اس گنہگار کے لیے استغفار فرما دیجیے پس جب ایسا کرینگے تو اللہ تعالیٰ انکی توبہ قبول کریگا چنانچہ فرمایا وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ- اور اگر یہ کرتے کہ جب انھون نے ظلم کیا تھا اپنے نفسون پر یعنے گناہ کیا تھا- تیحاکمہم الی الطاغوت- مثلاً باین طور کہ طاغوت پاس جاکر اپنے معاملہ مین فیصلہ کرایا تھا- جَآءُوْكَ- تائبین- آتے تیرے پاس درحالیکہ توبہ کرنے والے ہوتے- کیونکہ توبہ کرنیسے پہلے اپنے گناہ کی بخشش مانگنا بیجا ہے پس پہلے توبہ کرتے- فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ- پھر تیرے حضور مین گناہ کی بخشش مانگتے اللہ تعالیٰ سے- وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ- اور مغفرت مانگتا رسول بھی ان گنہگارون کے لیے ف یعنے اللہ کا رسول معظم بھی انکے لیے مغفرت مانگتا حاصل آنکہ اگر وہ گنہگار لوگ ایسا کرتے اور رسول پاک بھی انکے لیے استغفار کرتے- لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا- تو البتہ پاتے اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول فرمانیوالا ف اپنے اوپر جیسا کہ اسکی شان ہی بلکہ- رَّحِیْمًا- بہم- اپنے اوپر بہت مہربان پاتے- ف اس آیت مین دلالت ہی کہ بندہ گنہگار اگر کسی بندہ صالح پرہیزگار سے دعا کرادے تو قابل قبولیت ہوتی ہی- اور لوگ جو اس زمانہ مین پیرون کے مرید ہوتے ہین وہ بھی یہی توبہ ہی اور انکی طرف سے بعد توبہ کے اس شخص کی لیاقت؟ کے موافق ارشاد و ہدایت کرنے مثلاً قوی فارغ کو مجاہدہ و ریاضت قوی بتلادے عالم ہو تو اسکو اسکے موافق اور عامی ہو تو اسکو اسکے لائق اور اسکے نفس و قلب کی برداشت کے لائق عبادت و اذکار بتلادے- پس آدمی سچی توبہ کرے اور فرائض و واجبات و سنتوں پر عمل کرے اور منہیات و حرام و مکروہات سے بچے تو بیعت کا فائدہ پورا ہی ورنہ اگر توبہ کی سچی نیت نہین یا پھر نیک کام کی پوری ہمت نہین تو یہ جھوٹا ہی- اور پیر وہی ہے جو ہر حال مین تابع سنت ہو- لہذا بزرگون نے سخت تاکید کی ہی کہ پیر اگر تابع سنت نہین تو بہت صورتون مین مرید کے ایمان جانیکا خوف ہے مولوی روم نے فرمایا ؎ ای بسا ابلیس آدم روے ہست + پس بہر دستے نشاید داد دست + بہت ایسا ہی کہ ابلیس بصورت آدمی ہوتا ہے پس واجب ہی کہ ہر کسی کے ہاتھ مین ہاتھ نہ دیوے- ورنہ اُسی ابلیس کے مانند خود ابلیس ہو جاویگا- اسی خوف سے شیخ محقق علامہ جلال دوانی رح وغیرہ نے کہا ہی کہ اس زمانہ مین چونکہ مرد صالح کامل بمانند عنقا ہوگیا لہذا جب تک حسب یقین نہو اور برس دو برس تک دیکھ نہ لے کہ عامل بسنت اس درجہ ہی تب تک شریعت پر عمل کیے جاوے اور اللہ تعالیٰ سے عاجزی کرے اور شیخ عزیزان رحمہ اللہ وغیرہ نے تو فرمایا ہی کہ جب اسکا یہ ارادہ صادق ہی تو اسوقت کے قطب سے اسکو برابر وہی فیض ہوگا جو پیر کامل عامل سنت صالح سے ہوتا- والسلام- شیخ حافظ الحدیث ابن کثیر رحمہ اللہ نے تفسیر مین لکھا کہ ایک جماعت نے جسمین سے شیخ ابو منصور صباغ بھی ہین اپنی کتاب مین شیخ عتبی رح کی مشہور حکایت لکھی کہ عتبی فرماتے ہین کہ مین حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اسنے قبر مبارک کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ مین نے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی- ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما- اب مین حاضر ہوا ہون اپنے گناہونکی بخشش مانگتا ہوا اور آپ سے شفاعت چاہتا ہوا کہ میرے پروردگار سے میرے لیے بخشش مانگیے پھر یہ پڑھنا شروع کیا ؎ یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ + فطاب من طیبہن القاع والاکم + نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ + فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم + پھر وہ اعرابی رحمۃ اللہ علیہ

لوٹ کر چلا گیا اور میری آنکھ جھپک گئی پس مین نے رسول اللہ صلعم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ ای عتبی جاکر اس اعرابی سے مل اور اسکو خوشخبری سنادے کہ اللہ عزوجل نے اسکو بخش دیا مترجم کہتا ہی کہ یہ امر شریف ہی کہ اللہ عزوجل نے ان اعرابی مذکور کو اس کرامت سے مشرف کیا اور یہ امر قطعی لازمی نہین کہ ہر شخص ایسا کرے اور نہ آیت کریمہ مین حضرت صلعم کے پاس جانیکا بعد وفات کے حکم ہی کیونکہ مرقد مطہر کے پاس جانا ویسا نہین جو آیت مین مذکور ہی اور صارم سبکی مین ہی کہ سلف صالحین صحابہ و تابعین و من بعدہم مین سے کوئی اس جانب نہین گیا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے مرقد منور پر جانیکا حکم ہی اور مترجم کہتا ہی کہ صارم مین قصۂ مذکور کی اسناد مین کلام کیا اور حق یہ ہی کہ وہ جسطرح ذکر کیا صالح ہی اور اسمین کلام کرنا افراط و تشدد خلاف اصول ہی کچھ مقبول نہین ہی لیکن مدارک وغیرہ مین جو اعرابی کا قبر شریف پر آکر سر پر خاک اڑانا اور لوٹ جانا اور قبر شریف سے مغفور ہونے کی آواز آنا مذکور ہی وہ ناقلین کا خلط و خبط ہی صحیح وہ ہی جو شیخ ابن کثیرؒ نے نقل کیا واللہ اعلم ۔ پھر شیخ ابن جریرؒ نے مابعد کی آیت کو ماقبل سے مربوط کیا باین طور کہ کہا قولہ ۔ **فَلَا** ۔ یہ رد ہی اسکا جو پہلے مذکور ہوا یعنے بات یون نہین ہی جو انھون نے گمان کی کہ وے ایمان لائے ہین ما انزل الیک وما انزل من قبلک پر پھر از سر نو قسم کا استیناف فرمایا بقولہ ۔ **وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ** ۔ اور قسم ہی تیرے رب کی کہ وہ مؤمن نہونگے ف جبتک ایسے ایسے نہوجاوین آ ۔ اور بعض نے کہا کہ لا کو قسم پر بغرض تاکید معنے نفی کے مقدم کیا اور بعض نے کہا کہ لا موکد معنے نفی نہین کیونکہ اثبات مین بھی زائد آتا ہی جیسے قولہ لا اقسم بمواقع النجوم اور اصل یہ کہ زائد در قسم بنحو واحد ہو پس لا یہان زائد بغرض تاکید قسم ہی نہ تاکید نفی اور یہی قول صاحب کشاف کا ہی اور مفسر حؒ نے لا زائدہ کہا پس محتمل دونون وجہ کو ہی اور ظاہر آنکہ مراد زیادت تاکید قسم ہی اور معنے یہ کہ فوربک لا یومنون ۔ **حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ** ۔ اختلط ۔ **بَيْنَهُمْ** ۔ پس موکد قسم ہی تیرے رب کی کہ یہ لوگ مومن نہوجاوینگے جبتک یہ نہ کرین کہ جو کچھ انمین جھگڑا و خلط واقع ہو ف تیری زندگی مین تیری حضور مین آکر اور بعد وفات کے تیری سنت شریعت پر مطیع ہو کر ۔ **ثُمَّ لَا يَجِدُوْا حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ** ۔ پھر ایسی بجاآوری رضامندی سے قبول کرین کہ اپنے دلون مین کوئی حرج نہ پاوین یعنے کوئی ضیق و تنگی یا شک نہ پاوین اس حکم سے جو تونے دیا ہی ۔ **وَيُسَلِّمُوْا** ۔ ینقادوا لحکمک ۔ اور فرمانبردار ہوجاوین تیرے حکم کے ۔ **تَسْلِيْمًا** ۔ من غیر معارضۃ ۔ ایسی فرمانبرداری کے ساتھ کہ بالکل معارضہ نہ کرین ف حاصل آنکہ اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ جبتک وہ اپنے درمیانی امور مین تیری ہی طرف محاکمہ نہ کرین اور پھر اسکو بخلاف اپنی خواہش نفس کے خوشی سے تسلیم نہ کرین تب تک مومن نہونگے اور حدیث صحیح مین حضرت ابن مسعودؓ سے ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم مین سے کوئی مومن نہوگا جبتک کہ اسکی خواہش نفسانی اس امر کی تابع نہوجاوے جسکو مین لایا ہون (الصحیح) اور ابن ابی حاتم من طریق عروۃ بن الزبیر عن اخیہ عبداللہ بن الزبیر عن الزبیر بن العوام تحدیثا روایت کی کہ زبیرؓ نے ایک انصاری سے جو بدر کی لڑائی مین حاضر ہوا تھا مخاصمہ کیا اور رسول اللہ صلعم کے پاس دونون آئے اور یہ مقدمہ یون تھا کہ حرہ کی طرف سے پانی کی نالی آتی تھی اس سے دونون اپنا اپنا باغ خرما سینچتے تھے پس انصاری نے کہا کہ پانی کو چھوڑ دو وہ روان رہے جو تمھاری طرف آوے تم اس سے سینچو اور میری طرف آوے تب مین بھی لیتا جاؤن مگر زبیرؓ نے اس سے انکار کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای زبیر پانی سے سینچ لے پھر اپنے پڑوسی کی طرف بندان کھول دے کہ چلا جاوے پس انصاری غصہ ہوگیا اور کہا کہ یا رسول اللہ اسی سے کہ آپکی پھوپھی کا بیٹا ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ اے زبیرؓ سینچ لے پھر پانی روک لے یہانتک کہ جدرؓ تک چڑھے پس رسول اللہ صلعم نے زبیرؓ کے واسطے اسکا حق پورا کردیا اور قبل اسکے رسول اللہ صلعم نے ایسی رائے کی طرف اشارہ کیا تھا جسمین آپ کی مراد یہ تھی کہ زبیرؓ و انصاری دونون کے حق مین وسعت تھی پھر جب انصاری نے رسول اللہ صلعم کو خشمناک کیا تو آپ نے صحیح حکم مین زبیرؓ کا حق بھرپور دیدیا ۔ زبیرؓ فرماتے تھے کہ مجھے

ف اگرچہ وہ کسی اور وجہ سے بظاہر ان کو برا لگے لیکن حکم کی وجہ سے اسکو خوشی سے قبول کرین ۱۲ م ف یعنی مذہب ... ۱۲

بھی علم ہی کہ یہ آیت اسی معاملہ مین نازل ہوئی۔ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک الآیۃ۔ کذا رواہ النسائی واحمد والجماعۃ واصحاب الاطراف والمسانید وقد
رواہ البخاری عن عروۃ بن الزبیر عن الزبیر مع انہ لم یسمع عروۃ عن ابیہ فصورتہ الارسال وہو متصل فی المعنی فاحفظہ مترجم کہتا ہی کہ ظاہر امراد یہ ہے
کہ یہ معاملہ بھی اس آیت کے حکم مین داخل ہی اور یہ نہین کہ یہی معاملہ خاصکر اسکا سبب نزول ہوا کیونکہ سیاق کلام دربارۂ منافقون وغیرہ کے ہی پس خبر
واحد سے ترک نہین کیا جاسکتا ہی کیونکہ اصل یہ ہی کہ مقتضاے کلام مین تغیر نہین کیا جائیگا الا بآیت دیگر یا بحدیث مشہور جو نص ہو واللہ اعلم۔ اور
زہری رح نے سعید بن المسیب رح سے بھی روایت کی کہ زبیر بن العوام و حاطب بن ابی بلتعہ کے حق مین یہ آیت اُتری جبکہ نبی صلعم نے سینچنے کے پانی مین
یہ حکم دیدیا تھا کہ اوپر والا سینچ لے پھر چھوڑ دے تاکہ نیچے والا سینچ لے ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ مرسل جید ہی مگر اسمین یہ فائدہ ہی کہ انصاری کا نام مشہور ہی
مترجم کہتا ہی کہ حاطب بن ابی بلتعہ صحابی مہاجر بدری ہین پھر کیونکر انصاری کہا گیا اور یہ اعتراض ظاہر ہی اور انصار مین سے کوئی اس نام سے
معروف نہین مگر آنکہ اسی اثر سے نکالا جاوے واللہ تعالیٰ اعلم۔ پھر کہا گیا کہ یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین تھا اب آپ کی وفات کے بعد
عالم عارف نحو و صرف و بلاغت و بیان و اصول حدیث و فقہ و تفسیر و ماہر احادیث و آیات متعلقۂ احکام و تمیز حدیث صحیح از ضعیف غیر متعصب بمذہب کا
متقی صاحب خشوع و خضوع عادل غیر مائل بجور جوان صفات سے آراستہ ہو وہ آنحضرت صلعم کی سنت کے موافق آپکی طرف سے مترجم و نائب ہوکر
حکم دے سکتا ہی پس جب تیقن ہوا کہ حضرت صلعم کی حدیث و سنت شریف کے موافق یہ حکم ہی تو گویا خود حضرت صلعم نے حکم دیا واللہ الموفق پھر یہ حکم
اس پانی مین ہی جو سیل وغیرہ کا ہو اور اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ اوپر والے کو بند کر لینے کا اختیار ہی یہانتک کہ خوب بھر جاوے پھر نیچے کی طرف والے کے
لیے چھوڑے پھر وہ اپنے سے نیچے والے کی طرف علی ہذا القیاس ف عرائس مین ہی کہ قولہ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاوک الآیہ۔ اللہ عزوجل نے آمین
ایسے لوگون کی خبر دی جنھون نے دنیا سے اپنے نفس کے حصے لینے کے واسطے اسکا حصۂ آخرت اور حقیقی نصیبہ کم کر دیا اور کو کے ساتھ کلام فرمانے مین
خبر دی کہ انکے دلو نمین تلخی دوری ہی اور اگر ایسا ہوتا کہ اس خرابی کی تاریکیون و حجاب سے نکلکر دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بارادت تامہ و رجوع
لائقہ مشرف ہوتے تو چہرہ پاک نبی صلعم پر حضرت عزوجل کے انوار جلال و جمال سے مالا مال ہو جاتے جیسے نیکون نے پایا پس ظاہر ہوا کہ دیدار نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے وہ لوگ اپنی دنیاوی مشغولی سے خارج ہو جاتے ہین اور اپنے نفس کی طرف انکو رجوع میسر آتا ہی تو نہایت شرمندہ ہوتے اور درگاہ
کرم کبریا مین حیاء کے ساتھ پانی پانی ہوے جاتے ہین اور اسکی عظمت کے دروازہ پر بے بس کھڑے ہوتے ہین اس بات کے محتاج کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ
وسلم انکے لیے مغفرت مانگ دے اسواسطے کہ شان نبوت کی پوری تعمیل و احترام نہونے سے ان پر بقایا گناہ وہ ہین جو کسی طرح انسے دور نہین ہوتے
سواے اسکے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے لیے سفارش فرماوین۔ پھر جب توفیق الٰہی سے یہ بات میسر آئی تو اللہ عزوجل کو اس طرح پاتے ہین کہ ان کی
طرف رحمت سے رجوع فرمایا اور قبول کیا اور خود ہی اپنی طرف انکو راہ بتائی۔ اور شیخ ابن عطاء رح نے اس آیت مین کہا کہ اگر وہ لوگ تجکو میری
طرف وسیلہ بناتے تو ضرور پہونچ جاتے قولہ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم۔ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے آگاہ فرما دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کل کے واسطے سبب ایمان ہین اور آپ سے ایمان رکھنا اللہ تعالیٰ سے ایمان ہی۔ اور اس آیت مین مقام عین الجمع کی طرف اشارہ کیا۔
اور اللہ تعالیٰ نے اسمین ظاہر فرمایا کہ حکم کے حقائق اور دین کے دقائق ظاہر نہین ہوتے مگر آنحضرت صلعم کو کیونکہ عالم مین حق عزوجل کے بیان
کے واسطے نبی صلعم زبان ہین۔ اور سواے آپکے باقی مخلوق مین سے جبت و طاغوت سے حکم کی نفی کر دی اگرچہ انھون نے کتاب پڑھی
تھی یعنے توریت وغیرہ مگر اسکے حقائق سے کچھ بھی نہ پایا قال المترجم اللہ فرماتا ہی۔ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا
الآیہ۔ پس اگر کتاب الٰہی سے فیض یقین و عمل احکام نہوا ہو تو جیسے گدھا جو کتابین لادے ہی۔ اور یہ معنے ہر اہل کتاب کے حق مین معتبر ہین

اور بیان آیت مین تصریح فرمائی کہ جو اسلام لایا اور اسنے حکم کو حضرت صلعم کے سپرد بھی کیا تب بھی وہ حقائق ایمان تک نہ پہونچیگا تاوقتیکہ اسکے
سینہ مین سلامتی نہو اور حضرت صلعم کے حکم قبول کرنے کے وقت اسکو سکون نہو یعنے تیری تسکین وطمانیت سے قبول کرے اسواسطے کہ طمانیت
ہی تو موضع یقین ہی اور ایمان کی حقیقت بھی یقین ہی اور یہی آگے فرمایا۔ ثم لایجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ ابوحفص رح نے
فرمایا کہ اللہ عزوجل نے اپنے واسطے تو اپنے بندون سے ظاہری قول پر اکتفا فرمایا بطریق احسان کے چنانچہ جو شخص زبان سے اسلام کا اقرار کرے
مسلمان ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کسی کے مؤمن ہونے پر رضامندی نہین فرمائی جبتک کہ اخلاص قلب سے اور نبی صلعم کے حکم پر خواہ خوشگوار ہو
یا ناگوار ہو رضامندی سے مومن نہو۔ اور جو شخص کہ نبی صلعم کیواسطے مستقیم نہو ظاہر یا باطن یا خفیہ یا علانیہ یا حقیقۃً یا رسمًا تو وہ حقیقت اسلام سے
دور ہے اور مسلمانون کے مراتب سے خارج۔ شیخ عبدالعزیز مکی رح نے فرمایا کہ یہان حق سبحانہ تعالیٰ نے قسم کھائی کہ کوئی ایماندار نہوگا
یہانتک کہ تجھی سے حکم لے۔ اس شرافت وکرامت مین خلائق کے اوہام حیران ہین اپنی ذات پاک کو اپنے بندۂ حبیب کے واسطے کیا اور اسکے حکم پر
رضامندی کو مانند اپنے حکم پر رضامندی کے قرار دیا اور خلق پر واجب کردیا کہ میرے نبی علیہ السلام کے حکم پر راضی ہون اور تسلیم کرین جیسے مخلوق پر
اپنے حکم کے ساتھ رضا وتسلیم رکھنا واجب کیا ہی قال المترجم محبت کے معنے مین ایک تفصیل تحت تفسیر قولہ والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ گذر چکی ہی
اور بیان ہوا کہ محبت ایک معنے نورانی ہین جو یہان مراد ہین اور تعلق انکا روح سے ہی جسکی ماہیت کوئی نہین جانتا یا بقول محققین کہ جنمین سے
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح بھی ہین اہل معرفت کامل جانتے ہین اور امام غزالی رح وغیرہ نے جو محبت بہیمی بدخصلت اور محبت روحانی
خوش خصلت مین چند فرق پہچان کے لیے بیان کیے کہ محبت بہیمی مین خوبصورتی ظاہری اعضا کی طرف نظر ہوتی ہی اور روحانی مین آواز خوش
وحرکات دلکش کی طرف نظر ہوتی ہی تو اس روح سے روح نفسانی مراد ہی جو مبدا حرکات ہی اور روح حقیقی بمعنے لطیفۂ آلہیہ مراد نہین ہی حالانکہ بہتیرے
علما پر یہ امر مشتبہ ہوگیا۔ جن مین سے محقق دوانی بھی ہین بالجملہ مترجم ضعیف کی مراد یہ ہی کہ اشد محبت شان اہل ایمان فرمائی گئی اس سے اکثر علما
نے یہ معنے لیے کہ اوتعالیٰ کے احکام کی پیروی کرے اور یہی معنے اس حدیث متفق علیہ لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین
یعنے تم مین سے کوئی مومن نہوگا یہانتک کہ اسکی یہ حالت ہوجاوے کہ مین اسکو اسکے والدین واولاد وسب سے زیادہ محبوب ہوجاؤن اسی لیے
کہ مراد آپ کے احکام کی اتباع ہی یعنے آپ کی اتباع مین کوئی معارض نہو سکے۔ اس دلیل سے کہ محبت کے چونکہ معنے اختیاری نہین ہین
لہذا یہ تاویل بسوے معنی اختیاری ضرور ہی مترجم کہتا ہی کہ شاید یہ عوام کے سمجھانے کے لیے کیا گیا ہی ورنہ خلاف تحقیق ہے حق یہی ہی کہ محبت
برقیاس معنے لغوی وعرفی ہی لیکن ایسی نورانیت وکمال کے ساتھ جو لوگون کے ذہنون مین نہین آتی ہی اول تم یہ نہین دیکھتے کہ حضرت عمر رض
نے کہا کہ یارسول اللہ آپ میرے نزدیک تمام جہان سے محبوب ہین سواے میری جان کے آنحضرت صلعم نے اسپر انکار فرمایا کر حضرت عمر رض
کے سینہ پر زور سے ہاتھ مارا پس عمر رض نے کہا کہ اب تو یارسول اللہ آپ مجھے اپنی جان سے بھی کہین زیادہ محبوب ہین تو فرمایا کہ الآن
یا عمر۔ یعنے اب اے عمر رض تو مومن کامل ہوگیا۔ اس حدیث سے صریح ظاہر ہی کہ محبت سے فقط اتباع مقصود نہین ہی اور تمام تحقیق مترجم نے
شرح صحیح البخاری مین لکھی ہی صحیح یہ بات ہی کہ جسکو محبت بمعنے تحقیقی حاصل ہی تو اس محبت کو لازم ہی کہ وہ خود بخود آپ کی اتباع کرے
پس اگر متبع سنت نہو تو ہرگز اسکو محبت کامل نہین اور جسقدر خلاف سنت ہوا اسیقدر اسکو آپسے محبت مین کمی ہی اور ادنیٰ درجہ اسکا یہ کہ
خلاف شرع نہو کیا نہین دیکھتے کہ اعرابی نے عرض کیا تھا کہ قیامت کے لیے میرے پاس کچھ نماز وروزہ کا بہت سامان نہین لیکن مین اللہ تعالیٰ
واسکے رسول کو محبوب رکھتا ہون فرمایا کہ تو جس سے محبت رکھتا ہو اسی کے ساتھ ہی۔ دوم یہ دیکھو کہ اگر بے اختیاری ہونے کی وجہ سے محبت کے

Marfat.com

معنے مین تاویل ضروری سمجھی گئی تو اس آیت کریمہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ثم لایجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت۔ یعنے پھر وہ لوگ اپنے دلون مین کچھ تنگی نہ پاوین اس حکم سے جو تو نے فیصلہ مین دیا پس یہ بے اختیاری شان ہی کیونکہ لایجدوا ہی نہ۔ لایوجدوا۔ ہان ابتدائی استعداد ولکے اختیاری تھی اور تبعہ کیفیت ہی پھر بیان فرمایا بقولہ۔ ویسلموا تسلیما پس یہ توصیح ہی کہ وہ اپنے دل مین تنگی پاوین نہین خواہ حکم مذکور انکے نفع کا ہو یا ایسا ہو کہ جس میں انکو ضرر لاحق ہوتا ہو اور یہ اسی معنے محبت پر متحقق ہوتا ہی جو اہل تحقیق نے بیان کیے اور معنے تاویلی پر نہین بن سکتا سوا اسکے کہ یہان بھی تاویل کرین کہ یہ معنے ہین کہ خواہ مخواہ مان لین حالانکہ ماہر بلاغت پر پوشیدہ نہین کہ یہ معنے خلاف بلاغت ہین حالانکہ بلاغت کلام مجید قطعی ہی اور ایسے ہی قولہ علیہ السلام۔ لایومن احدکم حتی یکون ہواہ تبعا لما جئت بہ۔ حدیث صحیح مین بھی اہل تحقیق کے بنا پر معنے ظاہر ہین کہ ہو جاوے اسکی خواہش نفسانی تابع اسکے جو مین لایا ہون۔ اور اہل تاویل کے قول پر حتی یکون۔ یعنے حتی یجعل لینا پڑیگا یعنے وہ خواہ مخواہ تکلف سے بنا دے۔ پس مترجم کے نزدیک حق یہی ہی کہ تاویل بلا ضرورت دخل ہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ پھر شیخ نے ذکر کیا کہ بعضے بزرگون نے اس آیت مین فرمایا کہ حق عز وجل نے اپنے حبیب پر ربوبیت کے خلعتون مین سے ایک خلعت ظاہر فرمائی چنانچہ محبوب کے حکم پر راضی ہونا خواہ وہ خوشگوار ہو یا ناگوار ہو مومنون کے ایمان کا سبب کر دیا۔ جیسے اپنے تقدیری حکم قضا پر راضی ہونا کہ یقین والون کا یقین اسی پر ہی پس یہان یہ نفرمایا کہ میرے حکم پر جو میرے محبوب کی زبان سے ہو راضی ہون حالانکہ در واقع یہی ہی بلکہ مطلقاً بلا واسطہ فرمایا کہ محبوب کے حکم پر راضی ہون پس واسطہ کا لفظ ساقط کر دیا ہو واسطے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ کے بندۂ محبوب و رسول مصطفیٰ سید الرسل والانبیا ہین صلوات اللہ علیہم اجمعین وہ حضرت خالق حق عز وجل کے اوصاف سے متصف اور اسکے اخلاق پاک منزہ سے آراستہ ہین۔ تو یہ نہین دیکھتا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیونکر آپ کی تعریف مین کہا ہی ؎ فذو العرش محمود وھذا احمد یعنے حضرت خالق عرش کا مالک خالق تو محمود ہی اسکا ایک پاک نام محمود ہی اور حقیقت مین وہ محمود ہی اور یہ اسکا خاص بندہ و رسول بنام محمد ہی۔ حاصل آنکہ جناب رسالت مآب صلعم مین ظہور تجلیات صفات حضرت رب العزت جل جلالہ اسکی قدیمی ازلی عطا سے موجود تھے پس محمد نام ہوا مترجم عفی عنہ کہتا ہی کہ اگر کوئی کہے کہ نام سے کیا دلیل ہو سکتی ہے جو چاہو رکھو تو جواب کہ الاسماء تنزل من السماء نام اترتے ہین آسمان سے یہ صحیح ہوا ہی خصوص جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔ ما محمد الا رسول الآیہ۔ پھر شیخ نے ذکر کیا کہ حضرت استاد رح نے کہا کہ اللہ عز وجل نے اپنی طرف تمام مخلوق کی راہ بند کر دی اور حکم دیا کہ پہلے اسکے رسول پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوین تب حضرت پاک پروردگار تعالیٰ کی طرف راہ پاوین پس جو شخص کہ آنحضرت صلعم کے جھنڈے کے نیچے نہین چلا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی گنتی و شمار مین نہین ہی پھر اللہ تعالیٰ نے شرط ایمان یہ قرار دی کہ بالکل کسی طرح سے ظاہر و باطن مین آنحضرت صلعم کے حکم کا معارضہ نہو چنانچہ فرمایا ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت پس ضرور ہی کہ جن بات کو لوگ یہ سمجھتے ہین کہ اُسنے آدمی ہلاک ہو جاتا ہی انکو اگر حضرت صلعم حکم دین تو ایمان والا خوشی خوشی ہنستے ہوے اختیار کرے۔ مترجم کہتا ہی کہ آگے خود اسکا بیان آتا ہی اور محی السنہ نے معالم مین ابد قصہ مخاصمت زبیر رض و انصاری کے لکھا کہ روایت کیا گیا ہی کہ جس انصاری نے زبیر رض کے ساتھ حضرت صلعم کے پاس مقدمۂ خصومت پیش کیا تھا اسکا نام حاطب بن ابی بلتعہ تھا پھر جب زبیر رض اور وہ دونون جناب رسالت مآب صلعم کے پاس سے نکلے تو راہ مین مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کی طرف گذرے۔ مقداد رض نے پوچھا کہ حکم کس کے نام ہوا تو انصاری نے کہا کہ اپنے پھوپھی زاد بھائی کے نام حکم دیدیا اور یہ بات اپنے لبونکی باچھین بدور کر کہی پس ایک یہودی جو مقداد رض کے ساتھ تھا اس حرکت سے سمجھ گیا اور اسنے کہا کہ واہ انکا یہ حال ہی کہ محمد کو رسول اللہ کہتے جاتے ہین پھر اپنے جھگڑے مین جو انھون نے حکم دیا انکو متہم کرتے ہین کہ اپنے پھوپھی زاد بھائی کی رعایت کی حالانکہ خدا کی قسم ہمنے حضرت موسیٰ کی زندگی مین ایک بار گناہ کیا تھا تو موسیٰ نے ہمکو توبہ کرنے کو کہا اور

Marfat.com

فرمایا کہ اپنی جانون کو قتل کرو کہ یہی توبہ ہو ہم نے اسکو قبول کیا یہانتک کہ مقتولون کی تعداد ستر ہزار تک پہونچی مگر ہم اپنے پروردگار کی فرمانبرداری مین قائم تھے یہانتک کہ وہ ہم سے راضی ہوگیا اس یہودی کا یہ کلام سنکر حضرت ثابت بن قیس بن شماس نے کہا کہ تو آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہو کہ مین سچ کہتا ہون کہ قسم ہو اللہ وحدہ لاشریک کی کہ اگر محمد صلعم مجھے حکم فرما دین کہ مین اپنی جان کو قتل کر ڈالون تو ضرور مین یہی کرون پس اللہ تعالیٰ نے ایسے مومنون کو مستثنیٰ فرمایا۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ

اور اگر ہم انپر حکم کرتے کہ ہلاک کرو اپنی جان یا چھوڑ نکلو اپنے گھر تو کوئی نہ کرتے

اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۙ

مگر تھوڑے انمین اور اگر یہی کرین جو انکو نصیحت ہوتی ہے تو انکے حق مین بہتر ہو اور زیادہ ثابت ہون دین مین

وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

اور اسی مین ہم دین انکو اپنے پاس سے بڑا ثواب اور چلاوین انکو سیدھی راہ

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ ۔ بعض اہل تفسیر نے ضمیر مجرور کو موجودہ یہودیون و منافقون کی طرف راجع کیا اور مترجم کے نزدیک صواب یہ ہو کہ فقط منافقان مذکور کی طرف راجع ہو اور یہ مؤید ہو کہ قصہ مسلسل مربوط ہو جیسا کہ شیخ ابن جریر نے کہا۔ اور کتبنا بمعنے فرضنا و اوجبنا ہو **اَنِ اقْتُلُوْٓا** مفسر نے کہا کہ ان مفسرہ ہو ای کتبنا کی تفسیر ہو۔ یعنے مکتوب و مفروض یہ کہ۔ اقتلوا۔ **اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ** ۔ کما کتبنا علی بنی اسرائیل یعنے اگر ہم ان لوگون پر یہ فرض کرتے کہ تم اپنی جانونکو قتل کرو یا اپنے گھرون سے خارج ہو جاؤ **ف** جیسے ہمنے بنی اسرائیل پر یہ حکم واجب کیا تھا یعنے جیسے بنی اسرائیل پر گناہ گوسالہ پرستی کی توبہ مین اپنی جانون کا قتل کرنا فرض کیا تھا۔ اور فرعون کے ملک سے راتون رات بھاگ جانیکو فرض کیا تھا تو بھلا انکا کیا حال ہوتا جبکہ خفیف معاملہ مین یہ حالت ہو۔ چنانچہ فرمایا **مَّا فَعَلُوْهُ** ۔ تو نہ کرتے اسکو **ف** ای المکتوب علیہم۔ یعنے اس چیز کو نہ کرتے جو موافق مذکورہ بالا کے انپر فرض کی جاتی۔ **اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ** ۔ مگر تھوڑے انمین سے **ف** بالرفع علی البدل والنصب علی الاستثناء یعنے اکثر کی قرارت مین قلیلٌ بالرفع ہو بنا بر آنکہ بدل ہو فعلوا کی واو مرفوع سے اور ابن عامر کی قراءۃ مین الا قلیلاً منصوب باستثناء ہو۔ حاصل معنے یہ کہ اگر بنی اسرائیل کی طرح ہم انپر بھی اپنا قتل کرنا یا وطنون سے نکلنا فرض کرتے تو اسکو بجا نہ لاتے مگر تھوڑے۔ اور یہ بنا بر علم قدیم ازلی کے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے علم مین جو ہوا اور جو ہوگا اور جو نہوگا سب معلوم ہو۔ پھر واضح ہو کہ استثناء کی صورت مین یہ تو قطعی ہو کہ قلیل مومنین مین ہیں پس مستثنیٰ منہ اگر منافقین ہین جیسا کہ بیان ہوا تو استثنا متصل نہوگا اور اگر عام ہو یعنے ما فعل الناس الا قلیل۔ جیسا کہ تفسیر ابن کثیر سے ظاہر ہو تو وجہ اتصال بھی ممکن ہو مگر تامل سے خالی نہین فافہم اور ابن جریر نے ابو اسحق سبیعی سے روایت کی کہ جب یہ آیت اتری تو ایک مرد نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمکو ایسا حکم کرتا تو ہم بجا لاتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہو کہ اسنے ہمکو عافیت دی پھر رسول اللہ صلعم کو یہ خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ میری امت مین ایسے لوگ ہین کہ مضبوط پہاڑون سے بھی زیادہ انکے دلون مین ایمان جما ہوا ہو وقد رواہ ابن ابی حاتم۔ اور سدی سے ہو کہ ثابت بن قیس بن شماس اور ایک یہودی کے باہم مفاخرت پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس اثر کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور عامر بن عبد اللہ بن الزبیر سے مرسلاً روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر یہ حکم نازل ہوتا تو ابن ام عبد انہین قلیل مین سے ہوتا۔ مترجم کہتا ہو کہ ابن ام عبد یعنے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور شریح بن عبید کی روایت مین ہو کہ الا قلیل پڑھتے مین حضرت صلعم نے عبد اللہ بن رواحہ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ بھی ان

Marfat.com

قلیل مین سے ہوتا (رواہما ابن ابی حاتم)- وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ من طاعة الرسول اور اگر یہ لوگ عمل مین لاتے جو انکو نصیحت کی جاتی ہو ف کہ رسول اللہ صلعم کی فرمانبرداری کرین - لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا - تحقیقا لایمانہم - تو انکے حق مین بہت بہتر ہوتا اور بہت شدید و مضبوط ہوتا از راہ تحقیق کے انکے ایمان کے لیے یعنے انکے ایمان کے خوب محقق و ثابت ہونے کے لیے یہ امر اشد ہوتا - وَاِذًا - ای لو ثبتوا - اور اسوقت مین ف یعنے جب تثبیت کرتے - گویا کہا گیا کہ فما ذا لہم اذا ثبتوا - انکے لیے کیا بزرگی حاصل ہوگی اگر تثبیت اختیار کرین تو فرمایا - لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ - ہم عطا فرماتے اپنے پاس سے یعنے محض فضل سے انکو - اَجْرًا عَظِيْمًا الجنة - ثواب عظیم ف وہ جنت ہو یعنے ادنیٰ اسکا یہ ہو - وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا - اور ہم انکو راہ مستقیم کی ہدایت دیتے ف یعنی راہ اسلام کی ہدایت دیتے - کذا فسرہ ابن عباس اور بعض نے کہا کہ صراط مستقیم یہان علوم معرفت و ادراک بعض غیب ہین بذریعۂ فضل الٰہی کے اور حدیث مین ہو کہ من عمل بما علم ورثہ اللہ علم مالم یعلم (رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ) جسنے عمل کیا اسقدر علم پر جسکو جانتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسکی ارث مین اسکو ایسی چیز کا علم دیتا ہو جو نہین جانتا تھا - (رواہ ابو نعیم)

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسول کی | تو ایسے لوگ ہونگے ساتھ مین انکے جنپر انعام کیا ہو اللہ نے | نبیون

وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۭ ذٰلِكَ الْفَضْلُ

و صدیقون | اور شہیدون | اور پرہیزگارون کے | اور اچھے ہین ایسے لوگ | رفیق | یہ تو | فضل ہے

مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۧ

ع ۹ / ۱۱ / ۹

اللہ کی طرف سے | اور اللہ کافی ہے | جاننے والا

جاننا چاہیے کہ اس آیت مین اہل طاعت کا ثواب بیان فرمایا جیسے پہلی آیات مین ان لوگونکے حق مین وعید و مذمت ہو چکی جو نافرمان ہین خواہ اسطرح کہ دل سے منافق ہون یا اسطرح کہ لغزش کھاتے ہون مگر در اصل منافقون کی مذمت مقصود ہو اور ضمناً ان لوگونکو بھی نصیحت کی گئی جنکے پاؤن پھسلین جیسے حدیث صحیح مین جھوٹا وعدہ کرنا اور امانت مین خیانت کرنا اور خصومت مین فجور کرنا اور جھوٹ بولنا ہر ایک کو خصلت نفاق فرمایا ہو حالانکہ باوجود ایمان کے ان افعال بد کا صادر ہونا ممکن ہو الغرض ان لوگونکے حق مین وعید و نصیحت کے بعد اس آیت کریمہ مین سچے مطیع فرمانبردارون کیواسطے اپنا انعام و فضل بیان فرمایا - وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ - فیما امر بہ - اور جس بندہ کی یہ صفت ہو کہ اس نے اللہ تعالیٰ و رسول کی فرمانبرداری کی ف یعنے اللہ تعالیٰ نے بوحی جلی قرآن مجید مین جو حکم دیا ہو یا بوحی خفی بزبان رسول اللہ صلعم حکم دیا ہو اسکی فرمانبرداری کی تو اسکا درجہ بلند ہو - فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ - تو ایسے بندے ان بزرگ بندون کے ساتھ مین ہین جنپر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ف اور نماز مین ہر وقت اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین نعمت علیہم سے وہ اسی کی آرزو رکھتا تھا پس اللہ تعالیٰ نے اسکی دعا قبول کر کے انھین اہل انعام کی رفاقت نصیب فرمائی جنکا بیان یہ ہو مِنَ النَّبِيّٖنَ - یعنے اہل انعام اول انبیاء علیہم السلام ہین - وَالصِّدِّيْقِيْنَ - دوم صدیق ہین ف افاضل اصحاب الانبیاء لمبالغتہم فی الصدق والتصدیق - یعنے صدیقین جمع صدیق کی ہر بنا ر مبالغہ اور یہ صفت اُن لوگون کی ہے جو انبیاء علیہم السلام کے یارون مین سبسے افضل ہوتے تھے اور یہ لقب اسوجہ سے کہ صدق مین یعنے ظاہر و باطن سچے ہونے اور تصدیق یعنے احکام حق عز و جل و کلام نبوت کی تصدیق کرنے مین بہت کامل جوہر تھے یعنے

اللہ عزوجل نے اپنی ہدایت سے انکو یہ مرتبہ کرامت کیا اور یہ ربانی کلام کے مبالغہ سے نہیں ہوسکتا اور بعض نے نبیین سے خاص محمد صلعم اور صدیقین سے خاص ابوبکر رض کو مراد لیا اور تحقیق یہ ہے کہ ہمیشہ ہر زمانہ میں جو پیغمبر ہوا اُسکی امت میں صدیقین ہوئے ہیں اور جیسے انبیا علیہم السلام مین مراتب ہین اسیطرح صدیقین مین مراتب ہین اور سب سے افضل انبیا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین تو سب صدیقین سے افضل ابوبکر صدیق رض ہین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین ہر زمانہ مین صدیق ہونگے لیکن حضرت ابوبکر الصدیق سب سے افضل ہین پھر اگلون مین جو واقع ہونا تھا وہ ہو چکا اور باقی یہ امت ہے تو نبی فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور صدیق اکبر حضرت ابوبکر عبداللہ بن عثمان التیمی رضی اللہ عنہ متعین ہین اسیواسطے بعض نے تخصیص سے تفسیر کی اور حدیث مین حضرت عائشہ رض سے ثابت ہے کہ حضرت صلعم فرماتے کہ جو نبی مریض ہوا وہ دنیا و آخرت مین اختیار دیا جاتا ہے پھر جس مرض مین آپنے وفات فرمائی اُسمین آپکو بحہ شدیدہ طاری ہوا تو مین نے سنا کہ آپ فرماتے تھے مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین پس مین نے جان لیا کہ اسی کو آپنے اختیار فرمایا رواہ البخاری ومسلم ۔ اور حدیث صحیح مین ہے کہ آدمی جھوٹ بولتا اور اسیکا قصد کرتا رہتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ لیا جاتا ہے اور آدمی سچ بولتا اور برابر اسیکا قصد کرتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھ لیا جاتا ہے اور واضح ہو کہ بعض جھوٹ ایسا سخت ہوتا ہے کہ جیسے مسیلمہ یمامی نے نبوت کا دعویٰ کیا پس کذاب ہوا اور بعض صدق ایسا ہوتا ہے کہ جیسے حضرت ابوبکر رض نے آنحضرت صلعم کی نبوت و معراج کی تصدیق کی پس صدیق ہوئے اور صحیح مین ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مین نے کسی پر اسلام نہین پیش کیا مگر آنکہ اسکو کچھ ذرا سا درنگ ضرور ہوا سوا ابوبکر کے کہ فوراً ایمان لائے یہان ایک لطیفہ ہے کہ حضرت صلعم پر مسیلمہ کذاب پہلے اسلام لایا تھا پھر خود دعوی کر کے کذاب اکبر ہوا تو اسکو آپکے صدیق اکبر حضرت ابوبکر رض نے قتل کیا پس کذاب اکبر کو صدیق اکبر نے قتل کیا والحمد للہ رب العالمین ۔ پھر واضح ہو کہ مرتبہ نبوت و صدیقیت محض فضل اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے وہ کسی کو حاصل ہونا ممکن نہین مگر جسکو اللہ تعالیٰ نے ازل مین پسند کیا بعد آپ کے حضرت ابوبکر رض سوائے نبوت کے آپکی جگہ قائم ہوے اور اکابر اہل معرفت متفق ہین کہ یہی مرتبہ قطب الاقطاب ہے یعنے جو ولی کہ آنحضرت صلعم کے قدم پر ہو وہ قطب الاقطاب ہے اور وہ ہر زمانہ مین فقط ایک ہی ہوتا ہے اور اسکے دو وزیر دائین و بائین ہوتے ہین پس آنحضرت صلعم کے وزیر ابوبکر و عمر تھے اور بہت سی حدیثون سے اس امر کا استیناس ہوتا ہے چنانچہ صحیح کی حدیث مین گائے کے بولنے کا قصہ اور آپکا فرمانا کہ مین ایمان لایا اور ابوبکر و عمر۔ حالانکہ یہ دونون اسوقت موجود نہ تھے ۔ اور دوسری حدیث کہ نماز کو تشریف لاتے اور صحابہ رض مین کوئی ہیبت سے نظر نہ اُٹھاتا سوا ابوبکر و عمر کے فقط یہی دونون ایسے تھے کہ آپ انکی طرف دیکھکر مسکراتے اور یہ بھی مسکراتے ۔ اور وہ حدیث کہ آپ نے فرمایا کہ خلقت مین مین اور ابوبکر و عمر ایک ہی مٹی سے ہین اور تصدیق اسکی یہ موجود کہ ایک ہی جگہ مدفون ہین حالانکہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ آدمی وہین مدفون ہوتا ہے جہان کی مٹی ہے مترجم اگر وجوہ کو نقل کرتا جاوے تو کلام دراز ہو جائیگا اور اصل مطلب در پڑ جائیگا اسیقدر پر اکتفا کرنا چاہیے اور جہالت و رعونت نفس سے انکار نہ کرنا چاہیے حالانکہ اگر کچھ سمجھ کا نور ملا ہے تو اسیقدر بس ہے پھر سنو کہ حضرت صلعم کے یہ دونون وزیر تھے جیسا کہ حدیث ترمذی مین ہے کہ میرے دونون وزیر سماوی تو جبرئیل و میکائیل ہین اور دونون وزیر ارضی ابوبکر و عمر ہین الحدیث حسن و من تکلم فیہ اخطأ ۔ پھر بعد آپ کے حضرت ابوبکر کے دائین وزیر حضرت عمر رض اور بائین عثمان رض ہوے پھر عثمان کے دائین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بائین حضرت حسن رض تھے اور یہان تقدیر حق عزوجل جاری تھی جو کچھ جاری تھی اور ہوا جو ہوا اور باعث فتنہ مروان بن الحکم تھا ۔ اور یہ بھید ویسا ہی ہے جیسا حضرت ابو ہریرہ رض نے فرمایا کہ اگر مین کو زبان سے نکالون تو تم میرا گلا کاٹ ڈالو ۔ اور حضرت حذیفہ کی حدیث بخاری مین کہ پھر عمر نے کہا کہ بھلا وہ دروازہ جو درمیان مین آڑ ہے شکستہ ہوگا یا کھل جائیگا الحدیث اسمین مصرح ہے کہ عمر رض اس بھید کو خود جانتے تھے اور حذیفہ رض تو صاحب سر رسول اللہ صلعم معروف تھے ۔ پھر اکابر اہل معرفت نے کہا ہے کہ جو بجائے حضرت ابوبکر صدیق رض کے ہوتا گیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صدیق ہوتا گیا کہ اپنے وقت والون مین سب سے افضل صدیق اکبر ہے

Marfat.com

پس خلافت نبوت کچھ دنیا والون کے غافل نظر کے موافق ریاست وسلطنت نہ تھی اسیواسطے حضرت عثمان رض نے ترک خلافت سے انکار کیا اور حضرت صلعم نے بھی فرمایا تھا کہ تو اس خلعت کو جو اللہ تعالیٰ پہناوے لوگون کے کہنے سے مت اُتارنا کما فی الحدیث مترجم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق وکرم سے اس مختصر تقریر مین جو مرد صالح کے لیے مفید و مزید ہی یہ اظہار کردیا کہ اعلیٰ صدیق ہر اُست مین وہ تھا جو اپنے نبی علیہ السلام کے وقت مین اِس مرتبہ کو پہونچا اور وہ خلت خاص ہی اور حضرت صلعم نے خود ابوبکر صدیق کو فرمایا کہ۔ الاانّ صاحبکم خلیل اللہ جیسا کہ صحیح کی روایت مین ہی اگرچہ بعض نے کہا کہ مراد بنفس نفیس ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ پھر اسوقت کے بعد بھی مرتبۂ صدیقیت حاصل ہوتا ہی مگر نہ اُس اونچے رتبہ کا واللہ تعالیٰ اعلم اور آیت کریمہ مین ترتیب بروجہ کمال ہی اول النبیین دوم والصدیقین۔ سوم۔ وَالشُّهَدَآءِ۔ القتلی فی سبیل اللہ۔ یعنے جو راہ خدا مین قتل ہوے۔ اور بعض نے کہا کہ مخصوص عمر و عثمان وعلی رضی اللہ عنہم ہین اور اوپر معلوم ہوا کہ تخصیص ٹھیک نہین ہی۔ ہان یہ ہی استیناس ہی کہ چارون مراتب کمال ہین۔ چونکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ مرتبہ تھا وہ شہید نہوے اور باقی شہید ہوے ہین۔ وہ افضل ہین مرتبۂ مابعد سے یعنے وَالصّٰلِحِيْنَ۔ غیر من ذکر۔ یعنے جو مذکور ہوے انبیا وصدیقان وشہیدان کے سوے جو لوگ مقبولان حق ہین وہ صالحین ہین۔ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ یعنے کیا اچھے ہین ایسے لوگ جو مذکور ہوے بلند مرتبہ بزرگ اخلاق والے رفیق ہونیکو۔ ای رفقاء فی الجنۃ بان یستمتع فیہا برویتہم وزیارتہم والحضور معہم وان کان مقرہم فی درجات عالیۃ بالنسبۃ الی غیرہم۔ یعنے لفظ رفیق مانند صدیق وخلیل کے واحد وجمع دونون کو کہا جاتا ہی اسیواسطے آیت مین جمع نہین آیا اور مراد جمع ہی ای کیا اچھے ہین یہ لوگ رفقاء جنت مین بانیطور کہ جنت مین انکے دیدار سے اور زیارت سے اور انکے ساتھ حاضر ہونے سے فیض اُٹھاوے اور جناب باریتعالیٰ کا دیدار پاوے اگرچہ یہ لوگ بہ نسبت اورون کے درجون مین اونچے ہونگے بیضاوی رح نے لکھا کہ انکے چار اقسام باعتبار علم وعمل کے بیان فرمائے اور تمام لوگونکو برانگیختہ فرمایا کہ انسے پیچھے نہ رہین پس انبیاء تو کمال علمی وعملی سے تجاوز کرکے دوسرونکی تکمیل کے درجہ تک پہونچے۔ اور صدیقین نے درجۂ اعلاء عرفان تک پہونچکر حقائق اشیاء سے خبر دی۔ اور شہداء نے اظہار حق ونفی باطل مین اپنی جان دی۔ اور صالحین نے عمر عبادات مین ومال مرضیات مین صرف کرکے نیکنامی حاصل کی۔ ہذا حاصل کلامہ بالجملہ اس مین بشارت ہی کہ اہل ایمان کو ان بزرگونکی رفاقت نصیب ہوگی۔ اور مفسر جلال رح نے اسکے سبب نزول مین لکھا۔ قال بعض الصحابۃ للنبی صلعم کیف نراک فی الجنۃ وانت فی الدرجات العلیٰ ونحن اسفل منکم۔ یعنے بعضے صحابہ نے عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ ہم آپ کو جنت مین کیونکر دیکھین گے آپ تو اعلیٰ درجات مین ہونگے اور ہم آپ سے نیچے ہونگے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اور کمالین مین جو لکھا کہ بعض سے مراد ثوبان رضی اللہ عنہ ہین تو مفسر رح کے کلام پر منطبق نہین اسلیے کہ نحن کا اور نراک کا صیغۂ جمع ہی اِس سے ظاہر ہی کہ اکیلے ثوبان رض نہین تھے اور ابن جریر نے بسند جید ربیع بن انس سے مرسلاً روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپس مین کہا کہ نبی صلعم کو فضیلت سے اونچے درجے ملین گے پھر آپ پر ایمان لانے والون کا کیا حال ہوگا جب جنت مین مجتمع ہوے تو اللہ تعالیٰ نے اس بارہ مین یہ آیت نازل فرمائی پھر نبی صلعم نے فرمایا کہ اونچے درجہ والے اُتر کر باغ مین نیچے والونکے ساتھ جمع ہو کر انعام الٰہی کے بیان اور اللہ تعالیٰ پر ثنا کرینگے اور آیت کریمہ فہم فی روضۃ یحبرون سے شاہد سمجھا یا۔ وقد روی من وجہ آخر مرفوعا۔ سبحان اللہ یہی صحابہ رضی اللہ عنہم تھے جنکی محبت کا یہ حال ہی کہ جنت اور اسکی تصور ونعمتون مین انکا دل اسی طرف لگا ہوا ہی کہ یہ سب سہی مگر آنحضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو چھوٹ جاوینگے آخر اضطراب ہوا کہ کہان آپ اونچے درجات مین اور کہان ہم نیچے درجات مین۔ جنت مین یہ غم کیسا۔ یہین خوب ہین کہ دیدار سے مشرف ہین ؎ بس وہی صحرا ہی باغ وبوستان۔ ہو جہان رونق فزا وہ نورجان۔ اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ ایک مرد آیا رسول اللہ صلعم کے پاس اور عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ مجکو میری جان سے اور میری آل سے ومیری اولاد سے زیادہ محبوب ہین اور مین گھر مین

Marfat.com

ہوتا ہون اور آپ مجھے یاد آجاتے ہین تو مجھے صبر نہین آتا یہانتک کہ مین آکر آپ کو دیکھ لیتا ہون تب چین آتا ہی اور جب مین اپنی و آپکی موت کو یاد کرتا ہون تو جانتا ہون کہ آپ تو جب جنت مین داخل ہونگے تو اونچے درجون پر جاوینگے اور انبیاء علیہم السلام آپکے ساتھ ہونگے۔ اور مین اگر جنت مین داخل کیا گیا تو بھی مجھے خوف ہی کہ آپ کو نہ دیکھنے پاؤن ۔ پس نبی صلعم نے کچھ جواب نہین دیا یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ رواہ ابن مردویہ والطبرانی وقال الحافظ الضیاء المقدسی اسنادہ لاباس بہ۔ اور اسیکے مانند حضرت ابن عباس سے بھی ابن مردویہ نے روایت کیا اور نیز یہ اثر مرسلاً سعید بن جبیر و شعبی و مسروق و عکرمہ و قتادہ سے ابن جریر رحمہ اللہ نے روایت کیا ہی اور ربیعہ بن کعب الاسلمی سے روایت ہی کہ مین رات کو نبی صلعم کے وہان بسر کیا کرتا اور آپ کے وضو و حاجت کے واسطے پانی وغیرہ لایا کرتا ایکبار آپ نے فرمایا کہ کچھ مانگ مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ جنت مین آپ کی رفاقت مانگتا ہون آپ نے فرمایا کہ یا اور اسکے سوائے۔ تو مین نے عرض کیا کہ حضور مین تو یہی مانگتا ہون آپ نے فرمایا کہ تو اس آرزو مین مجھے اسطرح مدد دے کہ کثرت سے سجدے کیا کر۔ رواہ مسلم۔ عمرو بن مرہ جہنی سے روایت ہی کہ ایک مرد نے آکر نبی صلعم سے عرض کیا کہ مین نے صدق دل سے گواہی دی کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور پانچون وقت کی نماز پڑھی اور اپنے مال کی زکوۃ دی اور ماہ رمضان کے روزے رکھے تو آپ نے فرمایا کہ جو ایسے حال پر مرا وہ قیامت مین نبیون و صدیقون و شہدا کے ساتھ ہوگا اسطرح یعنے آپنے دو انگلیان اُٹھائین اور فرمایا بشرطیکہ اُسنے والدین کی نافرمانی نہ کی ہو۔ رواہ احمد اور ایک حدیث مین یہ کرامت ملنے کے لیے فی سبیل اللہ۔ یعنے جہاد مین ہزار آیات پڑھنا آیا ہی کما رواہ احمد اور ابو سعید خدری رض سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ التاجر الصدوق الامین مع النبیین و الصدیقین و الشہداء ۔ یعنے تجارت کرنے والا اپنے معاملہ مین سچا امانت دار قیامت مین انبیاء و صدیقون و شہدا کے ساتھ مین جگہ پاویگا۔ رواہ الترمذی وحسنہ۔ اور مراد یہ کہ شریعت پر قائم ہو اور تجارت کے معاملہ مین ایسا ہو اور ابو سعید خدری رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جنت والے اہل غرفہ کو اوپر نظر اُٹھا کر باریک نظر سے باہم ایک دوسرے کو دکھلاوینگے بسبب انکی بلندی درجہ کے جیسے تم یہان چمکتے دور کے تارے کو آپسمین دکھلاتے ہو صحابہ رض نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ تو انبیاء علیہم السلام کے درجے ہونگے انکو کوئی اور نہین پاویگا آپ نے فرمایا کہ کیون نہین قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی وہ مرد پاوینگے جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور رسولون کی تصدیق کی ہی۔ رواہ البخاری و مسلم۔ اور اہل تفسیر نے ذکر کیا کہ یہ آیت کریمہ حضرت ثوبان رض کے حق مین جو رسول اللہ صلعم کے آزاد کیے ہوے تھے اور حضرت صلعم سے نہایت ہی محبت رکھتے اور بے آپ کے بہت کم صبر کرسکتے تھے نازل ہوئی ہی۔ اور حضرت انس رض سے روایت ہی کہ ایک مرد نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ قیامت کب ہی آپنے فرمایا کہ تو نے اسکا کیا سامان کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ یارسول اللہ سامان میرے پاس تو کچھ نہین مگر یہی کہ مین اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کو بہت چاہتا ہون آپنے فرمایا کہ تو اسیکے ساتھ ہوگا جسکو تو چاہتا ہی **شیخ ابن کثیر** رح نے فرمایا کہ ان سب سے بڑھکر وہ بشارت ہی کہ جو صحیح و مسانید وغیرہ مین متواتر طریقہ سے ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلعم سے سوال کیا گیا کہ ایک مرد ایسا ہی کہ ایک قوم سے محبت رکھتا ہے اور اُنسے لاحق ہونا اسکو نصیب نہوا تو فرمایا۔ المرء مع من احب۔ آدمی اسکے ساتھ ہوگا جسکو محبوب رکھے حضرت انس رض نے کہا کہ مومنین کو ایسی خوشی کبھی نہین ہوئی تھی جیسے اس حدیث سے کمال خوشی ہوئی ۔ اور ایک روایت مین انس رض نے بعد اس حدیث کے روایت کرنے کے کہا کہ مین تو ابو بکر و عمر کو محبوب رکھتا ہون اور امیدوار ہون کہ اللہ تعالیٰ مجھے انکے ساتھ اُٹھاوے اگرچہ مین نے انکے اعمال خیر کے سے نیک کام نہین کیے ہین۔ ذٰلِکَ ۔ اے کونہم مع من ذکر۔ یہ یعنے مطیع اللہ و رسول کا ان بزرگ بندون کے ساتھ مین ہونا کچھ اسکے اعمال پر منوط نہین ہی بلکہ۔ اَلْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ فضل ہی اللہ کی طرف سے۔ تفضل بہ علیہم لا انہم نالوہ بطاعتہم ۔ اپنا

Marfat.com

فضل کردیا ان مطیع بندونپر اور یہ نہین ہی کہ انھون نے اپنی طاعت کی وجہ سے اس کرامت کو پایا ہو۔ پس ذٰلک مبتدا اور الفضل خبر ہی۔ یہ آیت کریمہ مع احادیث شریفہ کے کمال امید کا مقام ہی اور مترجم امید کی نگاہ سے تکتا ہی اپنے آپکو اس لائق بھی نہین دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پاک و اصحاب ابرار و اہل بیت اطہار و تابعین و ائمہ مجتہدین و سلف صالحین کی محبت کا دعویٰ کرے لیکن یہ اعتقاد رکھتا و یقین کرتا اور کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پاک صلعم کی محبت مجھپر فرض ہی اللہ تعالیٰ تجھے اس نعمت سے سرفراز فرماوے لہذا برادران ایمانی سے دعا چاہتا ہی اور اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہی امید ہی کہ قبول فرماوے اور میرا اور تمام برادران ایمان از اہل سلام کا خاتمہ اسی محبت پر بخیر کرے اللّٰھم آمین یا حی یا قیوم انت ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین پھر فرمایا وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا۔ ثواب الآخرۃ فتقوا بما اخبرکم یہ ولا ینبئک مثل خبیر۔ اور کافی ہی اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا۔ یعنے علیم ثواب آخرت ہی پس بھروسا کرو اسی کے فرمانے پر جسکی تمکو خبر دی اور خود فرمایا ہی ولا ینبئک مثل خبیر۔ اور نہین آگاہ کریگا تجکو کوئی ویسا کہ جیسا کوئی خبیر آگاہ کرے جو کسی شی سے خوب خبردار ہی اور معلوم کہ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہی پس جو اسنے خبر دی سب پر ہمارا ایمان و یقین ہی والحمد للہ رب العالمین ف عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ ولو انا کتبنا علیھم ان اقتلوا الآیۃ۔ اللہ تعالیٰ نے اسمین اپنے اخبار سے شکایت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی مین اپنے نفس کو قربان کرنی نہین قصد کرتے ہین اور اسمین اہل محبت کو آگاہ کیا کہ وہ او تعالیٰ کی طرف پہونچ نہین سکتے مگر اسی طور سے کہ اپنی مراد چھوڑ کر او تعالیٰ کی مراد کو پسند کرین اور یہ شکایت کچھ انکے محل ایمان پر وارد نہین ہی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچائی و اخلاص و ایمان و یقین پر ہوکر اس سے واصل ہوچکے ہین ولیکن یہ شکایت ہی کہ کوئی سختی وارد ہونے پر اپنے نفس سے پورا معارضہ نہین کرتے ہین بلکہ نفس اس لائق ہی کہ معارضہ کرتا ہی پس شکایت فرمائی کہ اکثرون کے نفوس معارضہ کرتے ہین سوائے انکے جو محبت مین قوی و مستقیم ہین اور ایسے قلیل ہین۔ پھر خبر دی کہ قتل نفوس بریاضت و مجاہدات اور ہجرت کرنا خطا و گناہون سے اور بد باتو نکا چھوڑنا یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانیان ہین اور محمد بن الفضل نے فرمایا کہ قتل کرو اپنے نفوس کو اس طرح کہ نفوس کی خواہشون سے خلاف کرو اور دیارسے اخراج کے یہ معنے دنیا کی محبت اپنے دلونسے نکالو۔ یعنے تم اس دنیا سے خارج ہو اسطرح کہ اس سے تعلق خاطر قطع کردو۔ پھر جو فرمایا کہ اسکو تھوڑے بندون نے کیا پس مراد یہ ہی کہ انکی تعداد کم ہی حالانکہ درحقیقت از راہ معنے کے یہ لوگ بہت ہین اور یہ وہ لوگ ہین جنکو توفیق اور ولایت صادقہ حاصل ہوئی ہے۔ اور حق سبحانہ تعالیٰ نے مقام مجاہدہ کو مقام مشاہدہ سے ملادیا۔ اور ظاہر فرمایا کہ جسنے واجب حقوق مین قصور کیا وہ بلند درجات کو نہین پہونچیگا اور یہی فرمایا بقولہ ولو انھم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیرا لھم یعنے مشاہدۂ الٰہی مین انکا باقی ہونا انکے لیے اس سے بہتر ہی کہ دنیا مین اپنے نفوس کے ساتھ باقی رہین مگر وصول اس درجۂ عالی پر قتل نفوس کے ساتھ مرہون کیا چنانچہ فرمایا ولو انھم فعلوا۔ یعنے ایسا کرنا شرط ہی پھر دوسری آیت سے اور زیادہ واضح کردیا جو ہم نے لکھا ہی چنانچہ ارشاد فرمایا۔ واذًا لآتیناھم من لدنا اجرًا عظیما۔ یہ اجر عظیم مشاہدۂ ازلی و ابدی ہی جو ان بندون کو نصیب ہوتا ہے جو اپنے نفوس کو قتل و فنا کرکے بقاء حق مین باقی ہوگئے ہین۔ وقولہ ولھدیناھم صراطًا مستقیما۔ یعنے ہم انکو راہ دیتے صفات کی معرفت و اسکے طریقونکی اور فنا ہوکر ذات تبارک و تعالیٰ کی بقا سے باقی ہونے کی پاک ہی وہ پروردگار جو ہر اشارہ و ایمان سے برتر ہی اور ہر وہم و گمان سے منزہ ہی۔ اور صراط مستقیم وہ نکرت کے بعد معرفت ہی اور ہر علت سے قدم مقدس کی پاکی بیان کرنا اور جاننا و یقین کرنا پھر قولہ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین الآیۃ اسمین خبر دیدی کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت درحقیقت نہین حاصل ہوتی مگر بعد مشاہدہ حاصل ہونے کے۔ اسواسطے کہ حقیقت طاعت تو محبت ہی سے ہوتی ہی اور محبت جب ہی ہوتی ہی کہ دیدار و مشاہدہ حاصل ہوجاوے حاصل آنکہ جسنے اطاعت کی اللہ تعالیٰ کی اسکی محبت کے ساتھ اسکے مشاہدہ مین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی۔ تعبد اللہ کانک تراہ۔ یعنی مرتبۂ احسان یہ ہی کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اسطرح کہ گویا تو اسکو دیکھتا ہی پھر اگر تو نہ دیکھے تو وہ تجکو دیکھتا ہی اور بعضے اکابر نے تصریح کردی کہ یہ مرتبۂ اہل کمال ہی پھر جانو کہ رسول اللہ صلعم کی طاعت تو جب ہی کہ رسول صلعم کی معرفت

ف [illegible]

Marfat.com

حاصل ہوا اور یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ہوتی ہے - اور حاصل یہ کہ جو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اس درجہ کو پہونچا وہ اہل اللہ تعالیٰ میں سے ہوا
وہ اللہ تعالیٰ کے انبیا و شہداء و اولیا کے مشابہ ہے اور دنیا و آخرت میں انکا رفیق ہوگا اور یہی معنے ہیں قولہ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم الآیۃ
پس انبیا پر انعام یہ ہے کہ انکو اپنی ذات و صفات کے علوم عطا فرمائے اور درجہ قرب و مشاہدہ عطا کیا اور ملک و ملکوت کے خزائن غیب پر انکو مطلع کیا -
اور صدیقین پر یہ کرامت ہے کہ کرامات روشن دیدیں اور انوار صفات سے انکی آنکھیں منور کر کے کھولدیں - اور شہداء پر اسکا انعام یہ ہے کہ انکے
خون بہا میں اپنے دیدار جمال سے مکرم کیا - اور صالحین پر یہ انعام ہے کہ لطائف نیکوکاری انکو ظاہر کر دیں تاکہ اس سے مالوف ہو کر اسکی خدمتگزاری
میں مضبوط و مستقیم رہے وقال تعالیٰ وحسن اولئک رفیقا - اسکے معنے یہ ہیں کہ کیا خوب ہے انکی مرافقت اللہ تعالیٰ کے مطیع سے اور کیا اچھی ہے مرافقت
اللہ تعالیٰ کی ایسے بندوں سے جو اللہ تعالیٰ کیواسطے انکے مطیع ہوئے ہیں یعنے اللہ تعالیٰ نے صریح تو ان نیک بندونکی مرافقت فرمائی اور ان کی
مرافقت بالطاف الٰہی بطور خاص ہے پس گویا یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرافقت ان مطیع لوگون کو حاصل ہوگی جیسے کہا جاوے کہ خدمتگزار کیواسطے
درگاہ بادشاہی کی سیر و بساط قرب کی فرحت کیا خوب ہے حالانکہ جو وہانتک پہونچا وہ بادشاہ کی زیارت سے ضرور مشرف ہوگا - ایسا ہی یہان ہے کیونکہ
ان بزرگونکی منزلت و درجات ایک دوسرے سے قریب ہیں اسواسطے کہ مرافقت تو ہو نہیں سکتی الا اسی طور سے کہ مقامات میں موافقت ہووے
پس انبیا علیہم السلام تو وہ ہیں جنھونے سمع خاص سے اخبار الٰہی کو سُنا ہے اور صدیقین وہ ہیں جو رضا رخوب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت میں
رہے یعنے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر و رضا تھی اسپر موافقت سے قائم رہے اور نور بقار کے مشاہدہ میں باقی رہے اور شہداء وہ ہیں کہ سطوات عظمت
میں شدت محبت سے قتل ہوے اور صالحین وہ لوگ ہیں کہ امتحان سے سلامت نکلے اور نعمت جنت و راحت کو پایا اور ہلال جمال کو دیکھتے ہیں اور
یہان مرسلین کو ذکر نہیں فرمایا کیونکہ وہ غیب میں اور غیب الغیب میں غائب ہیں انکو حق عزوجل نے پردۂ غیب میں جگہ دیدی ہے مخلوق میں سے
کوئی انکے حال پر مطلع نہیں ہوتا مگر اسوقت کہ درگاہ عظمت سے ظاہر ہوتے ہیں فارس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انبیا کے درجونکا جو ادنیٰ ہے وہ صدیقین کے
درجون کا اعلیٰ ہے اور جو صدیقین کا ادنیٰ درجہ ہے وہ شہدا کا اعلیٰ درجہ ہے اور جو شہدا کا ادنیٰ درجہ ہے وہ صالحین کا اعلیٰ درجہ ہے اور صالحین میدان
شہداء میں اور شہداء میدان صدیقین میں اور صدیقین میدان انبیا میں اور انبیا میدان مرسلین میں موجود ہوتے ہیں قال المترجم معیت
وساتھ ہونے کے یہ معنے ہیں اور اوپر اثر ربیع بن انس مذکور ہوا جو اسپر دلالت کرتا ہے فافہم -

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ أَوِ انْفِرُوا جَمِيعًا ۝ وَإِنَّ مِنْكُمْ
اے ایمان والو کرلو اپنی خبرداری پھر کوچ کرو جُدی فوج یا سب اکٹھے اور تم میں
لَمَنْ لَيُبَطِّئَنَّ فَإِنْ أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَالَ قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ
کوئی ایسا ہے کہ البتہ دیر لگا دیگا اور پھر اگر تمکو مصیبت پہونچے کہے اللہ نے مجھپر فضل کیا کہ میں نہ ہوا اُنکے ساتھ
شَهِيدًا ۝ وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِنَ اللَّهِ لَيَقُولَنَّ كَأَنْ لَمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ
اور اگر تمکو پہونچا فضل اللہ کی طرف سے تو اسطرح کہنے لگے کہ گویا نہ تھی تم میں اور اُسمین کچھ دوستی
يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ ۶۱
اے کاشکے میں ہوتا اُنکے ساتھ تو بڑی مراد پاتا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ من عدوکم ای احترزوا منہ وتیقظوا لہ یعنے اے ایمان والو اپنا بچاؤ پکڑو واسطے

دشمن سے ای دشمن سے احتراز اختیار کرو اور بیدار و ہوشیار رہو **قال ابن کثیر** پس لازم ہی کہ سامان تیار رکھین دشمن کے واسطے باین طور کہ ہتھیار رکھو اور تعداد و سامان ضروری کو مہیا رکھین **مترجم** کہتا ہی کہ معنے یہ کہ ایسا سامان کرنا بھی واجب ہی اور زمانہ کے مسلمانون نے خطا کی کہ بیت المال خالی اور سامان سے ننگے بچے ہو گئے اور ایسی صورت مین مدد الٰہی بھی اُٹھ جاتی ہی کیونکہ خلاف کیا اس حکم کا کہ حذر و سامان رکھو۔ **فَانْفِرُوْا**۔ انهضوا الی قتاله۔ قصد کر کے چل نکلو دشمن سے لڑنے کے واسطے اور یہی نفیر فی سبیل اللہ ہی حاصل آنکہ سامان جمع کر کے جاو دشمن سے لڑائی کو۔ **ثُبَاتٍ**۔ متفرقین سریۃ بعد اخری۔ خواہ متفرق ہو کر ایک سریہ بعد دوسرے کے۔ اور سریہ وہ جماعت کہ چارسو یا کم ہون اور اہل السیر کی اصطلاح مین وہ لشکر جسمین حضرت صلعم خود تشریف نہین لے گئے۔ اور ثبات جمع ثبۃ بمعنے جماعت ای جماعات متفرقہ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ فانفروا ثبات ای عصبا اور مراد اس سے متفرق سرایا ہین۔ **اَوِ انْفِرُوْا جَمِیْعًا**۔ مجتمعین۔ یا جاو جمیعًا ای درحالیکہ سب مجتمع ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا ہی مجاہد و عکرمہ و سدی و قتادہ و ضحاک و عطاء خراسانی سے مروی ہی۔ حاصل آنکہ مومنون کو حکم دیا کہ لڑنے کو جاوین تو دو حال مذکورہ سے ایک حال پر ہون تنہا تنہا نجاوین کہ ناگاہ انکو دشمن ایذا پہونچاوے اور جاننا چاہیے کہ مطلق سفر کرنا بھی تنہا منع ہی حتی کہ حدیث مین ایک مسافر کو اگرچہ سوار ہو شیطان فرمایا اور دو کو دو شیطان فرمایا اور تین ہون تو انکو مسافر قرار دیا اور باب جہاد مین کمتر کی مقدار دس یا زیادہ موافق حذر حاصل ہونیکے امام کی رائے پر ہے واللہ اعلم۔ **وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّیُبَطِّئَنَّ**۔ لیتاخرن عن القتال کعبد اللہ بن ابی المنافق واصحابه وجعله منهم من حیث الظاهر واللام فی الفعل للقسم۔ یعنے لیبطئن بلام و نون تاکید از بَطَّأ یُبَطِّئ بمعنے لیتاخرن از تاخر بمعنے پیچھے پڑنا یعنی پچھڑتا ہی کافرون کی لڑائی سے جیسے عبد اللہ بن ابی ابن سلول منافق و اسکے ساتھی تھے اور یہ قطعًا بیان منافقون کا ہی قال مجاہد وغیر واحد نزلت فی المنافقین اور یہ جو فرمایا کہ وان منکم۔ یعنے تم مین سے ہی تو اسکو انہین سے قرار دینا از راہ ظاہر ہی کیونکہ منافق تو اسلام ظاہر کرتا تھا اور اسلام کے ظاہر کرنے کی بھی دنیا مین یہ برکت رکھی گئی کہ دنیاوی عذاب دور کیا گیا اور ظاہر مین اسکے ساتھ اسلام کے احکام برتے گئے اور یہ بڑی حکمت پر مبنی ہی پھر لمن مین لام ابتدا ہی جو اسم ان پر فصل بخبر کے واسطے داخل ہوئی۔ اور من کا صلہ لیبطئن ہی اور لام اسپر قسم کا ہی یعنے قسم محذوف کا جواب ہی اور تقدیر یہ کہ وان منکم لمن اقسم باللہ لیبطئن تم مین سے وہ ہی کہ جسنے قسم کھائی اللہ کی البتہ پچھڑیگا پس قسم مع جواب کے من کا صلہ ہی اور جملہ عطف ہی قولہ خذوا حذرکم پر بطریق عطف قصہ یا معترضہ ہی۔ پھر مفسر نے تبطیہ کو تاخر سے جو لازمی ہی تفسیر کی اور مقاتل بن حبان سے بھی مروی ہی کہ لیبطئن ای لیتخلفن عن الجہاد۔ اور معنے یہی ابن جریر مفسر نے ذکر کیے۔ **قال ابن کثیر** اور احتمال ہی کہ مراد یہ ہو کہ البتہ تم مین سے ایسا شخص ہی کہ بٹھلا رکھے اپنے نفس کو اور غیر کو جہاد سے چنانچہ عبد اللہ بن ابی منافق مذکور کا یہی حال تھا کہ خود بیٹھ رہتا اور مومنون کو بھی بہکاتا اور یہی قول ابن جریج و ابن جریر نے اختیار کیا ہی ولیکن اول اولی ہی بنظر آنکہ مابعد مین اسکا حال فرمایا۔ **فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ**۔ کقتل وہزیمۃ۔ پھر اگر تم کو مصیبت پہونچے مثلًا مسلمان ایمانداز شہید ہوئے یا شکست کھا گئے۔ **قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِیْدًا**۔ حاضرًا فاصاب۔ تو یہ منافق کہتا ہے کہ مجھپر اللہ تعالیٰ نے بڑا انعام کیا جبکہ مین انکے ساتھ حاضر نہ تھا کہ مین بھی یہی مصیبت پہونچایا جاتا پس اپنے وہان حاضر نہونا اپنی بے ایمانی سے اپنے اوپر انعام خدا تصور کیا اور آیت مین اشارہ کیا کہ اذ لم اکن معہم۔ سے وہ اپنے فعل پر انعام سمجھتا ہی اور یہ جہالت پر جہالت ہی اور مفسر رح نے آگے کا قول یعنے کان لم تکن بینکم و بینہ مودۃ۔ اسی سے متعلق قرار دیا ہی حاصل آنکہ وہ کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے میرا وہان حاضر نہونا مجھپر انعام کیا گویا کہ تمھارے اور اسکے درمیان کچھ مودت و دوستی ہی نہ تھی۔ یعنے تمھارے ساتھ ایسا ہوا تو اسکے کان پر جون بھی نہین رینگی

Marfat.com

اور اپنے اوپر انعام قرار دیا - وَلَئِنْ - لام قسم - یعنے لام موطئہ آنکہ جزاء شرط جواب قسم ہی - اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ - کفتح وغنیمۃ اور اگر تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل پہونچا مانند فتح وغنیمت کے - لَيَقُوْلَنَّ - ناداماً - تو وہ ندامت سے کہتا ہی - اسکا مقولہ آگے ہے قولہ یالیتنی - اور بیچ مین جملہ معترضہ ہی - كَاَنْ - مخففۃ واسمہا محذوف اے کانہ - لَّمْ تَكُنْ - بالیاء والتاء - یعنے اکثر قراء کی قراءۃ بیاء تحتانیہ ہی اور ابن کثیر وحفص عن عاصم کی قرارت مین بالتاء الفوقیہ ہی کیونکہ المودۃ مؤنث ہی لیکن چونکہ درمیان مین قولہ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ سے فصل آیا ہی لہذا بالیاء بھی جائز ہی جیسے کہ اکثر کی قراءۃ ہی اور معنے یہ کہ گویا نہ تھی درمیان تمہارے اور درمیان اسکے مَوَدَّةٌ کچھ معرفت وصداقت یعنے جان پہچان اور دوستی - وہذا راجع الی قولہ قد انعم اللہ علی اعترض بہ بین القول ومقولہ - اور یہ کلام راجع ہی قولہ انعم اللہ علی - کی طرف اور یہ جملہ معترضہ درمیان قول ومقولہ کے ہی اور مقولہ یہ ہی - يَا - للتنبیہ - یعنے اس حرف ندا سے محض تنبیہ مراد ہی اور یہ مراد نہین ہی کہ کوئی اسکی طرف توجہ کرے - يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا - اخذ حظاً وافراً من الغنیمۃ -

کاش مین انکے ساتھ ہوتا تو فوز عظیم پاتا یعنے لیتا مین غنیمت مین سے حصہ وافر یعنے بہت

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ

سو چاہیے لڑین اللہ کی راہ مین جو لوگ بیچتے ہین دنیا کی زندگی آخرت پر اور جو کوئی لڑے

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

اللہ کی راہ مین پھر مارا جاوے یا غالب ہووے ہم دینگے اُسکو بڑا ثواب

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - پھر چاہیے کہ لڑین راہ خدا مین لاعلاء دینہ - اللہ تعالیٰ کے دین بلند ہونے کے لیے اسواسطے کہ مجاہد وہی ہی جو فقط اسواسطے لڑا کہ اللہ تعالیٰ کا ہی کلمہ بلند ہو جیسا کہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا ہی پس اسیواسطے قتال کرین - الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ - وہ لوگ جو فروخت کرتے ہین زندگانی دنیا کو بعوض آخرت کے پس یشرون بمعنی یبیعون ہی جیسا کہ مفسر نے ذکر کیا ہی اور شراء بمعنے خریدنا اکثر اور بمعنے فروخت کرنا کم مستعمل ہوتا ہی اور فی سبیل اللہ جو ظرف ہی اسکو فاعل سے مقدم کرنا بغرض اہتمام شان ہی یا یہ معنے ہین کہ منافقین تو مال دنیا کی تمنا رکھتے ہین اور حصۂ غنیمت گم ہونے پر حسرت کھاتے ہین پس انکا لڑنا دنیا کے لیے ہی پس خالص مومنون کو حکم دیا کہ جو لوگ دنیا کو آخرت کے بدلے فروخت کرتے ہین وہ اللہ تعالیٰ ہی کی راہ مین لڑین - کہ ان ابطأ وتأخر المنافقون عن القتال فلیقاتل الذین یبیعون الحیوۃ الدنیا بالآخرۃ فی سبیل اللہ اگر آخرت کو دنیا کی عوض بیچنے والون نے جہاد سے قدم پیچھے ہٹایا تو جو لوگ دنیا کو آخرت کے لیے بیچتے ہین اُنکو چاہیے کہ راہ الٰہی مین جہاد کرین - یا - یون کہا جاوے کہ ان کان قتال المنافقین الذین یبیعون الآخرۃ بالدنیا لاجل الغنیمۃ فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین الخ یعنے اگر منافقین کا لڑنا دنیاوی غنیمت کے لیے تھا تو مخلصین کو چاہیے کہ خدائے تعالیٰ کے واسطے لڑین - پس اس تقدیر پر یہ آیت مومنین کیواسطے ہی اور معالم مین کہا کہ بعض کے نزدیک منافقونکو نصیحت آمیز حکم ہی کہ جو امر انسے اوپر کی آیت مین حکایت فرمایا وہ بدتر ہی پس انکو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرین - علی ہذا معنے یہ کہ پس چاہیے کہ لڑین راہ خدا مین وہ لوگ جو خریدتے ہین دنیا کو بدلے آخرت کے اور حاصل اسکا یہ کہ خرید چھوڑین اور مومن خالص ہو کر راہ خدا مین لڑین - اور اس تقدیر پر شراء بمعنے خریدہے اور شیخ ابن کثیر نے فلیقاتل کا فاعل مومن قرار دیا جو قولہ فانفروا ثبات مین ضمناً مذکور ہی اور معنے یہ کہ پس چاہیے کہ لڑے مومن خالص جو جہاد مین نکلا ہی ان لوگون سے جو خریدتے ہین زندگانی دنیا بعوض آخرت کے - اور اس تقدیر پر الذین یشرون - مفعول واقع ہی

Marfat.com

وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ ليستشهد - اور جو بندہ راہ الٰہی مین لڑا پس شہید ہوا - اَوْ يَغْلِبْ يظفر بعدوه یا فتح پائی
یعنے اپنے دشمن کافر پر - کیونکہ انھین دو حال سے خالی نہین یا شہید ہوگا یا فتح پاویگا اور اسمین قتل ہونے کو مقدم کرکے اشارہ کیا کہ وہ
عین مراد ہونی چاہیے کیونکہ حدیث صحیح مین اسی کو افضل فرمایا ہو کہ مجاہد راہ خدا مین جان و مال سے شہید ہو - اور نیز تقدیم شہادت مین شوق
و تسکین ہو کہ یہ غایت مرتبہ ہو باوجود آنکہ کوئی اپنے وقت مقدر سے پہلے نہین مرتا بالجملہ ان دونون باتون کے سوا تیسری کسی بات کی جہاد مین
ہمت نہو لہٰذا انھین دونون کو فرمایا کہ جو راہ خدا مین لڑا پس شہید ہوا یا فتح دیا گیا جو تقدیر الٰہی مین مقدر ہوا ہو بہرحال - فَسَوْفَ
نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا - ثوابا جزيلا - ہم اسکو ثواب جزیل عطا کرینگے اور جس ثواب کو اللہ تعالیٰ عظیم فرما دے اسکی قدر کسی کے
گمان مین بھی نہین آسکتی ہو - اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کفالت کر لی اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے لیے
جو اسکی راہ مین جہاد کرے درحالیکہ اسکو اسکے گھر سے کسی اور بات نے نہ نکالا ہو سوائے اسکی راہ مین جہاد کرنے اور اسکے کلمے کی تصدیق نے
تو کفالت کر لی - اس بات کی کہ اسکو جنت مین داخل کریگا یا اسکو اسکے گھر مین جہان سے نکلا تھا مع ثواب یا غنیمت کے واپس کریگا - وقد روے
نحو ہذا فی الصحیحین اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ راہ خدا مین جہاد کو جانے والے کی مثال اس شخص کے مانند ہو جو ایسا نمازی
و روزہ دار ہو کہ جسکی لگاتار نماز و روزہ مین کھنڈا نہین پڑتا ہو یہانتک کہ مجاہد مذکور کو اللہ تعالیٰ اجر و غنیمت کے ساتھ اسکے گھر واپس فرما دے
یا اسکو وفات دیکر جنت مین لیجاوے - رواہ البغوی وہو فی الصحاح مترجم کہتا ہو کہ ظاہر احادیث مین دلیل ہو کہ جو سفر جہاد مین مرا اگرچہ شہید نہوا
وہ بھی جنتی اور برابر اسکو ثواب ملتا رہیگا یہانتک کہ قیامت مین اُٹھایا جاوے اور یہ امر بدلائل احادیث دیگر بھی ثابت ہو واللہ تعالیٰ اعلم
اگر کہا جاوے کہ شہید ہونے والے کو اور اجر و غنیمت کے ساتھ زندہ واپس ہونیوالے کو اجر عظیم مین مساوی فرمایا حالانکہ حدیث صحیح مین جان و
مال سے شہید کو افضل فرمایا ہو تو جواب دیا گیا کہ اجر عظیم دونون کے واسطے ثابت ہو اگرچہ ایک کے واسطے اعظم ہو پس دونون کا ہر طرح مساوی
ہونا لازم نہین آتا جیسے کروڑ روپیہ والے اور لاکھ روپیہ والے دونون کو بڑا مالدار کہتے ہین اگرچہ دونون مین ایک دوسرے سے زیادہ ہو
اور حاصل یہ کہ عظیم امر اضافی ہو کہ ولی کے ثواب سے عظیم اور صدیق و انبیا کے ثواب سے کم ہوگا اور ایسے ہی آپس مین شہیدون کے ثواب
مین فرق ہو پھر اللہ تعالیٰ نے جوش کے ساتھ جہاد پر آمادہ کیا -

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ
اور تمکو کیا ہے کہ نہ لڑو اللہ کی راہ مین اور واسطے انکے جو مغلوب ہین مرد اور عورتین اور لڑکے
الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ
جو کہتے ہین اے رب ہمارے نکال ہمکو اس بستی سے کہ ظالم ہین لوگ اسکے اور پیدا کر ہمارے واسطے
لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝
اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور پیدا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ - استفہام توبیخ - ای لا مانع لکم من القتال - یہ استفہام بطور توبیخ و سرزنش کے ہو اور معنے یہ کہ قتال
کفار سے تم کو کوئی چیز روکنے والی نہین ہو - فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - اللہ تعالیٰ کی راہ مین - وَ - فی تخلیص - الْمُسْتَضْعَفِيْنَ
اور مستضعفین کے خلاص کرنے مین یعنے ایسے لوگون کی رہائی کرانے مین جنکو کافرون نے ضعیف و کمزور بنا کر قید رکھا ہو - مِنَ

الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ ۔ الذین حبسہم الکفار عن الھجرۃ وآذوہم ۔ مردون وعورتون وبچون سے ف جنکو کافرون نے مدینۂ منورہ کو حضرت صلعم کے پاس ہجرت کرکے آنے سے محبوس کر رکھا تھا اور انکو طرح طرح کی ایذائین دیتے تھے تاکہ دین اسلام سے پھرجاوین اور حاصل یہ کہ اے مومنو تم کو راہ الٰہی مین اور ان بیچارے ضعیفون کے چھوڑانے کے لیے قتال کرنے سے کوئی چیز مانع نہین ہی ۔ قال ابن عباس کنت انا وامی منہم حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مین اور میری مان بھی مستضعفین مین سے تھے اسکو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے ۔ اور ایک روایت مین ابن عباس نے فرمایا کہ مین اور میری مان یعنے ام الفضل بنت الحارث منجملہ ان لوگون کے تھے جنکو اللہ عزوجل نے معذور فرمایا ۔ حاصل آنکہ اللہ عزوجل نے فتح مکہ سے پہلے اذیت کفار کے خوف سے ایمان نہ لانے وظاہر نہ کرنے اور مدینہ کی طرف ہجرت نہ کرنے پر کسی کو معذور نہین فرمایا چنانچہ آگے آیات مین آویگا سوائے مستضعفین کے جو کفار کی قید مین ہوکر ایذائین اُٹھاتے اور دعائین مانگتے تھے اور حدیث صحیح مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے لیے دعا فرماتے کہ میرے پروردگار نجات دیدے ولید بن الولید کو اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ابی ربیعہ کو اور سب ان مومنون کو جو مستضعفین ہین ۔ اور آیت کریمہ مین جہاد واجب ہونیکا حکم ہی ۔ پھر ان مستضعفین کی بذار مین ایمان پر مضبوطی ظاہر کرنے اور مومنون کو شفقت دلانے کو انکی دعا نقل فرمائی ۔ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ ۔ وا عین ایسے لاچار ہین کہ دعا کرتے ہوے یون کہتے ہین رَبَّنَا ۔ اے پروردگار ہمارے ۔ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۔ مکہ ۔ ہمکو نکال دے اس شہر سے یعنے مکہ سے ۔ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۔ بالکفر ۔ جہان کے لوگ ظالم ہین ف یعنے بسبب کفر کرنے کے ظالم ہین وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۔ اور ہمارے لیے اپنے یہان سے ولی دیدے ف جو ہمارے کام کا متولی ہو کہ کافرون پر جہاد کرکے ہمکو چھوڑاوے وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۔ اور ہمارے لیے اپنے پاس سے نصیر دیدے ف جو ہمکو ان ظالمون سے بچاوے ۔ اگر کہا جاوے کہ دعا مین دو باتین ہین ایک تو اس قریہ سے نکالا جانا اور دوم ولی وناصر ملنا پس اگر مجموع مراد ہی تو پایا نہین گیا اور اگر دونون مین کوئی ایک مراد ہی تو حرف آو چاہیے حالانکہ واو ہی پس مفسر ؒ نے اختیار کیا کہ مجموع مراد ہی اور دونون باتین پائی گئین چنانچہ لکھا ۔ وقد استجاب اللہ تعالیٰ دعاءہم فیسر لبعضہم الخروج وبقی بعضہم الے ان فتحت مکۃ وولی صلی اللہ علیہ وسلم علیہم عتاب بن اسید فانصف مظلومہم من ظالمہم ۔ اور البتہ قبول کرلی اللہ تعالیٰ نے دعا ان بیچارون کی پس بعضون کے حق مین تو نکل جانا میسر ہوا اور بعضے باقی رہے یہانتک کہ مکہ فتح ہوا اور حضرت صلعم نے انپر عتاب بن اسید بن ابی العیص کو متولی مقرر کیا پس عتاب نے انکے ظالم سے انکے مظلوم کا خوب انصاف لیا اور کمالین مین ہی کہ عتاب بروز فتح مکہ مسلمان ہوے تھے اور اسوقت انکی عمر اٹھارہ برس کی تھی مترجم کہتا ہی کہ بنابرین ولی بھی عتاب رضہ ہوے ۔ اور معالم مین اسکو مصرح فرمایا ہی اور بیضاوی مین لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے انکے واسطے بہتر ولی وبہتر ناصر حضرت محمد صلعم کو کردیا کہ مکہ فتح کرکے انکی تولی ونصرت خوب فرمائی اور مدینۂ منورہ لوٹتے وقت عتاب بن اسید کو سردار مقرر کیا جنھون نے خوب حمایت ونصرت کی مترجم کہتا ہی کہ یہ اولیٰ ہے و اللہ تعالیٰ اعلم پھر جاننا چاہیے کہ بعض نے آیت سے نکالا کہ طفل کا ایمان مقبول ہی کیونکہ اطفال مومن نہوتے تو ولدان کا خلاص کرنا واجب نہوتا ۔ اور جواب دیا گیا کہ ولدان بمعنے غلام ہین اور نساء عورتون وباندیونکو شامل ہی اور یہ جواب کچھ نہین جیسا کہ بخاری کی حدیث ابن عباس رضہ اوپر گذری کہ مین بچے اور میری مان منجملہ معذورین کے تھے ۔ اور بعض نے جواب دیا کہ آیت مین ایذاء مشرکین کا مبالغہ ہی کہ مردون و عورتون سے تجاوز کرکے بچون تک کو ایذا دیتے تھے ۔ اور حق یہ ہی کہ طفل کا ایمان مقبول ہی جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول تھا اور احکام بمنزلہ بالغین جاری نہونے سے انکے ایمان کی نفی نہین ہوسکتی دیکھو سات برس کے بچہ کو نماز پڑھانے اور دس برس پر مار کر نماز پڑھانے کا

Marfat.com

حکم دیا گیا ہی حالانکہ ایمان اس سے مقدم ہے فافہم۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۚ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ

وہ جو ایمان والے ہین سو لڑتے ہین اللہ کی راہ مین اور وہ جو منکر ہین سو لڑتے ہین مفسدون کی راہ مین

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ ۚ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا ۝

سو لڑو تم شیطان کے حمایتیون سے بیشک فریب شیطان کا سست ہی

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ جو ایمان لائے ہین وہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرتے ہین ف یعنے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری واسکا کلمہ بلند ہونے اور اسکی رضامندی کے لیے لڑتے ہین آور یہ مومنون کے لیے طرد و عکس دونون طرح ٹھیک ہی یعنے مومن راہ خدا ہی مین قتال کرتا ہی اور راہ خدا مین مومن ہی قتال کرتا ہی وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ اور جو لوگ کافر بنتے ہین وہ طاغوت کی راہ مین لڑتے ہین ف یعنے شیطان کی راہ مین لڑتے ہین جس سے شیطان کی خوشی ہے۔ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ۔ اب تم اولیاء شیطان سے لڑو یعنے مددگاران شیطان سے جو کافر ہین لڑو۔ اور مراد یہ کہ کافرون سے لڑائی مین تم ہی ان پر غالب ہوگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمکو قوت ہی۔ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ۔ البتہ مکر شیطان کا۔ مومنون کے ساتھ کَانَ ضَعِیْفًا ضعیف ہی یعنے محض سست بنیاد ہی کہ ہرگز مقابلہ نہین کرسکتا اس کید کا جو اللہ تعالیٰ نے کافرون کے ساتھ کیا مفسر رحمہ اللہ نے کید شیطان کے ضعف مین دو قیدین لگائین یعنے ایک تو ضعیف اسکا مومنون کے ساتھ ہی اور دوم ضعف بمقابلہ اس کید کے جو اللہ تعالیٰ نے کافرون کے حق مین مقدر فرمایا ہی پس وارد نہین ہوتا کہ کافر پر اسکا کید بہت قوی ہی بعض نے کہا کہ اسکی کچھ حاجت نہین بلکہ کید شیطان فی نفسہ ہیچ ہی لیکن کفار احمق اس ہیچ کو پکڑے ہین جیسے مکڑی کا جالا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اوہن البیوت لبیت العنکبوت سب سے زیادہ سست مکڑی کا گھر ہوتا ہی۔ اور حاصل یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جو کافرونکو خوار کرنا چاہا اور مومنونکی تائید و نصرت چاہی ہی اسکے مقابلہ مین مکر شیطان ہیچ ہی۔ اور بیضاوی وغیرہ مین ہی کہ بدر کے روز جب شیطان نے ملائکہ کو دیکھا تو بخوف اپنی گرفتاری کے اپنے یارون کفارون کو چھوڑ بھاگا اور انکو خوار کیا۔ ابن عباس رض سے ہی کہ جب تم شیطان کو دیکھو تو اس سے ہرگز مت ڈرو اوسپر حملہ کرو کیونکہ اسکا مکر ضعیف واہی ہی۔ مجاہد رح نے فرمایا کہ شیطان روبرو ہوتا مجھسے نماز مین پس مین ابن عباس رض کا قول یاد کرتا پس حملہ کرتا تو وہ مجھسے بھاگ جاتا ہی مترجم کہتا ہی کہ قول مجاہد رح بدون تاویل کے بطور کرامت ہی پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے بندونسے شکایت فرمائی جو اللہ تعالیٰ کی محبت مین شیطان والون سے ڈرتے اور دنیا کے لیے انکی شرکت چاہتے ہین اور اس سے مقصود نزول رحمت ہی کہ یہ وسواس انسے جاتا رہی قال تعالیٰ

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَہُمْ کُفُّوْٓا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ۚ فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیْہِمُ

تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جنکو حکم ہوا تھا کہ اپنے ہاتھ بند رکھو اور قائم کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ پھر جب حکم ہوا اون پر

الْقِتَالُ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْہُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ کَخَشْیَۃِ اللّٰہِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَۃً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا

لڑائی کا اسی وقت ان مین ایک جماعت ڈرنے لگی لوگون سے جیسا ڈر ہو اللہ کا یا اس سے زیادہ ڈر اور کہنے لگے اے رب ہمارے

لِمَ کَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ۚ وَ

کیون فرض کی ہمپر لڑائی کیون نہ جینے دیا ہمکو تھوڑی سی عمر تو کہہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہی اور

Marfat.com

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ

آخرت کا بہتر ہی پرہیزگار کو اور تمھارا حق نہ رہیگا ایک تاگا جہان تم ہوگے موت تمکو آ پکڑے گی

وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْھُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ

اگرچہ تم ہو مضبوط برجون مین اور اگر پہونچے لوگون کو کچھ بھلائی کہین یہ اللہ کی طرف سے

وَاِنْ تُصِبْھُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ

اور اگر اُنکو پہونچے کچھ بُرائی کہین یہ تیری طرف سے تو کہہ سب اللہ کی طرف سے ہی سو کیا حال ہے ان

الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝

لوگون کا لگتے نہین کہ سمجھین ایک بات

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَھُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۔ تونے ایسے لوگ دیکھے جنکو کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رہو اور نماز ٹھیک رکھو اور زکوۃ دو ف تو اسوقت انکا جی یہی چاہتا تھا کہ نہین بلکہ ہمکو لڑنے کی اجازت دی جاوے فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْھُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۔ پھر جب ان لوگونپر جہاد فرض کیا گیا تو کھلا کہ انہین سے ایک فرقہ ہی جو لوگون سے ایسا ڈرتا ہی جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے یا انتہائے خوف سے بھی بڑھکر اور یہ فرقہ کہنے لگا کہ الٰہی تو نے کیون ہم جہاد فرض کردیا کیون ہم کو اجل نزدیک تک چھوڑ نہ دیا ف کہ دنیاوی تمتع کے بعد آخر خود ہی جلد مرتے ۔ گویا اب زندگی کے شائق ہوگئے اور دنیا کی طرف نگاہ اُٹھائی ۔ وکیعؒ سے روایت ہی کہ اہل الحق اہل السنۃ والجماعۃ ہر ایک حق بات کو بہدایت کرتے دکھتے ہین اور بدعتی گمراہ لوگ تقیہ سے چھپاتے ہین (رواہ مسلم والدارقطنی وغیرہ) مفسرؒ وغیرہ نے کہا کہ یہ شکایت ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہی ۔ مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے انکا نور بڑھا کر انسے یہ وسواس دور کردیا ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ عبدالرحمٰن بن عوف وانکے چند ساتھی حضرت صلعم کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہم لوگ مشرک ہونیکی حالتین عزت مین تھے پھر جب ہم ایمان لائے تو ذلیل ہوگئے تو آپ نے فرمایا کہ مین ابھی عفو کا حکم دیا گیا ہون سو تم لوگ کافرون سے مت لڑو پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی تو یہان جہاد کا حکم دیا پس وہ لوگ متردد ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (رواہ النسائی وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والحاکم وصححہ والبیہقی) اور اسی کے مانند قتادہؒ سے مروی ہی اور ابن کثیر وغیرہ مین اسکی توجیہ یون مذکور ہی کہ مومنین جب ابتداے اسلام مین مکہ مین تھے تو نماز و زکوۃ پر مامور تھے اور زکوۃ کی کوئی حد مقرر نہ تھی اور نہ مال کی حد مقرر کی جسپر زکوۃ ہو بلکہ فقیر مسلمانون سے مواسات کرنے پر مامور تھے یعنے جسکو محتاج بھائی سے سلوک کرنا ممکن ہو اُسپر سلوک واجب تھا ۔ اور نیز یہ حکم تھا کہ مشرکون کی اذیت پر صبر کرین ایک وقت تک جو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور مسلمانون کا یہ حال تھا کہ انکی باتون سے کوفت اُٹھاتے اور تمنا کرتے تھے کہ قتال کا حکم دیدیا جاوے تاکہ کافرون سے لڑکر اپنی تشفی کرین لیکن اس حالت مین بہت سے اسباب تھے کہ جنسے قتال خلاف مصلحت تھا پھر جب مدینہ مین محفوظ ہوئے اور انصار و مددگار پیدا ہوئے تو جہاد کا حکم ہوا پھر بھی بعضے سخت خوفناک ہوئے اور کہنے لگے کہ اسکی تاخیر کسی دوسری مدت تک کیون نہوئی کیونکہ ظاہر مین اسمین خونریزی اور اولاد کا یتیم ہونا و عورتون کا بیوہ ہونا معلوم ہوتا ہی حالانکہ نظر ظاہر یہان سخت خطا کرتی ہی اور شیخ ابو منصور نے کہا کہ یہ خوف انکو طبعی خوف

تھا اعتقادی نہین تھا یعنے انسان کی طبیعت ایسی پیدا ہوئی ہو اور یہ نہ تھا کہ اعتقاد سے حکم الٓہی کو مکروہ رکھتے ہون اور جس بات سے انسان کو موت کا خوف غالب ہوتا ہو تو جبلت سے اسکو مکروہ رکھتا ہو اس بات مین وہ مجبور ہے۔ اور یہ ایسا ہو کہ جیسے موت ہر انسان کے واسطے مقدر بتقدیر الٓہی ہے حالانکہ آدمی اسکو مکروہ رکھتا ہو اور ماں باپ اولاد وغیرہ کی موت اسکو گراں گزرتی ہے۔ مترجم کہتا ہو کہ علی ہذا آیت مین قولہ الم تر الی الذین سے مسلمان مراد ہین اور روایت ابن عباس رض سے یہ لازم نہین کہ خود حضرت عبد الرحمن بن عوف بھی ان لوگون مین سے ہون اسواسطے کہ بعض نے ایسا کیا تھا جو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہاتھون مسلمان ہوے تھے اور دلائل دیگر موجود ہین جنسے ظاہر ہو گیا کہ خود عبد الرحمن رض انکے دلی خوف وغیرہ مین انکے ساتھ نہ تھے کیونکہ کوئی کسی کے دل کا ساتھی نہین ہو سکتا ہے۔ پھر ساتھی لوگ بھی سچے مسلمان تھے کیونکہ خوف وناگواری انکو انسانی طبیعت پر تھی نہ اعتقادی لہذا یہ لازم نہین آتا کہ مسلمان ہو کر کیونکر حکم خدا کو مکروہ جانا حالانکہ اگر کوئی مثلاً کہے کہ اگر شراب حرام نہوتی تو اچھا تھا تو اسکے حق مین خوف کفر ہو پھر اس تفسیر سے نکلا کہ زکوۃ مکہ مین مفروض تھی حالانکہ مشہور یہ ہو کہ مدینہ مین بھی بعد فرض جہاد کے دوسرے سال مین مفروض ہوئی ہو اور جواب صحیح یہ کہ زکوۃ اول سے مکہ ہی مین فرض تھی لیکن مال نصاب اور قدر زکوۃ کی مقدار بیان نہ تھی۔ پھر یہ سب تفسیر بنا بر روایت ابن عباس رض ہو لیکن یہ روایت قطعی نہین ہو سکتی ہو اگر ثابت ہو تو بھی اس امر پر نص نہین ہو کہ نزول کا سبب یہ لوگ واقع ہوے ہین۔ نہایت یہ کہ ایک وجہ سے بعض یہ لوگ بھی اسکے حکم مین شامل ہون بوجہ اغوا کرنے وشبہہ ڈالنے بعض منافقین کے نہ بوجہ اعتقاد کے بس صحیح یہ کہ نزول آیت کا منافقون کے حق مین ہے۔ چنانچہ مجاہد رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ یہ آیت منافقون کے حق مین نازل ہوئی ذکما رواہ ابن جریر اور قطعی معلوم ہے کہ عبد الرحمن بن عوف منافق نہ تھے بس ثابت ہوا کہ اولاً وبالذات تو اسکا نزول منافقون کے حق مین ہو جو جبلت طبعی واعتقاد دونون طرح اس حکم الٓہی سے اکراہ کرتے لیکن چونکہ فقط طبعی کراہت کی وجہ سے بعض اہل اسلام بھی شامل تھے لہذا تبعاً وثانیاً وہ بھی سبب نزول ہوے اور انھین کے حال سے تعجب دلایا گیا جیسا کہ اسباط کی روایت سدی مین ہو کہ انپر فقط نماز وزکوۃ فرض تھی پھر انھون نے اللہ تعالی سے درخواست کی کہ انپر قتال فرض کیا جاوے پھر جب فرض ہوا تو ڈرنے لگے۔ اور معالم مین ذکر کیا کہ وہ مسلمانون کی ایک جماعت تھی جنکو علم مین رسوخ نہ تھا انھون نے اعتقاد سے نہین بلکہ بزدلی سے ایسا کہا تھا پھر اس سے توبہ کر لی اور قولہ تعالی۔ واقیموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ۔ اگر مکہ مین یہ حکم ہو بنا بر روایت ابن عباس رض کے ہو تو زکوۃ سے مراد فقیرون سے مواسات ہوگی خواہ نصاب تونگری ہو یا نہو اور ابتدا مین یہی حکم تھا کہ ضرورت سے زائد سب صدقہ کر دو۔ اور اب جس معنے کر کے زکوۃ ہو وہ بالاتفاق مدینہ مین مفروض ہوئی۔ اور اگر منافقین کے حق مین بعد فرضیت زکوۃ کے ہو تو زکوۃ اپنے شرعی معنے پر ہو اور کعبدیہ ہو کہ مکہ مین کوئی بھی منافق نہ تھا بلکہ وہان تو جو کوئی ایمان لایا وہ اپنی جان پر کھیل کر ایمان لایا تھا کہ ہر چہار طرف کفار اسپر لعن طعن کرتے بلکہ خود اسکے عزیز اقارب اسکے دشمن ہو جاتے تھے اور کوئی بھی ایمان کے معنے نہ جانتا تھا اور سوائے بت پرستی وشرک وجہالت کے توحید کو کسی طرح نہین سمجھتے تھے اور تمام مکہ مین ہل چل تھی حتی کہ بیٹا مسلمان ہو گیا اور باپ نے اسکو زنجیرون مین باندھکر سخت ایذا دی جیسے ابو جندل کو اسکا باپ سہیل بن عمرو ایذا دیتا اور باپ مسلمان ہوا بیٹا کافر ہو غرضکہ وہان متواتر نقلاً وعقلاً کسی طرح نفاق نہ تھا۔ پھر مدینہ مین جب اسلام کے انصار ہوے اور جماعت وقوت شروع ہوئی تب یہان والون مین نفاق شروع ہوا کیونکہ جو لوگ مکہ سے ہجرت کرکے آئے تھے وہ سب اسی صدق یقین پر جان ومال کو قربان کرکے آئے تھے اور مدینہ مین بھی بعد جنگ بدر کے نفاق نکلا ہو تو ہو سکتا ہو کہ زکوۃ اول ہو یا زکوۃ مقداری ہو۔ قولہ فلما کتب۔ فرض۔ پھر جب لکھا گیا یعنے فرض کیا گیا۔ قولہ یخشون۔ یخافون الناس۔ یعنے ڈرتے ہین لوگون سے یعنے کافرون سے اور مراد یہ کہ کافرون کے عذاب سے ڈرتے ہین کہ قتل نہ کرین۔ قولہ کخشیۃ اللہ۔ اے کخشیتم عذاب اللہ۔ مانند انکے ڈرنے کے عذاب الٓہی سے

Marfat.com

یعنے لوگون سے ایسا ڈرنے لگے جیسے عذاب الٰہی سے ڈر ہوتا ہی۔ قولہ او اشد خشیۃ من خشیتھم لہ۔ یا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی بڑھکر ڈرتے ہین یعنے انکے ڈرنے کو چاہو یون تشبیہ دو کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے مانند لوگونسے ڈرتے ہین یا یون تشبیہ دو کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنے سے بھی بڑھکر ڈرتے ہین اشد کو نصب بنا بر حال ہونے کے ہی۔ اور جواب لما پر اذا و مابعد اسکا دلالت کرتا ہی کیونکہ اذا مفاجات کا ہی جیسین علامہ زمخشری کے نزدیک خاصتہً معنے مفاجات ہی عامل ہین اور تقدیر آنکہ۔ فلما کتب علیہم القتال فاجاتھم الخشیۃ۔ یعنے پھر جبکہ فرض کیا گیا انپر جہاد تو ناگاہ پکڑ لیا انکو خوف نے وقالوا۔ جزعا من الموت۔ یعنے موت سے گھبرا کر کہنے لگے قولہ لولا۔ کیون نہین اسی مقولہ سے اور مقولہ مابعد سے کہا گیا کہ نزول آیت کا منافقونکے حق مین ہی۔ قُلْ۔ لھم۔ ان لوگون سے کہدے کہ۔ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ دنیاوی متاع تھوڑی ہی ف متاع یا تو نام ان چیزونکا ہی جنسے دنیا مین نفع لیا جاوے یا بمعنی مصدری یعنی نفع لینا قلیل ہی یعنی انجام کار انکا فنا ہی وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقَىٰ۔ اور آخرت ایسے شخص کے لیے بہتر ہی جسنے تقویٰ کیا ف آخرت سے مراد جنت ہی کیونکہ آخر مین بعد دنیا کے ملیگی یعنے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا اسکی نافرمانی چھوڑکر۔ وَلَا تُظْلَمُونَ۔ اکثرونکی قراءۃ بتاء فوقیہ ہی اور ابن کثیر و حمزہ و کسائی کے نزدیک بیاے تحتیہ ہی اور معنے یہ کہ نہین کم کیے جاؤگے اپنے اعمال مین سے۔ فَتِيلًا۔ قدر قشرۃ النواۃ فجاھدوا۔ بقدر چھلی چھوارے کی گٹھلی کے ف یعنے ذرہ برابر بھی کمی نہوگی پس چاہیے کہ جہاد کرو۔ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ قولہ قل متاع الدنیا قلیل الخ۔ اسمین انکو دنیا سے تسلی دی اور آخرت کی طرف رغبت دلائی اور جہاد پر آمادہ کیا کہ آخرت مین تمہارے ثواب بھرپور نہایت وافر دیے جاوینگے اور دنیا مین کیا مشغول ہو کہ ملے یا نہ ملے جو کچھ مقدر ہو پھر ملی بھی تو وہ کچھ چیز نہین کہ متاع قلیل ہی اور ابن ابی حاتمؒ نے حسن بصریؒ سے روایت کی کہ انھون نے قولہ قل متاع الدنیا قلیل۔ پڑھکر کہا کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے اس بندے پر جو دنیا مین اسکے موافق دنیا کے ساتھ رہا اور دنیا سب اول سے آخر تک ایسی ہے جیسے کوئی آدمی سو گیا اور خواب مین اسنے کچھ ایسی بات دیکھی جسکو پسند کرتا ہی پھر چونک اٹھا تو کچھ نہ تھا شیخ ابن معین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابو مسہر رحمہ اللہ یون پڑھا کرتے تھے س ولاخیر فی الدنیا لمن لم یکن لہ + من اللہ فی دار المقام نصیب۔ اس ناپائدار دنیا مین ایسے شخص کے لیے کچھ بھی بھلائی نہین جسکے لیے اللہ تعالیٰ کیطرف سے دار پائدار آخرت مین کوئی حصہ نہو ہ فان تعجب الدنیا رجالا فانہا + متاع قلیل الزوال قریب + پھر اگر دنیا کچھ لوگون کو فریفتہ کرے تو آگاہ رہین کہ یہ دنیا تو متاع قلیل ہی اور اسکا زوال و ناپید ہونا بہت قریب ہی یعنے ادھر آنکھ بند ہوئی اور ادھر دنیا ندارد اور آخرت کا سامنا درپیش ہی اور حدیث مین ہی کہ نہین دنیا بمقابلہ آخرت کے مگر اسقدر کہ جیسے کوئی سمندر مین اپنی انگلی ڈبولے تو اسکو نظر کرنا چاہیے کہ اسکی انگلی کسقدر لاتی ہی۔ آیت کریمہ مین نصیحت بمبالغہ ہی یعنے انتہا درجہ کی نصیحت ہی اور مزید بیان یہ ہی کہ اس حقیر ناچیز پر بھی غرہ کیونکر ہو سکتا ہی جبکہ موت یقینی ہی چنانچہ فرمایا۔ أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ۔ یعنی جہان کہین تم ہو تمکو موت گرفت کرلیگی۔ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ۔ اگرچہ تم ہو مضبوط ممنوع اونچے قلعون مین۔ فلا تخشوا القتال خوف الموت۔ پس تم موت کے خوف سے لڑائی سے مت ڈرو۔ حاصل آنکہ ہر شخص لامحالہ موت سے مرنے والا ہی اس سے کوئی چیز نجات نہین دے سکتی خواہ وہ جہاد کرے یا نہ کرے اور وقت اسکا مقرر و مقدر ہی نہ اس سے پہلے آوے نہ ایک ساعت ٹل جاوے اور خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ جب بستر پر اپنی موت سے مرنے لگے تو شہادت سے محروم رہنے کے افسوس مین بیان کیا کہ مین ایسے اور ایسے معرکہ مین حاضر ہوا اور ہر عضو میرا مجروح ہی مگر اب وہ وقت ہی کہ بستر پر مرتا ہون سو اللہ تعالیٰ نامردون کی آنکھین ٹھنڈی نہ کرے اور بروج دراصل جمع برج کی بمعنی کوٹھری تھا جو قصر کے کونون پر بنے ہوتے ہین ذکرہ البیضاوی اور ایک قراءۃ مین مشیدہ بروزن امیر بھی آیا ہے

جیسے قولہ تعالیٰ وقصر مشید - ہیں ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ بعض نے کہا - یہ دونون بمعنے واحد ہین اور بعض نے کہا کہ تشدید کے ساتھ مطولہ یعنے دراز کو کہتے ہین اور تخفیف سے بمعنی زینت دیا گیا اور مشید یعنے گچ کیا ہوا - پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہان ابن جریر و ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہدؒ سے ایک قصہ روایت کیا کہ مجاہدؒ نے فرمایا کہ ہم سے پہلے امتون مین سے ایک عورت تھی اسکو جب وضع حمل کا وقت شروع ہوا تو اُسنے بعد بچہ پیدا ہونے کے اپنے نوکر کو بھیجا کہ آگ لاوے جب وہ نکلا تو ناگاہ اسکو دروازے پر ایک شخص کھڑا ہوا نظر آیا اُسنے پوچھا کہ یہ عورت کیا جنی تو نوکر نے کہا کہ لڑکی ہوئی اُسنے کہا کہ تو خبردار رہ کہ یہ لڑکی سو مرد سے زنا کریگی اور ایک مکڑی سے مریگی پس وہ نوکر لوٹ پڑا اور اُسنے چھری سے اس لڑکی کا پیٹ چاک کر دیا اور یہ گمان کرکے کہ مرگئی ہی خوفناک ہوکر بھاگ گیا مگر اسکی مان نے اسکے ٹانکے دیے آخر وہ اچھی ہوگئی اور بڑھکر جوان ہوئی اور ایسی خوبصورت تھی کہ اس شہر مین اسکے مقابل کوئی عورت نہ تھی - اور وہ نوکر جو یہان سے بھاگا تو اسنے سمندر کی راہ لی اور آخر وہان بیخوف ہوکر بہت کچھ مال کمایا پھر مدت کے بعد اپنے شہر کو بڑے ساز و سامان سے واپس آیا - اور یہان ایک بڑھیا سے کہا کہ مین ایسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہون جو اس شہر مین بہت خوبصورت ہو اسنے کہا کہ اس شہر مین فلان عورت سے زیادہ خوبصورت نہین ہی آخر بعد رضامندی کے نکاح ہوا جب اسکو دیکھا تو اسکو بہت پسند آئی پھر اس عورت نے اس مرد سے دریافت کرنا شروع کیا کہ تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا آخر اسنے سب قصہ بیان کیا کہ مین اسی شہر کا باشندہ ہون ولیکن حال یہ گذرا اور مین نے ایک لڑکی کو اس طرح مار ڈالا تھا - اُس عورت نے سنکر کہا کہ مین وہی لڑکی ہون اور پیٹ پر چھری کا نشان دکھلایا اور مرد کے نزدیک ثابت ہوا تو اسنے کہا کہ جب تو وہی ہی تو ضرور تو نے سو مرد سے زنا کیا - اُسنے کہا کہ یہ بھید تجکو کیونکر معلوم ہوا لیکن ہان ایسا کچھ تو ہوا مگر مجھے تعداد نہین یاد ہی اسنے کہا کہ ٹھیک تعداد اسکی سو ہی اور دوسری بات یہ کہ تو مکڑی سے مریگی پھر اس عورت کے واسطے نہایت پاکیزہ مضبوط بلند محل تیار کرایا جسین جالے کا نام نہ تھا تاکہ اسکو محفوظ رکھے پھر ایک روز دونون لیٹے تھے کہ چھت مین ایک مکڑی نظر آئی اور مرد نے اسکو دکھلائی تو وہ بولی کہ اسی سے تو مجھے ڈراتا ہی واللہ مین اسکو ابھی قتل کیے ڈالتی ہون پس اسکو چھت سے نیچے گرایا اور لپک کر اسنے پاؤن کے انگوٹھے سے اُسکو مل دیا اور وہ مکڑی مرگئی لیکن اسکے زہر کی چھینٹ اڑکر اسکے ناخن پاؤن پر پڑی جس سے ناخن و گوشت سیاہ پڑگیا اور سڑکر آخرکار مرگئی - وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ - ای الیھود یعنے یہ ضمیر راجع بجانب یہود ہی - اور ظاہر آنکہ منافقون کی طرف راجع ہی جو اوپر مذکور ہوے کما صرح بہ - ابن کثیرؒ معنے یہ کہ اور اگر پہونچتی ہی ان منافقون کو - حَسَنَةٌ - بھلائی ف بقول ابن عباس و ابوالعالیہ و سدیؒ مراد یہ کہ قحط کے برخلاف خوب پیداوار ہوتی ہی اور پھل کھیتی و اولاد وغیرہ سے کشایش حاصل ہوتی ہی - يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ - تو کہتے ہین یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی - وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ - جدب وبلاء کما حصل لھم عند قدوم النبی صلعم المدینۃ - اور اگر پہونچتی ہے اُن کو برائی ف یعنے قحط و تنگی و بلاء جیسے کہ نبی صلعم کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے وقت انکو پہونچی تھی - يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِكَ - یا محمد ای بشومک - تو کہتے ہین کہ یہ تیری طرف سے ہی ف ای محمد یعنے تیری شومی کی وجہ سے ہی - اور جنھون نے منافقون سے تفسیر کی انھون نے کہا یعنے یہ تیری پیروی کرنے اور اپنا دین چھوڑنے کی شومی سے ہی - پھر حسنہ و سیئہ کی تفسیر جو مذکور ہوئی یہی سلف سے مروی ہی اور ہوسکتا ہی کہ حسنہ نیک کام جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے کشایش رزق وغیرہ کا واسطہ ہوتا ہی اور احادیث مین یہ مضمون ثابت ہوا کہ نیکوکاری واسطہ برکت اور بدکاری واسطہ بے برکتی ہوتی ہی جسطرح کہ اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہو - اور یہ ان لوگون کا قول حضرت نبی صلعم کے واسطے ایسا ہی تھا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت مذکور ہی کہ - فاذا جاءتھم الحسنۃ قالوا لنا ہذہ وان تصبھم سیئۃ یطیروا بموسیٰ ومن معہ یعنے جب فرعونیون کو بھلائی پہونچتی تو کہتے کہ ہم اسی کے مستحق ہین اور اگر انکو برائی پہونچتی تو موسیٰ اُسکے ساتھیون کی شومی بیان کرتے - ھ پھر اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

ان لوگون پر رد فرمایا اور حکم دیا کہ۔ قُلْ - لہم - کہدے ان لوگون سے - کُلٌّ - من الحسنۃ والسیئۃ - ہر ایک ف بھلائی و برائی مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ - من قبلہ - اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ف یعنے اسکی مشیت و تقدیر سے اور اسی کے پیدا کرنے سے ہوتی ہے کوئی دوسرا خالق نہین اور کوئی مؤثر نہین بلکہ آدمی تو کمائی کرنے والا ہے - فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ - لے لا یقاربون ان یفہموا پھر اس قوم احمق کا کیا حال ہے کہ قریب نہین کہ سمجھین حَدِيْثًا - بات کو ف جو انکو سمجھائی جاوے - کلمۂ ما استفہامیہ سے لوگونکو تعجب دلانا مقصود ہے کہ کسقدر بڑھکر یہ لوگ جاہل ہین - اور مقاربت فعل کی نفی خود فعل کی نفی سے زیادہ شدید ہے یعنی یہ جو فرمایا کہ لا یکادون یفقہون حدیثا بات کے سمجھنے سے قریب نہین ہوتے تو یہ انکی ناسمجھی کا انتہا مرتبہ ہے کہ سمجھنا تو درکنار یہ لوگ تو سمجھنے کے پاس بھی نہین پہونچتے پس لا یفقہون نفرمایا یعنے نہین سمجھتے ہین ،، کیونکہ اسکی بنسبت لا یکادون یفقہون سمجھنے کے پاس بھی نہین پہونچتے ہین ،، زیادہ شدید ہے - پھر قولہ من عند اللہ کے یہ معنے کہ فاعل اسکا اللہ تعالیٰ ہے بخلاف قولہ ہذہ من عندک - کہ اہین وہ لوگ یہ نہین سمجھتے تھے کہ تو اسکا فاعل ہے بلکہ یہ سمجھتے کہ تیری شومی و نحوست کے سبب سے ہے لہذا مفسر نے کہا ای بشومک - یعنے بسبب شومک - اسیوجہ سے کہا گیا کہ قولہ کل من عند اللہ - سے انکار ذکیونکر ہوا کیونکہ وہ لوگ اسکے منکر نہ تھے کہ فاعل سب کا اللہ تعالیٰ ہے بلکہ نبی صلعم کو ان برائیون کیواسطے سبب قرار دیتے تھے نہ فاعل اور محقق تفتازانی رح نے جواب دیا کہ فقط قولہ کل من عند اللہ انکار د نہین ہے بلکہ مع قولہ ما اصابک من سیئۃ الخ - سے رد ہے پھر کہا گیا کہ قولہ کل من عند اللہ کا فائدہ یہ ہے کہ انھون نے ہذہ من عندک کو بطور فاعلیت کے ظاہر کیا تھا اسکو دور کر دیا - اور بیضاوی رح نے حدیثا کی تفسیر قرآن سے کی یعنے اگر قرآن مین غور و فکر کرتے تو جان لیتے کہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے - اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن عمار ثنا سہل بن بکار ثنا الاسود بن شیبان ثنی عقبۃ بن واصل ابن اخی مطرف عن مطرف بن عبد اللہ - فرمایا کہ تم تقدیر مین کیا بحث کرتے ہو - کیا تمکو وہ آیت کافی نہین جو سورۂ نساء مین ہے وان تصبہم حسنۃ یقولوا الخ - واللہ ان لوگون نے قدر پر اعتماد نہین کیا حالانکہ اسیکا حکم ہے اور اسیطرف خواہ مخواہ جاتے ہین شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ جبریہ و قدریہ فرقون کے واسطے یہ کلام بہت متین و قوی ہے -

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۗ وَاَرْسَلْنٰكَ

جو تجکو بھلائی پہونچی سو اللہ کی طرف سے اور جو تجکو برائی پہونچی سو تیرے نفس کی طرف سے اور ہمنے تجکو بھیجا پیغام

لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

پہونچانے والا لوگون پر اور اللہ بس ہے سامنے دیکھتا -

وَمَآ اَصَابَكَ - ایہا الانسان - یہ خطاب ہر لائق خطاب کو ہے یعنے جو تجھے پہونچا اے آدمی - اور ابن کثیر رح نے فرمایا کہ خطاب رسول اللہ صلعم کو اور مراد اس سے جنس انسان ہے - گویا آنحضرت صلعم کو خطاب کرکے سمجھدار لوگونکو سمجھایا کہ جو کچھ تجھے پہونچا مِنْ حَسَنَةٍ - خیر بھلائی کی قسم سے - فَمِنَ اللّٰهِ - اتتک فضلاً منہ - اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ تیرے پاس اسکے فضل سے پہونچا - وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ - بلیۃ جو بلا و برائی تجھے پہونچی فَمِنْ نَّفْسِكَ - اتتک حیث ما استوجبہا من الذنوب - وہ تیرے نفس سے ہے ف کہ تجھے اسوجہ سے پہونچی کہ تو نے ایسے گناہو نکا ارتکاب کیا جو اسکے مستوجب ہین - اور حسن بصری و ابن جریج و ابن زید رح نے قولہ من نفسک کی تفسیر مین کہا ای بذنبک بسبب تیرے گناہ کے اگر کہا جاوے کہ کیا برائی انسان کے کرنے سے ہوتی ہے تو جواب یہ ہے کہ ہرگز نہین یہ کیونکر سمجھا گیا - اگر یون ہوتا کہ وما اصبت من سیئۃ جو برائی تو لاوے حالانکہ یون نہین فرمایا بلکہ فرمایا کہ ما اصابک - یعنے جو تجھے اللہ تعالیٰ کیطرف سے پہونچ جاوے

Marfat.com

اسی واسطے ابن الانباریؒ نے فرمایا کہ فاعل دونون جگہ ضمیر راجع بجانب اللہ تعالیٰ ہی اور اوپر ہی اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ کل من عند اللہ
ہر ایک کا خالق وہی پاک پروردگار ہی یہان تو بیان اسکا ہی کہ یہ بھلائی و بُرائی جو اللہ تعالیٰ نے دو قسم کی چیزین مخلوق فرمائی ہین انسان کو کیونکر
پہونچتی ہین پس اس سے یہ سمجھنا کہ بُرائی جن چیزون کا نام رکھا گیا ہی انکو آدمی پیدا کر لیتا ہی محض جہالت ہی۔ پھر اللہ عزوجل نے اپنے رسول پاک صلی اللہ
علیہ وسلم کی بزرگی بیان فرمائی جس سے منافقون و مشرکون کے منھ مین خاک ذلت و خواری بھر گئی چنانچہ فرمایا۔ وَأَرْسَلْنٰكَ۔ یا محمد اور بھیجا ہمنے
تجکو ای محمد رسول بناکر۔ لِلنَّاسِ۔ تمام سب آدمیونکے واسطے ف کوئی خصوصیت کسی قوم کی نہین ہی۔ رَسُولًا۔ یہ حال مؤکدہ ہے
ای درحالیکہ تو مرسل ہی اور چونکہ ارسلناک۔ سے خود یہی سمجھا گیا تھا لہذا اسکو حال مؤکدہ قرار دیا۔ پھر اس سے زیادہ تشریف کے لیے فرمایا وَكَفٰى
بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ علی رسالتک۔ اور کافی ہی اللہ عزوجل گواہ ہونے کو تیری رسالت پر صلی اللہ علیہ وسلم ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ
قل متاع الدنیا قلیل۔ جیسے آیت مین دنیا چاہنے والے کو خوف دلایا ویسے ہی جو تقویٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مطیع ہوکر عقبیٰ چاہتا ہی اسکو ترغیب ہی
اور نیز اسمین اشارہ ہی کہ اگر عارف نے محبت کے ساتھ مجاہدہ و ریاضت مین فنا ہوکر کسیقدر توسع و رخص کی پیروی کی تو جو شخص اس مرتبہ پر نہین
پہونچا اسکو عارف پر انکار نہین کرنا چاہیے کیونکہ اگر فرض کیا جاوے کہ تمام دنیا سونا و جواہر و مشک و عنبر و گل و ریحان و زنان خوبصورت و عمدہ سواریان
و بیش قیمت کپڑے اور عالیشان مکانات ہوجاوے تو عارف کو جسکی احتیاج ہی اسکے مقابلہ مین یہ بہت قلیل ہی اسلیے کہ اسکی مراد تو یہ ہی کہ اپنی حالت
فراق مین کسی چیز سے اپنے دل کو تسلی دیوے حالانکہ عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی عمدہ چیز ایسی نہین ہی جو اسکی سوزش سے دل کو تسکین دے سکے
پھر دنیاے قلیل از قلیل اسکو کیا کافی ہوسکتی ہی اللہ تعالیٰ عزوجل خود ہی اسکی تسلی فرماتا ہی والآخرۃ خیر لمن اتقی۔ یعنے جو شخص کہ مجاہدہ و شوق مین صبر
کرے اور ان خوبصورت چیزون سے تسلی لینے سے بچا رہے تو اسکے حق مین بہت بہتر ہی اسلیے کہ آخرت مین اسکے لیے کشف جمال ہی جس سے بڑھکر کوئی
نعمت نہین اور اس سے بہتر کوئی راحت نہین۔ اور روایت ہی کہ کوئی راحت مومن کیواسطے دیدار آلہی سے بڑھکر نہین ہی مترجم کہتا ہے کہ حدیث صحیح
مین ہی کہ اللھم لاعیش الا عیش الآخرۃ + فاغفر للانصار والمہاجرۃ ۔یعنے عیش نہین مگر وہی جو آخرت مین ہی ای پروردگار میرے انصار و مہاجرین کو بخشدے
واسطیؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو انکی نظر مین خوار کردیا تاکہ اسکا چھوڑنا انپر گران نگذرے قولہ تعالیٰ این ما تکونوا یدرککم الموت الآیۃ۔ ظاہر مین
تو اس سے برخلاف کرنیوالونکو خوف دلایا اور باطن مین یہ آیت امیدواری ہی مشتاقونکو یعنی ای بندگان مشتاق تم مت ڈرو کہ مین تمکو اس سے
بہتر دونگا جو تم میری طرف گمان رکھتے ہو پس تمکو قیدخانۂ دنیا سے راحت دونگا اور اپنی مجلس دیدار مین جگہ دونگا جہان تم ہو مین تمھارے ساتھ
ہون پھر جب وہ وقت آویگا کہ قرب پاؤ تو وہی موت ہی اور تمھاری موت یہ کہ تمھاری روحین میرے مشاہدہ ظاہر ہونے پر تمھارے بدن سے نکل جاوین
جیسے مقناطیس پتھر کہ لوہے کو اپنی طرف جذب کرتا ہی۔ اسمین اشارہ ہی کہ اگر تم بازوے روحانیت سے ملکوت سے بھی بلند پرواز ہوتا کہ تمھارے
اجسام تمھاری ارواح ہون تو تمکو میرے سطوات عظمت ادراک کرلینگے بلکہ تمھارے ارواح جو بمنزلۂ اجسام ہون اس سے مشرف ہونگے کیونکہ
مٹی کے اجسام میری عظمت ظاہر ہونے کے وقت نہین قائم رہ سکتے ہین مگر اسوقت کہ میری تربیت سے انمین صلاحیت پیدا ہو لہذا وہ اس مجاہدہ پر
ہوگی جسکا وقت عرصۂ محشر مین ہوگا۔ ایسی موت تو مومن عارف کے لیے بڑی خوشی ہی اور یہ حبیب کی طرف سے حبیب کو وصل و قرب کی خوشخبری ہی
اور حدیث صحیح مین ثابت ہی کہ۔ من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ۔ جو محبوب رکھتا ہی اللہ تعالیٰ سے ملنے کو اللہ تعالیٰ اسکی لقاء کو دوست
رکھتا ہے مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین اسکی تفسیر جو مذکور ہی حاصل اسکا یہ کہ وقت موت کے مومن کو بشارت پہونچتی ہی تو اسکو لقاء آلہی کی
خوشی ہوتی ہی ؎ موت سب عاشقونکی راحت ہی + موت ہی وصل اور قربت ہی + قولہ تعالیٰ قل کل من عند اللہ۔ حق عزوجل نے ان

مفلسون کو توبیخ فرمائی جو اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت وحفظ سے گر گئے حتی کہ جب انکو راحت پہونچتی ہی تو اپنے نفس کی خوشی وشہوات کی لذت سے اللہ تعالیٰ کی جناب مین متوجہ ہوتے ہین کچھ اسوجہ سے نہین کہ انکو معرفت ومحبت ہی۔ پھر جب انکو محنت پہونچی تو غیر کی طرف منسوب کر دیتے ہین اور اسباب کی طرف رجوع کرتے ہین اور تقدیر سے جھگڑتے ہین اور انسے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف انکی توجہ از راہ نفس ہی کچھ حقیقت ایمان سے نہین ہی پس حق عزوجل نے اپنے پاک رسول صلعم کو حکم دیا کہ اُنسے کہدے کہ عرش سے تحت الثریٰ تک جو اسباب ومسبب تمکو ملتے ہین انکا وجود اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہی وہی اسباب ومُسبّبات سبکا پیدا کرنیوالا ہی اور اگر تم تحقیق کی آنکھ سے دیکھتے تو تمام مخلوق کو اللہ عزوجل سے قائم پاتے۔ پھر ان نادانون کو اور زیادہ توبیخ فرمائی بقولہ فما لهؤلاء القوم لا یکادون یفقہون حدیثا۔ یعنے میرے اخبار وآیات مین انکو ادراک نہین ہی اور میری وحدانیت کی معرفت نہین ہی جبھی وہ کفر کی نظر رکھتے ہین اور میرے عذاب خواری مین گرفتار ہین شیخ نصر آبادی نے فرمایا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہی اور اسی کے خلق کرنے سے ہی ولیکن اسکی رضامندی سے جو خلاف ہی وہ حلال نہین ہی قولہ تعالیٰ ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ الآیہ حسنہ طاعت ہی اور حسنہ محبت ہی اور حسنہ معرفت ہی پس اشارہ فرمایا کہ یہ حسنات سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہین اور یہین بندہ کو کچھ دخل نہین ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان مراتب کو بدون کسی سبب واستحقاق وسفارش کے جس بندے کو چاہا عطا فرمایا ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء پھر سیئہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہی اور یہ نفس امارہ کی صفت ہی پس اللہ عزوجل نے اپنی ذات پاک کو منزہ بیان فرمایا تمام ان باتون سے جو قبیح ہین اور حق ہی کہ اللہ عزوجل ہر ایسے امور سے پاک ومنزہ ہی جنہین کسیطرح کا قبح ہی پس حاصل یہ کہ ہر نیکی کا مرجع میرا مشاہدہ ہی اور ہر گناہ ومعصیت کا صدور نفس امارہ سے ہی جسکو حق عزوجل نے مع اسکی جبلت وغیرہ کے جو اسمین ہی پیدا کیا ہی اور وہی نفس امارہ ان افعال کی مباشر ہی محمد بن علیؒ نے فرمایا کہ سب سے بڑھکر حسنات مین سے تجپر یہ ہی کہ تجکو اپنی ذات پاک کا عارف بنایا اور اپنے شکر نعمت کی توفیق دی اور ذکر جمیل پاک کا الہام فرمایا۔ اور بعض نے قولہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک مین کہا کہ مراد یہ ہی کہ وہ تیرے نفس کی طرف سے اسطرح ہی کہ تو نے اپنے نفس کی پیروی کی اور رضاے حق عزوجل کو چھوڑا پس یہ نافرمانی اس نفس امارہ کی طرف سے ہی۔ فرقۂ قدریہ نے اس آیت سے استدلال کیا مترجم کہتا ہی کہ قدریہ معتزلہ ملہ وغیرہ مین سے وہ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال خیر وشر کو خود پیدا کرتا ہی پس کہتے ہین کہ اضافت برائی کی نفس کی طرف ہی پس معلوم ہوا کہ نفس اُسکا خالق ہی مترجم کہتا ہی کہ بھلائی کا بھی انکے نزدیک وہی خالق ہی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اسکی اضافت فرمائی پھر اگر بھلائی نہین پیدا کر سکتا تو برائی بھی نہین پیدا کر سکتا ہی اور مترجم اوپر اسکا مفصل بیان کر چکا ہی شیخ نے کہا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قدریہ اس امت کے مجوسی ہین مترجم کہتا ہی کہ اس روایت کے حدیث ہونےمین محدثین کو کلام ہی واللہ اعلم بہرحال سکے معنے صحیح ہین اور شیخ نے لکھا کہ مجوسی انکو اسواسطے کہا کہ اہل حق وعلماء سنت تو ایک ہی خالق قادر ذوالجلال والاکرام اللہ جل جلالہ کے قائل ہین۔ اور یہ قدریہ لوگ اپنے آپکو بھی شر وبرائی کا خالق سمجھتے ہین تو دو خالق کے قائل ہوے لعنۃ اللہ علیہم پس ان کو مجوس کہا کہ مجوس خبیث بھی دو خالق کے قائل ہین چنانچہ بھلائی کے خالق کو یزدان اور برائی کے خالق کو اہرمن کہتے ہین پھر ان کافرون اور گمراہ فرقون نے یہ نہین سمجھا کہ جو شخص کہ ذات کے پیدا کرنے پر قادر نہین وہ کیونکر صفات کو پیدا کر سکتا ہی اور یہ گمراہ فرقہ قرآن مجید کے بھید اور خطاب الٰہی کے راز کو کچھ بھی نہ سمجھے کیونکہ حق عزوجل نے اتیان سیئہ کو غیر کی طرف منسوب کیا ہی کچھ نفس کی طرف منسوب نہین فرمایا چنانچہ فرمایا وما اصابک۔ اور اصابت فعل غیر ہی یعنے پہونچانا دوسرے کا فعل ہی خود نفس کا فعل نہین ہی اور فحواے خطاب سے ظاہر ہوا کہ سیئہ سے مراد بلاء ہی جو نفس کی بدکرداری کی سزا ہی اور اس بلا کا پہونچانا حضرت حق عزوجل کی طرف سے ہی جو اسکی معصیت کی سزا مین اسکو پہونچائی جیسے نیکی کی نسبت فرمایا۔ وان تمسسکم حسنۃ تسوءہم وان تصبکم سیئۃ یفرحوا بہا۔ یعنے اگر چھو گئی تمکو بھلائی

ملہ اگرچہ معتزلی ان مین شریک ہین ۱۲

تو دُکھ دیتی ہی کافرون منافقون کو اور اگر پہونچی تمکو بُرائی تو خوش ہوجاتے ہین اس سے پس سیئات تو اسباب ہین اور اپنے عمل سے نہین ہے بلکہ بدکرداری کی کمائی ہی۔ حضرت استاد نے فرمایا کہ قولہ ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ۔ یعنے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے اور قولہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک۔ یعنے تیرے نفس کی کمائی ہی حالانکہ ان دونون چیزونکا پیدا کرنا اللہ عزوجل ہی کی طرف سے ہے

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ ۸۰

جن نے حکم مانا رسول کا اُس نے حکم مانا اللہ کا اور جو اُلٹا پھرا تو ہم نے تجکو نہین بھیجا اُنپر نگہبان

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ

اور کہتے ہین کہ قبول پھر جب باہر گئے تیرے پاس سے مشورت کرتے ہین بعضے بعضے اُنہین رات کو سوائے تیری بات کے

وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ ۸۱

اور اللہ لکھتا ہی جو ٹھہراتے ہین سو تو تغافل کر اُن سے اور بھروسا کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ۔ جسنے فرمانبرداری کی رسول کی ف یعنے محمد صلعم کی تمام ان امور مین جنکے کرنے یا نہ کرنیکا وہ شرعاً حکم دیتے ہین) فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ اسنے ضرور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ف یہ حکم عام ہی اور آنحضرت صلعم کی فضیلت اسمین نہایت بڑی شان کے ساتھ ہی کہ اپنی طاعت قرار دی جسنے رسول کی طاعت کی اسواسطے کہ رسول صلعم نہین حکم دیتے تھے مگر وحی سے خواہ وحی جلی ہو یا وحی خفی جو کہ احادیث شریف ہین۔ معالم مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسنے میری اطاعت کی اُسنے اللہ تعالیٰ کی طاعت کی اور جسنے مجھسے محبت کی اُسنے اللہ تعالیٰ سے محبت کی تو بعضے منافقون نے کہا کہ یہ شخص چاہتا ہی کہ ہم اسکو پروردگار بنالین جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ کو بنایا تھا پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ اور بیضاوی مین ہی کہ منافقین کہتے کہ یہ شخص شرک مین پھنسا تا ہی حالانکہ شرک سے منع کرتا ہی پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم درحقیقت پاک رسول ہین حکم پہونچانے والے اور اس حکم کو فرمانے والا در واقع وہی پاک عزوجل وحدہ لاشریک ہی۔ اسیواسطے فرمایا۔ وَمَنْ تَوَلّٰى اعرض عن طاعتہ فلا یھمنک۔ اور جسنے منھ موڑا ف رسول پاک کی طاعت سے تو اے رسول پاک تجکو یہ بات فکر مین نہ ڈالے اور غمگین نہ کرے۔ فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۔ حافظًا لاعمالھم بل نذیرا والینا امرھم فنجازیھم۔ پس ہمنے تجکو نہین بھیجا اُنپر حفیظ ف یعنے انکے اعمال کا نگہبان نہین کیا بلکہ تجکو ڈرسنانے والا وحکم پہونچانیوالا بھیجا ہی اور انکا معاملہ تو ہماری طرف راجع ہی سو ہم انکو جزا و سزا دینگے پس قولہ من تولی۔ شرط ہی جسکی جزا محذوف ہی اور قولہ فما ارسلناک پر فار تعلیل ہی جزاء محذوف کی اور وہ مانند فلا یھمنک ہی یعنے تجکو اعراض انکا غمگین نہ کرے کیونکہ ہم نے تجکو انکا نگہبان نہین کیا ہی اور ابن کثیر وغیرہ نے فلا یضرک۔ تیرا کچھ بگاڑ نہین ہی، مقدر فرمایا اور یہ اولی ہی اور حدیث مین ہی من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعص اللہ ورسولہ فانہ لا یضر الا نفسہ۔ جسنے اللہ تعالیٰ واُسکے رسول کی فرمانبرداری کی تو راہ پائی اور جسنے اللہ تعالیٰ واُسکے رسول کی نافرمانی کی تو اپنا ہی ضرر کیا۔ ھ بعض مفسرینؒ نے کہا۔ وھذا قبل الامر بالقتال۔ یعنے یہ حکم پہلے تھا جبتک کہ جہاد کا حکم نہین دیا گیا۔ اور توجیہ اسکی یہ ہی کہ کلام یہان بصیغہ عموم ہے جو منافقون ومشرکون سب کو شامل ہی پھر جہاد اگرچہ منافقون پر تلوار سے نہ تھا مگر مشرکون سے جہاد کا حکم تھا۔ یا مراد مفسرؒ کی یہ ہی کہ جہاد کا حکم ہونے سے پہلے تو اسطرح اعراض کا حکم تھا اور بعد حکم جہاد کے انپر سختی کرنے کا حکم ہوگیا چنانچہ فرمایا۔ جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم الآیۃ۔ یعنے

Marfat.com

کافرون و منافقون پر جہاد و سختی کرے۔ اور تحقیق وہ ہی جو مفسرؒ نے مقدمہ وغیرہ میں کہا ہی کہ یہ نسخ نہین ہی بلکہ حسن خلق بمقتضائے وقت ہی اور یہان بھی کلام مفسرؒ اسکو محتمل ہی کیونکہ نسخ کیواسطے صریح نہین ہی۔ اور حق یہ ہی کہ آنحضرت صلعم کو کسی وقت یہ تکلیف نہین دی گئی کہ وہ بندون کے اعمال کے نگہبان ہون فافہم۔ وَيَقُولُونَ - ای یقول المنافقون اذا جاؤک۔ یعنے جب منافق تیرے پاس آتے ہین تو کہتے ہین۔ امرنا۔ طَاعَةٌ لک - ہمارا کام تو یہی ہی کہ ہم آپ کی طاعت کرتے ہین ف پس اصل مین طاعة بنصب ہی جیسا کہ بیضاوی نے کہا ولیکن بقصد استمرار و دوام کے مبالغہ کرکے اسکو خبر مبتدا محذوف قرار دیا تاکہ جملہ اسمیہ دوامی ہو حاصل آنکہ منافق جب حضور میں حاضر ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم آپ کے ہمیشہ تابعدار ہین۔ فَإِذَا بَرَزُوا۔ خرجوا۔ پھر جب نکلے مِنْ عِنْدِكَ۔ تیرے پاس سے بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ۔ سوارت کو تیرے فرمان کے خلاف انمین سے ایک گروہ باتین بناتا ہی ف ابو عمرو اور حمزہؒ نے بیت طائفہ۔ مین تا کو طا مین بسبب قرب مخرج کے ادغام کرکے پڑھا اور باقیون نے ادغام نہین کیا اور معنے یہ کہ دلمین چھپاتا ہی ایک گروہ انمین سے سوائے اُسکے جو کہا تھا اس گروہ نے تیرے واسطے تیرے حضور مین تیری فرمانبرداری سے یعنے چھپاتا ہے دل مین ایک گروہ تیری نافرمانی کو۔ اور بیضاوی مین ہی کہ قولہ بیت طائفة منهم غير الذی تقول۔ ای زورت خلاف ما قلت لها یعنے ایک گروہ اپنے جی سے تیرے برخلاف بات گڑھتا ہی اور یہ اس تقدیر پر کہ ضمیر تقول کا مرجع آنحضرت صلعم کی طرف ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ ضمیر راجع بجانب طائفہ ہو یعنے جو کہا تھا اس گروہ نے تجھسے یہ کہ جو آپ فرماوین ہم کو قبول ہی اور آپ کے فرمان بجالانے کے ہم ضامن ہین وَاللَّهُ يَكْتُبُ - یامر بکتب. مَا يُبَيِّتُونَ - فی صحائفهم - اور اللہ لکھتا ہی یعنے حکم دیتا ہے اس چیز کو لکھنے کا جو رات مین گڑھتے ہین ف انکے نامۂ اعمال مین تاکہ اسپر انکو سزا دیجاوے بیضاوی مین ہی کہ تبییت بیتوتت سے ہی یعنے رات مین باتین گڑھتا ہے اس لیے کہ رات مین دستور ہی کہ لوگ باتین سوچتے ہین یا یہ لفظ بیت سے ہی خواہ شعر کا بیت یا گھر کا بیت کیونکہ دونون بیت کو آراستہ و پیراستہ تراش خراش کیاجاتا ہی اور حاصل اسکا یہ کہ یہ لوگ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر کی ہوئی طاعت کے برخلاف نافرمانی کی بات کو رات مین گڑھ رکھتے ہین اسکو اللہ تعالی انکے نامۂ اعمال مین لکھنے کا ان فرشتون کو جو بندون کیواسطے کاتبین رقیب مقرر ہین حکم فرماتا ہی تاکہ یہ منافق اپنے اس کردار بد پر سزا پاوین اور یہ آیت معجزہ ہی۔ اور شیخ ابن کثیرؒ نے خوب فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہی کہ منافقون کو تہدید کرے اور خبر دیدی کہ اللہ تعالی ان سب باتون سے آگاہ ہی جنکو وہ اپنے دلون مین پوشیدہ کرتے اور رات مین بناتے اور انہین پوشیدہ رکھتے ہین اور آنحضرت صلعم کی نافرمانی و مخالفت کو گڑھتے ہین اگرچہ ظاہر مین انھون نے طاعت و موافقت کا اظہار کیا ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ۔ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ پس تو بے پروائی سے منھ موڑلے ف اور معالم مین لکھا کہ بعض نے فرمایا یعنے انکے نامونکو ظاہر مت کر۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ - ثق بہ فانہ کافیک۔ اور وثوق و اعتماد کر اللہ تعالی کے ساتھ کیونکہ وہ تیرے حق مین کافی ہی وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا۔ اور اللہ تعالی کافی وکیل ہی ف وکیل وہ ہی جسکے سپرد اپنا کام کردیا جاوے اور تفویض سپرد کردینا پس مفوض الیہ وہ جسکے سپرد کیا گیا پس اللہ تعالی مفوض الیہ کافی ہی اور بعض نے جو اسکو حکم جہاد سے منسوخ کہا تو اسمین تحقیق وہی ہی جو اوپر بیان ہوئی ف عرائس مین ہی کہ قولہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ ظاہر آیت مین وسیلہ پر دلالت ہی اور اللہ تعالی کی جانب سے وسیلہ رسول صلعم ہین اور معنے یہ کہ جسنے اطاعت کی رسول کی اُسنے اللہ تعالی کی اطاعت کی بوسیلۂ رسول صلعم کے اور یہ مقام امر و عبودیت کا بنی صلعم کی شان مین ہی۔ اور باطن آیت مین اشارہ ہی مقام عین الجمع کی طرف کیونکہ رسول صلعم کی صفات سب صفات

قدم کے تحت مین مندرج ہین اور آپ کی خلقت بھی خلقت ازل کی تحت مین فنا ہی اور اس فنا کے تحت بہ بعنت بقا آنحضرت صلعم کے
وجود کا ظہور ہوا ہی اور آپ حضرت حق عزوجل کی تجلی کے واسطے آئینہ ہو گئے ہین پس جبکہ ایسا اتصاف بصفات حق و ایسا اتحاد ہوا تو آپکا
حکم اور آپ کی طاعت وہی عین حکم حق وطاعت ذوالجلال ہی شیخ جعفر بن محمدؒ نے فرمایا کہ اشارہ یہ کہ جسنے حضرت صلعم کو رسالت و
نبوت کے ساتھ پہچانا اسنے حق تعالیٰ کو ربوبیت والوہیت سے پہچانا شیخ ابو عثمانؒ نے فرمایا کہ جسنے نبی صلعم کی پیروی بخوبی ودرستی کی اور
آپکی فرمانبرداری مین [illegible] جان کو لازم کر دیا تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو انبیا وصدیقین وشہدا کے مقامات پر پہونچا دیتا ہی مترجم کہتا ہی کہ
اوپر تحقیق بیان ہو گئی کہ انبیا کے مقام پر پہونچنا یہ ہی کہ جنت مین انکے درجہ کے قریب ہو اور یہ معنی نہین کہ صفت نبوت اسکو ملجاتی ہی کیونکہ
یہ ممکن نہین ہی چنانچہ خود شیخؒ نے دلیل بیان کی اسطرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین
والصدیقین الآیہ۔ اور بعض نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم کی طاعت مین جو بدرجۂ تحقیق اعلیٰ فائز ہوے وہ تو انبیا کے ساتھ ہین یعنی صدیقین ہین
اور جو بدرجۂ اقتصاد فائز ہوے یعنے بدرجۂ اوسط فائز ہوے وہ صدیقین کے ساتھ ہین یعنے شہید ہین اور جو ادنیٰ ہے حالانکہ کمتر انہین کوئی نہین
ہی وہ شہدا کے ساتھ ہین یعنے صالحین اولیاء اللہ ہین مترجم کہتا ہی کہ ظالم سے یہان مراد مشرک یا کافر نہین بلکہ ظالم کے مراتب ہین پس تحقیقی ظالم تو وہ
شرک یا کفر ہی اور یہان ظلم سے مراد یہ کہ نفس کو فنائے کامل نہین حاصل ہوئی پس نفس کے حصہ کمال مین نقصان رہا اور یہ اصطلاح صوفیہ
نہین تاکہ منکر کو مجال طعن ہو بلکہ قد قال تعالیٰ ومنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ۔ اور حدیث مسلم مین ظالم
ومقتصد وسابق سب کے حق مین فرمایا کہ ہر ایک انمین سے بھلائی پر ہی اور یہی برادران یوسف علیہم السلام کے حق مین مروی ہی فافہم اور بعض نے
فرمایا کہ رسول صلعم کی فرمانبرداری وہی حق تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی کیونکہ آنحضرت صلعم اپنے اوصاف سے فانی اور باوصاف حق جل جلالہ باقی تھے
اور ظاہر وباطن مین حضرت صلعم کا اپنے رسوم سے فنا ہونا اور حق عزوجل سے باقی ہونا یہی تھا کہ آنحضرت صلعم کی فرمانبرداری عین طاعت حق تھی
اور آپکا ذکر وہی ذکر حق تھا اور آپ ہی کے ساتھ بندہ واصل بحق ہو سکتا ہی اور آپکی مخالفت سے کبھی واصل بحق نہو گا مترجم کہتا ہی کہ احادیث
شریف کی قدر ومنزلت سمجھدار کو اس درجہ ظاہر ہوتی ہی کہ بیان اسکا ممکن نہین اور بہت لوگون نے جو احادیث احکام جوارح پر اکتفا کیا اور
بعض نے اس سے بھی کم فقط فقہ پر اکتفا کیا اور احادیث متعلقہ قلب وتہذیب روح ونفس واسرار سے غفلت اختیار کی وہ کمالات سے محروم رہے

افلا یتدبرون القراٰن ۚ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ۝

کیون نہین غور کرتے ہین قرآن مین اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے سوائے دوسرے کے پاس سے ہوتا تو ضرور اسمین بہت سا اختلاف پاتے

افلا یتدبرون - یتاملون - پھر کیا یہ لوگ تامل وغور نہین کرتے - القراٰن - وما فیہ من المعانی البدایعہ - قرآن مین ف
جو نادر معانی قرآن مین ودیعت رکھے ہین - ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا - تناقضا
فی معانیہ وتباینا فی نظمہ اور اگر وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسرے کی طرف سے ہوتا تو اسمین بہت اختلاف پاتے ف یعنے اسکے معانی مین باہم
تناقض اور اسکے انتظام کلام مین تباین پاتے - چنانچہ جو غیب کی خبرین ہین بسا اوقات انمین خلاف واقع ہونا اور بعض بات بعض دیگر سے
متعارض ہو جاتی لیکن چونکہ حق عزوجل کی طرف سے حق وصحیح ہی اسمین کوئی اختلاف نہین اور بعضے ملحدون نے جو ایسی آیتین نکالی ہین
کہ انکو اختلاف سمجھے تو یہ انکی جہالت ہی اہل حق نے صاف صاف ٹھیک معانی انکے بتلا دیے اور ان خبیثون کا منھ بند کر دیا - پھر نظم مین
تباین یہ کہ بعض فصیح ہوتا اور بعض کلام رکیک ہوتا حالانکہ تمام کلام مجید اعلیٰ درجہ فصاحت پر ہی ف مترجم کہتا ہی کہ یہ آیت کریمہ

۱۲ اسی آیت کی تفسیر مین [illegible] ۱۲

Marfat.com

ان منافقون کے واسطے جیسے کھلی حجت تھی ویسے ہی علی العموم ہر سمجھدار کے لیے کافی ہو حضرت صلعم محض امی تھے یعنے آنکہ کسی سے پڑھا نہ تھا انکو حق عزوجل نے تعلیم فرمایا پھر یہ عالی مضامین اور یہ جامع کلام اور یہ نظم بلیغ جسنے اپنا مقابل لانے سے عاجز کر دیا حالانکہ نجم نجم تھوڑا تھوڑا کر کے بحسب واقعہ نازل ہوا اور اسقدر دراز کتاب پھر سوائے کافر کے کون خیال کر سکتا ہو کہ کلام آلہی نہین ہو اور بڑے بڑے فصحاء عرب اسوقت کے اور پچھلے سبھون نے اتفاق کیا کہ نظم معجز اسکے مثل بندہ سے ناممکن ہو۔ امام شافعیؒ نے اسی سے استدلال کیا کہ بشر کی بنائی ہوئی کتاب مین ممکن نہین کہ اختلاف نہو۔ اور واضح رہے کہ تعداد آیات و ترتیب سورتون وغیرہ مین جو اختلاف ہو وہ لوگونکے شمار وغیرہ مین ہو خود کلام مجید مین کچھ اختلاف نہین اور وصل و وقف و جائز و مطلق مین بھی یہی بات ہو کہ اسکا تعلق قرارت سے ہو فافہم **ف** عرائس مین ہو کہ قولہ تعالیٰ افلا یتدبرون القرآن جاننا چاہیے کہ قرآن صفات قدم سے ہو اور اوتعالیٰ شانہ اس سے موصوف ہو کیونکہ کلام اسکا ازلی ہو اور قرآن صفت خاصہ ذاتیہ از جملہ صفات ہو اور وہ واحد از جمیع جہات ہو لیکن اوتعالیٰ مجمع صفات ہو جسمین اسماء و نعوت و صفات و اعلام ذات ہین اور قرآن مجید قائم بذات پاک بدون علت آواز و حرکات و حروف کے ہو **قال المترجم** ولا خلاف بین اہل الحق فی ان القرآن یعنے الکلام النفسی قدیم واحد من جمیع الجہات وہو امر ونہی واخبار وامّا الحروف والاصوات فالجمہور علی حدوثہا وقد شار من الحنابلۃ القوم لقدمہا ایضا وقد استشکل صاحب المواقف علی قول الجمہور بما یصعب حلہ من انہ لیس لاحد ان ینکر قدم ما بین دفتی المصاحف والکلام فی ذلک طویل لایسعہ المقام - قال الشیخ اور اگر مخلوق اسمین کشف و مشاہدہ کے ساتھ تفکر و تدبر و غور کرے تو جان لیوے کہ وہ صفات حوادث سے خارج ہو اور انکو اسکا صفت ازلی ہونا کھل جاوے اور وہ اس کے دریاے اسرار مین غوطہ کھاوین اور انوار مین فنا ہو جاوین اور اس سے حکمت قدیمہ و رموز سرمدیہ و حقائق ابدیہ کے جواہر جو جلال ذات و کمال صفات و حسن افعال سے خبر دیتے ہین نکال لاوین **قال المترجم** اور بعض اکابر نے مصرح کہا کہ ظاہر قرآن تو اپنے نور سے طپش دل کیواسطے اہل محبت سے معلوم کرو اگر باطن قرآن ظاہر ہو اور یہ ستر ہزار حجاب برطرف ہون تو خاک کردے اور مانند کوہ طور کے اسکے نور سے انسان و حیوان جلکر خاک ہو جاوین قال الشیخ اسکی صفت نے حروف وحدانیت مین تجلی فرمائی اور حروف وحدانیت نے حروف قرآن مین تجلی کی ہر حرف اسکا نکتہاے آلہیہ کے سمندرون سے بھرا ہوا ہو جو شخص اسکے اسرار سے واقف ہوا وہ اسکی تجلیات مین مدہوش ہوتا ہو اور بالمشاہدہ جان لیتا ہو کہ وہ قدم سے ہو اور وہ اہل عدم کی شان نہین ہو کیونکہ وصف آلہی خلل و تناقض و خلاف سے پاک منزہ ہو اور مخلوق کے اوصاف باہم متناقض و متبائن و متضاد و متغیر ہوتے ہین اور یہی معنے اللہ عزوجل نے باقی آیت مین بیان فرمائے ہین بقولہ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا - اہل دنیا سب یہان مریض ہین انکو شفاء قرآن کی حاجت ہو اگر وہ لوگ اسمین غور و فکر کرتے تو اسکے ہر حرف مین ایک بیماری کی دوا بلکہ شفا پاتے پس جب مرض کو دوا پہونچتی تو اندھا پن جاتا رہتا اور شفاء قرآن اسکی جگہ باقی رہتا اور مریض مذکور اسکے جمال سے تندرست بدون بیماری کے منور ہو جاتا حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین - پھر استفہام مین بندون کی شکایت ہو اور یہ اشارہ کہ اے طالبان جمال ازل تم قرآن مجید کی طرف کیون نہین آتے تاکہ ہر حرف کے نیچے سے نور بہار اور جمال ازلی کو مشاہدہ کرو اور ان اسرار سے خطاب حق کے حقائق سنو - اور بعض نے کہا کہ قولہ افلا یتدبرون القرآن یعنی قرآن کی بزرگ نصیحتون اور عمدہ احکام کی پیروی کیون نہین کرتے شیخ ابو عثمان مغربی نے فرمایا کہ خلق مین تیرا غور کرنا نظر عبرت ہو اور خود اپنے نفس مین غور کرنا نصیحت ہو اور قرآن مین تیرا غور کرنا نظر حقیقت و مکاشفہ ہو اللہ عزوجل نے فرمایا افلا یتدبرون القرآن - اپنے خطاب پاک کو تیری زبان پر جاری فرمایا اور اگر ایسا نہو تا تو اسکے خطاب کی تلاوت سے زبانین عاجز و گونگی ہوتین سری سقطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لوگون مین سب سے زیادہ سمجھدار وہی ہے جس نے

ع جملہ اہل تصوف کا دل ہو اور علما کا ... کہ ز حقیقہ بعضہم ...

ع ترجمہ اہل حق کے نزدیک اس مین اختلاف نہین ہو کہ کلام نفسی قدیم ہو اور وہ امر و نہی و اخبار ہو لیکن حروف اور آوازن تو جمہور اسکے حادث ہونے کے قائل ہین اور بعض حنابلہ نے تجاوز کیا ہے حتی کہ اسکی جلد و غلاف کو بھی قدیم کہا اور صاحب مواقف نے جمہور کے قول پر ایسا اشکال کیا ہے جسکا حل کرنا دشوار ہے کہ کسی کو یہ انکار نہین ہو سکتا کہ جو مابین دفتی المصاحف ہے وہ قدیم ہے اور اسکا بیان بہت طویل ہے جسکی گنجائش اس مقام مین نہین ہے ۱۲ منہ

قرآن سمجھا اور غور سے اسکے اسرار کو پایا اور سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن میں غور کرنا یہی ہے کہ اسکے معنے سمجھ جاوے اور اسمیں غور کرنا اسی کا کام ہے جو اسکے مقاصد کو سمجھا اور اسنے حق عزوجل کی مراد کے موافق اسمیں کلام کیا۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى
اور جب ان پاس پہونچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی اُسکو مشہور کرتے ہیں اور اگر اسکو پہونچا دے رسول تک اور اپنے
اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
اختیار والوں تک تو تحقیق کرلے اُسکو جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اُسکے اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر
وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (۸۳)
اور اسکی مہر تو تم شیطان کے پیچھے جاتے مگر تھوڑے

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۔ جب ان لوگونکے پاس کوئی امر آیا (یعنی کوئی خبر نبی صلعم کے لشکروں سے انکو حاصل ہوئی) خواہ فتح ہو یا خوف ہو تو اسکو تمام میں مشتہر کردیتے ہیں **ف** بات یہ تھی کہ نبی صلعم جب سریہ بھیجتے اور وہاں انکو فتح یا شکست کچھ پہونچتی تو جب ہی منافقوں کو یہاں معلوم ہوتا اسکو فاش کردیتے۔ حالانکہ اسطرح فاش کرنے میں خرابی پیدا ہوتی مثلاً مسلمانوں کی عام دل شکنی یا دشمن کا پیدا ہو جانا بیضاوی نے کہا نزل فی جماعۃ المنافقین او ضعفاء المومنین کانوا یفعلون ذلک فیضعف قلوب المومنین ویتاذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنے نزول اس کلام کا جماعت منافقوں کے حق میں یا ضعیف مومنوں کے حق میں ہوا جو ایسا کیا کرتے تھے کہ اس سے مومنوں کی دل شکنی ہوتی اور نبی صلعم اس سے اذیت اٹھاتے تھے۔ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۔ اور اگر اس خبر کو رسول یا اپنوں میں سے صاحبانِ امر کی جانب پھیرتے تو جو لوگ انہیں سے استنباط کرتے ہیں وہ اسکو اولوالامر سے جانتے **ف** یعنے پہلے حضرت صلعم کو پہونچاتے تاکہ آنحضرت صلعم ہی چاہتے تو بیان کرتے یا اپنے لوگوں میں سے اولوالامر کیطرف پہونچاتے مانند ابوبکر و عمر و عثمان و علی وغیرہ رضی اللہ عنہم بزرگ صحابہ کو پہونچاتے حاصل آنکہ اگر یہ لوگ خود سکوت کرتے یہانتک کہ رسول اللہ صلعم یا اکابر صحابہ اسکی خبر دیتے تو ٹھیک تھا۔ پھر اگر آیت منافقوں کے بارہ میں ہے تو منہم باعتبار ظاہر کے ہے اور اگر ضعیف مسلمانوں کے حق میں ہے تو منہم درحقیقت ہے قولہ لعلمہ البتہ جانتے اس خبر کو کہ آیا یہ ایسی خبر ہے کہ فاش کی جاوے یا نہیں۔ قولہ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ ۔ یتبعونہ ویطلبون علمہ وہم المذیعون سو وہ لوگ جو اسکو استنباط کرتے ہیں یعنے اسکا تتبع کرتے اور اسکا علم چاہتے ہیں اور وہ اذاعت کرنے والے ہیں تو اس خبر کو رسول اللہ صلعم و اولی الامر کے بیان سے جان لیتے۔ حاصل آنکہ اگر یہ لوگ اس خبر کو رسول اللہ صلعم کی طرف پھیرتے یا اولی الامر کی طرف پھیرتے اور انھیں کے سپرد کردیتے اور خود ایسے ہو جاتے کہ گویا کچھ نہیں سنا تو البتہ جان لیتے یہ لوگ اس خبر کو انھیں اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے یا یہ مراد ہے پہلے اہل استنباط ورائے اسکی تدبیر کار کو جان لیتے۔ استنباط از نبط ہے اور نبط اس پانی کو کہتے ہیں جو کنواں کھودنے میں پہلے پہل برآمد ہوا درست نباط بمعنے یہ پانی نکالنا پھر استعارہ کرکے اس تدبیر نکالنے کو کہنے لگے جو آدمی اپنی عقل و دانش کے زیادتی سے نکالتا ہے۔ اور کلام شیخ ابن کثیر دلالت کرتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ یہ لوگ جو بات سنتے تھے بدون اسکی تحقیق و تنقیح کے اسکو بیان کرنا اور بکنا شروع کردیتے جس سے مفسدہ برپا ہوتا تھا یا مسلمانوں و حضرت صلعم کو اذیت پہونچتی تھی حالانکہ اس بات کی کچھ اصلیت

Marfat.com

نہوتی اور یہ لوگ یون سمجھتے کہ ایسا کرنے مین اپر کوئی گناہ نہین اور نہ اسمین کچھ مضائقہ ہی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اول تو یہ جھوٹ ہی دوم اذیت و تکلیف و مفسدہ پردازی ہی وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم (کافی ہی آدمی کے لیے جھوٹ یہی کہ جو سنے اسکو بیان کرنے لگے) رواہ مسلم و ابو داؤد اور معنے یہ کہ اگر کسی نے کوئی بات سنی اور بدون اسکی تصدیق و فکر کے اسکو کہنا شروع کیا کہ یہ بات یون ہی تو وہ بھی جھوٹا ہو گا اگر واقع مین وہ بات یون نہوئی قال ابن کثیرؒ ہم کو یہان حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ذکر کرنا چاہیے کہ جب انکو یہ خبر پہونچی کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی بیویون کو طلاق دی ہی تو وہ اپنے گھر سے آئے یہانتک کہ مسجد مین داخل ہوئے اور لوگون کو دیکھا کہ وہ یہی باتین کر رہے ہین پھر درنگ نکیا یہانتک کہ رسول اللہ صلعم سے اجازت لیکر آپ کے پاس حاضر ہوئے پھر دریافت کیا کہ آپ نے اپنی بیویونکو طلاق دی ہی آپنے فرمایا کہ نہین تو حضرت عمر رضؓ نے کہا کہ اللہ اکبر اور تمام حدیث طویل آخر تک ذکر کی اِس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہی اور صحیح مسلم کی دوسری روایت مین ہے کہ پھر مین نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے بیویون کو طلاق دیدی. آپنے فرمایا کہ نہین پس مین مسجد کے دروازے پر آکر کھڑا ہوا اور مین نے بلند آواز سے پکار دیا کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی بیویون کو طلاق نہین دی ہی اور یہ آیت اُتری واذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم الآیہ۔ پس مین ہی وہ شخص تھا جسنے اس امر کو استنباط کیا الی آخر الحدیث مترجم کہتا ہی کہ اس حدیث سے اگر سبب نزول یہ قصہ لیا جاوے تو توجیہ یہ ہوگی کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی بیویون سے ایلاء کیا تھا اور درحقیقت وہ ایلاء نہ تھا بلکہ فقط ایک مہینہ تک کی قسم کھائی تھی تو لوگون نے یہ خبر سنکر تمام مین بک بک شروع کر دی کہ حضرت صلعم نے اپنی بیویون کو طلاق دیدی حتیٰ کہ حضرت عمر رضؓ کے ایک پڑوسی نے حضرت عمر رضؓ کو وحشت ناک طور پر عوالی مدینہ مین جہان رہتے تھے یہ خبر پہونچائی اور تمام قصہ وہ صحیحین مین مذکور ہی یہانتک کہ حضرت عمر رضؓ نے استنباط کیا کہ یہ بات قرین قیاس نہین کہ آپ تمام بیویونکو طلاق دیدین اسکو چلکر حسب ادب سے دریافت کرنا چاہیے چنانچہ وہی استنباط ٹھیک نکلا اور اللہ عزوجل نے مسلمانونکو ادب سکھلایا کہ اسطرح ہر بات کی شہرت ندیا کرین اور یہ حکم عام ہی اور نیز مسلمانون پر مقصور نہین بلکہ منافقونکو بھی ممانعت ہی بوجہ اسکے کہ اولاً ایسے امور مین خوض کرنے والے اور اذاعت کو دل سے چاہنے والے وہ منافق ہی ہین اگرچہ ضعیف مسلمان بسبب کم علمی کے بدون نیت نفاق کے انکی باتون مین شامل ہو جاوین واللہ اعلم۔ پھر اولی الامر سے اہل علم و سمجھدار مراد ہین یا وہ لوگ جنکو ولایت و سرداری حاصل ہی اور ظاہر آنکہ انہین سے اہل حکومت و ولایت وہی اہل فقہ و علم بھی تھے واللہ اعلم وقد ذکر فی تفسیر قولہ واولی الامر منکم الآیہ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ ۔ اور اگر تمپر اللہ تعالیٰ کی فضل و رحمت نہوتی تو ضرور تم پیروی کر لیتے شیطان کی ف ان باتون مین جنکا تمکو حکم کرتا یعنے فحش باتون مین یہان کلام مفسر رح مشعر ہی کہ مراد آیت مین ضعیف مسلمان ہین نہ منافق فقال پھر استثنا فرمایا بقولہ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ مگر تھوڑے یعنے سب کے سب تو شیطان کے پیرو ہو جاتے مگر تھوڑے نہوتے پس علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ مراد ان قلیل سے مومنین ہین مترجم کہتا ہی کہ اکثر مفسرین نے اسیطرح سمجھا کہ اوپر منافقین مراد ہین اور انسے مومنین کا استثنا ہی اور بعض نے کہا کہ قول ابن عباسؓ کے معنے یہ ہین کہ مومنین کاملین متبع نہوتے اور مترجم کہتا ہی کہ حق یہ ہی کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اگر قرآن و رسول سے فضل الٰہی و رحمت تمپر نہوتی تو تم سب ادب و قاعدہ سے خارج ہو جاتے سوائے مومنین کے کہ وہ جیسے اسوقت اللہ تعالیٰ کے اوپر مضبوط ایمان رکھتے ہین ویسے ہی رہتے اسواسطے کہ اُن سے اذاعت نہین صادر ہوئی بلکہ ضعیف مسلمانون سے صادر ہوئی تھی جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے تنبیہ کر کے آگاہ کیا کہ وہ باز رہے۔ اور نظر بظاہر آیت یہ وارد ہوتا ہی کہ اگر فضل و رحمت نہوتی تو سب ہی کو گمراہ ہونا چاہیے اس سے استثنا قلیل بھی کیونکر ہو سکتا ہی اور جواب اسکا بعض نے یہ دیا کہ مراد اس سے

کل ہین چنانچہ عبدالرزاق نے معمر سے انھون نے قتادہ رح سے روایت کی کہ کہا یعنے سب کے سب گمراہ ہوتے اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ الا قلیلا لم یتبعوا بل آمنوا بالعقل۔ یعنے قلیل ایسے ہوتے کہ شیطان کی پیروی نہ کرتے بلکہ عقل سے ایمان لاتے جیسے زید بن عمرو بن نفیل اور قیس بن ساعدہ وغیرہ کا قصہ مشہور ہے **ف** عرائس البیان ہین ہے کہ قولہ تعالیٰ ولو ردوہ الی الرسول الآیہ۔ آیت کریمہ ہین اشارہ ہے کہ جو لوگ رسم علم سے اپنے آپ کو بتکلف آراستہ کیے ہوے ہین وہ اپنے نفس کو ظاہری لباس سے پیراستہ کرتے ہین اور ظاہری آئین بناتے ہین پھر یہ سمجھتے ہین کہ ہم بھی علماے ربانی کے مقام کو پہونچ گئے اور ہم بھی انھین کے مانند اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب و اسرار قرآن سے مخاطب ہین حالانکہ علماے ربانی کو قرآن کے انوار و حقائق کہ علم کشف سے حاصل ہے جس سے یہ لوگ محض بے بہرہ ہین اور انکے اسی سمجھ کا نتیجہ ہے کہ علماے ربانی کی ارواح قدسیہ جو قرآن سے جواہر اسرار کو استنباط کرتے ہین تو یہ بھی اپنی ناکارہ سمجھ سے بحث نکالکر انکے ساتھ اپنے استنباط سے معارضہ کرتے ہین پس آیت کریمہ ہین ان لوگون کو ممانعت ہے حاصل آنکہ اگر یہ لوگ اس تکلف کو چھوڑتے جو خواہ مخواہ عالم ربانی بنے جاتے ہین اور بالکل اپنے اختیار نفسانی کو اولوالامر کے حوالہ کرتے جنکو ملک و ملکوت کا عرفان حاصل ہے تو انسے البتہ حقائق مفہوم خطاب کو سنتے اور اپنی باطل راے کی وجہ سے خطرگاہ ہلاکت سے نجات پاکر فیض علوم ربانی پاتے **شیخ ابن عطا** رح نے فرمایا کہ اگر طریقہ سنت و سلف صالحین کو ارادت کے ساتھ اختیار کرتے تو یہ لوگ مقام و منزلت استنباط کو جو مقامات ایمان و منزلت علوم ہین سے اچھا درجہ ہے پہونچ جاتے **شیخ حسین** رح نے فرمایا کہ قرآن سے استنباط کرنا بندے کو اسکے ظاہری و باطنی تقوی کی مقدار اور معرفت کی مقدار پر حاصل ہوتا ہے اور یہ مرتبہ مقامات ایمان سے بڑا مرتبہ ہے **شیخ ابو سعید خراز** رح نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہین جنکے سامنے خلل پیش کیا جاتا ہے پھر اگر ایسا نہو تو لوگ خراب و بیکار ہو جاوین اور بات یہ ہوتی ہے کہ یہ خاص بندے علم الٰہی سے اس مرتبہ کو پہونچ جاتے ہین کہ انکو مجہول کا علم کھلتا ہے جسکے بارہ ہین کتاب اللہ تعالیٰ یعنے قرآن ہین اور سنت الرسول صلعم یعنے حدیث ہین کوئی نص نہین ہوتی ہے یعنے اجماع امت بھی نہین پایا جاتا ہے پس یہ لوگ عارفین اپنی معرفت و علم سے اسکے واسطے کتاب و سنت ہین سے حکم کو جو پردہ ہین چھپا تھا استنباط کر لیتے ہین چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم مترجم کہتا ہے کہ شیخ رح نے یہان استنباط علوم عارفانہ ہین ایسے حسن اسلوب سے بیان کیا کہ استنباط مسائل شرعی کو بھی شامل ہے اور جماعت کثیر بلکہ جمہور علماء مجتہدین نے اس آیت سے نکالا ہے کہ قیاس کرنا دلیل شرعی و رجائز ہے اور ظاہر یہ لوگون نے جو قیاس سے انکار کیا تو انھون نے اسرار شریعت سے محرومی حاصل کی اور وسوسۂ شیطان ہین گرفتار ہو کے یون کہنے لگے کہ پہلا قیاس کرنیوالا شیطان تھا لہذا قیاس کو دخل نہین ہے اور یہ خبط ہے۔ اہل حق کے نزدیک قیاس در صورتیکہ کتاب و سنت و اجماع موجود نہو اس معنے کر ہوتا ہے کہ شرائط مذکورہ باب قیاس کے ساتھ اس سے منصوص کتاب و سنت و اجماع ہین جو حکم مخفی ہے بطور کشف اسرار کے ظاہر کر لین پس قیاس انکے نزدیک فقط حکم خفی کا اظہار کرنیوالا ہے اور یہ نہین کہ وہ کسی حکم کا مثبت ہے اور نص کے مقابلہ ہین جائز نہین ہے پھر وہ قیاس جو ابلیس نے بدون استثنار شرع نکالا اور اسنے مثبت قرار دیا اسکو اس سے کیا نسبت ہے ان دونون ہین تو تباین ہے۔ اور رہا قول علی کرم اللہ وجہہ کہ اگر امر دین قیاسی ہوتا تو موزہ پر مسح کرنا زیر قدم ہوتا نہ پشت قدم پر کما رواہ اہل السنن عنہ تو یہ وہی مثبت کے معنے ہین ہے اور پشت قدم پر مسح منصوص ہے اس سے الٹا استدلال عجیب ہے اسپر وہی قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا صادق آتا ہے کہ جب خارجیون نے قولہ تعالیٰ ان الحکم الا للہ یعنے نہین ہے حکم مگر فقط اللہ عزوجل کا۔ اس سے طاعت و حکم امام و حاکم سے انکار کر کے خروج کیا تھا تو حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ کلمہ حق سے باطل مراد لیتے ہین پس یہ سچی بات ہے کہ قیاس مجتہد وہی ہے جو مظہر ہے نہ مثبت پس جب قیاس پر دلائل قائم ہین تو انکار خبط ہے پھر یہ قیاس علوم حقائق ہین بھی جاری ہے چنانچہ شیخ علاء الدولہ سمنانی رح نے بعد

Marfat.com

انتقال کے علوم کی زیادت ہونے سے انکار کیا اور شیخ ابن العربیؒ نے اسکو نکالا بدلیل قولہ تعالیٰ وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنی ظاہر ہوا انکو اللہ کی طرف سے وہ امر کہ جسکا وہ خیال نہ رکھتے تھے۔ پس علم جدید حاصل ہوا۔ اس سے ثابت کیا کہ زیادت علم ممکن بلکہ واقع ہوگا فافہم واللہ اعلم۔ قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیکم الآیۃ فضل الٰہی تو اسکی معرفت ہی اور رحمت الٰہی یہ کہ بندہ کو شیطان کی پیروی سے اپنی حفاظت مین لیوے اور خود اسکے لیے نعم الکفیل ہوجاوے۔ اور یہ حکم مریدون کے لیے عام ہو اور عارفون کے لیے خاص ہی۔ عام کیواسطے تو اسکا فضل و رحمت ہے اور خاص کیواسطے جنکو قولہ الا قلیلا سے مستثنیٰ فرمایا ہی اسکی محبت مخصوص ہی شیخ ابن عطارحؒ نے فرمایا کہ اگر تم پر اسکا فضل اسطرح نہو تا کہ تمہاری طاعات و بندگیان قبول فرمائین تو تم آخرت مین اپنے اعمال پر کف افسوس ملتے رہجاتے لیکن اسکی رحمت ہی کہ تمکو تمہاری حسرت سے نکالا و نجات دی

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ

سو تو لڑ اللہ کی راہ مین تجھپر ذمہ نہین مگر اپنی جان سے اور تاکید کر مسلمانون کو قریب ہے کہ اللہ

يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۸۴

بند کرے لڑائی کافرون کی۔ اور اللہ سخت ہی لڑائی والا اور سخت سزا دینے والا

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ یا محمد سو قتال کر یعنے جہاد کر اے محمد۔ یہ خطاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخصوص ہی پس یہ جو بعض نے کہا کہ خطاب آنحضرت صلعم کو مع امت ہی بدلیل حدیث براء بن عازبؓ کہ جب یہ آیت اُتری تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھے قتال کا حکم دیا پس تم لوگ لڑو۔ رواہ ابن مردویہ باسناد غریب تو اسکے یہ معنے نہین کہ خطاب مین شمول ہی بلکہ آنحضرت صلعم نے مومنون کو تحریض کی جیسا کہ آیت مین آپ کو حکم ہی اور خطاب فقط آپ ہی کو ہی بدلیل دیگر روایات چنانچہ خود براء بن عازبؓ سے ابو اسحاق سبیعیؒ نے روایت کی کہ مین نے براءؓ سے کہا کہ مرد مسلمان مشرکون کے لشکر پر حملہ کرتا ہی کیا وہ ان لوگون مین ہوجاتا ہی جو اپنے آپکو ہلاکت مین ڈالتے ہین تو فرمایا کہ نہین خود اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلعم کو بھیجا اور حکم فرمایا۔ فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک۔ اور تہلکہ مین ڈالنے سے ممانعت کی آیت یعنے قولہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ تو یہ نفقۂ جہاد و خرچ کے بارہ مین ہی۔ رواہ ابن مردویہ وابن ابی حاتم نحوہ یعنے جہاد کا سامان نہ کرنا اور زراعت و تجارت مین مشغول ہونا ہلاکت ہی کہ دشمن غالب ہوجائیگا۔ اور معالم مین ہی کہ (حضرت صلعم نے ابوسفیان سے جنگ احد واقع ہونے کے بعد ذی قعدہ مین موسم بدر صغریٰ مین جنگ کا وعدہ فرمایا تھا پھر میعاد آئی تو آپ نے لوگون کو بلایا کہ چلو پس بعض نے کراہت کی تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی) فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک۔ یعنے دشمنو نپر جہاد کرنے اور مدد لینے کے لیے ضعیف مسلمانون سے مت کہہ اگرچہ تو تنہا ہو ویاتی تفصیلہ پھر اسمین کلام ہی کہ قولہ فقاتل کی فا کیسی ہی۔ بعض نے کہا کہ تعلق اسکا بقولہ ومن یقاتل فی سبیل اللہ الخ سے ہی ای من اجل ہذا فقاتل اور بعض نے کہا کہ متعلق بقولہ وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ ای فقاتل فی سبیل اللہ۔ اور بعض نے کہا کہ کلام مین تقدیر اسطرح ہی کہ اذا کان الامر ما ذکر من عدم طاعۃ المنافقین فقاتل فی سبیل اللہ یعنے ولو وحدک۔ اور زجاج رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلعم پر جہاد فرض کیا کہ قتال کرین اگرچہ تنہا لڑین کیونکہ آپ کے واسطے نصرت موعود فرمائی اور ابن عطیہ نے کہا کہ یہ ظاہر لفظ ہی ولیکن کسی خبر مین یہ مروی نہین کہ فرضیت جہاد کی فقط آپ پر تھی امت پر نہ تھی پس معنی قولہ۔ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ۔ یعنے مکلف نہ کر تو سوائے اپنی جان کے اور غیر پر بلزم نہو مترجم کہتا ہی کہ حاصل آنکہ یہ جملہ مستانفہ اپنے ماقبل کا مقرر ہی اور مراد یہ کہ جہاد جو واجب ہی اسکے ادا کرنے مین آنحضرت صلعم کو قطعی مطیع قرار دیکر حکم دیا کہ تو لڑ اور غیرون پر الزام فعل چونکہ غیر اختیاری تھا لہذا فقط اپنے نفس کو مکلف کرنا فرمایا ۱۲

Marfat.com

اسلیے کہ فعل مین انسان فقط اپنے نفس پر قادر ہی اور مفسر جلال رح نے اسکی تاویل مین کہا۔ فلا تہتم بتخلفہم عنک - یعنے منافقون یا ضعیفون کے ساتھ سے بچھڑنے پر تو اپنے کو غمگین مت کر حاصل معنے یہ کہ تو قتال کر اگرچہ تنہا ہو کیونکہ تجکو آخر کار فتح و فیروزی کا وعدہ یقینی دیا گیا ہے آیت مین دلیل ہی کہ آنحضرت صلعم اللہ تعالیٰ کے نہایت فرمانبردار مطیع تھے اور تمام لوگون سے نہایت شجاع تھے اور فتح اللہ کی طرف سے ہی اگرچہ ایک طرف تنہا ایک شخص ہو اور اسکے مقابل مین صدہا گو نہ زیادہ ہون۔ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ - ای حثہم علی القتال - ورغبہم فیہ - اور آمادہ کر اچھی نصیحت سے مومنون کو لڑائی پر اور جہاد مین انکو رغبت دلا - حضرت صلعم مومنون کو رغبت دلاتے تھے چنانچہ بدر مین جب صفین برابر کرتے تو فرماتے تھے - قوموا الی جنۃ عرضہا السموات والارض - تم لوگ اٹھو کھڑے ہو ایسی جنت کی طرف جسکی چوڑائی سب آسمان و زمین ہی اور ابوہریرہ رض کی روایت بخاری مین ہی کہ جنت مین سو درجے ہین جو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ مین جہاد کرنے والونکے لیے رکھے ہین ہر دو درجہ کے بیچ مین بقدر فاصلہ ہی جیسے آسمان و زمین کے بیچ مین ہی اور ابو سعید خدری رض سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ای ابو سعید جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد کو رسول ماننے پر راضی ہوا اسکے واسطے جنت تو واجب ہو گئی ابو سعید رض کو یہ بات نہایت ہی بھلی معلوم ہوئی تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اسکو پھر فرماوین پس آنحضرت صلعم نے ایسا ہی کہا پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ دوسری بات ایسی ہی کہ اللہ تعالیٰ اس سے بندے کے جنت مین سو درجے بلند فرماتا ہی ہر دو درجہ کے بیچ مین ایسا ہی جیسے آسمان و زمین کے بیچ مین ہی - ابو سعید رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون بات ہی آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرنا۔ رواہ مسلم اور احادیث اس باب مین بہت ہین اور معنے اس برانگیختہ کرنے اور رغبت دلانیکے یہ ہی کہ جہاد مین جو فضائل ہی تو ثناء پروردگار عز وجل و ثواب جزیل و عطاء جمیل آنحضرت صلعم کو باعلام الٰہی معلوم ہین انکو عام بندونسے بیان و ظاہر کرین عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا - امید ہی کہ اللہ تعالیٰ کافرون کی لڑائی روکدے ف انکو مسلمان کر کے تمہارے قوت بازو کر دے شیخ ابن کثیر رح نے اس کلام کی تفسیر مین کہا کہ مومنون کو قتال پر تیرے برانگیختہ کرنے سے یہ ہوگا کہ دشمنون سے بھڑنے پر انکی ہمتین بڑھ جاوینگی اور مشرکون کو اسلام پر لانے اور انکا شر و فساد دور کرنے اور انکو دفع کرنے اور انکے مقابلے مین صبر و مضبوطی کرنے پر آمادہ ہو جاوینگے پھر امید دلانے مین وہم تھا کہ شاید ایسا نہو تو دفع فرمایا بقولہ وَاللّٰهُ أَشَدُّ بَأْسًا منہم - یعنے بأس الٰہی انسے اشد ہی - اور مراد اس سے یہ نہین ہی کہ أشد ہونا اضافی ہی یعنے انھین لوگون سے اشد البأس ہی اگرچہ اورون سے نہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و نعوت و صفات سے جو اسم تفضیل کے صیغے متعلق ہوتے ہین انسے مراد کمال ہی جس سے فوقیت ممکن نہین اور چاہو یون کہو کہ بے انتہا کے معنے مین ہوتے این - پھر بعض مفسرین نے أشد بأسًا بمعنے اشد سلطانًا - کہا اور حاصل آنکہ غلبہ و قدرت و قوت الٰہی بہ نہایت اشد ہی جسکے مقابلہ مین کافرون کی کچھ ہستی نہین لیکن مومنون کے لیے ثواب و صبر و شہادت و کوشش و نیات خیر و طاعات کے ثواب دینے کو یہ طریقہ مقرر فرمایا ہی ورنہ کسی کافر کی کچھ مجال نہوتی - وقد قال تعالیٰ - وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا - تعذیبًا منہم - اور اللہ تعالیٰ انسے اشد ہی عذاب دینے مین ف اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہی اگر چاہتا تو تمام کو عذاب کرتا اور کوئی مانع نہین ہو سکتا اور اگر چاہتا تو سب کو ہدایت فرماتا لیکن کمال حکمت پر اس کی مشیت ہی جسکو بندہ ناچیز مخلوق کی مجال نہین کہ اپنے علم مین لاوے یہان تو برتن کو کمہار کی حکمت و غایت نہین معلوم ہو سکتی پھر بندہ کو اللہ عز وجل کی جناب مین نسبت بھی صحیح نہین ہی اسواسطے کامل سمجھ والے تقدیر الٰہی پر کامل ایمان رکھتے ہین اور پاگل لوگ مجنونانہ بک بکتے ہین اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو تنہا لڑائی کا حکم دیا فقال صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لاخرجن ولو وحدی فخرج بسبعین راکبا الی بدر الصغری فکف اللہ بأس الکفار بالقاء الرعب فی قلوبہم ومنع ابا سفیان عن الخروج کما تقدم فی آل عمران یعنے جب یہ حکم آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس

ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ مین ضرور لڑنے جاؤنگا اگرچہ تنہا ہون پھر خالص کامل مؤمنین ساتھ ہوے حتی کہ آپ فقط ستر سوارون سے بدر صغری کو وعدہ گاہ پر پہونچ گئے پھر اللہ تعالی نے باس کفار کو روک دیا کہ کافرون کے دلون مین رعب چھا گیا اور ابو سفیان کو نکلنے سے ممنوع کر دیا جیسا کہ آل عمران مین گذر چکا ہی کہ کامل مومنون نے حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہکر ارادہ کیا او حضرت صلعم کے ساتھ گئے اور آٹھ روز تک انتظار مین رہے اور وہان کے موسمی بازار سے بہت کچھ نفع اُٹھایا اور صحیح سالم واپس آئے کما قال تعالی فانقلبوا بنعمة من اللہ وفضل لم یمسسهم سوء الآیہ پس اللہ تعالی نے اپنی قدرت کا نمونہ دکھلا دیا اور مومنون کو مال کثیر نفع دلا کر منافقون کو جنکی نظر فقط دنیا پر رہتی تھی آتش حسرت مین جلا دیا پھر واضح ہو کہ اس قصہ بدر صغری مین ایکئے بڑے طور پر اہل ایمان کو مشرکون سے ڈرایا تھا تاکہ مؤمنین بچاوین اور ایکئے اہل حق کی طرف سے بھی نیک نیتی پر کافرون کو جاکر دھمکا یا تھا پس نیکی کا بدلا نیک نیت کیواسطے نیک ہی

مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّكُنْ لَّهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً یَّكُنْ

جو کوئی سفارش کرے نیک بات مین اُسکو بھی ملے اسمین سے ایک حصہ اور جو کوئی سفارش کرے بری بات مین اُسپر

لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا ۝۸۵

بھی ہی ایک بوجھ اُسمین سے اور اللہ ہی ہر چیز کا حصہ بانٹنے والا

(مَنْ یَّشْفَعْ۔ بالناس۔ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّكُنْ لَّهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا (جو کوئی لوگون کیلیے) نیک سفارش (شرع کے موافق) کرے اسکے لیے اس سے حصہ ہوگا ف درصل شفاعت از شفع بمعنے جفت ہی پس شفاعت یہ کہ دوسرے کو اپنی منزلت ومرتبہ ووجاہت مین ملا لیا اور اپنے سے ملا کر کسی کے پاس اسکی سفارش کی پس شفاعت درحقیقت یہ کہ جسکے پاس شفاعت کی ہے اسکے نزدیک شفاعت کرنے والے نے اپنا تقرب ملا دیا اور آگاہ ہو کہ اللہ عزوجل کے نزدیک لا شفاعت کبری حضرت محمد مصطفی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہی قولہ شفاعة حسنة شفاعت حسنہ وہ ہی جو موافق شرع کے ہو قولہ یکن لہ نصیب ہوگا اسکے واسطے یعنے شفیع کے واسطے بھی ایک حصہ۔ یعنے ثواب مین سے۔ منہا بسببہا بسبب اس سفارش کرنے کے۔ پس من تعلیلیہ ہی۔ وَمَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً۔ اور جسنے سفارش کی بد سفارش یعنے جو مخالف شرع ہو۔ یَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ۔ تو ہوگا ایسے سفارشی کے لیے بھی ایک کفل۔ یعنے گناہ مین سے ایک حصہ۔ مِنْهَا۔ بسببہا۔ بسبب اس بد سفارش کے مترجم کہتا ہی کہ مفسر نے آیت مین سفارش نیک وسفارش بد کی علت بھی اپنی تفسیر سے ظاہر کر دی باینطور کہ منہا مین من تعلیلیہ قرار دیا ولیکن نصیب وکفل کی تمیز محذوف ہوگی یعنے نصیب از ثواب اور کفل از عذاب۔ حالانکہ یہ نہین ہی کہ ان دونون الفاظ کا استعمال انھین معنے کے ساتھ خاص ہوا سواسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا یوتکم کفلین من رحمتہ پس کفل کا استعمال ثواب وبھلائی مین ہوا۔ اور ظاہر آنکہ منہا کی ضمیر اول مین شفاعت حسنہ کی طرف ہی جو مورث حسنہ یعنے ثواب ہی پس سفارش حسنہ مین سے حصہ ہونا یہ کہ ثواب ملے پھر معالم مین کہا کہ شفاعت حسنہ یہ کہ لوگون کے درمیان اصلاح کرے اور شفاعت سیئہ یہ کہ لوگون کے درمیان چغلی ولگائی بجھائی سے فساد پھیلاوے کذا قال ابن عباس رض اور بعض نے کہا کہ حسنہ یہ کہ لوگونمین اچھی باتین کہے جس سے ثواب وبھلائی ملے اور سیئہ یہ کہ غیبت وبدگوئی سے عذاب سمیٹے مترجم کہتا ہی کہ مآل اسکا بھی یہی ہی کہ شرع کے موافق ہو جیسا کہ مفسر جلال رح نے کہا اسواسطے کہ اصلاح وبھلائی کا معلوم ہونا شرع پر ہی۔ یہ نہین دیکھتے کہ منافق کمبخت اپنے آپ کو بھی سمجھا کرتے کہ انما نحن مصلحون۔ ہم تو اصلاح کرنے والے ہین حالانکہ اللہ تعالی نے رد کیا کہ الا انهم هم المفسدون یہی فساد ڈالنے والے ہین پس مفسر رح کی تفسیر

حسنہ وسیئہ کی باین طور کہ جو موافق شرع ہو وہ اچھی اور جو مخالف شرع ہو وہ بُری ہی، بہت خوب تفسیر ہی تو نہین دیکھتا کہ بنی مخزوم میں ایک عورت نے چوری کی اور قریش کو بہت تردد وغم ہوا آخر کار اسامہ بن زید نے سفارش کی تو آنحضرت صلعم نے خطبہ پڑھکر اس سے ممانعت فرمائی اور حدود الٰہی مین سفارش نہ سنی کیونکہ خلاف شرع ہی حالانکہ حضرت ابو موسیٰ رض سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ صلعم کے پاس کوئی سائل یا حاجتمند کسی بات کا آتا تو آپ ہم لوگونکی طرف متوجہ ہوکر فرماتے کہ تم سفارش کرو ثواب لو اور اللہ تعالیٰ جاری کریگا اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے رواہ البخاری ومسلم۔ اور اسمین دلالت ہی کہ نیک سفارش ہی سے ثواب ملجاتا ہی پھر قضاء الٰہی موافق تقدیر کے چاہے جو کچھ ہو۔ اور مجاہد رح نے کہا نزول آیت لوگونکی ایک دوسرے کے حق مین سفارش کرنے کے بارہ مین ہی حسن بصری رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے من یشفع فرمایا ہی یعنی جو سفارش کردے وہ ثواب پاویگا اور یہ نہین کہ ثواب اسوقت ملیگا جب اسکی سفارش قبول ہیجاوے حاصل یہ کہ نفس سفارش خیر پر ثواب کا وعدہ ہی چاہے سفارش قبول ہو یا نہو اور شیخ ابن کثیر رح نے معنے آیت مین لکھا کہ یعنے جو شخص کسی ایسے کام مین سعی کرے جسپر بھلائی مترتب ہوتی ہی تو اسکو اس سے ایک نصیب ملیگا جو ایسے کام مین سعی کرے جسپر برائی مترتب ہوتی ہی تو اسکو اپنی سعی و نیت پر اسکا عذاب ملیگا حدیث مین ہی پیٹھ پیچھے اپنے بھائی مسلمان کے حق مین دعا کرنا اور اسکا مقبول ہونا مروی ہی اسمین یہ بھی آیا ہی کہ فرشتہ اسکی دعا پر کہتا ہی آمین اور تیرے لیے ایسے مثل اللہ تعالیٰ دیوے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ نصیب سے یہ مقدار مراد ہے واللہ اعلم۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا مقتدرا فیجازی کل احد بما عمل۔ اور اللہ تعالیٰ ہر بات پر اقتدار رکھنے والا ہی ف پس ہر ایک کو اسکے عمل کے موافق جزا دیتا ہی۔ اور معالم مین ابن عباس سے نقل کیا کہ مقیت یعنے قدرت سے ثواب و بدلا دینے والا اور مفسر جلال رح نے اسی کے معنے ذکر کیے ہین اور شیخ ابن کثیر رح نے ابن عباس و عطاء و عطیہ عوفی و قتادہ و مطر الوراق سے نقل کیا کہ مقیت بمعنے حفیظ یعنے نگہبان اور مجاہد نے کہا بمعنے شہید یعنے حاضر و ناظر۔ اور ایک روایت مین کہا کہ بمعنے حسیب ہی اور ابن جبیر و سدی و ابن زید نے کہا کہ بمعنے قدیر ہی اور ضحاک رح نے کہا بمعنے رزاق یعنے رزق دینے والا۔ عبد اللہ بن رواحہ رض سے کسی نے اسکے معنے پوچھے تو کہا کہ ہر انسان کے واسطے بقدر اسکے عمل کے مقیت ہے رواہ ابن ابی حاتم۔

وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اور جب تمکو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اُس سے بہتر یا وہی کہو الٹکر اللہ ہے ہر چیز کا

نصف حَسِيْبًا ۝ اَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۗ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۗ وَمَنْ

حساب کرنیوالا اللہ کے سوائے کسیکی بندگی نہین تمکو جمع کریگا قیامت کے دن اسمین شک نہین اور

ع ۱۱ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ ۸۶

اللہ سے سچی کس کی بات ہے

شفاعت حسنہ کے بارہ مین پہلے تو مطلقًا ترغیب دی پھر اسمین سے ایک فرد شائع یعنے سلام کو ذکر فرمایا اور اشارہ ہی کہ جسکے پاس شفاعت لائی جاوے اسکو احسن جواب دینا چاہیے قال تعالیٰ وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ جب تحیت دیجاوے تمکو کسی تحیت سے مثلاً تم سے کہا جاوے سلام علیکم سلامتی ہو تمپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ پس در اصل تحیۃ بروزن تفعلۃ مصدر از باب تفعیل بمعنے زندگانی کی دعا کرنا۔ یہ گویا اللہ تعالیٰ کی جناب مین سفارش نیک ہی پھر تحیۃ کی تنکیر دلالت کرتی ہی کہ کوئی تحیۃ ہو کچھ خصوصیت سلام کی نہین ولیکن ایک جماعت مفسرین نے یہان سلام مراد لیا مثل قولہ تعالیٰ واذا جاؤک حیوک بما لم یحیک بہ اللہ اور جب تیرے پاس آتے ہین تو

تجھے ایسا تحیہ دیتے ہین جو اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے مقرر نہین کیا ہی - اور مفسرؒ نے سلامٌ بتنوین اختیار کیا بطریق شافعیہ اور السلام علیکم کو علمائے
حنفیہ نے اختیار کیا بوجوہ مرجحہ از انجملہ یہ کہ السلام اسمائے الٰہی مین سے ہی اور اسی سے تحیہ مین کہا جاتا ہی کہ حیاک اللہ، بس السلام مرجح ہی الغرض
حکم دیا کہ جب تمکو کوئی تحیہ دے **فَحَيُّوْا** - التحیۃ - پس تحیہ دو یعنے اسکو جسنے تمکو تحیہ دیا ہی مثلاً کسی نے سلام کیا تو تم بھی اُسکو سلام دو **بِاَحْسَنَ**
مِنْهَا - بہتر اسکی تحیہ سے **ف** باین طور کہ کہو اسے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - تجپر سلام اور اللہ کی رحمت و اُسکی برکت ہو - **اَوْ رُدُّوْهَا**
یا رد کرو تحیہ کو **ف** باین طور کہ جیسا اسنے کہا ویسا ہی جواب کہدو - پس حاصل یہ کہ واجب دونون مین سے ایک بات ہی خواہ اُس سے بہتر کہو یا اُسی قدر کہو
لیکن اول مین فضیلت ہی - **اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا** - اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حسیب ہی **ف** یعنے محاسب ہی اور مراد آنکہ
تمکو ہر چیز پر اسکا بدلا دیگا اور از انجملہ جواب سلام بھی ہی کہ تمکو اسپر ثواب ہی اگر کہا جاوے کہ سلام مین ابتدا کرنا افضل ہی اسکو مفسرؒ نے نہین
بیان کیا تو جواب یہ ہی کہ ابتداے سلام تو واجب نہین بلکہ مستحب ہی اور اسپر محض ثواب جمیل ہی اور کوئی وعید اسپر نہین اور آیت مین حسیب کا
لفظ متضمن وعید ہی اسلیے کہ اگر جواب سلام بجالایا تو حسیبہ حق عزوجل کی طرف سے نیک حساب و نیک جزا ہی ورنہ شمار ہوگا اور بدجزا پاویگا
اور وہ عذاب ہی بس یہ دونون باتین جواب سلام سے متعلق ہین اسیواسطے فقہا نے کہا کہ ایک سنت افضل از واجب ہی یعنے ابتداے سلام افضل سنت
ہی اور جواب دینا واجب ہی فافہم - پھر چونکہ آیت کریمہ مین عموم تھا کہ ہر ایک پر جواب سلام واجب ہی حالانکہ بعض پر واجب نہین تو مفسرؒ نے بیان کردیا
بقولہ خصت السنۃ الکافر والمبتدع والفاسق والمسلم علی قاضی الحاجۃ ومن فی الحمام والاکل فلا یجب الرد علیھم بل یکرہ فی غیر الاخیر ویقال للکافر وعلیک
یعنے سنت قویم نے خاص کردیا کہ کافر اگر سلام کرے تو اسکو جواب دینا واجب نہین اور یہی حال اُس شخص کا ہی جو مبتدع ہو یعنے دین اسلام کے
عقیدون مین اسنے برخلاف سنت رسول اللہ وصحابہ رضی اللہ عنہم کے اعتقاد نکالا ہو جیسے خوارج و روافض وغیرہ اور نیز جسنے خلاف سنت کے عمل
کرنا شروع کیا ہو جیسے تعزیہ رکھنا وغیرہ جسکو ثواب سمجھتا ہی - اور یہی حال فاسق کا ہی کہ جو باتین دین مین حرام ہین اُنکو کرتا ہو جیسے رشوت لینا اور
گانا سننا و زناکاری وغیرہ اور ایسے ہی سلام کرنیوالا ایسے شخص پر جو اپنی قضاے حاجت کرتا ہی یعنے پیخانہ پھرتا یا پیشاب کرتا ہی تو سلام کرنیوالے
کا جواب اسپر واجب نہین اسیطرح جو حمام مین نہاتا ہی یا جو کھانا کھاتا ہی اسکو کوئی سلام کرے تو اسپر جواب دینا واجب نہین ہی بلکہ سواے اخیر کے
باقیونکو جواب دینا مکروہ ہی ہان اخیر والے کو روا ہی کہ چاہے جواب دیدے اور کافر کے جواب مین اگرچہ واجب نہین ہے اگر اُنکو جواب دے تو یون کہے
وعلیک - اور سراج مین لکھا کہ ان لوگون پر سلام کی پہل کرنا بھی سنت نہین ہی اور کافر پر سلام مین پہل کرنا حرام ہی اور مترجم کہتا ہے کہ ہمارے
مشائخ مین سے بعض سے نقل کیا جاتا ہی کہ اس زمانہ مین بضرورت روا ہی اور اولیٰ یہ ہی کہ ہاتھ سے اشارہ کرے بدون نیت دلی کے اور سلام اگر زبان
سے کہے تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندون مانند ملائکہ وغیرہ کی نیت کرے جو کافرون کے ساتھ بھی ہوتے ہین ورنہ ظاہر مین کافر ہوگا - اور سراج مین
چند اور بھی زیادہ کیے یعنے جو نماز پڑھتا ہی یا اذان کہہ رہا ہی یا خطبہ پڑھتا ہی یا حج کا تلبیہ کہتا ہی یا دعا مین اسکا دل ڈوبا ہوا ہی انسے بھی سلام
مین پہل کرنا سنت نہین اور انپر جواب دینا بھی واجب نہین اور مدارک مین ہی کہ آواز سے قرآن پڑھنے کی حالت مین اور حدیث شریف روایت کرنے مین اور علم کا مذاکرہ
کرنے مین جواب نہ دے - مشائخ حنفیہ نے کہا کہ ملاقات کیواسطے یہ سنت خاص ہی لہذا شاگرد اگر سبق کے لیے آوے تو اُسکے سلام کا جواب دینا شیخ پر
واجب نہین ہی پھر واضح ہو کہ سلام ایک سنت موکدہ ہی یعنے پہل کرے اور جواب دینا واجب ہی جسطرح مذکور ہوا اور مسنون ہی کہ مرد جب اپنے گھر مین
جاوے تو جورو کو سلام کرے اور اسپر جواب دینا واجب ہی اور ایسے ہی جورو اگر مرد کے سامنے آوے تو اسکو سلام کرے اور ایسے ہی ہر ایسی عورت کو
جو ذی رحم محرم ہی مثل ماں و نانی و ساس و دادی و بہن و پھوپھی و خالہ و بہو و بیٹی وغیرہا کے انکو سلام کرے پھر حکم مسنون ہی کہ جو پاؤن پاؤن جارہا ہی

Marfat.com

وہ جب ایسے مسلمان کی طرف گذرے جو بیٹھا ہی تو جانے والا اُسکو سلام کرنے مین پہل کرے اور جو سوار ہو وہ پاؤن پیدل والے پر سلام کرے اور
مدارک مین ہی کہ گھوڑے کا سوار سلام کرے خچر وغیرہ کے سوار پر۔ اور مسنون ہی کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور کم تعداد کی جماعت بڑی تعداد
کی جماعت پر سلام کرین اور مدارک مین ہی کہ جو سلام کا جواب نہین دیتا اسکی روح بسبب گناہ کے خبیث ہو جاتی ہی اور سلام والے کو تو ملائکہ جواب
دیدیتے ہین اور اگر کسی نے دوسرے کا سلام تجکو پہونچایا تو اسکو جواب مین یون کہے کہ وعلیک وعلیہ السلام تجپر و اسپر سلامتی ہو۔ اور مدارک وغیرہ مین
لکھا کہ امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ جو شخص شطرنج کھیلتا ہو یا نرد و چوسر وغیرہ کھیلتا ہو اور جو گاتا ہو یا گواتا ہو یا جو کبوتر اڑاتا ہو یا جو بلا عذر
ننگا حمام وغیرہ مین نہاتا ہو انکو سلام نہ کرے۔ اور سراج مین ہی کہ سلام مین پہل کرنا اگر اکیلا ہو تو اسپر سنت عین ہی اور اگر جماعت ہو تو سنت کفایہ ہی
یعنے اگر جماعت مین سے ایک نے سلام کر دیا تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو گیا لیکن ثواب اسکو جسنے سلام کیا اور اگر سب سلام کرین تو سب کو
ثواب ہی اور جسکو سبھون نے سلام کیا اسکو ایک جواب سب کو دیدینا کافی ہی اور جواب دینا فرض عین ہی اگر تنہا ہو اور اگر ایک جماعت ہو تو
سبکا جواب دینا افضل ہی تاکہ سب کو ثواب ملے لیکن اگر ایک نے جواب دیا تو سب سے ساقط ہو گیا پس جماعت کی طرف سے جواب دینا فرض کفایہ ہی
پھر جواب دینا فی الفور واجب ہی اور یہ فحیوا کی فا سے مستفاد ہی اور جواب کا واجب ہونا بدلیل صیغۂ امر کے ہی اور اگر تمیز دار سمجھدار لڑکے نے جواب
دیدیا تو کافی نہین اسواسطے کہ سلام تو امان ہی جسکی لیاقت طفل کو نہین کیونکہ امان دینے والا بالغ ہوتا ہی بخلاف نفل نماز تراویح کے کہ بعض بعض
متاخرین مشایخ نے طفل کی امامت جائز ہونیکا فتویٰ دیا جبکہ حافظ ہی تو سوائے فرض عشا و وتر کے نوافل تراویح مین روا ہی اور اس زمانہ مین بھی
فتویٰ دیا جاوے اور یہی شافعیہ کے نزدیک ہی حتیٰ کہ نماز جنازہ اسکی امامت سے ادا ہونا جائز کہتے ہین۔ کما ذکرہ فی السراج۔ پھر واضح ہو کہ ظاہر
آیت دلالت کرتی ہی کہ جواب سلام بڑھا کر دے تو افضل ہی ورنہ اسیقدر جواب دے جسقدر سلام کرنیوالے نے کہا پس اگر اس سے کم جواب دیا
تو ظاہر یہ کہ جائز نہووے مگر سراج مین لکھا کہ فقہا نے آیت کو اکمل پر محمول کیا یعنے سلام کرنیوالے کی مثل جواب دینا اکمل ہی اور اکثر فقہا کا
ظاہر کلام یہ کہ اگر اس سے کم جواب دیا تو بھی روا ہی لیکن شیخ ابن کثیر نے قولہ تعالیٰ فحیوا باحسن منہا او ردوھا کی تفسیر مین کہا یعنے جب تمپر کوئی مسلمان
سلام کرے تو اسکے جواب مین اسکے سلام سے افضل جواب دو یا اسکے مثل جواب دو پس زیادہ کرنا تو مستحب ہی اور اسکی مثل جواب دینا
فرض ہی اور سلمان فارسیؓ سے روایت ہی کہ ایک شخص آیا نبی صلعم کے پاس اور کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ پس فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ
پھر دوسرا آیا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ پس فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر تیسرا آیا اور کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ پس فرمایا وعلیک۔ تو اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون ابھی فلان وفلان دو شخص آئے اُنکے سلام کے جواب مین
آپنے اس سے زیادہ فرمایا جو مجھے جواب دیا تو آپنے فرمایا کہ تو نے ہمارے واسطے کچھ باقی نہین چھوڑا اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا پس ہمنے
تجکو وہی جواب دیدیا (رواہ ابن جریر وغیرہم) اور معنے یہ ہین کہ تو نے احسن تحیہ پوری پوری تو ہمپر سلام مین کہدی اس سے احسن نہین جو ہم زیادہ کرین لہذا ہمنے
اسیکو واپس جواب مین کہا اس سے معلوم ہوا کہ ابتدا مین اسطرح پورا سلام دینا بھی احسن ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ احسن التحیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے
زیادہ نہین ہی ورنہ آنحضرت صلعم زیادہ فرماتے خصوص جبکہ فرما دیا کہ تو نے کچھ باقی نہین چھوڑا اور حضرت ابن عباسؓ سے نصاً یہ مروی ہی کہ تحیہ کی انتہا برکاتہ تک ہی
اور اسی حدیث کے موافق ایک جماعت علما کا قول ہی کہ انتہا تحیہ برکاتہ تک ہی اس سے زیادہ نہین اور اسی بنا پر آیت کریمہ کے یہ معنے بیان کیے کہ قولہ فحیوا باحسن
منہا یعنے جبکہ سلام کرنیوالا پوری تحیت سے نہ کہے تو تم پوری تحیۃ تک اس سے احسن جواب دو قولہ او ردوھا۔ یعنے جبکہ سلام کرنیوالا پوری تحیت کہے تو اسکو
واپس دو اسواسطے کہ اس سے احسن نہین ہی اور واضح ہو کہ حدیث عمران بن حصین مین پوری تحیت مذکور کی تیس ۳۰ نیکیاں ترجمائی اور بدون

Marfat.com

برکاتہ کے بین یعنے دو دو پائی اور فقط السلام علیک کی دس نیکیان مذکور ہین فاحفظہ - قولہ تعالیٰ - اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مبتدا و
خبر ہی اور یہ اخبار بتوحید آلہی و تفرد بالہیت تمام مخلوقات کے لیے ہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الوہیت والا نہین ہی - لَيَجْمَعَنَّكُمْ بقسم اللہ
وہ تمکو جمع فرماویگا (تمہاری قبرون مین سے) یعنے جہان کہین خاک پریشان موجود ہو خواہ قبر مین یا کہین ہو - اِلٰى - فی - يَوْمِ الْقِيٰمَةِ - روز
قیامت مین یعنے یہ جمع کرنا بروز قیامت ہوگا - حرف الی بمعنے فی - ہی یہی کشاف و بیضاوی مین مذکور ہی اور بعض نے کہا کہ الی حساب یوم القیمۃ
مترجم کے نزدیک یہ تقدیر بہل ہی ہان اگر کہا جاوے کہ الی میقات یوم القیامۃ - مانند قولہ الی میقات یوم معلوم تو البتہ وجہ رکھتا ہی اور بعض نے
کہا کہ زائدہ ہی - اور بیضاوی نے اختیار کیا کہ لیجمعنکم مین جمع ایسی مراد ہی جو متضمن معنے سوق و اضطرار ہی خواہ مخواہ کھینچ لاویگا بجانب قیامت
اسلیے کہ ظاہر ہی کہ محشور ہو کر جمع ہونگے پس معنے آنکہ لیحشرنکم الی یوم القیامۃ اور بعض محشیان بیضاوی نے کہا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ قیامت کے وقت
آنے تک تمکو اللہ تعالیٰ دنیا مین ایک مین ملا ہوا بلا تمیز مومن و منافق کے رکھیگا اقول یہ مہمل تفسیر بالرائے مع جہالت ہی کیا تو نہین دیکھتا کہ منافق
اکثر متمیز ہوے پھر قسم کے معنے کیا ہین اور اسکا کوئی منکر بھی نہین تھا بلکہ منافق تو غیر متمیز ہونے پر مطمئن تھے پھر قسم اور لام و نون تاکید وغیرہ
کیون آتا بلکہ معنے وہی ہین جو سب مفسرین نے بیان کیے کہ یہ اثبات حشر و بعث قیامت ہی وقد قال تعالیٰ - لَا رَيْبَ فِيْهِ - جسمین کچھ شک
نہین پس اگر یوم سے متعلق ہی تو حال ہی یعنے روز قیامت مین شک نہین کہ ضرور آویگا اور ہو سکتا ہی کہ جمع کی صفت ہو ای لیجمعنکم جمعا لاریب فیہ
یعنے تم کو ضرور جمع فرماویگا اسمین کچھ شک نہین ہی - وَمَنْ اَصْدَقُ - اور کوئی نہین اصدق ہی - مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا - اللہ تعالیٰ سے
بات مین ف یعنے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہی بہت صحیح ہی اس سے بڑھکر کسیکا کلام سچا نہین ہو سکتا اسلیے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی خبر مین احتمال
کذب نہین کیونکہ وہ سب جانتا ہی اور سب پر قوی غالب ہی اور اسلیے کہ کذب تو نقص ہی جو اللہ تعالیٰ کی جناب مین محال ہی پھر اصدق صفت
قائل ہی نہ صفت حدیث تو یہ وہم نہو کہ صدق مین مانند علم کے تفاوت نہین ہوتا جو سچ بات ہی وہ یکسان ہی اسمین اصدق کیا ہوگا بلکہ
معنے یہ کہ کہنے والا اصدق ہی - اگر کہا جاوے کہ کذب تو خبر رسول اللہ صلعم و دیگر انبیا علیہم السلام مین بھی نہین جبکہ یہ ثابت ہوا کہ رسول نے
ایسا فرمایا - تو جواب یہ کہ رسول تو اللہ تعالیٰ سے خبر دیتے ہین وہ محض ایلچی ہین پس بات درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہی فافہم قال بعض
الناس حمزہ و کسائی نے اصدق کو از دق بزا معجمہ پڑھا - اور یہ عجیب نقل ہی صحیح بات یہ ہی کہ صاد و زا مین قرب مخرج ہی پس حمزہ و کسائی
نے صاد کو اشمام کیا یعنے صاد و زا معجمہ کے بیچ بیچ مین ایک حرف کی آواز پیدا ہوئی نہ صاف صاد کی اور نہ صاف زا معجمہ کی بلکہ صاد کی
آواز اسطرح کہ اسمین سے زا معجمہ کی خوشبو پائی جاتی ہی یہی معنی سراج و بیضاوی وغیرہ مین مذکور ہین فائدہ - آیت کریمہ مین ثقہ یہ کہ
قیامت قطعی ہی اور فائدہ یہ کہ جسکو قیامت پر سچا یقین ہوا اسکو نفاق سے پرہیز ہوگا -

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ
پھر تمکو کیا پڑا ہی منافقون کے واسطے دو جانب ہو رہے ہو اور اللہ نے انکو الٹ دیا انکے کاموں پر کیا تم چاہتے ہو کہ راہ پر لاؤ جسکو
اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ
بچلایا اللہ نے اور جسکو اللہ راہ نہ دے پھر تو نہ پاوے اسکے واسطے کہین راہ چاہتے ہین کہ تم بھی کافر ہو جیسے وہ ہوے پھر سب
سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ
برابر ہو جاؤ سو تم ان مین کسی کو مت پکڑو رفیق جبتک وطن چھوڑ آوین اللہ کی راہ مین پھر اگر قبول نہ رکھین تو انکو پکڑو

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۙ إِلَّا الَّذِينَ

اور مارو جہان پاؤ اور نہ ٹھہراؤ کسیکو رفیق اور نہ مددگار مگر وہ جو

يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَن يُقَاتِلُوكُمْ

مل رہے ہین ایک قوم سے جن مین اور تم مین عہد ہی یا آئے ہین تمھارے پاس خفا ہوگئے ہین دل انکے تمھارے لڑنے سے

أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ

اور اپنی قوم کے لڑنے سے بھی اور اگر اللہ چاہتا تو انکو تمپر زور دیتا پھر تم سے لڑتے تو اگر تم سے کنارہ پکڑین

فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝ سَتَجِدُونَ

پھر نہ لڑین اور تمھاری طرف صلح لاوین تو اللہ نے نہین دی تمکو اُن پر راہ اب تم دیکھو گے

آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَن يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّ مَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا

ایک اور لوگ چاہتے ہین کہ امن مین رہین تم سے بھی اور اپنی قوم سے بھی جس بار بلائے جاتے ہین فساد کرنے کو الٹ جاتے ہین

فِيهَا ۚ فَإِن لَّمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَ

اُس ہنگامہ مین پھر اگر تجسے کنارہ نہ پکڑین اور صلح نہ لاوین اور اپنے ہاتھ نہ روکین تو اُنکو پکڑو اور

اقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا ۝ ۹۱ ع ۱۴

مارو جہان پاؤ اور ان پر ہمنے ملادی تمکو سند صریح

جاننا چاہیے کہ سبب نزول آیات مین روایتین مختلف ہین اور توفیق ان روایات مین ادنیٰ تامل سے ہوسکتی ہو اگرچہ معنی آیات ربانی کے
کچھ شان نزول پر موقوف نہین وہ خود ظاہر ہین مگر آنکہ شان نزول سے معنی مین وضاحت ہو جاتی ہی پس مفسرین نے شان نزول یہ بیان کیا جب
رسول اللہ صلعم جنگ اُحد کیواسطے مدینہ سے نکلے تو احد تک پہونچنے سے پہلے راہ مین سے کچھ لوگ جو آپکے ساتھ نکلے تھے واپس آئے اور ساتھ نہ دیا پھر اصحاب
رسول اللہ صلعم ان لوگون کے حق مین دو فریق ہوگئے ایک فریق نے کہا کہ ہم ان لوگون کو قتل کرینگے اور ایک فریق نے کہا کہ نہین یہ لوگ
مسلمان ہین پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا فما لکم فی المنافقین فئتین - پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مدینہ شہر طیبہ ہی اور یہ خبث کو یعنی نجس کو
دور کرتا ہو جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہی - رواہ احمد عن زید بن ثابت وقد رواہ البخاری ومسلم - اور واضح ہو کہ ساتھ چھوڑکر
لوٹنے والے وہ عبد اللہ بن ابی ابن سلول منافق و اسکے ساتھی تھے وہ تین سو آدمیون کو لیکر راہ مین سے لوٹ آیا اور آنحضرت صلعم فقط سات سو
آدمیو نکے ساتھ رہگئے تھے کما رواہ محمد بن اسحاق فی غزوۃ احد - اور عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ایک قوم کے حق مین یہ کلام نازل
ہوا جو مکہ مین تھے اور زبان سے انھون نے اسلام کا اقرار کیا تھا اور مشرکون کو مدد دیتے تھے پھر وہ اپنی کسی ضرورت سے مکہ سے باہر نکلے
اور سفر کیا اور کہنے لگے کہ اگر ہم نے محمد صلعم کے ساتھیون سے سامنا ہوگیا تو ہم کو انسے کوئی خوف نہین ہی پھر مومنین کو جب یہ خبر پہونچی کہ وہ لوگ
مکہ سے باہر نکلے ہین تو مومنون میں سے ایک گروہ نے کہا کہ چلو ان نامردون کو قتل کردین کہ وہ ہمارے دشمن کو ہمپر مدد دیتے ہین اور دوسرے فریق نے
کہا کہ سبحان اللہ تم ایسے لوگو نکو قتل کروگے جنھون نے تمھارے مانند اسلام کا زبان سے اقرار کیا ہی تو فقط اتنی بات پر کہ انھون نے ہجرت
نہین کی اور اپنا دیس نہین چھوڑا ہی ہم انکے خون ومال حلال کرلین پس اسیطرح دو فریق رہے اور رسول اللہ صلعم ان دونون کے پاس

Marfat.com

خاموش تھے دونوں میں سے کسی فریق کو منع نہیں فرماتے تھے یہانتک کہ یہ آیت اُتری۔ فمالکم فی المنافقین فئتین (رواہ ابن ابی حاتم اور
ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وعکرمہ ومجاہد وضحاک وغیرہم سے بھی اسکے قریب مروی ہے مترجم کہتا ہے کہ قولہ حتی یہاجروا فی سبیل اللہ جو آیت میں ہے اس
اخیر سبب نزول سے اوفق ہے۔ اور محی السنہ نے معالم میں کہا کہ مجاہدؒ نے فرمایا کہ ایسی قوم کے حق میں ہے جو مدینہ میں آکر مسلمان ہوئے پھر دل سے مرتد ہوگئے اور
حضرت صلعم سے مکہ جانے کی اجازت مانگی تاکہ وہانسے مال لاوین جس سے تجارت کیا کرین پھر مکہ میں جاکر وہین ٹھہر رہے اور بعض نے فرمایا کہ چند قریش کے حق میں
ہے جو مدینہ آکر مسلمان ہوئے پھر نادم ہوکر مدینہ سے نکلکر دور پہونچکر وہانسے رسول اللہ صلعم کو لکھ بھیجا کہ ہم اسی عقیدہ ایمان پر ہین جسپر آپ سے جدا ہوئے
ولیکن ہمکو مدینہ کی آب و ہوا موافق نہوئی اور اپنے وطن کا اشتیاق بڑھا ہے پھر یہ لوگ مکہ سے بغرض تجارت ملک شام کی طرف گئے اور مسلمانونکو یہ خبر پہونچی
تو مومنین میں انکے بارہ میں ویسا ہی اختلاف پڑا جیسا کہ عوفی کی روایت ابن عباس میں آخر تک مذکور ہے مترجم کہتا ہے کہ روایت زید بن ثابت جو للامام احمد و بخاری
ومسلم نے اخراج کی ہے براہ اسناد اجود واصح ہے و سبب نزول دوم بحسب معنے آیت اوفق ہے اور شاید کہ مطلقاً منافقین کے حق میں ہو پس غزوہ احد سے ساتھ چھوڑنے
والونکے حق میں اور مکہ کے اندر دارالحرب میں بعد دن ہجرت اور وقت پر مشرکون کی مدد کرنے والون کے حق میں اور مدینے سے بھاگ جانے والے لوگونکے
حق میں بھی ہو بمعنے آنکہ سب کو شامل ہے۔ **فَمَا لَكُمْ**۔ ای ماشانکم صرتم **فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ** ۔ فرقتین۔ یعنے تمھارا کیا حال ہے
کہ تم ہوگئے ہو در بارۂ منافقون کے دو فرقہ **ف** جاننا چاہیے کہ مدارک و بیضاوی وغیرہ میں ہے کہ فئتین حال ہے اور عامل اسکا مالکم یا مالکم ہے
ای تم کیا کرتے ہو۔ بمانند آنکہ مالک قائما۔ سیبویہؒ نے کہا کہ جب تو کہے کہ مالک قائما۔ تو اسکے معنے یہ ہین کہ تو کیون کھڑا ہوا۔ اور فی المنافقین
حال ہے فئتین سے لے متفرقین فیہم۔ یا ضمیر سے حال ہے ای فمالکم تفترقون فیہم۔ اور افتراق کے معنے لفظ فئتین یعنے فرقتین سے مستفاد ہین لیکن
علامہ تفتازانیؒ نے تصریح کی کہ فی المنافقین متعلق تفرق واختلاف ہے جو فرقتین سے مستفاد ہے اور شاید مراد یہ ہو کہ تعلق بطریق حالیت ہے
الحاصل مسلمانون کا اضطراب رفع کردیا کہ منافقون کے بارہ میں تمھارا پریشان خاطر ہونا کیون ہے تم جان لو کہ۔ **وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ**۔ ردہم۔ اللہ تعالےٰ
نے انکو مردود کیا۔ **بِمَا كَسَبُوْا**۔ من الکفر والمعاصی بسبب اس چیز کے جو کمائی انھون نے یعنے کفر وگناہ کثیر بلا توبہ۔ اور بعض نے کہا کہ مامصدریہ ہے
ای بکسبہم یعنے بسبب انکی کمائی کے پس یہ لوگ اسی پھٹکار پر مرینگے۔ **اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ**۔ کیا تم چاہتے ہو کہ
جسکو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اسکو راہ پر لے آو **ف** اگر کہا جاوے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم یہ تو نہین چاہتے تھے کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اسکو
ہدایت پر لاوین تو جواب یہ کہ شان نزول میں بیان ہوا کہ صحابہ رضؓ میں سے ایک فرقہ کہتا تھا کہ وہ اسلام لائے اور مسلمان ہین پس انکو ہدایت پائے
ہوؤن میں شامل کرتے تھے اسپر اللہ تعالیٰ نے انکار فرمایا اور معنی آنکہ۔ اتریدون ان تعدوہم من جملۃ المہتدین۔ یعنے کیا تم چاہتے ہو کہ انکو بھی
ہدایت یافتہ بندونمین شمار کرلو۔ فمالکم کا استفہام اور اتریدون کا استفہام دونون انکاری ہین یعنے اختلاف مت کرو بلکہ انکو منافق مردود جانو اور
انکو اہل ہدایت میں مت شمار کرو۔ **وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا**۔ اور جسکو اللہ تعالیٰ گمراہی میں چھوڑے تو اسکے لیے
تو کوئی راہ نہ پا دیگا **ف** یعنے وہ گمراہی سے خلاص نہین ہوسکتا۔ **وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا**۔ تمنا کرتے ہین کہ تم بھی
گمراہ ہوجاتے جیسے خود ہوئے ہین۔ **فَتَكُوْنُوْنَ**۔ انتم وہم۔ **سَوَآءً**۔ پس ہوجاتے وے اور تم مساوی کفر مین۔ اور لو تکفرون مین
لو مصدریہ ہے ای لوان تکفروا۔ اور یہ ودوا کا مفعول واقع ہے۔ حاصل آنکہ یہ لوگ تمنا کرتے ہین تمھارے کفر کی تاکہ تم اور وہ دونون آپس مین
یکسان ہوجاؤ اور منشا اس تمنا کا یا تو انکے دل کی سیاہی اور حتمی گمراہی ہے یا مومنون کی عداوت و انکے بغض وحسد ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا۔ **فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ**۔ پس تم مت بنائیو انمین سے اپنے اولیا یعنے دوست کہ ان سے موالات رکھو اگرچہ وہ

[illegible]

Marfat.com

ایمان کا کلمہ ظاہر کرین۔ یعنے ایمان ظاہر کرنے پر انسے اکتفا کرکے موالات نکرو کیونکہ وہ منافق ہین۔ حَتّٰی یُہَاجِرُوْا فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ ہجرۃ صحیحۃ تحقق ایمانہم۔ جبتک کہ راہ الٰہی مین جہاد نہ کرین ف اسی صحیح ہجرت کہ انکے ایمان کو تحقیق ثابت کرے۔ بیضاوی
نے فرمایا کہ فی سبیل اللہ سے وہ راہ الٰہی مراد ہی جسپر چلنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہی حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ کی راہ پر خالص اللہ ورسول کیواسطے چلین
کسی ورغرض سے نہ چلین۔ آور معالم مین ہی کہ عکرمہؒ نے فرمایا کہ یہ دوسری ہجرت ہی اور ہجرت تین طرح پر ہی اول ہجرت مومنون کی ابتدا
اسلام مین جو مراد ہی قولہ تعالیٰ للفقراء المهاجرین۔ آور قولہ ومن یخرج من بیتہ مهاجرا الی اللہ ورسولہ۔ اور مانند اسکے دیگر آیات سے۔ دوم
ہجرت منافقین اور وہ اسطرح کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ صبر و امید ثواب کے ساتھ راہ خدا مین نکلین جیسے یہان قولہ حتی یہاجروا فی سبیل اللہ
مین ذکر فرمایا آور سوم ہجرت عام جو نبی صلعم نے فرمایا کہ المهاجر من ہجر مانہی اللہ عنہ۔ یعنے ہجرت کرنیوالا وہ ہی جسنے وہ باتین چھوڑین جنسے اللہ تعالیٰ
نے منع فرمایا ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر عبد اللہ بن ابی منافق وغیرہ مراد ہین تو راہ خدا مین جہاد بہ نیت خالص بصبر و ثواب مراد ہونا اوفق ہی
اور اگر اہل مکہ بنا بر روایت ابن عباس و مجاہد وغیرہ مراد ہون تو ہجرت بمعنی معروف ظاہر ہی واللہ اعلم۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا۔ پھر اگر انھون نے منھ موڑا
ف اور ہجرت مذکور سے باز رہے آور جس حال پر ہین اُسی پر رہے۔ فَخُذُوْهُمْ۔ بالاسر۔ تو پکڑ لو انکو قید کر لینے کے ساتھ ف یعنے
جب تم کو انپر قدرت حاصل ہو چنانچہ فرمایا۔ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ۔ اور قتل کرو اُنکو جہان کہین پاؤ۔ یعنے
چاہے حلؔ مین ملین یا حرم مین ہاتھ آوین کیونکہ انکا حکم مانند مشرکون کے ہی وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا۔ اور مت بناؤ ان مین سے
ولی ف کوئی ایسا ولی مت بناؤ کہ جس سے تم دلی دوستی کرو۔ وَّلَا نَصِيْرًا۔ اور نہ ایسا مددگار کہ اس سے اپنے دشمن پر مددگاری
چاہو ف پھر اللہ تعالیٰ نے انمین سے بعض کو اس حکم سے مستثنیٰ کیا بقولہ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ۔ یلجئون۔ سوائے ان لوگون کے
جو پہونچتے ہین ای پناہ لینے والے ہوتے ہین۔ اور جگہ پکڑتے ہین۔ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ۔ ایسی قوم
کی طرف کہ تمھارے اور اس قوم کے درمیان مین میثاق ہی یعنے عہد ہی تمھاری طرف سے امان کا انکے لیے اور جو انسے جا ملے اسکے لیے
جیسے آنحضرت صلعم نے ہلال بن عویمر الاسلمی سے معاہدہ کیا تھا۔ معالم مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے خروج مکہ کے وقت اس سے معاہدہ کیا کہ نہ اسکی
اعانت اور نہ اسپر کسی کی اعانت ہوگی اور ہلال کی قوم یا غیر مین سے جو اسکے پاس پناہ گیر ہوا تو اسکے لیے بھی ویسے ہی امان ہوگی جیسے ہلال
کے لیے ہی اور استثنا مذکور فقط گرفتار و قتل کرنے سے ہی موالات سے نہین کیونکہ کافرون سے موالات کرنا تو کسی حال مین روا نہین ہے
اور حاصل کلام یہ کہ اعراض کرنیوالون کو گرفتار و قتل کرو سوائے انمین سے اُن لوگون کے جو ایسی قوم سے واصل ہون یعنے پناہ پکڑین
جنکو تم سے عہد و ذمہ ہی۔ تو ان پناہ پکڑنیوالون کا بھی وہی حکم قرار دو جو اس قوم کے واسطے تمنے مقرر کیا ہی ایسا ہی سدیؒ ابن زیدؒ ابن جریرؒ
نے تفسیر کیا۔ اَوْ۔ الذین۔ جَآءُوْكُمْ۔ یا وہ لوگ کہ آئے تمھارے پاس۔ یہ عطف ہی۔ الذین یصلون پر اور بعض نے کہا کہ صلہ پر اور
بیضاوی نے کہا کہ اول اظہر ہی اور بعض نے کہا کہ جاؤ مین آنے سے اتصال و ترک معاندہ و مقاتلہ مراد ہی درحقیقت آنا مراد نہین ہی پس
مابعد اسکا بیان ہی یعنے قولہ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ۔ اور بیضاوی وغیرہ کے مانند مفسر جلال نے اسکو
جملہ حالیہ قرار دیا بتقدیر حرف قد۔ چنانچہ کہا۔ قد حصرت ای ضاقت صدورہم عن ان یقاتلوکم مع قومہم یعنے سوائے ان لوگون کے جو
آئے تمھارے پاس درحالیکہ تنگ ہوئے سینہ انکے اس بات سے کہ لڑین تمسے اپنی قوم کے ساتھ ہوکر۔ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ۔ معکم
ای ممسکین عن قتالکم و قتالہم فلا تتعرضوا الیہم باخذ ولا قتل۔ یا یہ کہ لڑین اپنی قوم سے تمھارے ساتھ ہوکر۔ ان دونون باتونکی کشمکش

Marfat.com

مین انکا سینہ بھچا ہوا ہی حاصل یہ کہ آئے تمھارے پاس درحالیکہ رُکنے والے ہین تمسے لڑنے اور اپنی قوم سے لڑنیسے پس تم ایسونکے ساتھ گرفتار کرنے اور قتل کرنیکا تعرض مت کرو اور شیخ ابن کثیرؒ نے تفسیر مین کہا کہ یہ ایک دوسری قوم مستثنیٰ ہی اور معنی یہ کہ سوائے ان لوگونکے جو آئے تمھارے پاس یعنے تمھاری لڑائی مین مصاف مین آئے درحالیکہ انکے دل بھچے ہوئے تھے اس سے کہ تمسے قتال کرین اور یہ بھی انپر آسان نہین ہوتا تھا کہ تمھارے ساتھ ہوکر اپنی قوم سے لڑین پس وہ نہ تمھارے نفع کے ہین اور نہ تمھارے ضرر پر ہین۔ پھر لکھا کہ یہ لوگ مانند جماعت بنی ہاشم کے ہین جو مشرکین کے ساتھ نکلکر جنگ بدر مین حاضر ہوئے تھے مثل حضرت عباس بن عبدالمطلب وغیرہ کے اور اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز عباسؓ کے قتل سے منع کیا اور قید کرلینے کا حکم فرمایا تھا مترجم کہتا ہی کہ ایک اور قوم بھی آگے مذکور ہی کہ اسکو بھی ایک شرط سے چھوڑنیکا حکم فرمایا ہی جیسے ان مذکورین کی نسبت ترک قتل کا حکم دیا۔ اگر کہا جاوے کہ مشرکین عرب سے سوائے اسلام کے مقبول نہونا تو مذہب ہی اور سوائے مشرکین عرب کے دوسرون سے اسلام یا جزیہ ہی تو جواب یہ کہ یہ حکم پہلے تھا چنانچہ مفسر جلالؒ نے مانند اورون کے کہا کہ ہذا وما بعدہ منسوخ بآیۃ السیف یعنے یہ اور اسکے مابعد جو حکم مذکور ہی آیۃ السیف کے حکم سے منسوخ ہی یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاقتلوا المشرکین کافۃ الآیۃ جسکا حاصل یہ کہ مشرکین مین سے کسی کی خصوصیت واستثنا نہین ہی سب سے لڑو یہانتک کہ اسلام لاوین یا جزیہ دین قال ابن کثیر اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم الآیۃ سے یہ حکم جو یہان مذکور ہوا منسوخ ہی اور احادیث صحیحہ بھی اسکے نسخ پر دال ہین اگر احادیث آحاد سے نسخ تجویز کیا جاوے اگرچہ یہ فی المعنے مشہور سے کم نہین ہین فافہم۔ وَلَوْشَآءَ اللّٰہُ تسلیطہم علیکم۔ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ انکو مسلط کرنا تمپر لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ۔ بان یقوی قلوبہم تو البتہ مسلط کردیتا انکو تمپر باین طور کہ انکے دلون کو قوی کردیتا فَلَقٰتَلُوْكُمْ پس وہ لوگ تمسے لڑائی کرتے۔ ولکنہ لم یشاء فالقی فی قلوبہم الرعب۔ ولیکن اُسکا فضل ہی تمپر کہ یہ نہین چاہا پس اُنکے دلو نمین رعب ڈالدیا فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ۔ سو اگر یہ لوگ تم سے یکسوئی اختیار کرین کہ تمسے قتال نکرین۔ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ اور ڈالین تمھاری طرف سلامتی کو۔ ای الصلح ای انقادوا یعنے صلح کو کہ تمسے صلح کی درخواست کرین بدون جزیہ قبول کرنیکے اور حاصل یہ کہ تمھاری انقیاد اور اطاعت کرین معاملہ دنیا مین۔ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا۔ طریقًا بالاخذ والقتل تو نہین کردی اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے انپر کوئی سبیل یعنے راہ گرفتار کرنے یا قتل کرنیکی یعنے ابھی تمپر یہ حکم ہی کہ انکو قید و قتل مت کرو اسکی کوئی راہ نہین جب تک وقت نہ آوے اور دوسرا حکم نازل نہو۔ جو علم آلہی مین اپنے وقت پر نازل ہونیوالا ہی پھر اللہ تعالیٰ نے قسم سوم کو بیان فرمایا۔ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ۔ تم ایک دوسری قوم پاؤگے۔ اور یہ لوگ ظاہر مین تو پہلون کے مانند ہین ولیکن انکی نیت مین فرق تھا چنانچہ فرمایا۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ۔ باظہار الایمان عندکم۔ یعنے یہ نیت رکھتے ہین کہ تمسے امن کرلین باینطور کہ تمھارے پاس ایمان ظاہر کرین۔ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ۔ بالکفر اذا رجعوا الیہم وہم اسد وغطفان۔ اور امن کرلین اپنی قوم سے باینطور کہ کفر کرتے ہین جب قوم والون پاس لوٹ جاتے ہین اور یہ لوگ قبیلہ اسد و قبیلہ غطفان تھے جیسا کہ کلبیؒ نے ابی صالح کیواسطہ سے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ اسد و غطفان کے لوگ تھے جو حاضرین مدینہ سے تھے اور منافقانہ دکھلانے کو کلمہ اسلام زبان سے نکالتے حالانکہ مسلمان نہ تھے اور انمین سے بعض سے اسکی قوم والے پوچھتے کہ تو کس چیز پر ایمان لایا تو کہتا تھا کہ اس بچھو پر اس گوہ پر اور جب اصحاب رسول اللہ صلعم سے ملتے تو کہتے کہ ہم تو تمھارے دین پر ہین اور مراد انکی یہ تھی کہ دونون فریق سے امن مین ہین اور ضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یہ بنو عبدالدار تھے جو اسی صفت پر تھے کذا فی المعالم مترجم کہتا ہی کہ بنو عبدالدار شاید مکہ سے مدینہ مین آتے ہونگے کیونکہ قولہ

اذا رجعوا الیهم - اس امر پر دلالت کرتا ہی کہ یہان حاضر ہونے والون کا بیان ہی اور ابن کثیرؒ نے ذکر فرمایا کہ ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے حکایت کیا کہ یہ آیت اہلِ مکہ مین سے ایک قوم کے حق مین ہی جو نبی صلعم کے پاس آکر دکھلانے کو کلمۂ اسلام بولتے پھر قریش کی طرف لوٹ جاتے اور وہان بتون پر سر اوندھاتے اس سے مراد انکی یہ تھی کہ یہان اور وہان دونون جگہ مامون ہون مترجم کہتا ہی کہ ظاہر آیت کریمہ عام شامل ہی چنانچہ شیخ ابن کثیرؒ نے خود اختیار کیا کہ یہ لوگ اہلِ نفاق تھے جو آنحضرت صلعم اور آپکے اصحاب سے اپنا اسلام ظاہر کرتے تاکہ اپنی اولاد جان و مال پر بے کھٹک ہو جاوین اور در پردہ کافرون سے انکے پاس بت پرستی کرتے اور انکی طرح شرک کرتے تاکہ انسے بے خوف ہین۔ مشارالیہ منافقین۔ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ دعوا الی الشرک ہر بار جبکہ رد کیے جاتے ہین فتنہ کی طرف یعنے بلائے جاتے ہین شرک کی طرف قال السدیؒ فتنہ یہان بمعنی شرک ہی اور بعض نے کہا یعنے جب انکی قوم والے انکو بلاتے ہین فتنہ برپا کرتے یعنے مسلمانون سے لڑنیکو۔ اُرْكِسُوْا فِيْهَا - وقعوا اشد وقوع - تو گر پڑتے ہین فتنہ مین سخت گرنا یعنے فتنہ مین منہمک ہو جاتے ہین اور اصل ہین رکس بمعنے اوندھا کرنا کسی چیز کا حاصل آنکہ جب اپنی قوم شرک پاس جاتے ہین تو شرک مین اوندھے گر پڑتے ہین۔ پھر ایسے لوگون کی نسبت حکم دیا کہ۔ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ یترک قتالکم پس اگر تمسے اعتزال یعنے ایک طرف ہو جانا نہ اختیار کرین باینطور کہ تمسے لڑنا چھوڑ دین۔ وَ عطف ہی یعتزلوا پر ای ولم - يُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ - اور نہ القا کرین تمھاری طرف صلح یعنے تمھارے مطیع و منقاد ہون۔ وَ لم - يَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ عنکم - اور نہ روکین اپنے ہاتھون کو تمسے - یعنے تمسے لڑنا نہ چھوڑین اپنی قوم کے ساتھ ہو کر۔ فَخُذُوْهُمْ - بالاسر - تو پکڑ لو انکو یعنے گرفتار کر لو۔ لڑائی مین اگر مقتول نہون اور انسے لڑنے مین کچھ مضائقہ نہین۔ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ - اور مار ڈالو انکو جہان انکو پاؤ خواہ ایسی جگہ پاؤ جو حل کہلاتی ہی کہ وہان قتال کرنا حلال ہی اور خواہ حرم مین پاؤ جہان بدون حکم شرع کے قتال وغیرہ حلال نہین ہی حاصل آنکہ ایسونکا قتل کرنا حرم مین بھی روا ہی چنانچہ فرمایا۔ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا - اور یہ لوگ جنکا حال مذکور ہوا ایسے ہین کہ انپر ہمنے تمکو سلطان مبین دیدی - ای برہانا مبینا ظاہرا علی قتلہم وسبیہم لغدرہم - یعنے دلیل روشن کھلی ہوئی ظاہر دیدی انکے قتل کرنے اور گرفتار کرنے پر بسبب انکے غدر کرنے کے پھر معلوم ہوا کہ نسخ ہو کر اب تو بدون شرط کے انکا قتال جائز ہی ف عرائس مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ودوا لو تکفرون کما کفروا فیکونون سواء فلا تتخذوا منہم اولیاء - شیخ نے اسمین سے اشارہ بطور فائدہ یون بیان کیا کہ ربوبیت سے جب کسی عارف کو باطل توڑنے کی شان حاصل ہوتی ہی اور غیب سے اسکا ظہور ہوتا ہی اور عالم مین اسکا غلبہ و سلطنت ظاہر ہوتی ہی تو حاسدون کی حسد اسپر جوش کھاتی ہی اور انکو خوف پیدا ہوتا ہی کہ اب ہماری مکاری و سالوسی برباد ہوئی اور عام خلق مین فضیحت ہونگے تو اسکے ساتھ حیلہ انگیزیان کرتے ہین جیسے فرعون کے حسد سے موسیٰ علیہ السلام کے ساحرون نے موسیٰؑ کے ساتھ کیا تھا تاکہ بعضے خیالات شیطانی و مکر نفسانی مین ڈالین چنانچہ ریاست دنیا و مرتبہ و منزلت دنیا حضرت موسیٰؑ کے سامنے مزین و آراستہ کی تاکہ وہ انکے زعم باطل کے موافق فضیحت ہون اور یہ نہ جانا کہ اللہ عزوجل اپنے مقبول و نیک بندونکا حافظ و ناصر ہی انکو اپنی نگاہداشت ازلی و ابدی سے محفوظ رکھتا ہی بعض مشائخ نے اس سے یہ اشارہ نکالا کہ جھوٹے مدعی یہ چاہا کرتے ہین کہ جو لوگ سچے احوال والے اولیاء اللہ ہین وہ بھی انکے مانند دنیا کے فریب مین پڑجاوین تاکہ مدعی اپنے دعوے مین فضیحت نہون پس اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک یعنے قولہ فلا تتخذوا منہم اولیاء سے نیک بندونکو تہدید کردی کہ انکے ساتھ میل جول نرکھین تاکہ انکی بدبختی سے محفوظ رہین

قال المترجم پھر جب غدارون کے قتل و قید پر برہان ظاہر و باہر سے اجازت دی تو مومن کے قتل سے منع اور چوکنے کے احکام فرمائے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ

اور مسلمان کا کام نہین کہ مار ڈالے مسلمان کو مگر چوک کر اور جس نے مارا مسلمان کو چوک کر تو آزاد کرنی گردن ایک مسلمان کی اور

دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ

خون بہا ہونچانی اُسکے گھر والون کو مگر کہ وہ خیرات کرین پھر اگر وہ تھا ایک قوم مین کہ تمھارے دشمن ہین اور آپ مسلمان تھا تو آزاد کرنی

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ

گردن ایک مسلمان کی اور اگر وہ تھا ایک قوم مین کہ تم مین اور اُن مین عہد ہے تو خون بہا پہونچانی اُسکے گھر والون کو

وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۫ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ

اور آزاد کرنی گردن ایک مسلمان کی پھر جسکو پیدا نہو تو روزہ دو مہینے لگتے بخشوانے کو اللہ سے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۹۲

اور اللہ جانتا سمجھتا ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا ۔ ای ماینبغی لہ ان یصدر منہ قتل لہ ۔ یعنے نہین سزاوار ہی مومن دیندار کو یہ کہ صادر ہو اس سے قتل اپنے کسی دیندار بھائی مومن کا ۔ معالم وغیرہ مین کہا کہ یہ نفی بمعنے نہی ہی جو مقتضی تحریم ہی کیونکہ خبر ہونے کی صورت مین اسکا صدق ضروری ہی پس کوئی مومن نہ پایا جائیگا جس نے دوسرے مومن کو قتل کیا ہو قال المترجم یہ استدلال فاسد ہی اور ملازمت ممنوع ہی ہان یہ لازم آتا ہی کہ شرعی سزاواری کے ساتھ کوئی مومن ایسا نہ پایا جائیگا جس نے دوسرے مومن کو قتل کیا ہو پس اگر کوئی مومن پایا گیا جسنے دوسرے مومن کو قتل کیا ہی تو شرعی سزاواری کے ساتھ پایا گیا بلکہ ناسزا حرکت کے ساتھ پایا گیا پس نہی اسکو لازم ہی فافہم ۔ اِلَّا خَطَـًٔا مخطأ فی قتلہ من غیر قصد ۔ یعنے قاتل نہوگا مگر باین طور کہ بدون قصد کے اس سے قتل کرنا صادر ہوگیا مفسرؒ نے خطا کی تفسیر بدون قصد ہونے سے بہت اچھی بیان کی جسمین خطا و چوک کی سب صورتین و وجہین آگئین ۔ اور مخطأ سے تفسیر کرنے مین اشارہ کیا کہ نصب اسکو بنا بر حال واقع ہونیکے ہی آی لیس لہ قتلہ فی حال من الاحوال الاحال مخطأ یعنے الا در حالیکہ وہ خطا کرنیوالا ہو بھائی مومن کے قتل مین ۔ اور بعض نے کہا کہ مفعول لہ ہی یعنے نہین قتل کریگا اسکو کسی علت سے سوے علت خطا کے ۔ اور کہا گیا کہ صفت مصدر محذوف ہی اے ما کان لہ ان یقتلہ قتلاً الا قتلاً خطأ ۔ اور ظاہرا یہ توجیہ سلیس ہی ۔ اور کہا گیا ہی کہ استثنا منقطع ہی پس قولہ الا خطأ ای لکن ان قتلہ خطأ فجزاءہ ما یذکر یعنے لیکن اگر اسکو چوک کر قتل کیا تو جزا اسکی وہ ہی جو آیندہ مذکور ہی ۔ اور پوشیدہ نہ رہے کہ استثنا منقطع ہونا یہان اجود بلکہ صواب ہی اسواسطے کہ ما کان کے ساتھ استثنا متصل کے یہ معنے ہوجاوینگے کہ الا خطا سے سزاوار ہی حالانکہ یہ مراد نہین ہی و ما قیل ان ما کان بمعنے النہی فالمعنے لا یقتلہ الا خطأ فلا یجدی اذ لا یندفع بہ ما قلنا فلیتامل ۔ پھر واضح ہو کہ آیت کے سبب نزول مین اختلاف ہی معالم مین کہا کہ نزول اسکا عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی کے حق مین ہوا اور بات یہ ہوئی کہ آنحضرت صلعم کی ہجرت کرنے سے پہلے مکہ ہی مین عیاش آپ کے پاس حاضر ہوکر مسلمان ہوا پھر اس خوف سے کہ اسکا اسلام اسکی قوم والون کو ظاہر ہوگا بھاگ کر مدینہ مین آیا اور یہان متحصن ہو بیٹھا اور اسکی مان اسکے لیے کمال پریشان ہوئی نام اسکا اسماء بنت مخرمہ تھا اور یہی ابو جہل کی مان اور حرث بن زید کی بھی مان تھی قال فی المعالم اور اسنے اپنے بیٹے حرث بن زید اور ابو جہل بن ہشام سے جو عیاش کی مان کی طرف سے بھائی تھے کہا کہ واللہ مین نہ کھاؤنگی نہ پیونگی نہ سایہ مین بیٹھونگی جب تک تم اسکو میرے پاس دلاؤگے یہ دونون نکلکر مدینہ آئے اور عیاش سے مان کا حال کہا اور اللہ تعالیٰ کو درمیان دیا کہ ہم دین بارہ مین تجھے نہ ستاوینگے اور نہ روکینگے تب عیاش نکلکر انکے ساتھ ہوا راہ مین انھون نے اسکو باندھکر سو کوڑے مارے جب مکہ لائے تو اسکی مان نے بندھا ہوا دھوپ مین

ڈالا اور قسم کھائی کہ نہ کھولوں جبتک کفر نہ کرے۔ عیاش پڑے رہے جبتک پڑے رہے آخران لوگوں کی مراد کے موافق کہدیا اور کھلے۔ پھر حرث بن یزید
بن ابی نیسہ نے آکر کہا کہ اگر تو راہ پر تھا تو اب تو نے ہدایت چھوڑی اور اگر گمراہی پر تھا تو گمراہ تھا اس بات سے عیاش کو غصہ آیا اور کہا کہ واللہ اگر تنہا پاؤنگا
تو تجھے ٹکڑے کر دونگا پھر اسکے بعد عیاش مسلمان ہوکر مدینہ کو ہجرت کر گئے پھر اسکے بعد حرث بن زید بھی مسلمان ہوکر مدینہ کو ہجرت کر گئے ولیکن عیاش
کو معلوم نہوا۔ اتفاق سے عیاش نے حرث کو حرہ مین دیکھکر حملہ کیا اور قتل کر ڈالا یہ سمجھکر کہ وہ کافر ہی پھر لوگون نے کہا کہ تیری خرابی ہو تو نے یہ کیا کیا کہ مسلمان کو
قتل کر ڈالا وہ پریشان ہوکر حضرت صلعم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ میرا اور حرث کا قصہ و ماجرا آپ کو معلوم ہی اور مجھے اسکے اسلام کا حال معلوم نہوا جبکہ
مینے اسکو قتل کیا تب یہ آیت نازل ہوئی قال المترجم رواہ ابن جریر و ابن المنذر عن السدی و قد رواہ ابن جریر عن عکرمہ اور شیخ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ مجاہد
اور ..... ن نے کہا کہ نزول اسکا عیاش بن ابی ربیعہ کے حق مین ہوا پھر مختصر روایت مذکورہ بالا کو ذکر کیا اور اسمین حرث بن یزید الغامدی مقتول کا نام اور بروز فتح
مکہ قتل کرنا مذکور ہی اور روایت عکرمہ مین حرث بن یزید از بنی عامر بن لوئی مذکور ہی واللہ اعلم پھر ابن کثیر نے ذکر کیا کہ عبد الرحمن بن زید اسلم نے کہا
کہ یہ ابو الدرداء کے حق مین نازل ہوا کہ انھون نے لڑائی مین ایسے شخص کو قتل کیا جسنے کلمۂ ایمان زبان سے کہا تھا پھر نبی صلعم سے کہا کہ اس نے
بچاؤ کیواسطے کہدیا تو آپ نے انکار کیا اور کہا کہ تو نے اسکا دل کیون نہین چیر کر دیکھ لیا مترجم کہتا ہی کہ صحیحین مین ایسا قصہ تو اسامہ بن زید
کے حق مین مروی ہی واللہ اعلم شاید دو قصہ واقع ہوئے ہون بالجملہ اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ کسی مومن کو روا نہین کہ اپنے مومن بھائی کو کسی
وجہ سے قتل کرے اور صحیحین مین ابن مسعودؓ سے جو ثابت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو آدمی مسلمان گواہی دیتا ہو کہ لا الہ الا اللہ اور گواہی دیتا ہو
کہ مین اللہ تعالیٰ کا رسول ہون تو اسکا خون حلال نہین مگر تین باتون مین سے ایک بات پائی جانے سے ایک تو جان کے بدلے جان اور دوم ثیب
جو زنا کرے سوم جو دین چھوڑے جماعت سے جدا ہو پس ایسی صورت مین قتل کرنا تو رعیت والون مین سے کسیکے اختیار مین نہین بلکہ یہ سلطان
کے یا اسکی طرف سے جو نائب ہو اسکے حوالہ ہی پھر مومن کا لفظ مرد و عورت دونون کو باعتبار صفت یا حکم کے یا بطور تغلیب کے شامل ہی پھر جبکہ چوک مین قتل مومن کسی سے
صادر ہو جاوے تو اسکا حکم فرمایا وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا۔ بان قصد رمی غیرہ کصید و شجرۃ فاصابہ۔ او ضربہ بما لا یقتل غالبًا۔ مفسرؒ نے خطاء سے قتل کرنے
کی دو مثالین بوجہ بیان کین ایک یہ کہ مثلاً کسی شکار کے جانور کو تیر مارنے کا یا درخت کو نشانہ لگانیکا قصد کیا پھر چوک کر تیر یا پتھر کسی مومن کے لگ گیا تو یہ
محض خطا اور چوک ہی اور دوم یہ کہ مومن کو ایسی چیز سے مارا کہ غالبًا وہ اس سے مرا نہین کرتا ہی مثلاً پتلی قمچی سے مارا اور پھر وہ اتفاق سے اس سے مر گیا تو یہ بھی خطا ہی
مگر نام اسکا شبہ العمد یعنے قتل عمد کے مشابہ رکھا گیا ہی اور مفسرؒ کی مراد یہ ہی کہ مومن کو دونون طور کی خطا سے کسی طور سے قتل کیا ہو حکم یہ ہی جو فرمایا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ
ای عتق نسمۃ یعنے تحریر بمعنے آزاد کرنا اور رقبہ جو بمعنے گردن ہی اس سے تمام جسم سے تعبیر مقصود ہی یعنے نسمۃ اور وہ آدمی آزاد کو کہتے ہین مُّؤْمِنَةٍ۔ علیہ یس
مومنۃ تو صفت ہی رقبہ کی اور علیہ متعلق بواجب ہی۔ ای فتحریر رقبۃ مومنۃ واجب علیہ یعنے قاتل خطا پر مسلمان آدمی آزاد کرنا واجب ہی وَدِيَةٌ
مُّسَلَّمَةٌ۔ مؤداۃ۔ اور دیت سپرد کی ہوئی یعنے ادا کی ہوئی۔ اِلٰٓى اَهْلِهٖ۔ اسکے اہل کو۔ ای الی ورثۃ المقتول۔ یعنے مقتول کے
وارثون کو۔ یعنے اور یہ واجب ہی کہ دیت ادا کرے مقتول کے وارثون کو۔ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا۔ یتصدقوا علیہ بان یعفوا عنہا۔ یعنے تاء
کو صاد مین ادغام کر دیا ہی کہ یصدقوا ہو گیا۔ در اصل یون ہی کہ الا ان تیصدقوا۔ یعنی الا یہ کہ صدقہ کر دین وارث مقتول کے اس قاتل پر
دیت اور اسکی صورت یہ کہ باین طور کہ وارث لوگ اس قاتل کو دیت سے عفو کر دین۔ اور حاصل کلام یہ کہ خطا سے قتل کرنیوالے پر دو باتین واجب
ہین ایک تو اللہ تعالیٰ کے گناہ کا کفارہ باین طور کہ اسپر واجب ہی کہ ایک بردہ آزاد کرے اور بردہ مین ضرور ہی کہ مومن ہو پس کافر بردہ روا نہین ہی ہان
یہ ہو سکتا ہی کہ چاہے غلام ہو یا باندی ہو کیونکہ آیت مین رقبہ مومنہ ہی وہ دونونکو شامل ہی اور ایسی ہی آیت مین یہ عموم بھی ہی کہ چاہے رقبہ مذکور بالغ

لہ [illegible]

ہو یا بالغ نہو۔ اور یہی جمہور کا قول ہی کما قال ابن کثیر لیکن تردد یہ ہی کہ مومن ہونیکا اعتبار صغیر مین ہو گا یا نہین تو جمہور نے حکما اعتبار کیا اور ابن جریر نے یہ اختیار کیا کہ اگر اسکی مان و باپ دونون مسلمان موجود ہون تو کافی ہی ورنہ نہین۔ اور ابن عباس و شعبی و نخعی و حسن بصری کے نزدیک صغیر نہین کافی ہی اور قتادہ سے مروی ہی کہ مصحف ابی بن کعب مین رقبۃ مومنۃ کے ساتھ لایجزی فیہا صبی کی تفسیر بھی لکھی ہوئی تھی۔ اور امام احمد نے باسناد صحیح روایت کی کہ انصار مین سے ایک شخص ایک حبشی باندی لایا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلعم مجھپر ایک مومنہ بردہ آزاد کرنا واجب ہی پس اگر آپ کے علم مین یہ مومنہ ہو تو اسکو مین آزاد کر دون آنحضرت صلعم نے باندی کو فرمایا کہ تو گواہی دیتی ہی کہ لا الٰہ الا اللہ کوئی معبود نہین جسکی عبادت راست ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ تو باندی نے کہا کہ ہان پھر آپنے فرمایا کہ تو گواہی دیتی ہی کہ مین اللہ تعالیٰ کا رسول ہون اسنے کہا کہ ہان۔ پھر آپنے فرمایا کہ تو ایمان لاتی ہی کہ موت کے بعد قیامت کو مردے اُٹھائے جاوینگے اُسنے کہا کہ ہان۔ تو آنحضرت صلعم نے انصاری کو فرمایا کہ اسکو آزاد کر دے۔ قدر و بنا ہذہ القصۃ فی الموطا و مسند الشافعی و احمد و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد والنسائی نحوہا ذکرہ۔ امر دوم جو واجب ہوتا ہی وہ یہ ہی کہ خطاسے قتل کرنیوالا مقتول کے اہل کو یعنے لوگونکو جو اسکے وارث ہین مقتول کی دیت دیوے بشرطیکہ وہ لوگ معاف نہ کرین ورا گر معاف کرین تو معاف ہو جائیگا اور قولہ الا ان یصدقوا۔ مگر آنکہ وہ لوگ تصدق کر دین اسمین اشارہ ہی کہ خطا کی صورتمین دیت سے درگزر کرنا اولیٰ ہی اور صدقہ کا ثواب حاصل ہو گا اور چاہین تو دیت لے لین اگر صدقہ کی لیاقت نہ ہو قال المفسر رح و بینت السنۃ انہا مأۃ من الابل عشرون بنت مخاض وکذا بنات لبون و بنو لبون و حقاق و جذاع وانہا علی عاقلۃ القاتل۔ وہم عصبتہ الا الاصل والفرع موزعۃ علیہم علی ثلث سنین علی الغنی منہم نصف دینار والمتوسط ربع کل سنۃ فان لم یفوا فمن بیت المال فان تعذر فعلی الجانی۔ مفسر رح نے اجتہاد امام شافعی رح کے موافق دیت کی تفصیل کی اور مترجم اسمین اختلاف ائمہ خصوص مذہب امام ابو حنیفہ رح بھی بیان کرتا جائیگا۔ پس سنت نے اس دیت کو جو آیت مین مجمل مذکور ہی یون بیان فرمایا کہ دیت وہ سو اونٹ ہین یعنے اونٹ جو ایک جنس جانور کی ہی یہ سو عدد ہین مع نر و مادہ اور اسمین کچھ خلاف نہین پھر ان سو عدد کی تفصیل یہ ہی کہ بیس یعنی دو دو بائی تو بنت مخاض اور اسیقدر بنت لبون اور اسیقدر ابن لبون اور اسیقدر حقہ اور اسیقدر جذعہ جملہ بڑے چھوٹے سو ہوئے یہی امام مالک کا قول ہی اور قول امام ابو حنیفہ و امام احمد کا بھی یہی ہی صرف اتنا فرق ہی کہ بیس ابن لبون کے بدلے بیس ابن مخاض دیوے چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے دیت خطا مین حکم دیا کہ بیس بنت مخاض اور بیس ابن مخاض نر اور بیس بنت لبون اور بیس جذعہ اور بیس حقہ دیوے رواہ النسائی واحمد والترمذی وغیرہم من اہل السنن وقد روی عن عبد اللہ موقوفا کما روی عن علی وطائفۃ۔ اور نیز سنت پاکیزہ نے بیان فرمایا کہ یہ دیت ادا کرنا اس قاتل کے عاقلہ پر واجب ہوتی ہی خود قاتل کے مال پر نہین ہوتی ہی اور امام شافعی رح نے فرمایا کہ مین تو اسمین کوئی مخالف نہین جانتا کہ رسول اللہ صلعم نے دیت ادا کرنیکا حکم عاقلہ پر دیا ہی اور یہ جو امام شافعی رح نے فرمایا یہی اصح ہی پھر مفسر رح نے عاقلہ کو بیان کیا کہ عاقلہ وہ لوگ ہین جو عصبہ ہون مگر سوائے اصل و فرع کے۔ یعنے سوائے باپ و سگے دادا و پردادا کے جہانتک اوپر ہون اور سوائے بیٹے و سگے پوتے و پرپوتے وغیرہ کے جہانتک نیچے ہون۔ پس اصل و فرع کے سوائے بھائی و چچا و اُنکی اولاد وغیرہ جو عصبات رہے وہ عاقلہ ہین اور یہی امام مالک و امام احمد کا قول ہی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عاقلہ وہ لوگ ہین جنکے نامون کے ساتھ دیوان مین اسکا نام درج ہی اور یہ مفصل ترجمہ عالمگیری سے معلوم ہو سکتا ہی اور مترجم نے بلفظ مددگار برادری اسکا ترجمہ اختیار کیا ہی اور احادیث مین اسقدر مذکور ہی کہ آنحضرت صلعم نے عاقلہ پر دیت کا حکم دیا چنانچہ ہذیل کی دو عورتونکی لڑائی جنمین ایک حاملہ تھی اور حاملہ کو دوسری کا پتھر مارنا جس سے وہ مر گئی اس مقدمہ مین جو شبہ العمد یعنے خطا مشابہ عمد ہی حضرت صلعم نے قاتلہ عورت کے عاقلہ پر مقتول کی دیت دینے کا حکم دیا۔ کما رواہ البخاری و مسلم۔ بہرحال عاقلہ کوئی ہون اُنپر اس دیت کے ادا کرنے و پرتے ڈالنے کی کیفیت اسطرح ہی جیسے مفسر رح نے لکھا کہ موزعۃ علیہم الخ ای تجب موزعۃ الخ یعنے عاقلہ پر یہ دیت مذکورہ ادا کرنی اس حال سے واجب ہوتی ہی کہ انپر پھیلا دیجاتی ہی کہ

تین برس مین ادا کرین اور پھیلاوٹ اسطرح کہ جو مالدار تونگر ہو وہ آدھا دینار اور جو اوسط درجہ کا ہو وہ چوتھائی دینار ہر سال مین ادا کرے اور مجموعہ اسکا تعداد دیت کو پورا کرنے والا ہونا چاہیے پھر اگر عاقلہ اسکو وفا نکرین مثلاً تھوڑے لوگ ہین کہ اس مقدار سالانہ سے پوری دیت نہین ہوسکتی ہو تو مقدار بڑھائی نجائیگی مثلاً یہ نہوگا کہ ہر شخص پانچ پانچ دینار یا کم و بیش سالانہ دیوے بلکہ باقی کو بیت المال سے دیا جاویگا اور اگر بیت المال سے ادا کرنا بھی کسی عذر شرعی سے متعذر ہو تو پھر خود قاتل کے مال سے ادا کیجائیگی اور مترجم کہتا ہے کہ اسکی تفصیل فتاوی عالمگیریہ وغیرہ سے مفصل معلوم کرنی چاہیے ہان یہ رہا کہ کس وقت سے تین برس مین ادا کرین تو امام مالک و شافعی و احمد رحمہم اللہ کے نزدیک تو شروع اسکا قتل کیوقت سے ہوگا اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک شروع اسکا اسوقت سے ہوگا جسوقت کہ مقدمہ مین حاکم نے دیت مذکورہ کا عاقلہ پر حکم دیا ہے پس اس تاریخ سے تین برس مین ادا کرین - اور شیخ ابن کثیر رح نے حدیث صحیح بخاری کو نقل کیا کہ آنحضرت صلعم نے خالد بن الولید کو بنو جذیمہ کے اوپر روانہ کیا اور خالد نے انکو اسلام کی طرف بلایا وہ گھبراہٹ مین اسلمنا تو نہین کہتے جو خوب تھا بلکہ صبانا صبانا کہنے لگے پس خالد رض نے انکو قتل کرنا شروع کیا پھر یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی تو آپنے اپنے دونون ہاتھ اُٹھائے اور دعا مانگی کہ - اللھم انی ابرأ الیک مما صنع خالد - یعنے اے میرے پروردگار مین تیری جناب مین اس فعل سے جو خالد نے کیا ہو برأت و بیزاری کرتا ہون - پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجا کہ انکے مقتولونکی دیت اور انکے اموال تلف ہونیکا تاوان دیا الی آخر الحدیث پھر شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اس حدیث سے یہ حکم لیا جائیگا کہ اگر امام کے نائب سے یا امام سے قتل خطا واقع ہو تو مقتول کی دیت بیت المال سے ادا کیجاوے قال المترجم وفیہ نظر والکلام فیہ الیق بالفقہ - یہ بیان تو ایسے مومن کی خطا سے مقتول ہونیکا تھا جو دار الاسلام مین چوکنے سے مقتول ہوا فَاِنْ كَانَ - المقتول - پھر اگر ہو وہ شخص جو خطا سے مقتول ہوا - مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ - حرب - لَّكُمْ - ایسی قوم سے جو تمہارے عدو ہین یعنے ایسے کافرون مشرکون سے جنسے تمسے حرب و لڑائی ہو کوئی صلح و ذمہ نہین ہو - وَهُوَ مُؤْمِنٌ - اور حال یہ کہ یہ شخص مقتول ان دشمنون مین سے خود مسلمان تھا کیونکہ اگر کافر ہو در حالیکہ وہ قوم حربی ہو تو اسکا خون باطل و ہدر ہی حاصل آنکہ اگر خطا سے جو قتل ہوا وہ قوم حربی مین سے ہو مگر یہ مقتول ایماندار تھا تو - فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ - علی قاتلہ کفارۃ ولا دیۃ تسلم الی اہلہ لانہم حرب - آزاد کرنا رقبہ مومنہ کا واجب ہی اسکے قاتل پر بطور کفارہ کے اور اس صورت مین کچھ دیت نہین کہ اسکے وارثون کے سپرد ہو اسلیے کہ اسکے وارث لوگ تو حربی کافر ہین وَاِنْ كَانَ - المقتول - اور اگر ہو وہ شخص جو قتل ہوا - مِنْ قَوْمٍ - ایسی قوم مین سے کہ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ - جنکے اور تمہارے درمیان مین میثاق ہی - عہد کاہل الذمۃ - یعنے عہد ہے جیسے ذمی لوگ - یعنے وہ لوگ جو جزیہ قبول کرکے مسلمانون کے عہد و ذمہ مین داخل ہو کر مطیع ہوے ہین اگرچہ وہ اپنے دین پر ہین فَدِيَةٌ - لہ - تو دیت ہوگی مقتول کے لیے جو - مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ - سپرد ہوگی اس مقتول کے لوگون کو - وہی ثلث دیۃ المؤمن ان کان یہودیا او نصرانیا - و ثلثا عشرہا ان کان مجوسیا - اور مقدار اس دیت کی مومن کی دیت کی تہائی ہوگی بشرطیکہ یہ ذمی مقتول کوئی یہودی یا نصرانی ہو اور دسوین حصہ کی دو تہائی ہوگی اگر یہ مقتول مجوسی ہو تفسیر ابن کثیر مین ہی کہ اگر ذمیون مین سے یہ مقتول مسلمان ہو تو پوری دیت واجب ہوگی اور اگر کافر ذمی ہو تو اختلاف ہی ایک گروہ علما کے نزدیک کافر ہونیکی صورت مین بھی پوری دیت ہوگی قال فی المعالم یہی قول ابن مسعود رض سے مروی اور مذہب امام ابوحنیفہ و ثوری کا ہی ومثال، کافرون کے ملک مین انہین سے ایک شخص مومن مسلمان ہوگیا جسکو کافرون نے ایذا دینی شروع کی اور مارتے تھے کہ اتنے مین مسلمانونکے لشکر نے اس ملک پر چڑھائی کی اور لڑائی ہونے کے بعد بزور شمشیر اسکو فتح کیا اور کسی غازی نے اس مومن کو جو کافرون سے مسلمان ہوگیا بدون جانے ہوے یہ سمجھکر کہ کافرون مین سے ہی قتل کر ڈالا تو یہ حکم ہی کہ فقط بردہ آزاد کرے فلیتامل اور ایک گروہ نے کہا کہ مومن کی دیت کا آدھا واجب ہوگا وفی المعالم یہی قول عمر بن عبدالعزیز رح و مذہب امام مالک و احمد ہے اور تیسرا قول وہ ہی جو مفسر جلال رح نے ذکر کیا اور یہی قول حسن و سعید بن المسیب اور مذہب امام شافعی رح کا ہی

Marfat.com

وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ- اور آزاد کرنا رقبہ مومنہ کا- علی قاتلہ واجب ہی اسکے قاتل پر مترجم کہتا ہی کہ مومن مقتول میں اول تحریر رقبہ
پھر دیت فرمائی اسواسطے کہ اسکی دیت ہونیمین بسبب مدعیون کی قوت کے گمان نہین اور مقتول ذمی مین پہلے دیت دینے کو فرمایا بغرض
اہتمام کے واسکے وجوہ اور بھی ہین فافہم- فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ- الرقبۃ بان فقدہا او ما یحصلہا بہ- پھر جسنے نہ پایا یعنے رقبہ مومنہ کو نہ پایا خواہ
اس وجہ سے کہ رقبہ مومنہ ملتا ہی نہین یعنے مومن باندی یا غلام کا وجود ہی نہین یا اسطرح کہ جس چیز کے عوض اسکو حاصل کر سکتا ہو وہ اسکے
پاس نہین یعنے معاوضہ نہین ہی کہ دیکر رقبہ مومنہ حاصل کرے- فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ- تو دو مہینے کے روزے پے در پے علیہ کفارہ-
واجب ہین اسپر بطور کفارہ کے یعنی دونون مہینہ کے روزے پے در پے بدون درمیان مین افطار کرنیکے ادا کرے اور اگر بدون عذر مرض یا حیض
یا نفاس کے افطار کیا تو از سر نو پھر شروع کرے اور سفر مین اختلاف ہی ایک قول یہ کہ از سر نو شروع کرے اور دوم یہ کہ وہ بھی افطار مین عذر ہی
پھر اگر وہ شخص روزے رکھنے کی بھی استطاعت نہین رکھتا تو آیا روزے سے منتقل ہو کر ساٹھ مسکینونکو کھانا دیدے جیسے کفارہ ظہار مین ہی یا نہین
تو اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ نہین- چنانچہ مفسر رحہ نے کہا و لم یذکر اللہ تعالیٰ الانتقال الی الطعام کالظہار و بہ اخذ الشافعی فی اصح قولیہ کہ یہان اللہ تعالیٰ
نے روزے سے کھانا دینے کی طرف منتقل ہونا ذکر نہین فرمایا جیسے کفارہ ظہار مین ذکر فرمایا ہی پس طعام کی طرف منتقل نہوگا اور امام شافعی کے اسمین
دونون قول ہین لیکن اصح قول یہی ہی اور امام ابو حنیفہ کا بھی قول ہی اور یہ جو مفسر رحہ نے کہا کہ یہان اللہ تعالیٰ نے طعام کی طرف منتقل ہونا ذکر
نہین فرمایا اسکے معنے یہ ہین کہ اگر عدول الی الطعام اس کفارہ مین ہوتا تو یہ بھی منجملہ واجبات کے ہوتا اور واجب کے ذکر و بیان مین ضرورت کے
وقت سے تاخیر کر دینا بالاتفاق نہین روا ہی پس معلوم ہوا کہ طعام کے طرف انتقال یہان نہین ہی اور بعض علما نے کہا کہ اگر روزے نہ رکھ سکے
تو ساٹھ مسکینونکو مانند کفارہ ظہار کے کھانا دیوے اور یہان اسکا ذکر اسلیے نہین کہ مقام تہدید و تخویف ہی پس اطعام جسمین تسہیل و ترخیص ہی
یہان مذکور ہونا مناسب نہین ہی ولا یخفی ما فیہ من الضعف- تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ- مصدر منصوب بفعلہ المقدر- یعنے نصب اسکو بنا بر آنکہ مفعول
مطلق واقع ہی فعل محذوف کا ای تاب توبۃ من اللہ بمعنے تاب اللہ علیہ توبۃ- قبول کی اللہ تعالیٰ نے توبہ اس قاتل خطا کار کی- وَكَانَ
اللّٰهُ عَلِيْمًا- بخلقہ- دانا ہی اپنے مخلوق کا- حَكِيْمًا- فیما دبرہ لہم- یعنے جو اپنے مخلوق کے لیے انتظام و تدبیر مقرر کر دی اسمین حکمت والا ہی
واضح ہو کہ کفارہ یعنے بردہ آزاد کرنا سب صور تونمین قاتل کے مال سے واجب ہی (عاقلہ پر نہین ہی ۱۲) لیکن امام ابو حنیفہ رحہ کے نزدیک قتل عمد مین جسکا بیان آگے
آتا ہی کفارہ نہین ہی کیونکہ وہ محض کبیرہ گناہ ہی اور کفارہ مین ایک معنے عبادت کے ہین پس دوسری قسم کے قتل پر اسکا قیاس نہین ہو سکتا پھر
واضح ہو کہ جو دیت کامل مذکور ہوئی یعنے سو اونٹ تو یہ مرد آزاد مسلمان کی ہی اور اگر مملوک ہو تو منجملہ اسکے احکام کے یہ ہی کہ خطا مین اسکے جو کچھ قیمت
ہو وہ واجب ہوتی ہی- پھر اگر اونٹ نہ ملین تو درم یا دینار سے واجب ہی اور ایک قوم نے کہا کہ دیت مین واجب سو اونٹ ہین یا ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار
درم یہ قول عروہ بن الزبیر و حسن بصری کا و مذہب امام مالک کا ہی اور ایک قوم نے کہا کہ وہ سو اونٹ یا ایک ہزار دینار یا دس ہزار درم ہین- یہی قول سفیان
الثوری و ابو حنیفہ وغیرہم کا ہی قال فی المعالم اور عورت کی دیت مرد سے آدھی ہی اور مجوسی کی دیت پانچوان حصہ ہی- پھر کہا کہ عمر رضہ سے روایت ہی کہ
مجوسی کی دیت آٹھ سو درم ہین اور یہی قول سعید بن المسیب و حسن بصری کا اور مذہب شافعی کا ہی قال المترجم اور یہی مفسر جلال رحہ نے
تفسیر مین ذکر کیا ہی- اور اختلاف مین نے اوپر ذکر کر دیا ہی فافہم- اب آگے بڑا کبیرہ قتل عمد فرمایا

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ
اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کر کر تو اسکی سزا دوزخ ہی پڑا رہے اسمین اور اللہ اسپر غضب ہوا اور اسکو لعنت کی اور اسکے واسطے طیار کیا

Marfat.com

عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ ۹۳

بڑا عذاب

مترجم کہتا ہی کہ معالم التنزیل مین محی السنہ نے ذکر کیا کہ نزول اس آیت کا مقیس بن ضبابہ الکندی کے حق مین ہوا اور بات یہ ہوئی کہ وہ اور اسکا بھائی ہشام دونون مسلمان ہوے تھے پھر اسنے اپنے بھائی ہشام کو بنو النجار کے محلہ مین مقتول پایا اور رسول اللہ صلعم سے آکر ذکر کیا پس آپ نے بنی فہر مین سے ایک مرد کو اسکے ساتھ بنو النجار کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ رسول اللہ صلعم تمکو حکم دیتے ہین کہ اگر تم ہشام بن ضبابہ کے قاتل کو جانتے ہو تو اسکو مقیس کو دیدو تاکہ وہ اس سے قصاص لیوے اور اگر تم نہ جانتے ہو تو مقیس کو مقتول کی دیت دیدو پس فہری نے انکو پیغام پہونچایا تو انھون نے کہا کہ اللہ و رسول کی فرمانبرداری بسر و چشم اور ہمکو اسکا قاتل نہین معلوم لیکن ہم اسکی دیت دیتے ہین پس اسکو سو اونٹ دیے پھر دونون اونٹ لیے ہوے مدینہ کو لوٹے پھر شیطان نے مقیس کے دل مین وسوسہ ڈالا کہ تو اپنے بھائی کی دیت قبول کرتا ہی یہ ہمیشہ کو تیرے نام پر داغ رہیگا تو اپنے ساتھی کو قتل کر دے کہ ایک جان کے بجاے ایک جان ہو جاوے اور دیت بڑھتی رہے پس فہری کو غافل کر کے اسکے سر پر پتھر زور سے مارا کہ سر پھٹ گیا اور وہ مرگیا اور خود ایک اونٹ پر سوار ہو کر باقی اونٹ ہانک کر کافر ہو کر مکہ کو روانہ ہوا پس اسکے حق مین نازل ہوا قولہ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا ۔ اور جو کوئی قتل کرے کسی مومن کو متعمدًا مفسر جلال رح نے کہا ۔ بان یقصد قتلہ بما یقتل بہ غالبًا عالمًا بایمانہ یعنے قتل متعمد کے یہ معنے کہ بالنظور قتل کرے کہ قصد کرے اسکے قتل کا ایسی چیز کے ساتھ جس سے غالبًا قتل ہو جاتا ہی درحالیکہ اسکے ایماندار ہونے کو جانتا ہو ۔ فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا ۔ پس جزا اسکی جہنم ہی درحالیکہ اسمین خلود سے رہیگا ۔ معالم مین کہا یہ حکم بسبب مقیس مذکور کے کافر و مرتد ہو جانے کے ہے اور یہ وہی مقیس بن ضبابہ ہی کہ فتح مکہ کے روز تمام سب جنکو نبی صلعم نے امن دیدی تھی انمین سے استثنا ان اس مردود کو بھی مستثنیٰ کیا تھا پس یہ مردود کعبہ کے پردون سے لٹکا اور وہین قتل کیا گیا مترجم کہتا ہی کہ علی ہذا یہ حکم مخصوص ایسے قاتل کے ساتھ ہو گا جسنے قتل عمد کے ساتھ کفر و ارتداد اختیار کیا ہو جیسے مقیس بن ضبابہ مذکور بعد قتل کے مرتد ہو گیا تھا کما قال محی السنہ پھر فرمایا ۔ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ۔ اور غضب کیا اللہ تعالیٰ نے ایسے قاتل پر ۔ وَلَعَنَهٗ ۔ ابعدہ من رحمتہ ۔ اور دور کر دیا اللہ تعالیٰ نے ایسے قاتل کو اپنی رحمت سے ۔ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۔ فی النار ۔ مہیا کیا اسکے لیے اللہ تعالیٰ نے عذاب عظیم ۔ یعنے دوزخ کے اندر ۔ پھر جس عذاب کو اللہ تعالیٰ نے عظیم فرمایا تو نعوذ باللہ تعالےٰ اسکی مقدار بندے کے خیال مین نہین آسکتی ہے ۔ اور حق عز و جل نے اس کبیرہ گناہ کو آیات مین شرک سے ملا کر بیان فرمایا ہی کما سبق و یاتی انشاء اللہ تعالے اور صحیح احادیث مین اسکی مذمت مذکور ہے چنانچہ ایک حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے کے نزدیک دنیا کا زوال ایک مسلمان کے قتل سے خفیف تر ۔ اور دوسری حدیث مین ہی کہ اگر آسمان والے اور زمین والے لوگ ایک مسلمان کے قتل پر مجتمع ہون تو اللہ تعالے ان سب کو اوندھے منھ آگ مین ڈالیگا اور دوسری حدیث مین ہے کہ جسنے اعانت کی ایک مسلمان کے قتل پر اگرچہ ایک فقرۂ ناتمام سے ہو تو آویگا قیامت کے دن درحالیکہ اسکی دونون آنکھون کے بیچ مین لکھا ہو گا کہ یہ ناامید ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور مفسر جلال نے لکھا عن ابن عباس رض انہا علی ظاہرہا وانہا ناسخۃ لغیرہا من آیات المغفرۃ ۔ اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ اس آیت مین کچھ تاویل نہین اور یہ اپنے ظاہر مضمون پر ہی اور یہ آیت تو اور آیات مغفرت کی منسوخ کرنے والی ہے چنانچہ سعید بن جبیر نے کہا کہ اہل کوفہ نے اس آیت مین اختلاف کیا تو مین سفر کر کے ابن عباس رض کے پاس گیا ۔ اور اسکو دریافت کیا تو انھون نے کہا کہ قولہ ومن یقتل مومنًا متعمدًا الآیہ تو آخر مین نازل ہوئی ہی اور اسکو کسی آیت نے منسوخ نہین کیا رواہ البخاری و مسلم و ابو داؤد و غیرہم ۔ اور قولہ تعالے والذین لایدعون

مع اللہ الٰہا آخر الآیہ۔ کو ابن عباس نے کہا کہ یہ اہل شرک کے حق میں ہی مترجم کہتا ہی معنے یہ کہ وہان آیت مین جو قتل نفس بعد توبہ مذکور ہی تو یہ اس شخص کے حق مین جسنے حالت شرک مین کسی نفس کو قتل کیا تھا تو اسکی توبہ قبول ہی اور یہان جو ہمیشہ کا عذاب مذکور ہی اور توبہ نہین ہی تو یہ اس شخص کے حق مین جو مومن ہو پھر اُسنے دوسرے کو مومن جانکر قتل کیا۔ پھر مانند قول ابن عباسؓ کے نسائی نے زید بن ثابت سے بھی روایت کیا اور ایسا ہی سلف مین سے حضرت ابوہریرہ و عبداللہ بن عمرو بن العاص و ابو سلمہ و عبید بن عمیر و حسن و قتادہ و ضحاک سے منقول ہی کما ذکرہ ابن ابی حاتم مترجم کہتا ہی کہ ابوہریرہؓ سے اسکے ثبوت مین کلام ہی جیسا کہ اسکے اشارہ سے معلوم ہو گا۔ بالجملہ ان اقوال سے اتنا تو ضرور ثابت ہی کہ یہ فعل بڑا سخت گناہ ہی پھر جمہور سلف و خلف و ائمہ علماء مجتہدین کے نزدیک یہ قتل اگرچہ بڑا کبیرہ گناہ ہی لیکن قاتل کی مغفرت ہو سکتی ہی بدلیل قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء الآیہ اور امام ابو حنیفہ و انکے اصحاب و امام شافعی و جماعت علماء کے نزدیک جو شخص کہ عمداً قاتل ہی وہ بھی لمن یشاء کی تحت مین داخل ہی خواہ توبہ کرکے مرا ہو یا بلا توبہ مرا ہو۔ اور نیز آیۃ الفرقان مین فرمایا والذین لا یدعون مع اللہ تا قولہ الا من تاب الآیہ پس وہان قتل نفس پر توبہ مقبول ہی اور یہ جو ابن عباسؓ سے یہان کی آیت کا ناسخ ہونا مذکور ہی تو یہ ٹھیک نہین اسواسطے کہ نسخ تو امر و نہی اور جو انکے معنے مین ہو اسپر طاری ہوتا ہی اور محل وعد و وعید پر جیسے یہان ہی اسپر نسخ طاری نہین ہوتا کما صرح بہ المفسر فی الاتقان۔ اور نیز احادیث صحیحہ مین قتل نفس پر عفو مذکور ہی چنانچہ حدیث عبادہ بن الصامت مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے ہمسے عہد لیا کہ تم لوگ بیعت دو کہ نہ شرک کرو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور نہ زنا کرو اور نہ قتل کرو نفس کو جسکو حرام کر دیا اللہ تعالیٰ نے الا بالحق الحدیث اور اسمین ہی کہ پھر جسنے اسمین سے کوئی بات کی اور اللہ تعالیٰ نے اسکا پردہ چھپا دیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی چاہے اُسکو عفو کرے اور چاہے عذاب کرے کما رواہ البخاری و مسلم اور ابوہریرہؓ کی حدیث مین ایک قصہ مذکور ہی کہ اگلی امتون مین سے کسی مین سے ایک نے بہت قتل کیے اور پھر نادم ہو کر اپنے دین کے عالم تلاش کرتا تھا کہ میرے لیے بھی توبہ ہی یا نہین آخر اُسنے سٹّو پورے کیے اور پھر اسکی توبہ قبول ہوئی اور نیز ایک کا قصہ دو گانون کے درمیان مین مرنیکا جو توبہ کیواسطے جس گانون مین عالم پاس جاتا تھا اس سے ایک بالشت قریب تھا اسکی توبہ قبول ہوئی یہ صحیح مسلم وغیرہ کی احادیث مین مذکور ہین پس یہ احادیث صحیحہ و آیات کریمہ مع عموم تو بہ حجت صحیح ہین کہ قاتل عمد بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت مین داخل ہی اگرچہ بلا توبہ مر جاوے اور اگر توبہ کرے تو اسکی توبہ مقبول ہی کیا نہین دیکھتے کہ شرک و کفر و مرتد کی توبہ قبول ہی تو قتل عمد بہرحال اس سے کم ہی۔ اب یہ رہا کہ یہ پایا کہ بدلیل قولہ تعالیٰ یغفر ما دون ذلک لمن یشاء یہ ثابت ہوا کہ سوائے شرک کے سب مغفور ہو سکتا ہی لیکن اس آیت کریمہ مین تو جہنم مین خلود اور غضب الٰہی اور لعنت و عذاب عظیم مذکور ہی اور یہ تمام وعید ہی تو اسکا جواب وہ ہی جو مفسرؒ نے دیا کہ ہذا ماؤل بمن استحلہ۔ یعنے آیت کی تاویل یہ ہی کہ یہ ایسے قاتل کے حق مین ہی جسنے مومن کو عمداً ناحق قتل کرنا حلال جانا اور قتل کیا پس وہ اسطرح حلال جانکر قتل کرنے سے کافر اور مستحق خلود ہوا۔ اور اسمین شک نہین کہ اگر کسی نے دوسرے مومن کو قصاص مین عمداً قتل کیا تو وہ بالکل اس وعید کا مستحق نہین ہی اور دوسرا جواب یہ کہ۔ ہذا جزاءہ ان جوزی ولا بدع فی خلف الوعید۔ یعنے یا یہ جواب ہی کہ آیت مین یہ معنے ہین کہ یہ وعید عذاب جو مذکور ہو۔ ایسے قاتل کی سزا ہی بشرطیکہ سزا دیا جاوے اور اسمین کچھ عجب نہین کہ وعید مین برخلاف واقع ہو۔ یعنے یہ کوئی عجیب انوکھی بات نہین کہ اللہ تعالیٰ نے جو عذاب دینے کی وعید فرمائی ہو اسکو اپنے کرم سے معاف کرکے برخلاف اسکے استحقاق عذاب کے اسکو معاف کردے اور ابو مجلزؒ سے روایت ہی کہ فرمایا یہ جو آیت مین مذکور ہی ایسے قاتل کی جزا ہی پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ اس جزا سے درگذر فرماوے تو وہ قادر ہی ایسا کرے رواہ ابو داؤد وعنہ وقد رواہ الطبرانی عن ابی ہریرۃ مرفوعاً ولم یصح۔ ولیکن ابوہریرہ اور ایک جماعت سلف سے مانند قول ابو مجلزؒ کے صحیح ہوا کما ذکرہ ابن کثیر اور بیضاوی نے تیسرا جواب دیا کہ کبیرہ گناہ ہونے سے مستحق جہنم ہوا جیسے اور کبائر کا حال ہے مع مزید عذاب عظیم۔ ہان حرف لفظ خلود مین تامل ہی تو خلود بمعنے مکث طویل ہی یعنے بہت مدت تک دوزخ مین پڑا رہنا۔ مگر اس سے یہ لازم نہین کہ کبھی

اسمین سے نہ نکلے غایت یہ کہ دیگر کبیرہ والون سے دیر مین نکلے اور یہان کوئی ایسی دلیل قائم نہین کہ ہمیشہ دوزخ مین ہیگا جیسے کافرونکے ساتھ خلود یعنے
ہمیشگی بدلیل دیگر آیات واحادیث ہی فافہم پھر مترجم کہتا ہی کہ ابوہریرہ سے مانند قول ابن عباس کے روایت کیا گیا اور یہ بھی روایت کیا گیا کہ جو وعید
یہان مذکور ہی یہ اُس قتل کی جزا ہی سو اسکو جب پہونچیگی کہ اسکو یہ جزا دیجاوے اور اس صورت مین قول حضرت ابوہریرہ موافق جمہور ہی لیکن ابن عباس رض
کا ظاہر مذہب یہ معلوم ہوتا ہی کہ اسکی توبہ نہین بلکہ ضرور دوزخ مین ڈالا جائیگا اور شاید کہ انکی مراد بھی یہی ہو کہ توبہ نہین مگر مشیت الٰہی کے تحت مین داخل
ہی اور تعالیٰ چاہے اسکو یہ جزا نہ دیوے مگر وہ توبہ سے ظاہر مین ایسا استحقاق نہین پیدا کر سکتا ہی۔ پھر واضح ہو کہ بر تقدیر قول حضرت ابن عباس رض انکی موافقت
کرنیوالے چند لوگونکے اگر قاتل مذکور دوزخ مین ڈالا بھی گیا یا موافق قول جمہور کے وہ اپنے گناہ کے عوض دوزخ مین ڈالا گیا تو یہ مراد نہین ہی کہ وہ ہمیشہ
دوزخ ہی مین رہیگا کیونکہ احادیث متواتر سے ثابت ہو گیا ہی کہ ادنیٰ مقدار چیونٹی برابر بھی ایمان ہو گا وہ بھی دوزخ سے نکالا جائیگا اور سلف مین سے
کوئی اسکا قائل نہین ہوا کہ عمداً قتل کرنیوالا کافر ہی اور ابن مردویہ کی روایت ابن عمر مرفوعاً جسمین قاتل عمد کا کافر ہونا مذکور ہی وہ باتفاق
محدثین روایت موضوع منکر ہی اور جن احادیث مین مقتول کا قاتل سے اللہ عزوجل کی حضور مین خون کا مطالبہ مذکور ہی تو انسے کوئی اعتراض لازم نہین آتا
اسواسطے کہ وہ حقوق العباد کے مانند قیامت مین مطالبہ ہونگے اور ظاہر آنکہ حضرت ابن عباس رض وغیرہ کا مطلب عدم توبہ سے یہ ہی کہ قتل عمد ایسا کبیرہ ہی کہ اسکے
بعد توبہ کی توفیق کمتر حاصل ہوتی ہی گویا حاصل نہین ہوتی بالجملہ جمہور سلف وخلف کا قول قوی بلکہ صحیح ہی کہ مومن کو عمداً قتل کرنیوالا بغیر حق شرعی
دنیا دین کے ایک بڑے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا پھر اگر اُسنے توبہ کی اور ندامت مین ڈوب گیا اور نیک کام کیے تو امید ہی کہ اللہ عزوجل قیامت مین اپنے الطاف
وفضل سے اسکے مقتول کو درجات وکرامات عطا فرما کر راضی کردے اور اس قاتل کو بھی بخشدے اور اگر بدون توبہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہی چاہے
بخشدے لیکن ظاہر حالت یہی ہی کہ عذاب پاوے پھر اگر دوزخ مین پڑا تو بالاجماع وہ کسی وقت مین زمانہ دراز کے بعد دوزخ سے نکالا جائیگا
بخلاف کافرون کے کہ وہ بدلیل آیات واحادیث کبھی دوزخ سے نہ چھوٹینگے پھر جاننا چاہیے کہ قتل عمد کیواسطے دنیاوی احکام ہین چنانچہ مفسر رح نے
لکھا کہ۔ وبینت آیۃ البقرۃ ان قاتل العمد یقتل بہ وان علیہ الدیۃ ان عفی عنہ وسبق قدرہا۔ یعنے سورۂ بقرہ کی آیت نے بیان کر دیا کہ عمداً قتل کرنیوالے پر
قصاص ہی کہ مقتول کے عوض قتل کیا جائیگا چنانچہ فرمایا ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا الآیۃ۔ اور فرمایا کتب علیکم القصاص فی القتلی الآیہ
اور آیۃ بقرہ نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اگر قاتل کو قصاص سے عفو کیا جاوے تو اسپر مقتول کی دیت[1] واجب ہی اور مقدار دیت کی اوپر گذری پھر جاننا
چاہیے کہ بعض علماء نے کہا کہ قتل کی فقط دو قسمین ہین ایک قتل خطا اور ایک قتل عمد اور تیسری کوئی قسم نہین اسواسطے کہ قرآن مجید مین یہی دونون
مذکور ہین اور اکثر علماء نے کہا کہ تین قسمین ہین ایک خطاء محض دوم خطاء شبہ عمد سوم قتل عمد۔ اور قرآن مجید مین دو قسم کے مذکور ہونیسے یہ لازم نہین آتا
کہ اسکا ثبوت شرع مین نہو کیونکہ حدیث سے ثابت ہی چنانچہ مفسر رح نے کہا وبینت السنۃ ان بین العمد والخطاء قتلا یسمی شبہ العمد وہو ان یقتلہ بالایقتل
غالبا فلا قصاص فیہ بل دیۃ کالعمد فی الصفۃ والخطاء فی التاجیل والحمل وہو والعمد اولی بالکفارۃ من الخطاء۔ کہ سنت پاک نے بیان کر دیا کہ عمد وخطا کے
درمیان ایک قسم کا قتل ہی جسکو شبہ عمد کہتے ہین اور وہ اسطرح ہی کہ ایسی چیز سے قتل کرے جس سے غالباً قتل نہین ہو جاتا اور یہی امام شافعی و امام ابو یوسف
و امام محمد کا قول ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک ایسی چیز سے مارے جو ہتھیار یا اسکے حکم مین نہین ہی اور شاید یہ بنا بر ینکہ قتل عمد وہ قتل ایسی چیز سے
جو دھار دار مانند تلوار وخنجر و نیزے کی انی و چھرا و مانند اسکے جیسے بڑے بھاری پتھر کے ہی جیسا کہ عطاء ونخعی وغیرہ سے منقول ہی بالجملہ اس شبہ عمد کا
حکم یہ ہی کہ اسمین قصاص نہین بلکہ دیت لازم آتی ہی اور اسمین اتفاق ہی غیر ازینکہ امام مالک رح شبہ عمد کے قائل ہی نہین ہین پھر امام شافعی رح کے نزدیک
یہ دیت اپنی صفت مین تو مانند قتل عمد کی دیت کے ہی یعنے دیت مغلظہ مین تہائی یعنے تین دہائی حقہ اور اسیقدر جذعہ اور چالیس خلفہ[2] ہی اور پانچ قسم کی

[1] قولہ تعالیٰ فمن عفی لہ من اخیہ شیء فاتباع بالمعروف الآیۃ ۱۲ م

[2] خلفہ وہ اونٹنی ... ۱۲ م

ستو نہین ہی جیسا کہ اوپر گذرا۔ اور تین برس ادا کی مدت ہونے اور عاقلہ پر ڈالے جانے مین ویسی ہی ہی جیسے خطاء محض مین بیان ہوئی اور امام مالک
واحمد و ابو حنیفہ رح کے نزدیک جہان دیت مغلظہ لازم آتی ہی وہان اسطرح کہ پچیس بنت مخاض اور پچیس بنت لبون و پچیس حقہ و پچیس جذعہ ہی جیسا کہ قتل
عمد مین قصاص معاف ہونیکی صورت مین دیت مغلظہ فی الحال قاتل کے مال سے قاتل پر دینی واجب ہوتی ہی پھر مفسر رح نے کہا کہ ہو والعمد آہ یعنے یہ قتل
شبہ العمد اور قتل عمد دونون مین بدرجہ اولی کفارہ واجب ہوگا جبکہ قتل خطا مین واجب ہوتا ہی یعنے بردہ آزاد کرنا اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ دیگر ائمہ
علما کے نزدیک نہین واجب ہی کیونکہ انھون نے فرمایا کہ قتل عمد اس سے بڑھکر ہی کہ تحریر رقبہ سے اسکا کفارہ ہوسکے مترجم کہتا ہی کہ امام ابو حنیفہ بھی انھین
علما مین سے ہین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہی اور تمام کلام فقہ مین لایق ہی۔ پھر واضح ہو کہ مفسر رحمہ اللہ نے قولہ تعالی الا خطاء کی تفسیر مین خطا کو اسطرح
تفسیر کیا کہ وہ قتل خطا و قتل شبہ العمد دونون کو شامل ہی پھر جو یہان لکھا کہ وبینت السنۃ ان بین الخطاء والعمد قتلا یسمی شبہ العمد آہ تو ظاہر یہ بطریق تنزل ہی
اگر فرض کیا جاوے کہ قتل شبہ العمد قرآن سے نہین ثابت ہی تو سنت سے ضرور ثابت ہی یا یہ مراد ہو کہ قرآن سے مجمل ہی اور سنت مین اسکا بیان مفصل ہے۔ اور
علی ہذا جو لوگ شبہ العمد سے انکار کرتے ہین انکے نزدیک شبہ العمد کوئی قسم ثالث نہین بلکہ داخل خطا ہی غایت آنکہ فی الجملہ حکم مین فرق جو مفسر رح نے
بیان کیا وہ انکے نزدیک نہین بلکہ بانند قتل خطا ہی فافہم۔ پھر اللہ عزوجل نے قتل مین باوجود فرضیت جہاد کے احتیاط کا حکم فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ
اے ایمان والو جب سفر کرو اللہ کی راہ مین تو تحقیق کرو اور مت کہو جو شخص تمھاری طرف سلام علیک کرے
لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ
کہ تو مسلمان نہین چاہتے ہو مال دنیا کی زندگی کا تو اللہ کے ہان بہت غنیمتین ہین تم ایسے ہی تھے
قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ ۹۴
پہلے پھر اللہ نے تم پر فضل کیا سو اب تحقیق کرو اللہ تمھارے کام سے واقف ہے

ونزل لما مر نفر من الصحابہ برجل من بنی سلیم وہو یسوق غنما فسلم علیہم فقالوا ما سلم علینا الا تقیۃ فقتلوہ واستاقوا غنمہ۔ نزول اس کلام کا اسوقت ہوا کہ
جب چند نفر صحابہ مین سے گذرے قبیلۂ بنی سلیم مین سے ایک شخص کی طرف جو اپنی بکریان ہانکے لیے جاتا تھا انکو سلام کیا تو بولے کہ اسنے ہمکو سلام نہین
کیا مگر تقیہ سے یعنے اپنے بچاو کے واسطے سلام سے اسلام ظاہر کیا پس اسکو انھون نے قتل کر ڈالا اور اسکی بکریان لوٹ لین مترجم کہتا ہی کہ یہ سبب
نزول بخاری و ترمذی و احمد و حاکم و سعید بن منصور و ابن جریر و ابن ابی حاتم وغیرہم نے روایت کیا۔ اور کہا گیا کہ اس سریہ پر ابو قتادہ رض سردار تھے وامام
احمد کی طویل روایت دیگر مین مذکور ہی کہ قتل کرنے والے کا نام محکم بن جثامہ اور مقتول کا نام عامر بن الاضبط الاشجعی تھا اور ابن جریر رح[1] کی روایت مین
ابن عمر رض سے اس قصہ مین ہی کہ محکم بن جثامہ نے اسکو بوجہ عداوت جاہلیت کے مار ڈالا تھا اور اسمین مذکور ہی کہ پھر محکم بن جثامہ آکر حضرت صلعم کے
سامنے بیٹھا تاکہ اسکے واسطے آپ استغفار کرین پس آپ نے بددعا دی کہ لا غفر اللہ لک۔ اللہ تجھے نہ بخشے پھر وہ روتا ہوا اٹھ گیا اور سات دن نہ گذرے
کہ مر گیا پھر اسکے لوگون نے اسکو دفن کیا تو زمین نے نکال پھینکا پس اسکے لوگون نے آکر حضرت صلعم سے عرض کیا تو آپنے فرمایا کہ زمین تو تمھارے
ساتھی سے بدتر کو قبول کرتی ہی ولیکن اللہ تعالی کو تمہین نصیحت دینا منظور رہی پھر ان لوگون نے اسکو پہاڑ مین پتھرون کے نیچے داب دیا پھر یہ آیت نازل ہوئی
یا ایہا الذین آمنوا اذا ضربتم فی الارض الایۃ۔ اور بخاری رح نے کہا کہ قال حبیب بن ابی عمرۃ عن سعید عن ابن عباس کہا رسول اللہ صلعم نے مقداد کو کہ
اگر ایک مرد مومن اپنا ایمان اپنی قوم کافر سے چھپاتا تھا پھر اسنے ظاہر کیا پس تو نے اسکو قتل کر ڈالا حالانکہ تو بھی یون ہی اپنا ایمان اس سے پہلے

[1] قال ابن جریر حدثنا ابن وکیع [illegible]

Marfat.com

مکہ میں چھپاتا تھا- کذا ذکرہ البخاری تعلیقا مختصراً وقد روی مطولا موصولاً فیما رواہ ابو بکر البزار فی سندہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کہ رسول اللہ صلعم نے ایک سریہ بھیجا جسمین مقداد بن الاسود بھی تھے پھر جب یہ لوگ اِس قوم پر پہونچے جہان بھیجے گئے تھے تو دیکھا کہ قوم والے سب بھاگ گئے ہین سوائے ایک شخص کے جسکے پاس مال کثیر تھا وہ نہین بھاگا تھا اسنے کہا کہ اشہدان لا الٰہ الا اللہ- مگر مقداد رضی اللہ عنہ نے اسکی طرف جُھک کر اسکو قتل کرڈالا تو ساتھیون مین سے ایک شخص نے مقداد سے کہا کہ تونے ایسے شخص کو قتل کرڈالا جو لا الٰہ الا اللہ کہتا تھا- واللہ مین اِس قصہ کو رسول اللہ صلعم سے ذکر کرونگا پھر جب یہ لوگ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے تو انھون نے کہا کہ یا رسول اللہ ایک شخص نے لا الٰہ الا اللہ سے گواہی دی اسکو مقداد نے قتل کرڈالا تو فرمایا کہ بلاؤ مقداد کو اور فرمایا کہ او مقداد کیا تونے ایسے شخص کو قتل کیا جو لا الٰہ الا اللہ کہتا تھا اب تو کل یعنے قیامت کے روز لا الٰہ الا اللہ کا کیا جواب دیگا پس یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا تا آخر آیت پس حضرت صلعم نے مقداد رضہ کو فرمایا کہ ایک مرد مومن اپنا ایمان اپنی قوم کافر کے ساتھ چھپاتا تھا ... نے تمھارے سامنے اپنا ایمان ظاہر کردیا اسکو تونے قتل کرڈالا حالانکہ تو بھی اس سے پہلے مکہ مین یون ہی اپنا ایمان چھپاتا تھا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ- سافرتم- اے ایمان والو جب تم سفر کرو- فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ- للجہاد- اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کے واسطے فَتَبَیَّنُوْا- تو خوب کھول کر دریافت کرلو مشتق از تبیّن بمعنے خوب جہان پھٹک کر ظاہر کرلینا- وفی قراءۃ بالمثلثۃ فی الموضعین اور حمزہ رح کی قراءۃ مین فتثبتوا مشتق از تثبت ہے بثا مثلثہ دونون جگہ یعنے یہان اور آگے- اور بعض نے کہا کہ جمہور کی قراءۃ اولیٰ ہے اسواسطے کہ تبین مین تو تثبت بھی آگیا بدون عکس کے- وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ- بالف ودونہا ای التحیۃ او الانقیاد بقول کلمۃ الشہادۃ التی ہی امارۃ علی الاسلام- یعنے سلم بالف بھی پڑھا گیا اور ایسے ہی ابن عباس کی قراءۃ تھی اور یہی اکثر قرار کی قراءۃ ہے اے سلام اور نافع وابن عامر و حمزہ کی قراءۃ مین بدون الف کے سلم ہے پس اول تقدیر پر سلام بمعنے تحیہ یعنے معنے معروف مین اور دوسری تقدیر پر یا دونون تقدیر پر ہوسکتا ہے کہ معنے سلام یا سلم کے انقیاد ہون یعنے اطاعت کے لیے گردن جھکانا اسطرح کہ کلمہ توحید وشہادت زبان سے نکالنا جو کہ دین اسلام کے اعتقاد کا نشان ہے اور حاصل آنکہ مت کہو اسکو جسنے تمھاری طرف القاء سلم کیا یعنے تمکو سلام کیا یا تمپر کلمہ شہادت ظاہر کیا جو اسلام لانے کی نشانی ہے- لَسْتَ مُؤْمِنًا- تو مومن نہین ہے یعنے مت گمان کرو کہ وہ مومن نہین اور مت برتاؤ کرو اسکے ساتھ ایسا برتاؤ جو کافرون سے کرتے ہو کہ اسکو قتل کرکے اسکا مال لے لو اور سبب نزول کے اعتبار سے مفسر رح نے کہا- وانما قلت ہذا تقیۃ لنفسک ومالک فقتلوہ یعنی مت کہو کہ تو مومن نہین اور تونے جو سلام یا کلمۂ شہادت کہا وہ فقط تقیہ کے لیے کہا تاکہ اپنا جان ومال بچا دے پس تم اس سے ایسا کہکر اسکو قتل کرو- تَبْتَغُوْنَ- تطلبون بذلک- تم چاہتے ہو ایسا فعل کرنے سے- عَرَضَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا- متاعہا من الغنیمۃ- متاع زندگانی دنیا جو غنیمت ہے- فَعِنْدَ اللّٰہِ مَغَانِمُ کَثِیْرَۃٌ- اللہ تعالیٰ کے یہان ہین مغانم کثیرہ- تمکو بے پروا کرینگے اس سے کہ تم ایسے شخص کو اسکے مال کے لیے قتل کرو اسمین اشارہ ہے دنیا سے اعراض کرنے اور آخرت کی طرف رجوع کرنیکا اور جملہ تبتغون حال از قول لا تقولوا ہے- کَذٰلِکَ کُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ- تعصم دمائکم واموالکم بمجرد قولکم الشہادۃ- ایسے ہی تم تھے پہلے یعنے فقط تمھارے کلمۂ شہادت کہنے سے تمھارے خون ومال محفوظ رکھے جاتے تھے- وقال ابن کثیر- قولہ کذلک کنتم من قبل- ای اس حالت سے پہلے تم بھی اسی شخص کے مانند تھے جو اپنی قوم سے اپنا ایمان چھپاتا و خفیہ رکھتا تھا جیسا کہ حدیث مرفوع مین ابھی بیان ہوچکا اور جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض الآیۃ- اور یہ مذہب سعید بن جبیر کا ہے چنانچہ ثوری رح نے عن حبیب بن ابی عمرو عن سعید بن جبیر روایت کی کہ قولہ کذلک کنتم من قبل یعنے تم اپنے ایمان کو مشرکون مین چھپاتے تھے- اور عبدالرزاق نے سعید بن جبیر سے اس کلام کی تفسیر مین روایت کی یعنے

ل اور یاد کرو جب تھے تم قلیل کمزور بنائے گئے زمین مکہ مین ۱۲م

Marfat.com

تم چھپاتے تھے اپنے ایمان کو جیسے اس چرواہے نے اپنا ایمان اپنی قوم سے چھپایا۔ اور اسی کو ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہی اور ابن ابی حاتمؒ نے بطریق سالم ازسعیدؒ روایت کی کہ معنے یہ ہین کہ تم مومنین نہ تھے اور قولہ فمن اللہ علیکم ای تمپر توبہ قبول کی مترجم کہتا ہی کہ اختیار ابن جریر موافق تفسیر سعید بن جبیر بروایت حبیبؒ بلحاظ معنے کے موافق بشان نزول اور بہت چسپان ہی اور جو ابن ابی حاتم نے روایت کی اسکی اسناد بمنزلہ اول ہین ہی لیکن جو مفسر جلالؒ نے تفسیر کی وہ بدین معنے ہی کہ تفسیر کلام ہین حاجت بجانب خبر واحد نہین بلکہ نفس آیۃ متواترہ سے معنے ظاہر ہین فلیتامل۔ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ بالاشتہار بالایمان والاستقامۃ۔ یعنی منت رکھنا اللہ تعالیٰ کا ان لوگون پر بایںطور کہ ایمان پر ٹھیک قائم رہنے مین مشتہر کر دیا۔ فَتَبَيَّنُوا ان تقتلوا مومنا وافعلوا بالداخل فی الاسلام کما فعل بکم۔ یعنے تبین کرو تا کہ ایسا نہو کہ تم کسی مومن کو قتل کر ڈالو اور جو اسلام مین داخل ہو اسکے ساتھ ویسا ہی کرو جیسا کہ تمھارے ساتھ ابتدائے حالت مین کیا گیا۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا۔ فیجازیکم بہ۔ یعنے انکے فعل پر اللہ تعالیٰ کے خبردار ہونے سے غرض یہ تہدید ہی کہ تمکو اسکے موافق بدلا دیگا۔ جیسا کہ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ یہ تہدید و وعید ہی۔ اور واضح ہو کہ فتبینوا جو یہان مکرر فرمایا بغرض تاکید ماتقدم ہی کما ذکرہ ابن کثیر۔ ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا۔ یعنے جب تم حضرت حق عزوجل کی حضور مین مقامات کو طی کرو اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ اور اسکی انوار ذات و اسرار صفات مین سیر کرو۔ تو تمکو چاہیے کہ ہر مقام کے حقائق کو عرفان و برہان و ذوق و ایقان سے کھول لو اور اللہ تعالیٰ کے جلال ظاہر ہونے کے وقت ثابت قدم و مستقیم رہو تا کہ تلوین کے تفرقہ مین اور مکر التباسی سے تشبیہ مین نہ پڑجاؤ اسواسطے کہ وہان ذات کا ظہور صفات کے لباس مین اور صفات کا ظہور افعال کے لباس مین واقع ہوتا ہی بس اس لتباس مین جو ثابت قدم نہین اور اسکو کامل یقین و اعتقاد کے موافق جما رہنا نصیب نہین ہوا وہ تشبیہ مین پڑجاتا ہی۔ اور بعض نے کہا کہ اسمین اشارہ ہی کہ جب تم سفر کرو تو تبین کرو یعنے اولیاء اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈھو اور ثابت قدم رہو کہ تمکو انکا مشاہدہ ملے ایسا نہو کہ ہاتھ سے نکل جاوے کیونکہ موافق قولہ تعالیٰ قل سیروا فی الارض الآیۃ۔ یعنے تم زمین مین سیر کرو اس حکم کے موافق سفر مین فائدہ یہی ہی اور ثابت قدم و مستقیم رہنے کا یہی موقع ہی واللہ تعالیٰ اعلم مترجم کہتا ہی کہ فوائد سفر کو بتفصیل بعض اکابر نے ذکر کیا اور خلاصہ یہ کہ توطن دنیا سے دل ہٹ جاوے اور آخرت ہی منزل نظر آوے

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

برابر نہین بیٹھنے والے مسلمان جنکو بدن کا نقصان نہین اور لڑنے والے اللہ کی راہ مین اپنے مال سے

وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِينَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِينَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا

اور جان سے اللہ نے بڑائی دی لڑنیوالون کو اپنے مال اور جان سے اُنپر جو بیٹھتے ہین درجہ مین اور سب کو

وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِينَ عَلَى الْقٰعِدِينَ اَجْرًا عَظِيمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ

وعدہ دیا اللہ نے خوبی کا اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والون کو بیٹھنے والون سے بڑے ثواب مین بہت درجون مین اپنے ہان کے

وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ ۹۵ ع ۱۴/۵

اور بخشش مین اور مہربانی مین اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان

لَا يَسْتَوِي۔ نہین برابر ہوتے۔ الْقٰعِدُونَ۔ عن الجہاد۔ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بیٹھ رہنے والے جہاد سے مومنون مین سے غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ بالرفع صفۃ والنصب استثنار من زمانۃ او عمی او نحوہ۔ غیر صاحبان ضرر۔ اور اسمین دو قراۃ ہین ایک تو

غیر بالرفع پس صفت ہی قاعدون کی اور چونکہ قاعدون غیر معین ہین بلکہ مراد اس سے جنس ہی لہذا غیر اولی الضرر سے اسکا وصف کرنا جائز ہوا کہا جاے کہ غیر نے یہان تعریف مضاف الیہ سے حاصل کی کیونکہ غیر اولی الضرر۔ وہ جسکو کچھ ضرر نہو۔ اور یہ اکثر کی قرارت ہی۔ اور دوسری قرارۃ بنصب ہی اس صورت مین قاعدون سے استثنا ہی یا کہا جاوے کہ حال ہی اور ضرر سے مراد لنگڑا ہونا یا اندھا ہونا یا مانند اسکے جو ایسا عذر ہو کہ اس سے جہاد کی استطاعت نرہے۔ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ۔ اور وہ لوگ جو جہاد کرتے ہین اللہ تعالیٰ کی راہ مین اپنے مالون وجانون سے۔ حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے مومنون مین تین قسمین کردین ایک وہ مومنین جنکو جہاد کی استطاعت نہین بسبب لنگڑے یا اندھے وغیرہ عذر سے معذور ہونے کے۔ اور دوم جنکو عذر نہین اور وہ جہاد سے بیٹھ رہے۔ سوم وہ جنھون نے اپنی جان و مال سے جہاد کیا پس غیر معذورونکو ذکر کر باقی دونون قسمونکو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دونون ثواب و مرتبہ مین برابر نہین ہین فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ لضرر۔ دَرَجَةً فضیلۃً یعنے اللہ تعالیٰ نے ان لوگونکو جو جان و مال سے جہاد کرتے ہین ان لوگون پر جو ضرر کی وجہ سے بیٹھ رہے ہین فضیلت دی ایک درجہ کی فضیلت۔ لاستوائہما فی النیۃ وزیادۃ المجاہد بالمباشرۃ۔ کیونکہ نیت مین تو دونون برابر ہین مگر جہاد کرنے والے چونکہ جہاد کا فعل اپنی جان و مال سے بجالاتے ہین اسمین انکو فضیلت ہی۔ پس مفسر نے اختیار کیا کہ قاعدین سے یہان بوجہ عذر و ضرر کے بیٹھ رہنے والے مراد ہین اور ایسا ہی زجاج نے کہا ہی۔ وَكُلًّا من الفریقین۔ وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى۔ الجنۃ۔ اور ہر ایک کو دونون فریق یعنے مجاہد و معذور کو وعدہ دیا اللہ تعالیٰ نے نکوئی کا یعنے جنت کا۔ مقاتل نے کہا کہ ہر دو فریق سے مراد مجاہد و قاعد معذور ہی ذکرہ فی المعالم۔ اور بعض نے کہا کہ معذور لوگون سے نسبت کا یہان بیان نہین بلکہ بلا عذر بیٹھ رہنے والون اور جہاد کرنیوالون مین برابر نہونا پہلے مجمل فرمایا پھر اسکی تفصیل کی کہ فضل اللہ المجاہدین علے القاعدین درجۃ۔ اور یہ امر اگرچہ ظاہر ہی مگر ترغیب و تحریض ہی۔ اور مراد درجہ سے وحدت نہین اور پھر فرمایا کہ وکلا وعد اللہ الحسنی۔ یعنے بے عذر بیٹھ رہنے والے اور جہاد کرنیوالے ہر فریق کو اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ دیا ولیکن مرتبون مین فرق ہوگا پھر جو آیندہ فضیلت مین درجات فرمایا یہ تاکید اول ہی اور اسی سے ظاہر ہی کہ درجہ اور درجات ایک ہی ہی اللہ تعالیٰ کو اختیار ہی کہ جسقدر چاہے فضیلت عطا فرماوے اور کمالین مین کہا کہ یہ اکثر مفسرین کا قول ہی اور مفسر نے جو اختیار کیا یہی ابن جریج و سدی وغیرہما سے مروی و راولی ہی اور حاصل یہ کہ دوسری صورت مین قاعدین سے وہ لوگ مراد ہین جنکو عذر سے استطاعت نہین اور آگے کے کلام مین درجات کے لحاظ سے قاعدین بلا عذر مراد ہین چنانچہ فرمایا۔ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اور فضیلت دیدی اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنیوالون کو بیٹھ رہنے والون پر ف یعنے بغیر عذر بیٹھ رہنے والون پر۔ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ باجر عظیم

ف حاصل آنکہ جو لوگ بلا عذر کے جہاد سے بیٹھ رہے انپر تو مجاہدین کو فضیلت باجر عظیم ہی پھر اجر عظیم کو بیان کیا۔ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ منازل بعضہا فوق بعض من الکرامۃ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت منزلتین کہ کرامت مین بعض سے بعض اونچی ہی۔ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً اور مغفرت و رحمت یعنے غفر اللہ لہم مغفرۃ ورحمہم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے انکی کامل مغفرت کی اور پوری رحمت فرمائی پس انکو نصب اسوجہ سے نہین کہ درجات پر عطف ہین جیسا کہ دیگر مفسرین نے کہا بلکہ اسوجہ سے کہ یہ دونون مفعول مطلق ہین اپنے افعال مقدرہ کے لیے کہ اگر عطف ہون تو اجر عظیم سے بدل ہونگے مگر معنے مین تعسف ظاہر ہوگا پھر ابن زید نے فرمایا کہ درجات کی تعداد سات ہین جو اللہ تعالیٰ نے سورۂ براءۃ مین بقولہ ذلک بانہم لا یصیبہم ظما ولا نصب ولا مخمصۃ الآیۃ۔ ذکر فرمائے ہین اور ابن جریج سے مروی ہی کہ سلف مین لوگ کہتے کہ اسلام ایک درجہ ہے اور اسلام ہجرت کرنا۔ اور ایک درجہ ہی اور ہجرت مین جہاد کرنا۔ اور ایک درجہ ہی اور جہاد مین قتل ہونا۔ اور ایک درجہ ہی اور بعض نے ستر درجہ بیان کیے اور صحیح بخاری مین ابو ہریرہؓ سے ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت مین سو درجے ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے واسطے مہیا کیا ہے ہر دو درجون کے بیچ مین اسقدر فرق ہی جتنا آسمان و زمین کے بیچ مین ہی سو جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو تو اس سے فردوس مانگو کیونکہ یہ اوسط جنت

واعلیٰ ہی اور اس سے اوپر عرش الرحمٰن ہی اس سے جنت کی نہرین جاری ہین - وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا - لاولیائہ رَّحِيْمًا - باہل طاعتہ مغفرت فرمانے والا اپنے اولیا کے واسطے - رحمت فرمانے والا اپنی بندگی کرنیوالون پر ہی ف یہ آیت کریمہ ایسی ہی کہ نازل ہونیکے بعد اسکا حکم شائع ہونے سے پہلے ہے اسمین تغیر ہوا چنانچہ براء بن عازبؓ سے روایت ہی کہ جب نازل ہوا قولہ لایستوی القاعدون الخ تو رسول اللہ صلعم نے زید بن ثابت کو بلایا انھون نے لکھا پھر ابن ام مکتوم نے آکر اپنے نابینا ہونیکی شکایت کی پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا غیر اولی الضرر مترجم کہتا ہے کہ معنے یہین کہ پہلے تو آیہ کریمہ یون نازل ہوئی - لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ - پھر اسمین یون تغیر ہوا - لایستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر الخ - اور زید بن ثابت سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے املا فرمایا - لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ - پھر ابن ام مکتوم آیا اور آنحضرت صلعم مجھے املا فرماتے تھے پس ابن مکتوم نے کہا کہ یارسول اللہ مین اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہون کہ اگر مجھے جہاد کے واسطے استطاعت ہوتی تو مین جہاد کرتا اور ابن ام مکتوم اندھے آدمی تھے پس اللہ عزوجل نے اپنے رسول پر وحی فرمائی اور حضرت صلعم کی ران میری ران پر تھی پس مجھپر نہایت بھاری ہوگئی یہانتک کہ مجھے خوف ہوا کہ میری ران پچی ہو کر پھٹ نجاوے پھر آنحضرت صلعم سے نزول وحی کی حالت جب روان ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا - غیر اولی الضرر - اس حدیث کو بھی بخاریؒ نے روایت کیا ہی - وقد روی عنہ نحوہ ومعناہ الامام احمد وابو داؤد وعبد الرزاق وابن ابی حاتم وابن جریر وغیرہم اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ آیت مین قاعدون سے وہ لوگ مراد ہین جو بدر کی لڑائی سے پچھڑ گئے اور مجاہدون سے وہ جو بدر مین گئے تھے اور کہا کہ جب غزوۂ بدر آیا تو عبد اللہ بن جحش وابن ام مکتوم نے کہا کہ ہم دونون اندھے ہین پس آیا ہمکو اجازت ہی تب نازل ہوا قولہ لایستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر - اور قولہ تعالیٰ فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین درجۃ - مین قاعدین سے وہ لوگ مراد ہین جو اہل ضرر ہین اور قولہ فضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین اجرا عظیما درجات منہ - مین قاعدین سے وہ مراد ہین جو بدون عذر کے پچھڑ رہے - رواہ الترمذی وقال حسن غریب شیخ ابن کثیرؒ نے بھی اسی تفسیر کو پسند کیا اور ذکر کیا کہ حضرت انسؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مدینہ مین اقوام یعنے چند قومین ہین کہ نہین چلتے تم کوئی راہ اور نہین طے کرتے کوئی بیابان مگر یہ اقوام اسمین تمھارے ساتھ ہوتے ہین تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ ساتھ ہوتے ہین حالانکہ وہ مدینہ مین سے نکلے نہین - آپ نے فرمایا کہ ہان انکو تو عذر نے روک لیا ہی - رواہ البخاری واحمد وابو داؤد وغیرہم معلقا جزما ومسندا - پھر ابن کثیرؒ نے قولہ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ - سے استدلال کیا کہ جہاد فرض عین نہین ہی بلکہ فرض کفایہ ہی مترجم کہتا ہی کہ فرض عین کے یہ معنے کہ ہر ہر متنفس پر اسکا بجالانا واجب ہی جیسے نماز - اور فرض کفایہ یون کہ یہ فعل ادا ہو جانا چاہیے ضرور خواہ ہر ہر ادا کرے یا بعض ادا کردین اسیواسطے اگر سب نہ ادا کرین یعنے کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گناہگار ہونگے - اور معالم مین لکھا کہ جاننا چاہیے کہ جہاد فی الجملہ فرض ہی مگر اتنی بات ہی کہ اسکی دو قسمین ہوجاتی ہین ایک فرض عین اور دوم فرض کفایہ یعنے بعض وقت تو فرض عین ہوجاتا ہی اور بعض وقت فرض کفایہ ہوتا ہی پس فرض عین اسوقت ہوتا ہی کہ کافر لوگ کسی ایسے ملک پر حملہ آور ہون جو مسلمانون کا ہی تو ایسی صورت مین اس ملک کے ہر مرد پر جو مکلف یعنے عاقل بالغ ہی خواہ آزاد ہو یا غلام ہو یہ واجب ہو جاتا ہے کہ دشمن کے مقابلہ کو نکلے خواہ فقیر ہو یا تونگر ہو پس نپر تو ہر ایک مکلف مرد پر فرض عین ہی اور اسی صورت مین اس ملک کے پڑوس جو ملک ان سے دور ہی وہان والون پر فرض کفایہ ہی پس جن لوگون پر صدمہ نازل ہوا اگر انسے کفایت کار نہو جائے تو دور والے مسلمانون پر واجب ہوگا اور وہی کافی ہو گئے تو دور والون پر کچھ ادا فرض نہوئی الا بطریق اختیار - اور واضح رہے کہ اس قسم مین محتاج لوگ اور غلام داخل نہین ہوتے ہین جیسے قسم اول مین داخل ہین - پھر اسی دوسری قسم کے قبیل سے ہی کہ جب کافر لوگ اپنے ملکون مین چین کرتے ہون تو مسلمانون کے

لئے

امام پر واجب ہی کہ کوئی سال خالی نہ چھوڑے بلکہ خود یا اپنے نائب کے ذریعہ سے اسپر جہاد کرے تاکہ جہاد کرنا معطل نہ ہوجاوے اور جو شخص کہ جہاد کی استطاعت رکھتا ہی اسکے واسطے مختار یہ ہی کہ باوجود اسکے کہ فرض کفایہ ادا ہوگیا ہو یعنے بعض دوسرون نے جہاد کرلیا ہو تاہم جہاد سے باز نہ رہے اگرچہ اسپر واجب نہین ہی ٩٦ عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین اجراً عظیما۔ مجاہدین وہ لوگ ہین جنھون نے اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ مین مراقبہ کے ساتھ اپنی جانین قربان کردین اور قاعدین وہ ہین جو درمیان طلب مین درنگی و سستی کرگئے اور طالب جمال ہنکر کوشش مین قصور کرگئے اسوجہ سے کہ بعض حظوظ بشریت مین توجہ کر گئے۔ پس اجر عظیم یہی مشاہدہ الٰہی و اسکا قرب ہی اور نیز اسمین اشارہ ہی کہ جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر لوگون کو کرتے ہین یعنے نیک کام کی ہدایت اور بدکام سے منع کرکے جہاد کرتے ہین انکو ایسے لوگو نپر جو اس سے بیٹھ رہے ہین اجر عظیم ہی مترجم کہتا ہے کہ کلمۂ حق کہنا سلطان جور کنندہ کے پاس افضل جہاد ہے اور اسکے فضائل بہت مذکور ہین فتدبر

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ

جن لوگون کی جان کھینچتے ہین فرشتے اس حال مین کہ وہ برا کر رہے ہین اپنا کہتے ہین تم کس بات مین تھے وہ کہتے ہین ہم تھے مغلوب

فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوٓا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولٰٓئِكَ مَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ

اس ملک مین کہتے ہین کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہان سو ایسون کا ٹھکانا ہے دوزخ

وَسَآءَتْ مَصِيرًا ۙ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ

اور بہت بری جگہ پہونچے مگر جو ہین بے بس مرد اور عورتین اور لڑکے نہ کرسکتے ہین تلاش

حِيلَةً وَّلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۙ فَأُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ ٩٨

اور نہ جانتے ہین راہ سو ایسون کو امید ہی کہ اللہ معاف کرے اور اللہ ہے

عَفُوًّا غَفُورًا ۝ ٩٩

معاف کرنے والا بخشتا

ونزل فی جماعۃ اسلموا ولم یہاجروا فقتلوا یوم بدر مع الکفار۔ اور نازل ہوا یہ کلام ایسی جماعت کے حق مین جنھون نے اسلام لاکر ہجرت نہ کی پھر بدر کی لڑائی مین کافرون کے ساتھ مارے گئے رواہ البخاری عن ابن عباسؓ اور ضحاک نے بھی اسی کے مانند تفسیر کی مگر ان لوگون کو منافق کہا اور سمرہ بن جندبؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ جو شخص کسی مشرک کے ساتھ مجتمع ہوا اور رہا وہ بھی اسی کے مثل ہی رواہ ابو داؤد اور سدی نے عباس بن عبدالمطلب و عقیل و نوفل کے قید ہونے کے قصہ مین ذکر کیا کہ آنحضرت صلعم نے عباس کو فرمایا کہ تم اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ دو تو عباس نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہمنے آپ کے قبلہ کی طرف نماز نہین پڑھی اور جیسے تم شہادت دیتے ہو وہ شہادت نہین دی تو آپ نے فرمایا کہ ای عباس تمنے جھگڑا کیا تو جھگڑے مین پکڑے گئے پھر آپ نے یہی آیت قولہ الم تکن ارض اللہ واسعۃ الآیہ۔ ان کو پڑھ سنائی رواہ ابن ابی حاتم حاصل آنکہ چند اہل مکہ مسلمان ہوے تھے مگر انھون نے ہجرت نہ کی حالانکہ ہجرت اسوقت فرض تھی پھر بدر کے روز کافرون کے ساتھ نکلے اور بعض انمین سے مارے گئے اور بعضے گرفتار ہوے اور مومنین کو مقتول ہوجانے والون پر ملال ہوا کہ یہ لوگ ہمارے بھائی تھے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ واضح رہے کہ نزول اگرچہ خاص ہے مگر حکم عام ہے پھر بعد فتح مکہ کے ہجرت کا حکم تو نہین رہا مگر یہ باقی ہی کہ مشرکون مین جہان اپنے دین کے اعمال بخوبی ادا نہ کرسکین وہان سے بشرط استطاعت دار الاسلام مین

Marfat.com

ہجرت کرنا واجب ہی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔ یہ صیغہ ماضی کا ہی تو تانیث بوجہ حقیقی نہونے کے تو فتہم نہین فرمایا اور اگر
مضارع ہی تو اصل مین تتو فاہم تھا۔ اور ملائکہ اگرچہ جمع ہی مگر مراد فقط ملک الموت علیہ السلام ہین جیسے قولہ اذ قالت الملائکۃ یا مریم۔ مین فقط
جبرئیل علیہ السلام مراد ہین۔ اور بعض نے کہا کہ ملک الموت مع اپنے مددگارون کے مراد ہین۔ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ۔ دراصل ظالمین تھا نون
بسبب اضافت کے ساقط ہوا۔ پھر ظالم ہونا انکا۔ بالمقام مع الکفار و ترک الہجرۃ۔ بوجہ کافرونکے ساتھ مقیم رہنے اور ہجرت نہ کرنے کے تھا
باوجودیکہ ہجرت اسوقت فرض تھی (المعنی) جن لوگون کو ملک الموت واسکے ساتھیون نے ایسی حالت مین قبض کیا ہو کہ یہ لوگ اپنی جانون
پر ظالم تھے یعنے مشرک و کافر تھے۔ قَالُوْا۔ لہم موبخین۔ تو کہا ملائکہ نے ان لوگون سے ملامت و جھڑکی دیتے ہوے۔ فِيْمَ كُنْتُمْ
تم کس امر مین تھے۔ ای فی ای شئ کنتم فی امر دینکم۔ یعنے دین کے بارہ مین تم کس حال مین تھے۔ اور ابوحیان نے کہا کہ معنے یہ کہ تم کس
حال مین تھے ضعیف تھے یا قوی تھے۔ قَالُوْا۔ لہم معتذرین۔ بولے یہ لوگ عذر کرتے ہوے فرشتون سے کہ۔ كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ
عاجزین عن اقامۃ الدین۔ ہم عاجز تھے دین کو ٹھیک طور سے قائم کرنے سے۔ فِي الْاَرْضِ۔ زمین مین اور مراد تمام زمین نہین بلکہ زمین
مکہ مین جہان مشرکون کا غلبہ تھا۔ قَالُوْٓا۔ لہم توبیخا۔ تو فرشتون نے ان لوگون سے ملامت کے طور پر کہا۔ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ
وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا۔ کہ کیا زمین اللہ تعالیٰ کی وسیع نہ تھی کہ تم مہاجرت کرتے یعنے ایک جگہ چھوڑکر دوسری جگہ چلے جاتے یعنے
من ارض الکفر الی بلد آخر کما فعل غیرکم۔ زمین کفر سے کسی دوسرے شہر مین جہان اسلام کو اچھی طرح کھلے خزانے ادا کرسکتے جیسے تمھارے سوا دوسرون
نے کیا کہ مکہ چھوڑکر مدینہ منورہ مین ہجرت کرکے چلے آئے قال تعالیٰ۔ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۴ یعنی
اللہ تعالیٰ نے ان ظالمون کے لیے حکم دیا کہ ان مذکورہ بالا لوگون کا ٹھکانا جہنم ہی اور بری جگہ ہی از راہ بازگشت کے یہ یعنے جہنم برا
ٹھکانا ہی پس ساءت کا مخصوص بالذم لفظ ہی ہی جو مفسرؒ نے مقدر کردیا۔ پس یہ عذاب ان لوگون کو جنھون نے باوجود استطاعت کے ہجرت نہین کی
اور جنکو استطاعت نہین وہ معذور فرمائے چنانچہ باستثناء منقطع فرمایا۔ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ
وَالْوِلْدَانِ۔ الذین۔ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً۔ سواے ان لوگون کے جو مستضعفین ہین مردون و عورتون و ولدان مین سے
وہ لوگ کہ نہین استطاعت رکھتے ہین کسی حیلہ کی۔ ای لا قوۃ لہم علی الہجرۃ ولا النفقۃ۔ یعنے نہ تو انکو ہجرت کرنے کی قوت اور نہ انکے پاس راہ کا خرچہ
کچھ نہین ہی۔ اور اولی یہ ہی کہ کہا جاوے کہ نہ تو انکو کافرون کے پنجہ سے بچکر نکلجانیکا کوئی حیلہ ملتا ہی وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا۔
طریقا الی ارض الہجرۃ۔ اور نہ پاتے ہین کوئی سبیل اور راہ طرف زمین ہجرت کے۔ یعنی اور نہ انکو اس ملک کی راہ ملتی ہی جہان ہجرت کرجاوین اسلیے
کہ مکہ سے مدینہ تک راہ نہایت دشوار گذار ہی جو لوگ ہمیشہ آتے جاتے ہین وہ چوک جاتے ہین اور نیز راہ مین کوئی امن نہین بسبب انکے عورت
ہونے یا ضعیف ہونے کے۔ اسیواسطے حق عزوجل نے انکو معذور فرمایا فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ایسے لوگ
تو امید ہی کہ اللہ تعالیٰ انسے درگذر فرمادے۔ اور چونکہ عسی یعنے امید دلانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی تو وہ قطعی ہی کیونکہ اس کے پورے ہونے سے
کوئی مانع نہین لیکن بندون کو امید مین رکھا۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا۔ یعنے اللہ تعالیٰ بہت عفو کرنے والا بخشنے والا ہی
پس اللہ عزوجل نے بے حیلہ لوگون کو عفو فرمایا خواہ مرد ہون یا عورتین یا ولدان۔ بعض نے کہا یعنے غلام جمع ولید کی اور بعض نے کہا یعنے لڑکے
پس وارد ہوگا کہ لڑکون کا ایمان بھی مقبول ہی بروجہ تکلیف اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو معذورون مین شمار کیا اور عنقریب تفسیر قولہ مالکم لا تقاتلون
فی سبیل اللہ الآیہ۔ مین گذر چکا ہی اور اسی پر دلالت کرتا ہی قول ابن عباسؓ کہ مین اور میری مان ان لوگون مین سے تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

معذور فرمایا۔ کمارواہ البخاری وغیرہ آور گویا ابن عباسؓ نے اپنے والد حضرت عباس کو معذورین میں ہونیکا اشارہ فرمایا اور سدیؒ سے عنقریب اوپر گذرا ہے **ف** عرائس میں ہے کہ قولہ لایستطیعون حیلۃً ولایہتدون سبیلا الیسی قوم کی طرف اشارہ ہے جنکو نور شہود نے مجاہدات میں سیر کرنے سے بٹھلا دیا اور انوار کبریائی میں سے نکلنے سے فنا کر دیا اور مشاہدۂ ذات میں لیسے فانی ہوئے کہ اب وہانسے مشاہدۂ صفات کی طرف رجوع نہیں کر سکتے ہیں اور علیٰ ہٰذا نہ صفات سے اسماء کی طرف اور نہ اسماء سے افعال کی طرف اور نہ افعال سے خلق کی طرف انکو رجوع کرنیکی طاقت ہے بلکہ وہ تو حیرت ذات میں فنا ہیں اور بعضے انمیں سے میدان ازل وابد میں لیسے حیران ہیں کہ جامۂ بشریت کے لحاظ سے اگر ایک دم راحت کی فکر کریں تو انسے ممکن نہیں کیونکہ خلق کی طرف انکو کوئی راہ نہیں ہے اور وہ قبضۂ قدرت الوہیت میں مستضعفین ہیں اور دریا قدم میں غرق ہیں شیخ ابو سعید خرازؒ نے فرمایا کہ یعنی وہ لوگ جنکو بلا نے گرفتار کر لیا اور انپر قابو پا گئی یہانتک کہ وہی انکا وطن ہو گئی پھر علم بلا ثابت کر کے انسے بلا کا مشاہدہ فنا کیا گیا اور علم حق ثابت کر کے انسانیت پر جو بلا آئی تھی مردود کی گئی اور یہ اسوقت کہ انکے آثار محو کرنے کے بعد انکی صفات انکو واپس دیے گئے پس اسوقت وہ مصداق قولہ لایستطیعون حیلۃً ولایہتدون سبیلا۔ ہیں مترجم کہتا ہے کہ شاید یہ مراد ہے کہ اپنی خودی کے وقت صفات بمقتضاے انسانیت خود قوت رکھتے تھے پھر علم حق دینے اور آثار محو کرنے کے بعد جب صفات جو سلب کر دیے گئے تھے پھر واپس ملے تو اب انکو اپنے مقتضا کے موافق نکلنے کی قدرت نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ

اور جو کوئی وطن چھوڑے اللہ کی راہ میں پاوے اُسکے مقابلہ میں جاگھ بہت اور کشایش اور جو کوئی نکلے اپنے

بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ

گھر سے وطن چھوڑ کر اللہ اور رسول کی طرف پھر آ پکڑے اُسکو موت سو ٹھہر چکا اُسکو ثواب اللہ پر

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۟ ۱۶۹

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ اس کلام سے اہل وہم کو قدرت حق کی طرف ترغیب دی اور اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر اسکے حکم کی فرمانبرداری میں فارغ البال ہونیکی خوشی دلائی۔ آور فی سبیل اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اسکے مرضیات کی راہ میں اسکے حکم کے موافق جس نے ہجرت کی پس اسمیں دلالت ہے کہ ہجرت میں نیت خالص ہونا چاہیے چنانچہ حدیث صحیح میں عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اعمال تو نیت پر ہیں اور ہر شخص کے واسطے وہی ہے جو اسنے نیت کی پس جسکی ہجرت اللہ ورسول کی طرف ہو یعنے نیت خالص ہو تو اس کی ہجرت اللہ ورسول کی طرف قرار پاویگی اور جسکی نیت بغرض دنیا ہو کہ اسکو حاصل کریگا یا کوئی عورت جس سے نکاح کریگا تو اسکی ہجرت اسی کی طرف ہوگی جسکی طرف ہجرت کی ہے رواہ البخاری وغیرہم اور یہ حدیث متواتر المعنی یا مشہور ہے پس حق عزوجل نے وعدہ دیا کہ جس نے خالص نیت سے اللہ ورسول کی طرف ہجرت کی يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا تو وہ پاویگا زمین میں مراغم کثیر ۔ مفسرؒ نے مراغم بمعنے مہاجر لکھا ای وہ جگہ جہاں ہجرت کرکے آیا ہے کما قال عبدالرحمن بن زید بن اسلمؒ و پس معنے یہ ہوے کہ زمین وسیع ہے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہجرت کرے اسکو ایسی بہت جگہیں ملینگی جہاں ایمان کے ساتھ رہے۔ اور ابن عباسؓ و ایک جماعت تابعین نے کہا کہ مراغم ایک زمین سے دوسری میں منتقل ہو جانے و جانے کی جگہ۔ اور یہی جید ہے اور مجاہدؒ نے کہا کہ جہاں کراہت رکھتا تھا وہاں سے ایسی جگہ آنا جو اس سے دور ہے اور نحاسؒ نے کہا کہ معالی انکے

Marfat.com

متفق ہین کیونکہ لفظ مشتق از رغام بمعنے خاک ہی اور بولتے ہین رَغِمَ انف فلان یعنے اسکی ناک خاک آلودہ ہوئی ویقال راغمت فلانا یعنی مین نے اسکو چھوڑدیا اور اسکو دشمن کرلیا پس مراغم وہ جگہ جہان کافرون کو چھوڑ کر آیا اور بعض نے کہا کہ مراغم اسوجہ سے کہ علی رغم انف القوم۔ اسنے آسودہ ہوکر رہنے کا ٹھکانا پایا۔ وَسَعَةً۔ فی الرزق۔ اور رزق مین کشایش۔ ایسا ہی قتادہ رح وغیرہم سے مروی ہی حاصل آنکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص نیت سے اپنا مال و منال چھوڑ کر ہجرت کرگیا اسکو اللہ تعالیٰ آرام سے رہنے کا ٹھکانا دیتا ہی جس سے کافرون کی ناک خاک آلودہ ہوتی اور وہ ذلیل وخوار دیکھتے رہجاتے ہین اور اسکو اللہ تعالیٰ رزق مین بھی وسعت دیدیتا ہی۔ واضح ہو کہ علوم کتاب وسنت سے یہ بات ثابت ہی کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے خالص نیت ہونے پر امور دین سب مین ایسی ہی آسانی وثواب ملتا ہی پس نیت خالص یقین کامل کے ساتھ عجیب عمدہ چیز ہی یہانتک کہ کہا گیا کہ مومن کی سچی نیت اسکے کام سے بہتر ہی۔ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ۔ فی الطریق کما وقع لجندع بن ضمرة اللیثی۔ فَقَدْ وَقَعَ ثبت۔ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔ اور جو نکلے اپنے گھر سے درحالیکہ سچی نیت سے ہجرت کرنے والا ہو اللہ تعالیٰ واسکے رسول کی طرف پھر اسکو موت نے پالیا۔ یعنے راہ مین مرگیا جیساکہ جندع بن ضمرة اللیثی کے ساتھ واقعہ ہوا تو واقع ہوا یعنے ثابت ہوا اسکا ثواب اللہ تعالیٰ پر۔ یعنے اللہ عزوجل نے اپنے کرم سے وعدہ فرمایا کہ اسکو ثواب عطا کرے گا۔ واضح ہو کہ روایت ابن اسحاق وغیرہ جندع بضم جیم وسکون نون وضم دال وآخر عین ہی اور واحدی نے جندب لکھا اور ضمرہ بفتح اول وسکون ثانی وصحہ فی الاستیعاب لیکن ابن کثیر نے ذکر کیا کہ ابن عباس رض نے فرمایا کہ ضمرہ بن جندب نے رسول اللہ صلعم کی طرف ہجرت کی پھر راہ مین مرگئے پس یہ آیت نازل ہوئی رواہ ابن ابی حاتم بسند رجالہ ثقات اور ظاہر آنکہ اصح قول جندع بن ضمرہ ہی واللہ اعلم۔ اور زبیر بن العوام رض سے روایت ہی کہ خالد بن حزام حبش کی طرف ہجرت کی راہ مین انکو سانپ نے کاٹ کھایا وہ مرگئے حالانکہ ہم لوگ حبشہ مین انکا انتظار کرتے تھے جب انکی وفات کی خبر پہنچی تو مجھے بہت ملال ہوا اسلیے کہ قریش مین ہر ایک کے ساتھ کوئی نہ کوئی اسکی قوم وقرابت مین سے تھا مگر میرے ساتھ بنو اسد بن عبدالعزی مین سے سوائے خالد بن حزام کے کوئی نہ تھا اور نہ امید تھی پس یہ آیت نازل ہوئی رواہ ابن ابی حاتم اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ اثر غریب ہے اور وارد ہوتا ہی کہ قصہ تو مکی ہی قبل ہجرت کا اور آیت مدنی ہی پس شاید مراد یہ ہو کہ اس حکم مین شمول ہوا اور یہ نہین کہ نزول کا سبب یہ ہوا واضح ہو کہ حج یا عمرہ یا جہاد یا ہجرت کسی سفر مین خالص نیت سے جاوے اور مرجاوے تو اسکو قیامت تک اس فعل کا ثواب ملیگا اور مجاہد کو شہید کا ثواب ہوگا اور علما نے کہا کہ دینی غرض سے ہر سفر مانند علم دین سیکھنے وغیرہ کے سب کا یہی حکم ہی واللہ اعلم۔ اور آیت مین دلالت ہی کہ جو شخص کسی ایسے ملک مین ہو جہان مشرکین بھرے ہین یا ایسا ملک ہو جہان کھلے خزانہ لوگ گناہون کے مرتکب ہون تو آدمی پر وہانسے ہجرت واجب ہی بشرطیکہ ہجرت پر قادر ہو کیونکہ آیت اگرچہ سبب خاص مین ہو مگر اعتبار عموم لفظ کا ہی اور ظاہر آنکہ کسی زمانہ ومکان کی خصوصیت نہین اور اسکو مدارک مین صرح بیان فرمایا اور صحیح مین جو حدیث ہی کہ بعد فتح مکہ کے اب ہجرت نہین تو مراد اس ہجرت سے یا تو وہ ہجرت خاصہ ہی جو قبل فتح مکہ کے تھی یا بنا بر قول بعض کے مکہ فتح ہونے سے پہلے بدون ہجرت کے ایمان مقبول نہ تھا اسکو منسوخ فرمایا کہ اب وہ بات نہین ہی بالجملہ اسی قسم کی تاویل ہوگی کیونکہ دیگر احادیث وارد ہین جنمین ہجرت بعد فتح وآخر زمانہ مین ہونا معلوم ہوتا ہی آیت کریمہ کے معنے یہ ہین کہ جو شخص اپنے گھر ووطن سے رسول اللہ کی طرف ہجرت کرے جو عین ہجرت بجانب حق عزوجل ہے اور وہ راہ مین مرجاوے تو اسکو ثواب ایسے شخص کا ملیگا بلکہ قیامت تک ملیگا جس کی ہجرت پوری ہوگئی۔ اور اللہ تعالےٰ پر اس کا ثواب واجب ہوا

Marfat.com

اور یہ واجب ہونا کچھ استحقاق کی راہ سے نہین جیسا کہ عامۂ معتزلہ سمجھتے ہین بلکہ او تعالیٰ نے محض کرم وفضل سے اُسکے واسطے وعدہ فرما دیا ہی جسکا واقع ہونا واجب سے کہین بڑھکر ہی جسکو بندون کے اطمینان کے لیے واجب سے تعبیر فرمایا اور بات یہ کہ کریم ورحیم کا وعدہ خلاف نہین ہوتا کہان کہ حق ارحم الراحمین کا وعدہ کہ کبھی خلاف نہوگا اسیواسطے فرمایا۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک نیت بندون کے واسطے غفور اور اُنپر بہت مہربان ہی پس وہ خالص نیت کرتے مگر عبادت حقیقی جو ادا نہین ہوسکتی اگر نیت کی قدر بھی اُسے پوری نہوئی تو بھی او تعالیٰ اپنے کرم سے اُنکے ناقص کامونکو قبول کرتا اور بخشتا اور رحمت فرماتا ہی **ف** عرائس مین لکھا کہ قولہ ومن یہاجر فی سبیل اللہ الآیۃ۔ یعنے جسنے اپنے وطن کو جو نفس ہی چھوڑکر ولایت تفرید کی طرف ہجرت کی یعنے اپنے نفس و اُسکی خواہشون سے خارج ہوا اور اللہ تعالیٰ کی محبت مین اپنا جان ومال قربان کیا اور عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی چیز ایسی نہ رہی کہ اُسکے قلب کو وہان سکون ہو تو وہ زمین مین یعنے انہی ہیات موجودہ مین مراغم کثیر پاتا ہی یعنے نور توحید منور ہیبت مقامات انس وقدس پاتا ہی اور سعت یہ کہ اُسکے قرب ووصال کے نشاط انوار ایسے پاتا ہی کہ ہر چیز سے سوائے حق عزوجل کے مستغنی ہوجاتا ہی اور عارفون کے لیے قدم ازل کے ملک مین بہت مراغم ہین یعنے صفات جمال وجلال مین مقامات ہین اور اُنپر سعت یہ کہ علوم ازلی کے خزائن ودائمی مشاہدات ملتے ہین اور نیز اشارہ ہی کہ جو شخص اپنے نفس سے برخلاف اس مین مین متوطن ہونے سے دل اچاٹ ہوگیا اور پردیسی مسافر کے مانند دنیا مین پھرنے لگا تو اسکو اطراف عالم مین اولیاء اللہ تعالیٰ کی صحبت مین مقامات انوار مشاہدہ بہت کچھ ملتے ہین جس سے اسکا نفس ولمۂ شیطانی خوار وذلیل ہوتا ہی۔ اور استاد رحمہ نے فرمایا کہ جس نے ماسوائے الٰہی سے اللہ وفی اللہ سفر کیا اور خالص وصحیح نیت اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے رکھی تو وہ کرم قدیم مین بہت وسعت پاتا ہے اور فضل اس کو ناقص قبول فرماکر قرب وکرامت سے سعت عطا فرماتا ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ قولہ ومن یخرج من بیتہ مہاجرا۔ یعنے جو شخص کہ اپنی طبیعت وخواہش نفس سے اور نفس کی طاقت وقوت پر بھروسہ کرنے سے اور اسکے عبارات واشارات وعلم ورسم سے نکلکر اللہ تعالیٰ کی راہ مین اُس کے مشاہدہ کا طالب ہوا اور محبت کے ساتھ آنحضرت صلعم کی پیروی کا قاصد ہوگیا پھر بعض مقامات مین اُسکو ضعف لاحق ہوا اور مجاہدہ کے بعد اُسکو فتور پیش آیا تو بھی او تعالیٰ اپنے کرم سے محروم نہین رکھتا اور اسکے واسطے ثواب وصال حاصل ہی اور اللہ تعالیٰ اُس کو عنایت فرمائیگا اور یہ اس بات پر کہ اُسکی نیت پہلے خالص تھی قبل اسکے کہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے سب کو چھوڑے اور نفس کے مرادات وخواہشون سے باہر ہونا فہم

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ

اور جب تم سفر کرو ملک مین تو تم پر گناہ نہین کہ کچھ کم کرو نماز مین سے اگر

خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ وَاِذَا كُنْتَ

تمکو ڈر ہو کہ ستاوینگے تمکو کافر البتہ کافر تمھارے دشمن ہین صریح اور جب تو

فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ

انمین ہو پھر اُنکو نماز مین کھڑا کرے تو چاہیے ایک جماعت انکی کھڑی ہو تیرے ساتھ اور ساتھ لیوین اپنے ہتھیار

فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَاۗىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ

پھر جب یہ سجدہ کرچکین تو پرے ہوجاوین اور آوے دوسری جماعت جس نے نماز نہین کی وہ نماز کرین تیرے ساتھ

وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ

اور پاس لیوین اپنا بچاؤ اور ہتھیار کافر چاہتے ہین کسی طرح تم بے خبر ہو اپنے ہتھیارون سے اور سامان سے

Marfat.com

فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ

تو تمپر جھک پڑین ایک حملہ کرکر۔ اور گناہ نہین تمپر اگر تمکو تکلیف ہو مینھ سے یا

كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

تم بیمار ہو کہ اوتار رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ لوا پنا بچاؤ اللہ نے رکھی ہو منکرون کے واسطے

عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا

ذلت کی مار پھرجب نماز کرچکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور پڑے پھرجب

اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝

خاطر جمع ہو تو درست کرو نماز یہ نماز ہے مسلمانون پر وقت باندھا حکم

مترجم کہتا ہو کہ ان آیات مین اللہ تعالیٰ نے نماز قصر کی اجازت دی اور یہ اسکے کرم سے ہمکو صدقہ ملا اور نماز خوف کا طریقہ بتلایا اور نماز کے موقوت ہونے کا اعلام فرمایا۔ اور تفسیر مین شیخ جلال رح نے موافق شافعیت کے بیان کیا ہو مترجم انشاء اللہ تعالیٰ ہر مسئلہ مین اقوال ائمہ خصوص حنفیت کے موافق بھی بیان کریگا۔ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ ۔ سافرتم ۔ اور جب تم یعنے اہل اسلام سفر کرو ۔ فِي الْاَرْضِ ۔ زمین مین مترجم کہتا ہو کہ ضرب فی الارض اگرچہ مطلقاً زمین مین چلنے کے معنے رکھتا ہو لیکن ائمہ علما نے اتفاق کیا ہو کہ سفر کرنا مراد ہو اور قولہ فی الارض عام ہو کہ کسی زمین مین سفر ہو اور کوئی سفر ہو کچھ فی سبیل اللہ کی قید نہین ہو اور آگے معلوم ہوگا کہ اسمین اختلاف ہو۔ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ ۔ تو تمپر گناہ نہین ۔ فی ان تقصروا من الصلوۃ ۔ اس بات مین کہ قصر کرو تم نماز مین سے مترجم کہتا ہو کہ اسمین دو احتمال ہین اول تو یہ کہا کہ تمپر قصر کرنے مین گناہ نہین ۔ تو معلوم ہوا کہ قصر کرنا واجب نہین بلکہ جائز ہو اور جمہور نے کہا کہ واجب ہو جیسا کہ آویگا ۔ دوم آنکہ نماز مین قصر کرنا اسکے معنے تنگی کرنے کے ہین خواہ اسطرح کہ چھوٹی چھوٹی سورتون سے رکوع و سجود مین فقط تین بار تسبیح کہکر نماز تمام کردے اور یہی بعض نے سمجھا ۔ خواہ اسطرح کہ جیسے مفسر رح نے کہا ۔ بان تردہا من اربع الی ثنتین ۔ کہ نماز کو جو چار رکعت والی ہو دو رکعت پڑھو ۔ اور یہی جمہور کا قول ہو پس کمی کی طرف دو رکعت متعین ہین یعنے اس سے کم نہین ہوسکتی لہذا فجر کی نماز مین قصر نہوگا کیونکہ دو ہی رکعت ہین اور مغرب مین بھی نصف کا قصر نہین ہوسکتا اور شاذ بعض لوگ فجر و مغرب مین بھی قصر کے قائل ہوے ہین ۔ بالجملہ اللہ تعالیٰ نے سفر مین قصر کرنیکی اجازت دی ۔ مگر ایک شرط فرمائی بقولہ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۔ اگر تمکو خوف ہو یہ کہ تمہین فتنہ مین ڈالینگے کافر لوگ ۔ ای ینالکم بمکروہ یعنے تمکو کوئی ایسی بات کافرون سے پہونچیگی جسکو تم مکروہ رکھتے ہو ۔ مترجم کہتا ہو کہ ظاہر یہ ہوا کہ نماز قصر کرنا سفر مین اس شرط سے ہو کہ جب کافرون سے خوف فتنہ ہو اور یہی بعض سلف کا قول و داؤد ظاہری کا مذہب ہو اور جمہور کے نزدیک بدون شرط مذکور کے بھی جائز ہو اگر کہا جاوے کہ شرط تو کتاب اللہ مین صریح مذکور ہو تو جواب یہ ہو کہ یہ شرط بمعنے قید نہین ہو بلکہ جیسا کہ مفسر رح نے کہا ۔ بیان للواقع اذ ذاک فلا مفہوم لہ ۔ یعنے بیان ہو اس چیز کا جو اس وقت مین واقع ہوتا تھا ۔ یعنے اُسوقت مین صحابہ رض کے سفر غالباً واسطے جہاد و لڑائی کے ہوتے تھے پس چونکہ واقع ایسا ہی ہوتا تھا اسکا بیان کردیا پس اسکا کچھ مفہوم نہین جو قید قرار دیا جاوے ۔ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۔ یعنے کافرین کھلے دشمن تمہارے ہین ۔ اور مفسر رح نے ظاہر کیا کہ مبین از ابانت بمعنے بین لازمی ہو اور تمام کلام اسمین کئی بار گذر چکا ہے و بینت السنۃ ان المراد بالسفر الطویل المباح وہو اربعۃ برد وہی مرحلتان ویوخذ من قولہ فلیس علیکم جناح انہ رخصۃ لا واجب وعلیہ الشافعی ۔ اور

بیان کر دیا سنت نے کہ مراد سفر سے طویل مباح ہی اور وہ چار برد یعنے دو مرحلہ ہی اور قولہ فلیس علیکم جناح سے لیا جاوے کہ قصر کرنا رخصت ہی وجوب نہین اور یہی شافعی کا مذہب ہی۔ **ف** جاننا چاہیے کہ یہان چند امور ہین اول معنے قصر۔ دوم جواز قصر۔ سوم۔ جواز اتمام چہارم معنے شرط پنجم قصر بر رکعت واحدہ ششم سفر طویل وقصیر وبعض متصلات۔ پس ان امور مین کلام ضرور ہی جاننا چاہیے کہ قصر کے معنے تضییق کے ہین یعنے تنگ کر دینا اور بعض نے کہا کہ قصر الشئی ضمہ الی اصلہ یعنی کسی چیز کا قصر یہ ہی کہ اسکو اسکی اصل کی طرف پہچا دے اور بعض نے قصر کے معنے کمی کے لیے پس تضییق تو اسطرح کہ تعداد رکعات مین چار کی دو ہو جاتی ہین اور اسیقدر نسبت کافی ہی اور دوسرے معنے پر اسطرح کہ ابتدا مین نماز دو رکعت سے تھی پھر سفر مین اپنے اصل پر رہی اور حضر مین زیادتی ہوئی جیسا کہ صحیح کی حدیث حضرت عائشہؓ مین صریح مروی ہی اور بنا تفسیر کمی کے ظاہر ہی۔ اور ایک قوم کا قول ہی کہ مسافر کی دو رکعتین قصر نہین بلکہ قصر یہ ہی کہ خوف مین ایک رکعت پر اقتصار کرے اور یہی جابرؓ سے مروی ہی اور یہی قول عطاء وطاؤس وحسن ومجاہد کا ہی اور مؤید اسکی یہ حدیث ابن عباس وغیرہ ہی کہ سفر مین دو رکعت بزبان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری نماز ہی کم نہین ہی۔ ھ۔ اور ان لوگون کے نزدیک شرط مذکور اپنے حال پر باقی ہی اور اکثر اہل علم کے نزدیک ایک رکعت پر اقتصار کرنا روا نہین ہی خواہ خوف کی حالت ہو یا امن کی حالت ہو۔ ذکرہ فی المعالم۔ اور ابن کثیر رح نے ان تقصروا کی تفسیر مین کہا ای ان تخففوا یعنے تخفیف کرو۔ اور ذکر کیا کہ جمہور نے اس سے یہ سمجھا کہ نماز کی کمیت مین گھٹا دو بایں طور کہ چار رکعت والی کو دو رکعت رکھو اور اسی سے انھون نے سفر مین نماز کے قصر پر استدلال کیا ہی۔ و قال فی المعالم سفر مین قصر کرنا باجماع امت روا ہی مترجم کہتا ہے کہ اجماع قصر پر ہے ولیکن قصر کے معنے مین اختلاف ہونے سے اختلاف معنوی پیدا ہو گیا پس شیخ ابن کثیر رح نے جو معنے قصر کے لیے یعنے چار رکعت والی کو دو رکعت رکھنا تو بدین معنے قصر کے اوپر اجماع نہین بلکہ جمہور علما اسکے قائل ہین پھر ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ صفت سفر مین تین قول ہین ایک یہ کہ سفر طاعت ہونا ضرور ہی جیسے حج یا جہاد یا عمرہ یا طلب علم وغیرہ کا قصد ہو اور یہ ابن عمر وعطاء اور ایک روایت مالک رح سے ہی اور دوسرا قول یہ کہ سفر مباح ہو بشرطیکہ مسافر اسمین عاصی نہو اور یہ امام شافعی واحمد وغیرہم کا قول ہی اور سوم یہ کہ مطلق سفر ہو خواہ مباح ہو یا محظور ہو اور یہ قول امام ابو حنیفہ وثوری وداؤد کا ہی بسبب عموم آیت کے مگر جمہور نے انسے خلاف کیا ہی۔ قال فی المعالم پھر اسمین اختلاف ہی کہ آیا تمام کرنا یعنے چار رکعت والی نماز کو چارون رکعت سفر مین تمام کرنا جائز ہی یا نہین تو اکثر اہل علم کے نزدیک قصر کرنا واجب ہی اور یہی قول حضرت عمر وعلی وابن عمر وجابر وابن عباس رضی اللہ عنہم کا اور حسن بصری وعمر بن عبد العزیز اور قتادہ وغیرہ رحمہم اللہ تابعین کا اور یہی مذہب امام مالک وابو حنیفہ وغیرہم کا ہی کیونکہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہی کہ نماز اول مین دو رکعت فرض ہوئی پھر نماز سفر اسی پر برقرار رہی اور نماز حضر پوری کی گئی اور ایک قوم کے نزدیک سفر مین تمام کرنا جائز ہی اور یہی حضرت عثمان وسعد بن ابی وقاص سے مروی ہے اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے کہ چاہے قصر کرے اور چاہے تمام کرے مگر قصر کرنا افضل ہی چنانچہ شافعی رح نے خود حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے ان دونون مین سے ہر ایک بات کی ہی نماز مین قصر بھی کیا اور تمام بھی کی رواہ من طریقہ الخطیب **مترجم** کہتا ہی کہ کلام عائشہ رض محتمل ہی اسپر صریح نہین کہ سفر ہی مین دونون باتین واقع ہوئی ہین ہان ظاہر کلام آیت کریمہ دلالت کرتا ہے کہ قصر کرنا رخصت ہی اسلیے کہ لا جناح کا استعمال رخصت مین ہی اور قولہ لا جناح علیہ ان یطوف بہما۔ جو طواف صفا ومروہ کے حق مین ہے باوجود سعی واجب ہونے کے تو دفع وہم ان لوگون کا ہی جو گناہ خیال کرتے تھے اور یہان مروی نہین کہ کوئی نماز قصر کو حرج خیال کرتا تھا پس ظاہر وجوب قصر بدلیل سنت ہی، استحرف **قال ابن کثیر** رح قولہ تعالےٰ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا۔ تو یہ غالب حال نزول

آیت کے موافق ہو اسواسطے کہ بعد ہجرت کے ابتدا مین اکثر انکے سفر ایسے ہی مخوف ہوتے تھے بلکہ غزوہ عام یا سریہ خاص ہی کے واسطے اپنے مستقر سے
متحرک ہوتے تھے اور منطوق جب غالب احوال کے موافق وارد ہو تو اسکا مفہوم نہین ہوتا یعنے وہ قید نہین ہوتا جیسے قولہ ولا تکرہوا فتیاتکم علے
البغاء ان اردن تحصنا- ای مت زبردستی اکراہ کرو اپنی باندیون پر کہ زنا سے کماوین اگر وہ باندیان احصان چاہتی ہین حالانکہ اکراہ زنا پر کسی حال
مین روا نہین خواہ وہ احصان چاہین یا نہ چاہین پس یہ بطریق غالب حال ہو کہ مشرکین ایسا کیا کرتے تھے اور ایسے ہی قولہ وربائبکم اللاتی فی حجورکم
الآیۃ- جیساکہ گذر چکا- اور یعلی بن امیہ سے روایت ہو کہ مین نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ
ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا- اور اب تو یہ حال ہو کہ لوگ بے خوف ہو گئے ہین- تو عمرؓ نے مجسے فرمایا کہ یہی مجھے بھی تعجب ہوا تھا جو تجھے
پیش آیا پس مین نے رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک صدقہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو صدقہ دیا پس تم اسکے صدقہ کو قبول کرو-
رواہ احمد ومسلم واہل السنن وقال الترمذی حدیث حسن صحیح اور ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ سنت رسول اللہ صلعم ہو- کما رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ
اور ایک روایت مین کہا کہ یہ رخصت آسمان سے اُتری اگر تم چاہو تو پھیر دو- رواہ ابن مردویہ اور سے پہلے معلوم ہو گیا کہ ابن عمرؓ وجوب قصر کے قائل ہین
اور انسؓ سے روایت ہو کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کو گئے پس آنحضرت صلعم دو دو رکعتین پڑھتے تھے یہانتک کہ ہم مدینہ واپس آئے-
ابو اسحاق نے پوچھا کہ آپ لوگ مکہ مین کچھ ٹھہرے تھے تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ہم وہان دس روز رہے رواہ البخاری ومسلم وبقیۃ الجماعۃ- اور
ابن عباسؓ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ مکہ و مدینہ کے درمیان درحالیکہ ہم امن مین بیخوف تھے دو دو رکعتین پڑھین رواہ ابوبکر
بن ابی شیبہ والنسائی اور یہی معنے ترمذی ونسائی نے روایت کی اور ترمذی نے کہا کہ حدیث صحیح ہو- حارثہ بن وہب الخزاعی سے روایت ہو کہ مین نے
رسول اللہ صلعم کے ساتھ منا مین لوگون کے اکثر اور نہایت بیخوف ہونے کی حالت مین دو رکعتین پڑھین رواہ احمد والبخاری اور بخاریؒ کی
حدیث ابن عمرؓ مین ہو کہ مین نے حضرت صلعم وابوبکرؓ وعمرؓ کے ساتھ اور ابتدار خلافت مین عثمانؓ کے ساتھ دو دو رکعتین پڑھین پھر عثمانؓ تمام
کرنے لگے وکذا رواہ مسلم- اور عبداللہ بن مسعودؓ کو بھی جب یہ خبر پہونچی کہ عثمانؓ نے منا مین لوگون کو چار رکعتین پڑھائین تو انھون نے استرجاع
کیا یعنے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جو مصیبت کے وقت پڑھتے ہین اور حضرت صلعم وابوبکرؓ وعمرؓ کے ساتھ دو رکعتین پڑھنا بیان کرکے کہا
کہ کاش مجھے چار رکعتون مین سے دو ہی رکعت مل جاتین جو مقبول ہوتین کما فی روایۃ البخاری وغیرہ اور مترجم کہتا ہو کہ عثمانؓ سے یہ بھی روایت
کیا جاتا ہو کہ انھون نے مکہ مین اقامت کی نیت کر لی تھی اس سبب سے چار پوری پڑھین **قال ابن کثیر** پس یہ احادیث صریح دلالت کرتی ہین کہ
قصر کے واسطے یہ شرط نہین کہ خوف موجود ہو پھر **ابن کثیر**ؒ نے ذکر کیا کہ بعض علما کا قول ہو کہ قصر سے مراد قصر کیفیت ہو اور قصر کمیت مراد نہین اور
یہی مجاہد وضحاک وسدی کا قول ہو اور اعتقاد انکو روایت عائشہؓ سے ہو کہ فرض کی گئین نماز سفر وحضر مین دو دو رکعت پھر سفر کی نماز تو برقرار
رکھی گئی اور نماز حضر مین زیادہ کی گئی رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی اور اعتضاد اس تقریر سے کہ جب سفر کی اصل نماز دو رکعت ہوئی تو
یہان قصر سے مراد قصر کمیت کیونکر ہوگا کیونکہ جواہ اسکے حق مین فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ- نہین کہا جاتا ہے اور اس سے زیادہ صریح
وہ ہو جو ابن ابی لیلی نے عمرؓ سے روایت کی کہ فرمایا عمرؓ نے کہ نماز سفر دو رکعت ہین اور نماز عید الاضحی دو رکعت ہین اور نماز عید الفطر دو رکعت ہین
اور نماز جمعہ دو رکعت ہین اور یہ آنحضرت صلعم کی زبان سے پوری پوری نمازین ہین بدون قصر کے- رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ وابن حبان
شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ اسناد صحیح موافق شرط مسلم ہو اور مسلمؒ نے اپنے صحیح کے مقدمہ مین قطعاً لکھدیا کہ ابن ابی لیلی نے حضرت عمرؓ سے
سنا ہو اور اس حدیث مین اور دیگر حدیثون مین صریح سماعت ثابت ہو اور انشا اللہ تعالے یہی صواب ٹھیک ہو اگرچہ یحیی بن معین وابوحاتم ونسائی نے

Marfat.com

کہاکہ ابن ابی لیلی نے حضرت عمرؓ سے نہین سنا ہی۔ اور نیز ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ فرض کیا اللہ تعالی نے تمھارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
سے حضر مین چار رکعتین اور سفر مین دو رکعتین اور حالت خوف مین ایک رکعت پس جیسے حضر مین فریضہ سے پہلے اور بعد کو نماز پڑھتا ہی ویسے ہی
سفر مین بھی پڑھے رواہ مسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ اور سابق کی حدیث عائشہؓ سے بھی اتفاق ہوا کہ نماز سفر دو رکعتین بدون قصر کے
پوری ہین اور یہ حدیث عمرؓ مین مصرح مذکور ہی پس جب ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ سفر کی نماز دو رکعت اصلی ہین بدون قصر کے تو آیت مین قصر
کرنے سے مراد یہ ہوگی کہ اسکی کیفیت مین قصر کرو اور یہ نہین کہ اسکی کمیت مین قصر کرو اور علی ہذا نماز خوف مین بھی بنا بر انکے قول کے یہی مراد ہوگی مترجم
کہتا ہی کہ اس مذہب کے دلائل اس امر کے تو ضرور مؤید ہین کہ سفر مین تمام کرنا جائز نہین اسواسطے کہ نماز سفر ہی دو رکعت ہی تو پورا کرنا کچھ معنے نہین رکھتا
اور اسباط نے سدیؒ سے روایت کی کہ نماز جب سفر مین دو رکعت پڑھی گئی تو یہ تمام ہی اور کمی کرنا حلال نہین ہی لیکن اگر کافرون سے
فتنہ کا خوف ہو تو قصر کرکے ایک رکعت پڑھے اور بہت صریح وہ ہی جو سماک الحنفی نے کہاکہ مین نے ابن عمرؓ سے نماز سفر کو پوچھا تو فرمایا کہ دو رکعتین
ہین اور یہ پوری نماز ہی بدون قصر کے اور قصر تو فقط نماز خوف مین ہی تو مین نے کہاکہ نماز خوف کیونکر ہی تو فرمایا کہ امام یعنے افسر لشکر کا لشکر کے ایک
گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر یہ گروہ انکی جگہ جاوے اور وہ انکی جگہ آوے پس انکو بھی ایک رکعت پڑھاوے تو امام کی دو رکعتین ہونگی اور
ہر گروہ کی ایک ایک رکعت ہوگی رواہ ابن جریر مترجم کہتا ہی کہ ان بعض کا مذہب بھی فی الجملہ قوت رکھتا ہی اور تجھے پہلے معلوم ہوا کہ جمہور
کے نزدیک نماز سفر مین چار رکعت والی کو دو رکعت پڑھنا قصر ہی اور حدیث عمرؓ در باب قبول صدقہ اسپر صریح دلالت کرتی ہی اور یہ مقام
تفصیل کا نہین ہی اور اس قول جمہور پر ضرور ہی کہ قولہ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا مین تاویل کیجاوے چنانچہ بیان ہوا کہ یہ بنا بر غالب احوال کے ہی
پس اسکا کچھ مفہوم نہین یا قصر پر استقرار بدلیل سنت وتواتر معنوی واجماع ثابت ہی اور معالم مین ذکر کیا کہ بعض نے کہاکہ یہ جملہ شرطیہ اپنے ماقبل سے جدا ہی
اور مابعد سے متصل ہی یعنے اسکا ربط صلوۃ الخوف کے ساتھ ہی چنانچہ حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہی کہ پہلے قولہ فلیس علیکم جناح ان تقصروا من
الصلوۃ۔ اسیقدر اترا تھا پھر ایک سال کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلوۃ الخوف کو دریافت کیا تب نازل ہوا قولہ
ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا ان الکافرین کانوا لکم عدوا مبینا واذا کنت فیہم الآیہ۔ اور قرآن مجید مین ایسا بہت ہی کہ ایک خبر پوری ہوکر
آگئی پھر اسکے بعد دوسری خبر بیان ہوئی جو ظاہر مین ماقبل سے متصل نظر آتی ہی حالانکہ درحقیقت اس سے جدا اور دوسری خبر ہی جیسے قولہ تعالی
الآن حصحص الحق انا راودتہ عن نفسہ وانہ لمن الصادقین۔ یہ کلام تو زلیخا کی زبان سے حکایت ہی اور اسکے بعد فرمایا وذلک لیعلم انی لم اخنہ بالغیب
حالانکہ یہ حکایت کلام یوسف علیہ السلام ہی معالم مین مذکور ہی کہ اہل علم نے مسافت قصر مین اختلاف کیا ہی یعنے کتنی مسافت کا سفر ہو تب قصر جائز
ہوگا پس ایک گروہ نے کہاکہ سفر چاہے طویل ہو یا قصیر ہو نماز کا قصر جائز ہوگا۔ یہ حضرت انسؓ سے مروی ہی اور عمرو بن دینار نے کہاکہ مجھسے جابر بن زید نے
کہاکہ تو عرفہ مین قصر کر۔ لیکن عامہ فقہا کے نزدیک سفر قصیر مین نماز کا قصر نہین جائز ہی پھر سفر طویل کی مقدار مین اختلاف ہی پس اوزاعیؒ کے
نزدیک ایک روز کی راہ ہی اور ابن عمرؓ وابن عباسؓ سولہ فرسخ پر نماز کو قصر کرتے اور روزہ افطار کرتے تھے اور یہی مالک واحمد واسحاق کا مذہب ہی اور
حسن وزہری کے نزدیک دو روز کی راہ ہی اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہی اور سفیان الثوری وابو حنیفہؒ کے نزدیک تین روز کی راہ اوسط چال سے ہی
واللہ اعلم یہانتک سفر مین نماز قصر کرنا بیان ہوا اور موافق مذہب ابی حنیفہؒ کے تفسیر کلام یون ہی کہ اذا ضربتم یعنے جب تم سفر کرو خواہ سفر واجب ہو یا مستحب
یا مباح یا حرام لیکن ضرور سفر طویل یعنے تین روز کی مسافت ہو۔ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَوٰةِ
یعنے تمپر گناہ نہین کہ نماز مین قصر کرو اسطرح کہ چار رکعت والی کو دو رکعت پڑھو اور سنن وواجبات جیسے حضر مین پڑھتے تھے ویسی ہی ادا ہون آخر تک سوا

جیسا کہ حدیث مسلم جو اوپر مذکور ہوئی دلالت کرتی ہی اور قولہ فلیس علیکم جناح سے دفع ضیق ہی کہ اہل ایمان کو کچھ مین حرج و تنگی خاطر لاحق نہو اگرچہ پہلے کسی سے گناہ تصور کرنا مروی نہین جیسے قولہ لا جناح علیکم ان طلقتم النساء - وغیرہ آیات مین ہی پس یہ جواز کیواسطے نص نہین خصوص جبکہ احادیث صحیحہ صریح دلالت کرتی ہین کہ قصر پڑھنا واجب ہی تمام کرنا نہین چاہیے - پس ہمنے آیات و احادیث دونون پر عمل کیا اور جو لوگ رخصت کہتے ہین انکے قول مین احادیث کی موافقت نہین ہی اور قولہ ان خفتم ان یفتنکم الآخر کا بیان وہ ہی جو اوپر مفصل بیان ہوا آگے نماز خوف ادا کرنیکا بیان ہی وَاِذَا كُنْتَ - یا محمد حاضرا - فِيْهِمْ - وہم یخافون العدو - اور جب ہو تو ای محمد حاضر ان لوگون کے درمیان مین اور حالت یہ کہ وہ لوگ اپنے دشمن سے خوف رکھتے ہون - فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ - پس تو نے انکے واسطے نماز قائم کی یعنے انکو پڑھانا شروع کی اگر کہا جاوے کہ نماز خوف تو جائز ہی خواہ حضرت صلعم انمین حاضر ہون یا نہون چنانچہ اس زمانہ مین بھی روا ہی تو مفسرؒ نے جواب دیا ہذا جری علی عادۃ القرآن فی الخطاب فلا مفہوم لہ - یہ تو قرآن کے خطاب مین عادت کے موافق جاری ہی اسکا کچھ مفہوم نہین - یعنے خطاب قرآن مجید مین اسطرح عادت ہی کچھ قید کی نظر سے نہین - فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ - تو چاہیے کہ کھڑا ہوا ایک گروہ انمین سے تیرے ساتھ یعنے نماز پڑھنے کو اس سے ظاہر ہو گیا کہ تتاخر طائفۃ - یعنے ایک گروہ باقی آدمیون کا متاخر رہے - وَلْيَاْخُذُوْا - ای الطائفۃ التی قامت معک - اور چاہیے کہ لے لیوین یعنے وہ گروہ لیوے جو آپ کے ساتھ کھڑا ہی - اَسْلِحَتَهُمْ - معہم - اپنے ہتھیارون کو یعنے اپنے ساتھ لیوے - فَاِذَا سَجَدُوْا ای صلوا - پھر جب اس گروہ نے سجدہ کر لیا مفسرؒ نے بنا بر مذہب یون کہا - ای صلوا - یعنے نماز پڑھ لی - فَلْيَكُوْنُوْا - ای الطائفۃ الاخری - پس چاہیے کہ ہون یعنے دوسرا گروہ - مِنْ وَّرَآئِكُمْ - یحرسون الی ان تقضوا الصلوۃ وتذہب ہذہ الطائفۃ تحرس - تمہارے پیچھو نڈرے حراست و نگہبانی کرتے رہین یہانتک کہ تم نماز ادا کرو اور چلا جاوے یہ گروہ نگہبانی کرنے لگے وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا - اور آوے دوسرا گروہ جنہون نے نماز نہین پڑھی - فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ - معہم الی ان یقضوا الصلوۃ - پس نماز پڑھین تیرے ساتھ اور لیوین اپنا حذر و اپنے ہتھیار اپنے ساتھ جہانتک کہ نماز تمام کرین - وقد فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم کذلک فی بطن نخلۃ رواہ الشیخان - اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطن نخل مین ایسا ہی کیا تھا جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث مین ہی ف مترجم کہتا ہو کہ حاصل کلام بنا بر تفسیر مذکورہ کے یہ ہی کہ امام المسلمین لشکر کے دو فرقہ کرے ایک فرقہ تو دشمن کے سامنے نگہبانی کرتا رہے اور دوسرا فرقہ امام کے پیچھے نماز مین شریک ہو اور اپنے ہتھیار اپنے ساتھ لیوین - پھر جب یہ لوگ سجدہ کرین اور مراد اس سے یہ کہ نماز پڑھین تو دوسرا فرقہ اس حالت مین دشمنون کے سامنے کھڑا رہے تمہاری حفاظت کیا کرے یہانتک کہ تم نماز پوری کرکے چلے جاؤ اور پھر دوسرا فرقہ آوے جسنے نماز نہین پڑھی اور وہ بھی امام کے ساتھ نماز پڑھے اور اپنے ہتھیار لیے رہین اور احتیاط رکھین - پھر واضح ہو کہ اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ امام ایک فرقہ کے ساتھ دونون رکعتین پڑھے اور یہ تمام کرکے چلے جاوین اور دوسرا فرقہ آوے اسکے ساتھ دو رکعت پڑھے تو اس صورت مین امام کی چار رکعتین بعد سلام ہونگی اور قوم کے ہر ایک فرقہ کی دو دو رکعت ہونگی اور یہ معالم مین شافعیؒ کے طریق سے حضرت جابرؓ سے بطن نخل مین آنحضرت صلعم کا اسطرح ادا کرنا مذکور ہی اور بطن نخل ایک مقام ہے مکہ و طائف کے درمیان اور معالم مین کہا کہ اسمین زیادہ موافقت ہی ظاہر قرآن سے اور نماز مین بھی احوط ہی اور حراست مین کامل ہی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم - یعنے جب وہ نماز پڑھین پھر فرمایا ولتات طائفۃ اخری لم یصلوا - یہ دلالت کرتا ہی کہ گروہ اول تو نماز پڑھ چکا - اور دوسرے گروہ نے نہین پڑھی ہی اور پھر فرمایا فلیصلوا معک - اور اسکا مقتضا یہ ہی کہ پوری نماز پڑھین پس ظاہر اس سے یہ ہوا کہ ہر فرقہ امام کو اپنی نماز تمام کرکے

Marfat.com

چھوڑے اور اس صورت مین چونکہ زیادہ آنا جانا نہین پڑتا اور نماز کے اندر زیادہ کام کرنا نہین پڑتا ہی اس معنے کر کے اُسکے حق مین زیادہ احتیاط ہی اور نیز چونکہ ہر فرقہ جب وہ دشمن کے مقابلہ مین ہی تو نماز مین نہین بلکہ یا تو ابھی نماز ادا نہین کی ہی یا پوری کر کے چلا گیا ہی بہر حال جب نماز مین نہین ہوا تو حرب و ضرب مین بازو کھولکر مار سکتا ہی اگر احتیاج پڑے۔ اور دوسرا احتمال یہ ہی کہ امام ایک فرقہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھکر خاموش کھڑا رہے اور یہ فرقہ دوسری رکعت ادا کر کے نماز تمام کر کے چلا جاوے اور دوسرا فرقہ آوے تو امام اسکو بھی ایک رکعت پڑھا کر خاموش بیٹھا رہے اور قوم والے دوسری رکعت تمام کرین پھر امام انکے ساتھ سلام پھیرے اور ایسا ہی ذات الرقاع مین آنحضرت کا پڑھنا حدیث سہل بن ابی حثمہ مین مذکور ہی اور یہی امام مالک و شافعی و احمد و اسحاق کے قول مین مختار ہی اور اس طریقہ مین امام کی بھی دو رکعتین ہونگی بخلاف اول کے کہ اسمین چار ہو جاوینگی لیکن وہ بھی شافعیہ کے نزدیک جائز ہی اسلیے کہ اول دو رکعت ادائے فریضہ اور دوسری دو رکعت نفل ہونگی اور قوم کی فریضہ ہونگی اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز انکے نزدیک ادا ہو جاتی ہی اور حنفیہ کے نزدیک چونکہ یہ جائز نہین ہی لہذا صورت اول کی حدیث جابر رض مین تاویل ضرور ہی فافہم۔ اور احتمال ہی کہ قولہ فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم۔ کے معنے یہ ہون کہ جو گروہ مقتدی ہوا امام کے ساتھ جب وہ ایک سجدہ کر لین یعنے ایک رکعت پڑھ لین تو ہو جاوین تمھارے ماورا یعنے دشمن کے روبرو جا کر کھڑے ہون یا جب وہ سجدہ کر لین یعنے نماز سے فراغت کر لین خواہ باین طور کہ امام ایک رکعت پڑھا کر خاموش رہے اور وہ باقی تمام کر لین یا امام انکو دونون رکعت پوری کر دے پھر وہ پھر کر بمقابلہ دشمن جا کھڑے ہون۔ پھر واضح ہو کہ جو طریقہ مقتدیٰ نے نماز خوف کا اختیار کیا موافق روایت سہل بن ابی حثمہ کے یہی مختار شافعی رح ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مختار یہ ہی کہ جو ابن عمر رض سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دوسرا گروہ دشمن کے روبرو تھا پھر یہ گروہ پھر کر بجاے دوسرے گروہ کے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ بجاے انکے نماز مین آیا پس نبی صلعم نے انکے ساتھ دوسری رکعت پڑھی اور سلام دیا پھر یہ لوگ کھڑے ہوے اور اپنی باقی رکعت پڑھی اور وہ لوگ کھڑے ہوے اور اپنی باقی رکعت پڑھی رواہ الترمذی والجماعۃ فی کتبھم ولھذا الحدیث طرق عن جماعۃ من الصحابۃ وقال محی السنۃ کلتا الروایتین صحیحۃ۔ مترجم کہتا ہی کہ خلاصہ طریقہ یون ہی کہ امام جب دوسری رکعت پر کھڑا ہو تو پہلا گروہ درمیان نماز مین جا کر دشمن کے روبرو کھڑا ہو اور دوسرا گروہ آکر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور امام سلام دے اور وہ لوگ سلام نہ پھیرین بلکہ دشمن کے روبرو جا کھڑے ہون پھر پہلا گروہ آکر اپنی نماز پوری کرے پھر دوسرا گروہ آکر اپنی نماز پوری کرے۔ اور یہی ایک جماعت علما کا قول ہی اور واضح رہے کہ جواز ہر دو طریقہ مذکورہ مین بلکہ جملہ طریقون سے جو حضرت صلعم سے ثابت ہو کچھ کلام نہین ہی صرف اختلاف اسمین ہی کہ شافعی وغیرہم نے اول طریقہ مختار سمجھا اور ابو حنیفہ وغیرہم نے دوسرا طریقہ مختار سمجھا ہی حالانکہ اہل اتفاق ہی کہ ہر دو طریقہ مع دیگر طرق صحیحہ کے جائز ہین **قال ابن کثیر** نماز خوف کے انواع کثیرہ ہین کیونکہ دشمن کبھی تو قبلہ کے روبرو ہوگا اور کبھی اس رخ کے سوائے داہنے بائین پیچھے کسی طرف ہوگا اور نماز کبھی چار رکعت والی مانند ظہر کے اور کبھی تین رکعت والی مانند مغرب کے اور کبھی دو رکعت مانند صبح و نماز سفر کے اور کبھی جماعت سے پڑھ سکینگے اور کبھی نہین جبکہ لڑائی باہم مل جاویگی پس اکیلے اکیلے پڑھینگے کبھی قبلہ کی طرف استقبال کرنا میسر ہوگا اور کبھی میسر نہوگا کبھی پیدل اور کبھی سوار قلتُ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر مار دھاڑ واقع ہوئی تو نماز ٹوٹ گئی ولیکن بعض نے کہا کہ باہم کفار پر چوٹین لگا سکتے ہین اور اس حالت مین چلتے پھرتے بھی پڑھ سکتے ہین اور قول اوزاعی رح فی الجملہ موافق قول امام ابو حنیفہ ہے اور حضرت صلعم نے غزوۂ خندق مین نماز عصر مین تاخیر کر دی یہانتک کہ سورج ڈوب گیا اور فتح قلعہ تستر مین حضرت انس رض سے نماز تاخیر کرنے کی روایت جو آگے آتی ہی اسی پر دلالت کرتی ہی **قال ابن کثیر** اور علما مین سے بعض نے کہا کہ ایسی حالت مین ایک رکعت نماز سے فرض ادا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث ابن عباس مین اوپر مذکور ہوا اور یہی قول احمد بن حنبل کا ہی اور **منذری** رح نے حواشی مین لکھا کہ یہی قول عطا و جابر بن زید و حسن و مجاہد

Marfat.com

وحکم وقتادہ وحماد کا ہی اور یہی مذہب طاؤس وضحاکؒ کا ہی اور محمد بن نصر المروزی سے منقول ہی کہ اُنکے نزدیک نماز صبح کو ایک رکعت پڑھنا حالت خوف مین روا ہی اور یہی مذہب ابن حزم کا بھی ہی۔ اور اسحٰق بن راہویہ نے فرمایا کہ قتال واقع ہونیکی حالتمین ایک رکعت کافی ہی جو ایما یعنے اشارہ سے پڑھے اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو ایک سجدہ کافی ہی کیونکہ وہ ذکر اللہ عزوجل ہی۔ اور دوسرون نے کہا کہ ایک تکبیر کافی ہی پس شاید مراد اس سے ایک رکعت ہی جیسا کہ امام احمد کا قول ہی اور یہی قول صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن عمرو دیگر صحابہ رضہ کا ہی۔ پھر ابن کثیرؒ نے لکھا کہ علما مین سے بعض نے ایسی حالت مین نماز کی تاخیر روا رکھی بسبب قتال و مار دھاڑ کے جیسا کہ نبی صلعم نے بروز احزاب تاخیر فرمائی۔ پھر تھوڑے کلام کے بعد شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ لیکن جمہور کے نزدیک نماز خوف مشروع ہونے سے یہ سب منسوخ ہوگیا کیونکہ جسوقت آپ نے غزوۂ خندق مین تاخیر کردی یا بنو قریظہ پر لشکرکشی کے وقت جو حکم دیا کہ بنو قریظہ کے موضع مین پہونچکر نماز عصر پڑھین کوئی وہان کے سوائے نہ پڑھے اور صحابہؓ نے نہ پڑھی یہانتک کہ پہونچتے پہونچتے وقت جاتا رہا تو اسوقت تک نماز خوف کا حکم نہین آیا تھا پھر جب نماز خوف مشروع ہوئی تو اُس سے نماز مین تاخیر کردینا منسوخ ہوگیا پھر ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسپر یہ اشکال وارد ہوتا ہی جو بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح مین لکھا کہ باب الصلوٰۃ عند مناہضۃ الحصون ولقاء العدو۔ یعنے یہ باب اس بیان مین کہ قلعون پر حملہ واقع ہونے اور دشمن سے بھڑ جانے کے وقت نماز کا کیا حکم ہی پس اس باب مین لکھا کہ اوزاعیؒ نے فرمایا کہ جب فتح قریب ہوا اور اسکے سامان مہیا ہون اور اہل لشکر کو نماز پر قدرت نہو تو ہر شخص اشارہ سے الگ الگ اپنی اپنی نماز ادا کرلے پھر اگر اشارہ سے بھی نہ پڑھ سکین تو نماز مین تاخیر کردین یہانتک کہ لڑائی ختم ہوجاوے یا بخوف ہوجاوین پھر دو رکعتین پڑھین۔ پھر اگر بخوف نہون تو ایک رکعت دو سجدون کے ساتھ پڑھ لین پھر اگر اسکی قدرت بھی نہ پاوین تو انکو تکبیر کہہ لینا کافی نہین بلکہ نماز مین تاخیر دین یہانتک کہ امن حاصل ہو اور یہی قول مکحولؒ کا ہی اور حضرت انس بن مالک رضہ نے فرمایا کہ مین قلعہ تستر پر قریب صبح ہوجانے کے حملہ آور ہونے کے وقت لڑائی مین شامل تھا اور لڑائی خوب بھڑکی اور اہل ایمان کو نماز ادا کرنے کا قابو نہ ملا پس ہم لوگون نے نماز نہین پڑھی یہانتک کہ آفتاب بلند ہوگیا اور دن چڑھ آیا تب ہمنے نماز فجر ادا کی اور ہم لوگ حضرت ابو موسیٰؓ کے ساتھ تھے پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے قلعہ مذکور فتح کردیا حضرت انسؓ نے کہا کہ مجھے اس نماز کے بدلے دنیا و ما فیہا خوش نہین کرسکتی ہی۔ بخاریؒ نے یہانتک ذکر فرما کر اس باب مین غزوۂ احزاب مین آنحضرت صلعم کی تاخیر فرمانے کی حدیث اور بنی قریظہ پر لشکرکشی کے وقت یہ فرمانے کی حدیث کہ کوئی نماز عصر نہ پڑھے مگر بنو قریظہ کے موضع مین دونون حدیثین ذکر فرمائین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بخاریؒ کے نزدیک خود یہی مختار ہی کہ نماز مین تاخیر کرے پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اس قول کو جو اختیار کرے اسکے واسطے فعل حضرت ابو موسیٰؓ و انکے ساتھیون کا جو انھون نے فتح قلعہ تستر مین کیا ہی اسطرح حجت ہوسکتا ہی کہ غالبًا یہ فعل مشتہر ہوا اور زمانہ خلافت حضرت عمر بن الخطاب مین واقع ہوا اور یہ مروی نہین کہ حضرت عمرؓ یا اور کسی نے صحابہ رضہ مین سے ان لوگونکے اس فعل پر انکار کیا پھر ابن کثیرؒ نے لکھا کہ غزوۂ خندق مین نماز خوف مشروع تھی اسلیے کہ غزوۂ ذات الرقاع جسمین آنحضرت صلعم کا نماز خوف ادا کرنا مروی ہوا ہی وہ غزوۂ خندق سے پہلے واقع ہوا جیسا کہ جمہور علماے سیر و مغازی اسپر متفق ہین اور محمد بن اسحاق و موسیٰ بن عقبہ و واقدی و محمد بن سعد کاتب اور خلیفہ بن خیاط وغیرہم نے اسکو صریح منصوص بیان کردیا اور بخاری وغیرہ نے کہا کہ ذات الرقاع بعد غزوہ خندق کے ہی واللہ اعلم مترجم کہتا ہی کہ ارجح یہی قول جمہور علماے سیر و مغازی ہی کہ ذات الرقاع قبل از غزوۂ خندق ہی اور اسی بنا پر امام مزنی شاگرد امام شافعی اور امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ اور ابراہیم بن اسمٰعیل بن علیہ نے کہا کہ نماز خوف منسوخ ہی کیونکہ حضرت صلعم نے غزوۂ خندق مین نماز مین تاخیر کردی شیخ ابن کثیرؒ نے ان لوگون کے قول سے بہت تعجب کیا اور کہا کہ چند احادیث سے یہ بات ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم نے بعد غزوۂ خندق کے

بھی نماز خوف پڑھی ہی پھر تاخیر کرنے پر محمول نہ کرنا چاہیے بلکہ جدال وقتال کی وجہ سے ادا کرنیکا قابو نہ پانے پر محمول کرنا جیساکہ مکحول واوزاعی نے کہا ہی اقرب واقوی ہی واللہ اعلم مترجم کہتا ہی کہ ظاہر کلام شیخ ابن کثیر بھی اسیطرف مائل ہی کہ غزوۂ ذات الرقاع قبل از غزوۂ خندق واقع ہوا فافہم۔ سالم مین ذکر فرمایا کہ اکثر علما کے نزدیک خوف کی وجہ سے رکعات کی تعداد مین کمی نہین آتی ہی یعنے مثلاً اگر کفار حملہ آور ہون اور مسلمانون کے شہر کو گھیر لین جیسے غزوۂ احزاب مین ہوا تھا تو مسلمان اپنی نماز مین قصر نہین کرینگے بلکہ مثلاً ظہر کی نماز ہو تو چار رکعت پوری پڑھینگے جیساکہ شیخ ابن کثیر رحنے اشارہ کیا ہی مگر اس صفت کے ساتھ جو صلوۃ الخوف مین مذکور ہوئی پھر مترجم کہتا ہی کہ اس تمام کلام سے حاصل یہ ہی کہ نماز خوف کے انواع واوضاع کئی طرح پر ہین اور نماز خوف ایک رکعت نہین بنا بر قول اکثر علما کے اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہی اور نیز امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر ایما سے بھی ادا نہ کر سکین تو نماز مین تاخیر کرین اور یہی اقوی ہی جیساکہ دلائل مذکورۂ بالا سے واضح ہوا پس جو طعن کرے وہ جاہل ہی

پھر بعض انواع دیگر ذکر کرنے سے پہلے یہ بیان کر دینا ضرور ہی کہ بعض علمانے جو آیت کریمہ کے خطاب یعنے اذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ سے استدلال کیا کہ نماز خوف جبھی تھی کہ آنحضرت صلعم موجود تھے اور بعد آپ کے یہ بات جاتی رہی پس نماز خوف بھی منسوخ ہوئی تو یہ استدلال کچھ نہین بلکہ خطاب بطور عادت قرآن ہی قید نہین ہی۔ کیا تو یہ نہین دیکھتا کہ زکوۃ مین فرمایا خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم الآیہ۔ پس ان خطابات سے زکوۃ دینے سے انکار کرنیوالونکا قول باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم مردود ہوا تجھے پہلے معلوم ہوچکا کہ بعد آنحضرت صلعم کے صحابہ رضنے نماز خوف کو ادا کیا ہی اور باوجود اشتہار کے کسی سے انکار ثابت نہین پس یہ مانند اجماع کے ہے جب معلوم ہوا کہ نماز خوف اب بھی ثابت ہی تو بعض طریقہ اسکے جو اوپر مذکور ہوے انکے سوائے بعض دیگر بھی مع ذکر سبب نزول لاتا ہون **ابن کثیر** رح نے ذکر کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ بنو النجار مین سے ایک قوم نے حضرت صلعم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ سفر کرتے ہین پھر نماز کس طرح پر پڑھین تو اللہ عز وجل نے نازل فرمایا واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ۔ پھر وحی زیادہ نہین آئی پھر اسکے ایک سال کے بعد نبی صلعم نے جہاد فرمایا اور ظہر کی نماز اسمین ادا کی پس مشرکون نے کہا کہ محمد وانکے ساتھیون نے تمکو موقع دیا تھا کہ تم پیچھے سے انپر حملہ کرتے پس تمنے کیون ایسا نہ کیا پھر ان مین سے بعض نے کہا کہ ایسی ہی ایک نماز اسکے بعد بھی ہی پس اللہ عز وجل نے ظہر وعصر کے درمیان نازل فرمایا۔ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا الآیتین۔ پس نماز خوف نازل ہوئی رواہ ابن جریر وہو غریب لیکن شاہد اسکی وہ حدیث ہی جو مجاہد رحنے ابو عیاش زرقی رضسے روایت کی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ عسفان (مقام ۱۲) مین تھے اور مشرکین ہمارے مقابلہ مین آئے اور خالد بن الولید انپر سردار تھے اور یہ لوگ ہمارے اور قبلہ کے درمیان حائل تھے پس رسول اللہ صلعم نے ہمکو ظہر کی نماز پڑھائی تو مشرکون نے آپسمین کہا کہ ہم ایسے حال مین تھے کہ اگر انپر حملہ کرتے تو اچھے اچھے مار ڈالتے پھر بولے کہ ابھی انکی ایک نماز اور آتی ہے جو انکو اپنی جانون اور اولاد سے زیادہ دلپسند ہی پھر جبرئیل علیہ السلام ظہر وعصر کے درمیان یہ آیات لائے۔ واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ الآیات۔ پھر جب عصر کا وقت آیا تو رسول اللہ صلعم نے ہم لوگون کو حکم دیا کہ ہم نے ہتھیار لے لیے اور آنحضرت صلعم کے پیچھے سب نے دو صفین باندھین پھر جب حضرت صلعم نے رکوع کیا تو ہم سب نے رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا تو ہم سب نے سر اٹھایا پھر نبی صلعم نے مع اس صف کے جو آپ کے ملی ہوئی تھی سجدہ کیا اور دوسری صف انکی نگہبانی مین کھڑی رہی پھر جب صف اول اپنے سجدے کرکے کھڑی ہوئی تو پچھلی صف والون نے بیٹھکر اپنی جگہہ سجدے کیے پھر اگلی صف والے پچھلی صف والون کی جگہ اور پچھلی صف والے اگلی صف والون کی جگہ ہوگئے پھر جب نبی صلعم نے دوسرا رکوع کیا انہون نے رکوع کیا پھر سر اٹھایا تو سبنے سر اٹھایا پھر نبی صلعم نے مع اس صف کے جو آپ سے ملی ہوئی تھی سجدہ کیا اور دوسرے صف والے

کھڑے نگہبانی کرتے رہنے پھر جب دوسرے سجدے سے فارغ ہوکر بیٹھے تو دوسری صف والوں نے سجدے پورے کیے اور بیٹھے پھر نبی صلعم نے سب کے ساتھ سلام دیا اور نماز سے فارغ ہوے کہا کہ نبی صلعم نے اسکو دو مرتبہ پڑھا ایک مرتبہ عسفان مین اور ایک مرتبہ بنی سلیم کی زمین مین۔ رواہ احمد وابوداؤد والنسائی واسنادہ صحیح اور ابن عباس رض کی حدیث مین بھی موجود ہی کہ والناس کلھم فی الصلوۃ ولکن یحرس بعضھم بعضا۔ یعنے اور حال یہ تھا کہ سب لوگ نماز مین داخل تھے ولیکن بعضے بعض کی نگہبانی کرتے تھے کما رواہ البخاری اور مترجم کہتا ہی کہ حدیث ابو عیاش زرقی مین جو دو مرتبہ آپ کا نماز پڑھنا مذکور ہی اسکے معنے یہ ہین کہ دشمن کے قبلہ کی طرف ہونے کی صورت مین دو مرتبہ اتفاق ہوا افافھم۔ اور واضح ہو کہ جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہی کہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتھ ہوکر متوجہ ہوے یہانتک کہ ہم لوگ ذات الرقاع مین پہونچے اور کہا کہ ہمارا دستور تھا کہ جب ہم لوگ کسی مقام مین اترتے تو خوب سایہ دار درخت کو حضرت صلعم کے واسطے چھوڑ دیتے پھر وہان ایک مشرک آیا اور حضرت صلعم کی تلوار ایک درخت سے لٹکی ہوئی تھی اسنے آپکی تلوار نکالکر آپ سے کہا کہ تم مجھسے ڈرتے ہو آپ نے فرمایا کہ نہین۔ وہ بولا کہ تمکو اب کون مجھسے بچا سکتا ہی آپ نے فرمایا کہ تجھسے مجکو اللہ تعالی بچا دیگا پس اسکے ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑی پس حضرت صلعم نے اسکو لے لیا اور فرمایا کہ تجھے مجھسے کون بچاویگا۔ اسنے کہا کہ آپ اچھے لینے والے ہو جاوین آپ نے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہی کہ نہین کوئی معبود سواے اللہ کے اور مین اُسکا رسول ہون وہ بولا کہ نہین تو مگر مین آپ سے یہ عہد کرتا ہون کہ مین کبھی آپ سے نہین لڑونگا اور نہ اس قوم کے ساتھ ہونگا جو آپ سے لڑین پس آپ نے اسکی راہ چھوڑ دی تو اسنے اپنی قوم سے جاکر کہا کہ مین تمھارے پاس ایسے شخص کے پاس سے آتا ہون جو لوگون مین سب سے بہتر ہی رواہ احمد وغیرہ وہو فی الصحیح معالم مین ہی کہ امام احمد نے فرمایا کہ صلوۃ الخوف کے بارہ مین جو چھین مروی ہین انمین سے ہر ایک عمل کر لینا جائز ہی اور اسکے چھ یا سات طریقے مروی ہین اور مترجم کہتا ہی کہ اولی یہ ہی کہ قبلہ کی طرف مشرکین کے ہونے نہونے وغیرہ اوضاع مختلف ہونے کے موافق جو صفت ان وجوہ مین سے زیادہ انسب ہو اسکا اختیار کر لینا اسوقت اولی ہی جیسا کہ شیخ ابن کثیر رح نے اشارہ کیا اور ملاک الامر اسمین غفلت سے بچاؤ احتیاط ہی وقد قال تعالی۔ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ۔ اذا قمتم الے الصلوۃ ول سے چاہتے ہین وہ لوگ جو کافر ہوے یہ بات کہ تم غفلت مین پڑو جسوقت اپنی نماز کو کھڑے ہو۔ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ اپنے ہتھیارون اور متاع سے مترجم کہتا ہی کہ یہ متعلق تغفلون کے ہی یعنے تمنا کرتے ہین کہ تم اپنے ہتھیارون ومتاع سے غافل ہو جاؤ اور اسطرح غفلت تمھاری اس مراد سے چاہتے ہین کہ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً۔ بان یحملوا علیکم فیا خذوکم وہذا علۃ الامر باخذ السلاح۔ پس جھپٹ پڑین تم پہ ایکبارگی جھکنا۔ اسی بابن طور کہ تمپر حملہ کرکے تمکو گرفتار کرین اور یہ ہتھیار ساتھ لیکر نماز پڑھنے کی علت ہی۔ یعنے تمکو اس سبب ہتھیارون کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ اور ارشاد کہ نماز خوف کے واسطے ہو۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ اور اگر بارش سے تمکو اذیت ہو یا تم مریض ہو تو گناہ نہین تمپر اس بات مین کہ ہتھیار اپنے پاس رکھ لو۔ فلا تحملوہا۔ اور ہتھیار رکھ لینے کے معنے یہ ہین کہ انکو نماز مین اپنے ساتھ اٹھائے نہ رہو اور اس کلام سے نکلتا ہی کہ عذر نہونے کے وقت ہتھیارون کو اٹھائے رکھنا واجب ہی اور امام شافعی رح کے اسمین دو قول ہین ایک تو یہی کہ واجب ہی اور دوسرا یہ کہ بغیر عذر کی حالت مین ہتھیار ساتھ اٹھائے رہنا سنت ہی اور اسی قول کو ترجیح دی گئی۔ اور بخاری وغیرہ نے روایت کی کہ قولہ ولا جناح علیکم الخ نازل ہوا عبدالرحمن بن عوف رض کے حق مین جو مجروح تھے۔ اور قول ابو حنیفہ اسمین یہ ہی کہ ہتھیار لگائے رہین ہاتھ مین پکڑے نہ رہین پھر اگر درمیان نماز مین ہتھیار چلانے کی ضرورت پیش آوے تو نماز قطع ہو جاویگی اور اولی یہ ہی کہ ہتھیار ایسی جگہ ہون کہ فوراً آسانی سے

ہاتھ آجاوین پس قولہ ولیاخذوا اسلحتہم کے معنے یہی ہین اور بعض نے جو کہا کہ ابو حنیفہؒ نماز پڑھنے والون کا ہتھیار رکھنا نماز پڑھنا باطل کہتے ہین تو یہ بہتان ہی صحیح وہ ہی جو مذکور ہوا اور قولہ ولیاخذوا اسلحتہم کی ضمیر بعض اہل تفسیر کے نزدیک راجح بجانب اس گروہ کے ہی جو دشمن کے روبرو کھڑا ہی جیسا کہ ابن عباسؓ کے کلام سے نکلتا ہی کہ فرقۂ مصلیہ لڑائی نہین کریگا اور یہ بھی مذہب ابو حنیفہؒ کے لیے مؤید ہی کہ مصلی نے اگر ہتھیار اٹھا لئے بغرض قتال کے تو نماز ٹوٹ جائیگی فافہم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اہل عذر کو (نماز پڑھنے والا ۱۲) وضع سلاح کے باوجود حکم دیا کہ۔ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ۔ من العدو۔ اور لوا پنا بچاو یعنے دشمن سے۔ ای احترزوا منہ ما ظفتم۔ یعنے دشمن سے احتراز رکھو جہانتک تمکو استطاعت ہو تا کہ تمپر دشمن ناگاہ ہجوم نہ کرے۔ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔ ذا اہانۃ۔ اللہ تعالیٰ نے کافرون کے لیے ایسا عذاب مہیا کیا کہ وہ اہانت والا ہی پس جسکو یہ عذاب پہونچا وہ خوار و ذلیل ہوا اور یہ معنی نہین کہ وہ عذاب خود اہانت کرنے والا ہی تا کہ کہا جاوے کہ یہ مجاز ہی اور بیضاویؒ نے فرمایا کہ مومنون کو پہلے ہوشیاری و بیداری و ہتھیار ساتھ رکھنے کا حکم دینے کے بعد اس کلام سے کافرون پر فتح و نصرت کا وعدہ دیا یا بین طور کہ عذاب نہین وہ انکی خواری و مغلوب ہونا بمقابلہ مومنین ہی اور یہ وعدہ اسواسطے فرمایا کہ مومنو نکے دل قوی ہو جاوین اور انکو یہ یقین ہو جاوے کہ ہمکو جو ہوشیاری و بیداری کا حکم دیا گیا اسوجہ سے نہین کہ ہم ضعیف ہین اور دشمن غالب ہین بلکہ اسواسطے کہ ظاہری اسباب مین بیداری و تدبیر کی رسم نگاہ رکھین مگر توکل تمامتر اللہ تعالیٰ ہی پر ہی کیونکہ مرجع اسکی طرف ہی پھر فرمایا۔ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ۔ فرغتم منہا۔ یعنے قضاء بمعنے ادا کرنا۔ اور معنے یہ کہ پھر جب تم فارغ ہو نماز سے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ۔ بالتہلیل والتسبیح تو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو یعنے تسبیح و تہلیل کے ساتھ۔ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ۔ مضطجعین ای فی کل حال۔ درحالیکہ تم کھڑے اور بیٹھے ہو اور کروٹ پر اور حاصل آنکہ یاد کرو اللہ تعالیٰ کو ہر حال مین اور حدیث صحیح مین ہی کہ آنحضرت صلعم ہر حال مین اپنے اللہ پاک کو یاد کرتے تھے رواہ البخاری والترمذی والنسائی وابن ماجہ۔ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ۔ آمنتم پھر جب اطمینان پاؤ یعنے امن پاؤ۔ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ۔ ادوہا بحقوقہا۔ تو اقامت کرو نماز کو۔ یعنے نماز کو پورے حقوق کے ساتھ ادا کرو۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ البتہ نماز مومنون پر کتاب موقوت ہی مفسرؒ نے کہا کہ کتاب مصدر یعنے مکتوب ای مفروض ہے اور موقوت یعنے مقدر وقتہا فلا تؤخر عنہ یعنے اندازہ کر دیا گیا ہی اسکا وقت پس اسوقت سے تاخیر نہ کی جائیگی۔ اور یہی ابو حنیفہؒ کا مذہب ہی لہذا انکے نزدیک سوائے مزدلفہ کے ایام حج مین کہ وہان البتہ ظہر و عصر کا جمع کرنا اور مغرب کو عشا مین جمع کرنا مروی ہوا ہی اور کسی وقت مین دو نمازو نکا ایک وقت مین جمع کرنا نہین جائز ہی بخلاف شافعیؒ کے کہ انکے نزدیک سفر مین چلنے کی حالت مین یا جبکہ چلنے مین جلدی ہو تو جمع کر لینا ظہر و عصر کا ایک وقت مین اور مغرب و عشا کا ایک وقت مین روا ہی اور کہا گیا کہ حضر مین بھی اگر بیمار معذور ہو تو جمع کر سکتا ہی اور دلیل امام شافعیؒ کی چند احادیث صحاح ہین جنمین جمع حالت حضر مین مروی ہی اور جواب یہی ہی کہ مراد جمع سے یہ ہی کہ مثلاً ظہر و عصر کے ادا کرنے مین بیچ مین السا کم وقفہ ہوتا تھا کہ جیسے دونون کو جمع کر دیا اسطرح کہ ظہر کے آخر وقت ظہر پڑھی کہ بس ذرا دیر بعد وقت نکل گیا بس عصر کے اول وقت عصر پڑھ لی تو ظاہر ایہ معلوم ہوا کہ دونون ایک وقت مین جمع کر دین حالانکہ حقیقت مین اپنے اپنے وقت پر ہوئین موافق آیت کے کہ صلوۃ مفروض و موقوت ہے۔ اور جمع کرنا کبیرہ گناہ ہی جیسا کہ قولہ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ کی تفسیر مین حضرت عمرؓ سے بسند جید مذکور ہوا اور مزدلفہ مین جو حاجیون کا جمع کرنا مروی ہی وہ خلاف قیاس اپنے مورد پر رہیگا۔ اور اسپر اعتراض کیا گیا کہ امام دل کے موافق جب آیۂ کریمہ مین ایک مرتبہ تخصیص ہو چکی تو پھر دلیل ظنی سے بھی تخصیص روا ہی پس احادیث سے سفر مین جمع کرنا جائز ہونا چاہیے اور جواب اس کا بعض نے یہ دیا کہ اصل یہ ہی

Marfat.com

کہ احادیث اس امر پر نص نہیں ہیں کہ جمع کرنا حقیقی مراد ہے بلکہ انہیں وہی احتمال ہے جو مذکور ہوا کہ ظاہر صورت جمع کرنے کی ہو گئی درحقیقت جمع نہیں ہے پس جب تک آیت اور حدیث میں توفیق ممکن ہے تب تک تخصیص کا قائل نہونا چاہیے ۔ اور یہ جواب اس طرح رد کیا گیا کہ بعض احادیث میں صریح جمع اسطرح مذکور ہے کہ تاویل جمع صوری کی گنجایش مستبعد ہے جیسے غزوہ تبوک میں جاتے وقت اگر اول وقت زوال کے سفر کرتے تو ظہر و عصر جمع کر لیتے اور اگر قبل زوال کے چلتے تو آخر میں ظہر مع عصر کے وقت عصر میں جمع کرتے اور اصل حدیث صحیح مسلم میں ہے علاوہ بریں صحیح مسلم وغیرہ میں ابن عباس سے بلا عذر مدینہ میں آنحضرت صلعم کا ظہر و عصر جمع کرنا اور مغرب و عشا جمع کرنا مروی ہے اور جواب یہ ہے کہ ترمذی وغیرہ اجلۂ علما نے حدیث ابن عباس مذکور کو متروک العمل قرار دیا پس سلف سے بمنزلہ اجماع کے ہوا تو اس سے استدلال نہیں ہو سکتا اور غزوہ تبوک کی حدیث کو امام بخاری رح نے معلول و ضعیف کیا ہے وتمام البحث فی الفتح وترجمۃ المترجم ۔ مترجم کہتا ہے کہ مسئلہ اختلافی مشہور ہے اور اسمیں خلاف نہیں کہ اگر اپنے اپنے وقت پر بہرحال حضر و سفر میں نماز ادا کی جاوے تو افضل و احوط ہے اور جمع اگر ثابت ہو تو مباح ہوگا پس احوط یہ ہے کہ جمع نہ کیجاوے واللہ اعلم ۔ اور تمام بحث کا یہ موقع نہیں ۔ یہاں تو یہ غرض ہے کہ کتاب موقوت سے مراد یہ کہ نماز فرض کی گئی اور اسکا وقت معین و اندازہ کر دیا گیا ہے اور ابن عباس و ابن مسعود رض سے ہے کہ کتابا یعنے مفروض ہے اور موقوت کی تفسیر میں کہا کہ نماز کے لیے بھی مانند حج کے وقت مقرر ہے اور ایسا ہی مجاہد و سالم و امام زین العابدین علی بن الحسین و محمد بن علی اور حسن بصری و سدی وغیرہ سے مروی ہے اور جاننا چاہیے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک لڑائی کی حالت میں نماز ادا نہیں ہوتی اور امام شافعی کے نزدیک ادا ہوتی ہے اور قولہ قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ الخ کی تفسیر یوں بھی بیان کی گئی جس سے مذہب شافعی رہ موافق ہے اسطرح کہ فاذا اردتم قضاء الصلوٰۃ فاذکروا اللہ ای صلوا قیاما حال المسایفۃ وقعودا حال الرمی الخ یعنے جب تم اداے نماز کا ارادہ کرو تو یاد کرو اللہ کو یعنے نماز پڑھو کھڑے کھڑے یہ اسوقت کہ تلوار چلاتے ہو اور بیٹھے بیٹھے اسوقت کہ جب تیر مارتے ہو الخ ۔ اور مفسر رحمہ اللہ کے نزدیک چونکہ یہ تفسیر بالرای اور حرام ہے انھوں نے اسکو ترک کیا ف عرائس البیان میں لکھا کہ قولہ تعالیٰ واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ بندگی کے واجبات جبتک اسمیں کوئی رمق باقی ہے تب تک بندے سے ساقط نہیں ہوتی خواہ خوف میں ہو یا امن میں ہو **قال المترجم** پس بعض مبتدعین کا قول رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ جب بندہ کمال کو پہونچا تو بدنی عبادت اس سے ساقط ہو جاتی ہے اور یہاں سے تنبیہ ہے کہ شیخ نے بعض جگہ کہا کہ ای عارفین تم سے شہود مقصود ہے نہ مجاہدہ عبادت ۔ ھ ۔ تو اسکے معنے یہ ہیں کہ عبادت تو تمھارا شیوہ ہے اور اس حالت میں اعلیٰ خدمت تم سے شہود ہے یہ خوب یاد رکھو تا کہ ان گمراہوں سے فریب نہ کھاؤ جو اولیا کے کلام نہیں سمجھتے اور اپنی رائے سے انکے معنے بیان کر کے عوام کو گمراہ کرتے ہیں ۔ پھر یہ جو کہا کہ کوئی رمق باقی ہے تو شاید رمق سے مراد حیات کی رمق ہو پس موافق با اہل ظاہر ہے مگر تحقیق آنکہ بعد موت بھی بندہ اپنی بندگی پر ہے جیسا کہ اہل جنت کے حالات پر نظر کرنے سے ظاہر ہے اور ظاہر آنکہ رمق سے مراد اپنی خودی کی رمق ہے جیسا کہ آگے کا کلام شاہد ہے قال اور جسکو وجد و غلبہ میں ہیمان و حیران کی حالت حاصل ہوئی تو وہ مراتب تمکین سے باہر ہو کر مجنون عشق ہو گیا یعنے سالک متمکن نہ رہا بلکہ مجنون مجذوب ہو گیا اور یہ اسمیں ایک طرح کا نقص و علت ہے کیونکہ جو شرع سے وارد ہوا اسکو وہ اپنے ضعف سے برداشت نہ کر سکا **قال المترجم** سید جیلانی سے منقول ہے کہ اگر میں ہوتا تو انشاء اللہ تعالیٰ ابن منصور کو اسکے جنون عشق کی لغزش سے نکال لیتا اور حدیث صحیح میں یہ مضمون آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندہ مضبوط جفاکش دلیر پسندیدہ ہے اسلیواسطے مجذوب کا مرتبہ بسبب ضعف کے کم ہو گیا **قال الشیخ** اسلیے کہ سلطان الشرع تو اللہ عزوجل کا حق ہے اور سلطان الوجد بندہ کا حظ ہے اور ظاہر ہے کہ سلطان اللہ تعالیٰ اپنے ماسوائے سب پر غالب ہے

Marfat.com

اسیواسطے حق تعالیٰ نے رسولون کے سردار حضرت محمد صلعم کو جو بندۂ خاص الخاص تھے حکم دیا کہ مقام اضطراب تلوین و امتحان مین نماز قائم رکھین
حالانکہ آنحضرت صلعم دریاے مشاہدہ مین پیرنے والے تھے اور آپ کے یار میدان محبت کے شہسوار اور اہل ولایت کے سردار تھے پس اگر اہل وجد سے نماز
و بندگی کے احکام ساقط ہوجایا کرتے تو اللہ تعالیٰ کیون اپنے حبیب کو جو اہل وجد کے سردار تھے مقام خوف مین فرائض ادا کرنے کا حکم فرماتا
قال المترجم شیخ نے یہ مسئلہ بدلیل کتاب و سنت ثابت کیا کہ سوا مجذوب کے کوئی شخص ولی نہین کہ احکام شرعی اسکے ذمہ سے ساقط ہون پس اگر مجنون
نہین ہی اور احکام شرعی نماز روزہ وغیرہ ادا نہین کرتا تو وہ مردود ہی مقبول نہین ہی کیونکہ حضرت صلعم سے بڑھکر ہونا ممکن نہین اور جو اسکا معتقد ہی
وہ گمراہ کافر ہی پس جب حضرت صلعم کو اس حالت مین لڑائی کے فریضہ کا حکم دیا تو ہر شخص پر بدرجۂ اولیٰ فرض ہی قال الشیخ اشارہ اسمین یہ ہی کہ قولہ اذا
کنت فیھم ۔ ای جب تو انکے درمیان ہو پس ایسی حالت مین اللہ تعالیٰ نے جیسی نماز بندون سے ارادہ فرمائی ویسے ہی نماز واقع ہوگی ۔ نیز اذا کنت
فیھم ۔ ایسی صورت مین نماز راجع ہوگی بندون کی طرف پھر جب تو اُنسے غائب ہوا تو نماز ہماری طرف راجع ہوگی ۔ کیونکہ وہ لوگ تو ابتدا مین وسیلہ پر
نگاہ رکھتے ہین اور جب ہم کامل کرکے تجھے غائب کرلینگے تو حالت انتہا مین وسیلہ ساقط ہوگا نیز جب تو اُنمین ہوگا تو اُنکی تعلیم و ادب سکھلانے مین مشغول ہوگا
اور جب تو خود اُنسے غائب ہوگا تو ہمارے ساتھ مشغول ہوگا قال المترجم اسمین اشارہ ہی کہ انبیا علیہم السلام بعد وفات بھی ان عبادات مین مشغول
رہتے ہین اور یہ مسئلہ سخت مشکل ہی ولیکن سچے ایمان والونکے نزدیک عین ایمان و آسان ہی اور مروی ہی کہ لشکر یزید خبیث کے مدینہ پر حملہ آور ہونے
کے وقت سعید بن المسیبؒ کو جو دیوانہ بنکر مسجد شریف مین پڑے تھے وقت نماز کا مرقد منور آنحضرت صلعم سے آواز سنکر معلوم ہوتا تھا ۔ اور احادیث صحاح
مین ہی کہ حضرت صلعم نے شب معراج مین بیت المقدس کے قریب موسیٰؑ کو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا اور مسجد اقصیٰ مین خود انبیا علیہم السلام کی امامت کی
حالانکہ طبقات آسمان پر ان انبیا علیہم السلام کو پایا اور نیز بسا اوقات آنحضرت صلعم نے نماز سے سلام کے بعد حضرت موسیٰؑ کا اونٹ پر سوار
بلندی سے اُترتے ہوے بطواف خانہ کعبہ دیکھنا اور ایسے ہی دیگر انبیا کی نسبت دیکھنا بیان فرمایا ہی اور علماے حق نے اسمین تفہیم و تاویل کا
طریقہ مرعی رکھا مترجم نے اشارہ کردیا واللہ اعلم بالصواب قال الشیخ پس شرع تو بندون پر پوشیدہ ہی یعنے اسرار ابتدا مین مخفی ہوتے ہین اور تجبر
مواطن قرب مین شرع کا مشاہدہ رکھنا مشاہدۂ حق مین حجاب ہوجاتا ہی چنانچہ خود حضرت صلعم نے اشارہ فرمایا آنہ لیغان علی قلبی ۔ یعنے
میرا تمھارے ساتھ مشغول ہونا میرے قلب پر غین یعنے پردہ ہوجاتا ہی جو مجکو مشاہدہ حضرت حق عزوجل سے مانع ہوتا ہی ۔ قال المترجم
تمام حدیث کا مضمون یون ہی کہ میرے قلب پر غین آجاتا ہی اور مین اللہ تعالیٰ سے ستر بار استغفار کرتا ہون اس حدیث کو امام مسلمؒ نے
صحیح مین روایت کیا اور غین ظاہر لابر کے مانند دُھندلا پن ہی یا کوئی اور معنے مراد ہون واللہ اعلم اور علما نے اسمین بہت طول کلام کیا
یہان اسکے ذکر کا موقع نہین ہی ۔ قال الشیخ اور نیز قولہ واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ ۔ خطاب فرمایا یعنے آنکہ تو ہی اس امر کو جانتا ہی
کہ میری درگاہ کبریائی پاک ہی نمازیون کے وقوف سے اور میرا دریاے قدم منزہ و برتر ہی اس سے کہ وہان کسیکو دم مارنے کی مجال ہو پس
عبودیت کا مرجع تو بندون کی طرف ہی اور ربوبیت کا مرجع میری عظمت و کبریائی کی طرف ہی اور نیز قولہ فاقمت لھم الصلوٰۃ ۔ مین یعنے تو نے
قائم کی نماز انکے واسطے پس انھین کیطرف نسبت فرمانے مین اشارہ ہی کہ تو میرے مشاہدۂ دیدار عظمت مین غرق ہی خدمت انھین کی طرف
نسبت کردی کیونکہ آنحضرت صلعم اپنے سر باطن سے غیب مین اور غیب الغیب مین اور جلال مشاہدۂ ازلی مین غائب تھے اور یہ ایک خاص
مقام تھا جو فقط آنحضرت صلعم کو حاصل تھا اور اسکی طرف اشارہ فرمایا ۔ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل ۔ یعنے
اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجھے ایک وقت ہوتا ہی کہ اسوقت کوئی فرشتہ مقرب اور کوئی نبی مرسل وہان مجھ مین گنجائش نہین پاتا ہی قال المترجم

علماے محدثین نے تصریح کردی کہ ان بالفاظ سے یہ حدیث نہیں ہو اور مترجم کہتا ہو کہ معنے اسکے صحیح ثابت ہین واللہ اعلم حسین بن منصورؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے کوئی مقام نہین اور نہ وہان کوئی شہود واستہلاک درحیرت اور نہ کوئی ذہول ورعظمت ایسا ہو کہ آداب شریعت سے منقطع کرے اور نہ اسکا کوئی ایسا مقام ہو کہ جسمین موحدین کو واقف کرکے شاہد شریعت کردیا ہو پس موحدین پر شریعت کا جاری کرنا دوسرونکی آگاہی کے لیے ہو خود موحدین کے واسطے نہین ہو اور اس قول کی صحت حضرت حق تعالیٰ کے اِس کلام سے ہوتی ہو کہ فرمایا واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ چنانچہ اقامت صلوٰۃ کو انکے واسطے ادب قرار دیا اور آنحضرت صلعم خود تو عین الحصول مین تھے کہ انکا رجوع اپنے تصرفات مین غیر حق کی طرف نہین تھا اور اپنی سعی مین کسی غیر کو مشاہدہ نہین کرتے تھے بعض نے کہا کہ فیہم سے اشارہ ہو کہ جب تک تو اُنمین ہے تو نماز قائم ہے اور جبھی تو اُن مین سے غائب ہوا تو صلوٰۃ مین اقامت یعنی پوری درستی نہو گی قال المترجم اسمین شک نہین کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ سخت غم تھا کہ اب وہ دو نماز نہین جو حضرت صلعم کے پیچھے پڑھتے تھے اور حضرت انسؓ سے صریح مانند اسکے اس مضمون کا موید مروی ہوا ہے فایتذکر قولہ تعالیٰ فلذا قضیتم الصلوٰۃ واضح ہو کہ نماز جاے خدمت و مناجات ہو پھر جب بندے نے اسکو تمام شرائط سے پورا کیا تو اسکا پھل یہ حاصل ہوتا ہو کہ صفائی کے ساتھ دائمی یادؔ اسکے دل مین ہو جاوے اور یہی یاد مقام مراقبہ و مشاہدہ ہو پس حق تعالیٰ نے محصول مقام بیان فرمایا اور اسی کی تاکید کیواسطے بڑھایا قولہ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم۔ اسمین اشارہ ہو کہ جب تم مقام نماز سے خارج ہو تو تم کو چاہیے کہ تمام اوقات مین ایسے رہو کہ گویا نماز مین ہو اسواسطے کہ نماز تو بعینہ یاد الٰہی ہو اور نماز کی صورت ایسا کرتی ہو کہ ذاکر کو مذکور کے نور سے اپنی طرف مشغول رکھتی ہو اور حاصل یہ کہ جب تم الصلوٰۃ علیٰ جنوبکم سے خلاص پاؤ تو اپنے تمام انفاس مین مراقبہ کے ساتھ مجھکو یاد رکھو اسواسطے کہ تم میرے مشاہدہ مین ہو اور یاد کے ساتھ تمنے یاد کے اسباب سے استراحت پائی ہو پس قیام مین تمھارا یاد کرنا یہ ہو کہ میرے جلال و عظمت مین متحیر ہو اور قعود مین تمھارا یاد کرنا یون کہ اچانک سطوات کبریائی کی منڈ بھیر سے ساقط ہو کر حالت وجد مین ہو جاؤ اور علیٰ جنوبکم تمھارا یاد کرنا یہ کہ دیدار قدم و بقا مین مضمحل ہو جاؤ پھر جب تم حالت تمکین مین ہو جاؤ اور میرے ذکر کے انوار سے بھر جاؤ تو ساحت راحت مین تم کو ابواب رخصت واستراحت سے نکلنا چاہیے اور مقام نماز کی طرف رجوع کرو پس ربوبیت مین تمھاری آخری سیر میری عبودیت مین تمھاری ابتدا ہو پھر واضح ہو کہ اللہ عزوجل نے اپنی خدمت کے واسطے اوقات مقرر کردیے ہین جنمین عظمت و کبریائی کا ظہور ہوتا ہو جس سے بندے فنا ہونے کے قریب ہو جاتے ہین اور اگر یہ بات دائمی ہوتی تو خلائق اسمین جل جاتے اور سب بندے فنا ہو جاتے اور یہ تو ظاہر بات ہو کیونکر حدوث کو جلال قدم سے مواجہہ ہو سکتا ہو اور جس نے یہ جرأت کی کہ مناجات عظمت مین حسرت سے تعرض کیا وہ غیرت حق عزوجل سے فتور مین پڑگیا بہرحال نماز کے واسطے تو کچھ وقت مقرر کیا اور ذکر کے واسطے کوئی وقت نہین مقرر کیا اسواسطے کہ ذکر تو آفتاب و چاند کی کرنین ہین جو غیب سے ذاکر کے اوپر پہونچتی ہین جس سے اہل محبت و عشق کی اور اہل توحید کی زندگی ہو لیکن یہان ضعیف وابستہ لوگون کا بیان ہو واللہ اعلم شیخ ابو عثمانؒ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے جملہ عبادات کے واسطے وقت مقرر کردیا سواے ذکر کے کہ ذکر نے کا ہر حال و ہر وقت مین حکم دیا۔ استادؒ نے فرمایا کہ ظاہری وظائف سب موقت ہین اور ذکر سے حضور قلبی دائمی ہو

ع ۱۵ وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ

اور سست مت ہو کافرونکے درپے ہونے مین اگر تم ایسے ہو کہ درد اٹھاتے ہو تو وے لوگ بھی درد اٹھاتے ہین جیسے تم درد اٹھاتے ہو اور تمکو تو اللہ تعالیٰ کی طرف

مَا لَا يَرْجُونَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۱۰۶ منزل

سے وہ امید ہو جو انکو نہین ہو اور اللہ تعالیٰ دانا اور حکمت والا ہو

سله قلب پر نہیں کہا تاکہ ذکر روح وسر خفی ذکر اخفی وغیرہ کو جو مقام قلب کے ذکر سے بالا ہین شامل رہے ۱۲ م

ونزل لما بعث صلی اللہ علیہ وسلم طائفۃ فی طلب ابی سفیان واصحابہ لما رجعوا من احد فشکوا الجراحات اور جب احد کی لڑائی سے واپس ہو کر حضرت رسول اللہ صلعم نے ایک گروہ اہل ایمان کو کفار مکہ و ابو سفیان واسکے ساتھیونکے تلاش کرنے پر آمادہ کیا اور انھوں نے شکایت کی کہ ہم بہت مجروح و زخمی ہین تو نازل ہوا۔ وَلَا تَهِنُوْا تضعفوا۔ اور مت ضعیف ہو۔ فِي ابْتِغَاۗءِ طلب۔ تلاش کرنے مین۔ الْقَوْمِ۔ الکفار لتقاتلوہم۔ قوم کا فرون کے ف تاکہ اُنسے لڑو۔ اور مراد کافرون سے کفار مکہ ہین اگرچہ لفظ عام ہی۔ حاصل آنکہ راہ خدا مین جہاد کرنے کے لیے کافرونکی تلاش مین ضعیف مت ہو۔ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ تجدون الم الجراح۔ اگر تم متالم ہو یعنے زخمی ہونیکا درد پاتے ہو۔ فَاِنَّھُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ۔ ای مثلکم ولا یجبنون عن قتالکم۔ تو وہ بھی دردناک ہین جیسے تم دردناک ہو حاصل آنکہ وہ بھی تمھارے مثل ہین حالانکہ وہ تمھاری لڑائی سے تجبن یعنے نامردی نہین کرتے ہین پس تم بھی مت ضعیف ہو بلکہ تم کو اُنسے زیادہ رغبت چاہیے اسلیے کہ۔ وَتَرْجُوْنَ۔ انتم۔ تم امید رکھتے ہو۔ مِنَ اللّٰهِ من النصر والثواب علیہ۔ اللہ تعالیٰ کیطرف سے ف نصرت و ثواب کی اپنے جہاد کرنے پر۔ مَا لَا يَرْجُوْنَ ہم فانتم تزیدون علیہم بذلک فینبغی ان تکونوا ارغب منہم فیہ۔ جو امید وہ لوگ نہین رکھتے ہین پس تمکو انپر اس بات مین برتری حاصل ہے تو چاہیے کہ تم اُنسے زیادہ لڑائی مین رغبت کرو۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا بکل شیٔ یعنے علیم ہے ہر چیز کا خواہ کلی ہو یا جزئی ہو کبھی اور کیسی ہی ہو خواہ کسی چوری چھپے رات و دن خواہ ظاہر و باطن کیسی ہی کی ہو۔ حَكِيْمًا۔ فی صنعہ۔ جو اسنے کیا وہ تمام حکمت سے ہی پھر آگے ایک ایسے شخص کا قصہ بطریق معجزہ بیان فرمایا جسنے چوری کی اور بندون پر ظاہر نہین ہوئی وہ اللہ تعالیٰ نے کھولدی اور اسمین بڑی حکمت

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ

ہمنے اُتاری کتاب تجپر حق کے ساتھ تاکہ تو حکم کرے لوگونکے درمیان اُسکے ساتھ جو دکھلایا تجھے اللہ نے اور مت ہو تو دغابازون کی طرف سے

خَصِيْمًا ۙ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ

جھگڑنے والا اور بخشش مانگ اللہ سے بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور مت جھگڑ ان لوگون کی طرف سے جو اپنے

اَنْفُسَھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِــيْمًا ۚ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ

جی مین دغا رکھتے ہین اللہ تعالیٰ کو خوش نہین آتا جو دغاباز گنہگار ہو چھپتے ہین لوگون سے اور نہین چھپتے ہین

١٠ مِنَ اللّٰهِ وَھُوَ مَعَھُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا

اللہ سے اور وہ انکے ساتھ ہی جب رات کو سوچ کر بناتے ہین ایسی بات جس سے وہ راضی نہین اور جو کچھ وہ لوگ کرتے ہین سب اللہ تعالیٰ کے قابو مین ہی

ھٰٓاَنْتُمْ ھٰٓؤُلَاۗءِ جٰدَلْتُمْ عَنْھُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

دیکھو تم لوگ جھگڑے انکی طرف سے دنیا کی زندگی مین سو کون جھگڑیگا اللہ تعالیٰ سے انکی طرف سے قیامت کے دن

اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ

یا کون ہوگا انکا کام بنانے والا اور جو کوئی کچھ گناہ کرے یا اپنی جان کا برا کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے تو پاوے اللہ تعالیٰ کو

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰي نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

بخشنے والا مہربان اور جو کوئی کماوے گناہ سو وہ اپنی ہی جان پر کماتا ہے اور اللہ سب جاننے والا حکمت والا ہی

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗــــــَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗــــــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ ع ١٦/٨

اور جو کوئی کماوے تقصیر یا گناہ پھر اسکا طوفان لگادے کسی بے گناہ کو سو اُسنے سر دھرا بہتان اور صریح گناہ

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ

اور اگر نہوتا تجپر فضل اللہ تعالیٰ کا اور اسکی مہر تو قصد کیا ہی تھا ایک جماعت نے انمین سے کہ تجکو بہکا دین اور بہکا نہین سکتے

اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ

مگر اپنے آپکو اور تیرا کچھ بگاڑ نہین سکتے اور اللہ تعالیٰ نے نازل کی تجپر کتاب اور کام کی بات اور تجکو سکھلایا

مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ ۱۱۳

جو تو نہین جان سکتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا فضل تجپر بہت بڑا ہے

ثلثۃ ارباع

وسرق طعمۃ بن اُبیرق درعا وخباہا عند یہودی فوجدت عندہ فرماہ طعمۃ بہا وحلف انہ ما سرقہا فسال قومہ النبی صلعم ان یجادل عنہ ویبرءہ فنزل۔
جاننا چاہیے کہ معتبر شان نزول موافق بیان معالم وغیرہ کے یہ ذکر کیا کہ طعمہ بن ابیرق نامے ایک شخص نے جو زبان سے اسلام کا اقرار کرتا تھا ایک زرہ چرائی اور اسکو ایک یہودی کے پاس جسکا نام زید تھا چھپا دی پھر زرہ مذکورہ اسی یہودی کے پاس پائی گئی پس طعمہ نے اسی کو چوری لگائی اور قسم کھا گیا کہ مین نے یہ زرہ نہین چرائی ہی پھر طعمہ کی قوم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ مجادلہ کرین طعمہ کی طرف سے اور اسکو بری کرادین ورنہ وہ سخت بدنام ہوکر تباہ ہوگا اور حضرت صلعم نے یہ قصد بھی فرمایا تب یہ کلام نازل ہوا رواہ ابن مردویہ من طریق العوفی عن ابن عباس واستغربہ ابن کثیر اور امام ترمذی وابن جریرؒ نے من طریق محمد بن اسحاق عن عاصم بن عمر بن قتادہ عن ابیہ عن جدہ قتادۃ بن النعمان رضی اللہ عنہ روایت کیا کہ ہم مین سے ایک گھر والے بنو اُبیرق کہلاتے تھے انکے نام بشر وبشیر ومبشر تھے اور بشیر انمین سے مرد منافق تھا جو اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہجو مین شعر کہتا مگر منسوب کر دیتا کہ فلان عرب نے یہ شعر کہا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم جب یہ شعر سنتے تو کہتے کہ یہ شعر اسی خبیث کا کہا ہوا ہی یا شاید ایسا ہی ہو جیسا یہ کہتا ہی اور یہ بنو ابیرق زمانہ جاہلیت مین اور نیز اسلام مین بھی فقیر و محتاج لوگ تھے اور لوگون کی غذا مدینہ مین جو اور چھوارے تھے ہان اگر کسیکو آسودگی ہوتی اور ملک شام سے گیہون کی لادی آتی تھی تو وہ اسمین سے بقدر وسعت خرید لیتا اور وہ مخصوص خود ہی کھاتا اور عیال واطفال وہی جو اور چھوارے کھاتے رہتے چنانچہ شام سے گیہون کی لادی آئی اور میرے چچا رفاعہ بن زید نے گیہون کی ایک گون خرید کر اپنی بخاری مین بھر دی اور اسمین ہتھیار وزرہ وتلوار بھی تھی پھر ایک رات اس بخاری کی چھت نیچے کی طرف سے کاٹی گئی اور سیند لگا کر اسمین سے ہتھیار وطعام نکالا گیا۔ پھر صبح کو میرے چچا رفاعہ نے مجھسے آکر بیان کیا کہ بھتیجے آج رات ہماری بخاری مین سیند لگا کر طعام وہتھیار ہمارے چوری گئے پس ہمنے یہ سنکر تمام احاطہ مین تلاش وجستجو کی تو ہمسے کہا گیا کہ رات ہمنے بنو ابیرق کو آگ روشن کرتے دیکھا تھا اور جہانتک ہم دیکھتے ہین ہماری رائے مین وہین روشنی تھی جہان سے تمہارا اناج گیا ہی اور بنو ابیرق بھی ہمسے کہہ چکے تھے کہ ہم بھی احاطہ مین دریافت کرتے اور پتہ لگاتے ہین تو انھون نے ہمسے آکر کہا کہ واللہ ہم جان گئے کہ تمہارا چور وہ لبید بن سہل ہی۔ اور یہ شخص لبید ہم مین سے مرد صالح مسلمان تھا چنانچہ جب اُسنے یہ سنا تو تلوار کھینچکر ان لوگون پر آیا اور کہا کہ ہان مین چوری کرونگا قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ یا تو تم اس چوری کو ثابت کرو ورنہ مین یہ تلوار تم مین پیوست کر دونگا۔ یہ سنکر کہنے لگے کہ بھائی تو ہمسے الگ رہ تو چور نہین ہی پھر ہمنے احاطہ مین پتا لگایا یہانتک کہ ہمکو شک نہین رہا کہ چوری کرنے والے وہی بنو ابیرق ہین پس مجھسے میرے چچا نے فرمایا کہ بھتیجے اگر تو رسول اللہ صلعم سے جاکر اسکو بیان کرتا تو خوب تھا پس مین رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ ہم مین سے ایک گھر والون نے یہ ظلم برپا کیا کہ میرے چچا رفاعہ بن زید کا طعام اور ہتھیار سیند دیکر چرا لئے سو وہ ہمارے ہتھیار پھیر دین اور رہا اناج تو اسکی ہمکو حاجت نہین ہی پس نبی صلعم نے

Marfat.com

فرمایا کہ مین اس بارہ مین حکم کرتا ہون پھر جب بنی ابیرق نے سنا تو انہون مین سے ایک شخص اسید بن عروہ کے پاس مجتمع ہوے اور احاطہ والے بھی یعنے بعضے
آگئے اور بنو ابیرق نے اسید بن عروہ سے اس بارہ مین گفتگو کی اور آ کر حضرت صلعم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ قتادہ بن النعمان اور اسکے چچا رفاعہ نے یہ حرکت
کی ہی کہ ہم مین سے ایک گھر والے نیک مسلمانون کو بدون گواہون و ثبوت کے چوری لگاتے ہین پھر مین نے رسول اللہ صلعم سے اس بارہ مین گفتگو کی
تو آپ نے فرمایا کہ تو نے ایک گھر کے لوگون کو جنکا مسلمان صالح ہونا بیان کیا جاتا ہی بدون گواہان و ثبوت کے چوری لگائی پس مین لوٹ آیا اور تمنا کرتا تھا کہ
کاش مین اپنے کسیقدر مال سے درگذرتا اور مینے رسول اللہ صلعم سے اس بارہ مین گفتگو نکی ہوتی پھر میرا چچا رفاعہ میرے پاس آیا اور مجھسے پوچھا کہ بھتیجے تو نے کیا کام کیا بس
مینے انکو وہ خبر دی جو مجھسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا تو میرے چچا نے کہا واللہ المستعان ہم اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتے ہین پھر بہت دیر نہین گذری تھی کہ
قرآن مجید نازل ہوا تب رسول اللہ صلعم ہتھیار لیے ہوے تشریف لائے اور ردیدیے جب مین اپنے چچا رفاعہ کے پاس لیکر آیا جو زمانہ جاہلیت ہی مین اندھے ہوگئے تھے
یا کہا کہ انکو دھیما بند ہوگیا تھا ابو عیسیٰ کو اس لفظ مین شک پڑگیا ہی کہ راوی نے کیا فرمایا تھا۔ بہرحال قتادہؓ نے کہا اگر ہم یہ جانتے تھے کہ انکا اسلام مدخول[1] ہی پھر جب ہتھیار لیکر
مین اُنکے پاس آیا تو اُنھون نے مجھسے فرمایا کہ بھتیجے یہ ہتھیار اللہ تعالیٰ کی راہ مین صدقہ مین تو مین جان گیا کہ اُنکا مسلمان ہونا سچے دل سے درست ہی تا آخر حدیث
(روایت رواہ ابن المنذر وغیرہ) اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ۔ الفرآن۔ ہمنے تجپر کتاب اُتاری یعنے قرآن۔ بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ ہمنے اُتارا۔ لِتَحْکُمَ بَیْنَ
النَّاسِ بِمَآ اَرٰکَ اللّٰہُ۔ تاکہ تو لوگون کے درمیان وہ حکم کرے جو اللہ نے قرآن مین تعلیم کیا۔ ف حاصل یہ کہ ہمنے تجپر قرآن اُتار دیا ہی کہ اسکے موافق لوگون مین
حق حکم دے جیسا کہ قرآن مین تعلیم کیا یہان حکم یقینی کو بوجہ قوی ظہور کے بمنزلہ آنکھ سے دیکھنے والی چیز کے قرار دیا۔ اور عمرؓ سے روایت ہی کہ کوئی تم مین سے یون
نہ کہے کہ قضیت بما ارانی اللہ تعالیٰ مین نے وہ حکم دیا جو مجھے اللہ تعالیٰ نے دکھلایا۔ ھ۔ یون نہ کہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا دکھانا فقط اپنے نبی
صلعم کیواسطے رکھا تھا پس یہ چاہیے کہ اپنی رائے سے کوشش کرے اور رسول اللہ صلعم کی طرف سے جو رائے تھی وہ بھی صواب تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ
آپکو دکھلاتا تھا اور ہم مین سے کوئی ہو اسکی رائے تو ظن[12] ہوگی علم یقینی نہوگی۔ واضح ہو کہ اسمین دلیل ہی کہ حضرت صلعم جو حکم کرتے وہ وحی الٰہی سے
ہوتا تھا۔ بعضے عامون نے دعوی کا لکھا یا جب کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اجتہاد کرتے تھے۔ یہ خطا ہی بلکہ جو آپ نے دیکھا وہ حق دیکھا اور
وہی اللہ تعالیٰ کو علم دینا منظور تھا۔ وَلَا تَکُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا۔ اور تو چورون کے واسطے جھگڑا مت کیجیو۔ جیسے
طعمہ وغیرہ نے تجھے دعوی کا دینا چاہا پس حکم عام ہے اسیواسطے بلفظ جمع فرمایا اگرچہ نزول فقط طعمہ کے حق مین مذکور ہوا یا کہا جاوے
کہ طعمہ مع اسکی قوم کے مراد ہین کیونکہ قوم والون نے جب اسکے بری ہونے پر گواہی دی اور اسکی طرف سے جھگڑے تو خیانت کے گناہ
مین اسکے شریک ہوے (السراج) اور حاصل آنکہ تو خائنون کی طرف سے مخاصم مت ہو۔ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ۔ اور استغفار کر
اللہ تعالیٰ سے ف یعنے یہ جو تو نے قصد کیا تھا کہ طعمہ کی طرف سے مخاصمت کرے اور اسکی بریت کرے اس قصد سے استغفار کر اسلیے کہ یہ
قصد بھی تیرے بزرگ مرتبہ کے لائق نہین ہی۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہی ف اور اسمین دلالت ہی کہ
کسی کو دوسرے کی طرف سے مقدمہ نالش وغیرہ مین وکالت و خصومت کرنا روا نہین تاوقتیکہ یقین نجانے کہ یہ شخص سچا ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فقط
قصد پر آنحضرت صلعم کو استغفار کا حکم دیا اور مفسرؒ کی تقریر سے بعضے احمقون کا یہ شبہہ بھی مرفوع ہوا جو کہتے ہین کہ انبیاء علیہم السلام سے
گناہ صادر ہونا ممکن بلکہ واقع ہی جبھی تو آنحضرت صلعم کو استغفار کرنیکا حکم دیا تھا اور جواب ظاہر ہی کہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ
بچاتا ہی جیسا کہ آخر ان آیات سے واضح ہوگا اور یہان تو حضرت صلعم کو فقط قصد سے استغفار کا حکم دیا۔ اور ترمذی و ابن جریر کی حدیث مذکورہ
بالا مین جو کہ قولہ ولا تکن للخائنین خصیما۔ اسمین خائنین سے بنو ابیرق مراد ہین۔ اور قولہ واستغفر اللہ۔ یعنے استغفار کر اس بات سے جو تو نے

[1] مدخول یعنے یقینی نہین ہے ۱۲

قتادہ بن النعمان کو فرمائی تھی کہ تو نے بغیر گواہ ہونکے ایسے لوگونکو چوری لگائی جو مسلمان مشہور ہین۔ ہ۔ حالانکہ درحقیقت یہی لوگ چور تھے جو اپنے آپ کو چھپاتے تھے لہذا فرمایا۔ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ یخونونہا بالمعاصی لان وبال خیانتہم علیہم۔ اور جدال مت کیجیو ایسے لوگونکی طرف سے جو خیانت مین پھنساتے ہین اپنی جانون کو ف گناہونکے مرتکب ہوکر اسواسطے کہ انکی خیانت کا وبال انھین کی جان پر ہے بس انجام کار کی راہ سے اُنھون نے خود اپنی جانونکے حق مین خیانت کی اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا۔ کثیر الخیانۃ۔ اَثِيْمًا۔ اللہ تعالی نہین پسند کرتا بہت چور سخت گناہگار کو ف اللہ تعالی کے دوست نہ رکھنے کے معنے یہ ہین کہ انکو سزا دیگا اگر کہا جاوے کہ قولہ لا تجادل۔ صیغۂ نہی ہے پس کیا حضرت صلعم سے جدال صادر ہوا جس سے ممانعت فرمائی تو جواب یہ کہ نہی کے واسطے صدور کی ضرورت نہین ہے جیسے تو زید سے منع کردے کہ جب سے میرے نوکر ہو تب سے خیانت کبھی نہ کرنا۔ اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب تو نبی صلعم کو ہے مگر مراد آپ کی امت والے ہین اور یہین شک نہین کہ حکم ہم لوگو نپر بھی جاری ہے کہ چورون کی طرف سے خصومت نہ کرین۔ اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم کو استغفار کا بھی حکم ہوا تو جواب یہ کہ نبوت کے بعد انبیا علیہم السلام کا استغفار تین طرح کا یا تو ایسی لغزش سے جو نبوت سے پہلے واقع ہوئی اگرچہ وہ گناہ شرعی نہو یا انکی امت کے لیے استغفار ہے یا استغفار کے معنے حکم شرعی کی فرمانبرداری اور یہی معنے اخیر یہان اقرب ہین (السراج) اگر کہا جاوے کہ خوانًا اثیمًا صیغۂ مبالغہ فرمایا۔ تو جواب یہ کہ بان اللہ تعالی کو طعمۂ مذکور سے خیانت و گناہ مین افراط کا علم تھا۔ اور بعض نے کہا کہ جب کسی گناہگار کا پردہ فاش ہو تو جان لینا چاہیے کہ اسکے اوپر اس گناہ کے سوے بھی گناہ لدے ہوے ہین کیونکہ اللہ تعالی ایک دو مرتبہ مین کسی کا پردہ فاش نہین کرتا ہے اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اُنھون نے ایک چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اسکی مان روتی آئی اور کہا کہ یہ پہلی مرتبہ ہے آپ اُسکو معاف کرین تو عمرؓ ایسی سفارش سے ناراض ہوے اور یہ بھی فرمایا کہ تو جھوٹی ہے اسلیے کہ اللہ تعالی پہلے مرتبہ گناہ کرنے پر بندہ کو نہین گرفتار کرتا ہے (المعالم وغیرہ) اور مترجم کہتا ہے کہ اول مرتبہ گناہ پر ماخوذ نہونے کے واسطے مرفوع حدیث صحیح بھی شاہد ہے۔ روایت ہے کہ طعمہ مذکور مکہ کو مرتد ہوکر بھاگ گیا اور وہان کسی کی متاع چرانے کو دیوار مین سیند لگائی اور ایک پتھر اسپر گرا جس سے وہ کافر مر گیا اور آگے اسکے متعلق حال آویگا۔ يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ۔ طعمہ و اسکی قوم والے لوگون سے شرم کر نیکو چوری چھپانی چاہتے ہین وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ۔ اور اللہ تعالی سے حیا نہین کرتے۔ وَهُوَ مَعَهُمْ بعلمہ۔ حالانکہ اللہ تعالی انکے ساتھ ہے یعنے علم الہی ہر جگہ ہر وقت ہر دم انکو گھیرے ہوے ہے پس پہلے اُسی سے شرم چاہیے ہے چنانچہ طعمہ وغیرہ کے خفیہ مشورہ سے آگاہ کر دیا بقولہ تعالی۔ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ۔ جبکہ رات مین پوشیدہ گڑھتے ہین۔ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ۔ ایسی بات جس سے وہ راضی نہین ہے ف چنانچہ طعمہ وغیرہ نے یہ تجویز گڑھی کہ جھوٹ قسم کھا دین کہ اُسنے چوری نہین کی اور یہودی کو چوری کا بہتان لگا دین پس اللہ تعالی نے اپنے علم محیط سے انکے خفیہ مشورہ پر مطلع فرمایا۔ اگر کہا جاوے کہ تدبیر تو دل کی پوشیدہ بات ہے اسکو قول فرمایا تو جواب یہ ہے کہ جب اُسنے اپنے جی سے ایسی باتین کین تو مجازًا قول کہا گیا۔ (الکشاف) اور ظاہر یہ ہے کہ تبییت تو یہ تدبیر تھی اور غیر مرضی قول یہ تھا کہ صبح کو جھوٹی قسم کھالی۔ پس اللہ تعالی نے ابتدا سے انتہا تک خبر غیب پوری فرمائی وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا۔ اور اللہ تعالی خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہین ف مدارک مین فرمایا کہ لوگون کو نصیحت کے لیے یہ آیت کریمہ کافی ہے کہ ہر وقت اللہ تعالی کو اپنے فعل پر آگاہ دیکھین کہ کوئی پردہ نہین اور کچھ پوشیدہ نہین لہذا شرم سے سر نیچا رکھین پھر حدیث الترمذی سے معلوم ہو چکا کہ طعمہ کی قوم نے اسکی طرف سے جدال کیا تھا تاکہ وہ بری ہو اور ایک یہودی مظلوم ہین پھنس جاوے پس اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماکر چورون بدکارون کی طرف سے جدال کرنے سے عمومًا سب کو منع کیا۔ اسمین طعمہ کی قوم کو بھی نصیحت ہوگئی پھر خاصکر طعمہ کی قوم کو انکی بیفائدہ

Marfat.com

حرکت پر جھگڑا کا بقولہ تعالیٰ۔ هَآ اَنْتُمْ ۔ یا۔ هٰٓؤُلَآءِ ۔خطاب بقوم طعمہ یعنے ہا حرف تنبیہ اور انتم مبتدا اور جادلتم اسکی خبر اور درمیان مین
ہؤلاء منادی بحذف حرف ندا معترضہ ہو اور یہ خطاب ہو قوم طعمہ کو جنھون نے اسکی طرف سے مجادلہ کیا تھا کہ ای لوگو تم سنو۔ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۔ تمنے خصومت کی ان چورون کی طرف سے دنیا مین ف یعنے خبردار رہو ای لوگو جنھون نے طعمہ واسکے مانند بدکارونکا
ساتھ دیکر دنیا مین طعمہ جیسے بدکارون کی طرف سے جھگڑا کر لیا تو یہ بے ثبات زندگی مین کیا مفید ہوگا۔ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ اذا عذبہم۔ پھر کون مجادلہ کریگا انکی طرف سے قیامت کے دن ف جبکہ اللہ تعالیٰ انکو عذاب کریگا۔ یعنے کوئی ایسا نہین
کر سکتا ہو۔ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۔ یا کون انکے امر کا متولی ہوگا اور انسے برائی کو دفع کریگا اور حاصل آنکہ دنیا تو چند روزہ
بے ثبات ہو اور اصلی جزا و سزا کا گھر آخرت ہو تو وہان کون انکا متولی ہوگا یا عذاب سے چھڑاویگا۔ یعنے کوئی ایسا نہین۔ یہ بات کہ شیخ خطیبؒ
نے لکھا کہ بالاتفاق یہان رسم الخط مین۔ اَمْ و مَن۔ جدا لکھے جاوین (س) اگر کہا جاوے کہ اَمْ یہان کیونکر ہو تو علامہ تفتازانی نے فرمایا کہ
ام کے بعد جب اسم استفہام ہو تو وہ بمعنے بل ہوتا ہو نہ متصلہ ہوتا ہو نہ منقطعہ (المعنے) بلکہ کون ہو جو بدکارون کی طرف سے وکالت کر سکے۔ اور صاحب
مغنیؒ نے کہا کہ ام منقطعہ کے معنے اضراب ہوتے ہین پھر کبھی تو فقط اضراب ہی کے معنے مین ہوتا ہو اور کبھی باوجود اضراب کے استفہام انکاری کو
بھی متضمن ہوتا ہو جیسے یہان ہو پھر واضح ہو کہ طعمہ و اسکی قوم نے کئی طرح سے بدکاریونکو جمع کر لیا اول چوری کی۔ دوم یہودی بیگناہ کو پھانسا۔
سوم جدال کیا۔ چہارم سب سے بڑھکر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دینا چاہا اور یہ کمال بے ادبی و بے ایمانی بد بختی ہو۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے
اسطرح اسکا پردہ فاش کر دیا۔ ورنہ گنہگار کے واسطے ندامت و پردہ پوشی و مغفرت عام ہو چنانچہ فرمایا۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا ۔ اور جس بندے نے
کوئی بدکاری کی ف جس سے دوسرے کو بدی پہونچائی۔ اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ۔ یا اپنی جان پر ظلم کیا۔ ف اسکی بدکاری اسی تک رہی
ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۔ پھر اس سے اللہ تعالیٰ کی جناب مین بخشش مانگی۔ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم
پاویگا ف اللہ تعالیٰ اسکی بخشش فرماویگا۔ پھر سوء سے مراد گناہ ہو اور یظلم نفسہ بھی گناہ ہو حالانکہ بحرف او عطف ہے پس بعض مفسرینؒ
نے سوء سے صغیرہ گناہ اور ظلم نفس سے کبیرہ گناہ مراد لیا اور محققینؒ نے سوء سے ایسا گناہ لیا جسکا اثر دوسرے شخص کی طرف بھی متعدی ہو
بقرینہ ظلم نفس کے کہ فقط اسی کے نفس پر وبال مقصور رہا اور اسیکو مفسرؒ نے اختیار کیا پس معنے کلام کے مع تفسیر یون ہین کہ اور جسنے کیا کوئی منوع
یعنے ایسا گناہ جس سے غیر شخص کو برائی مین ڈالا۔ جیسے طعمہ مذکور نے چوری کی تہمت ایک یہودی کو لگائی یا جسنے ظلم کیا اپنے نفس پر یعنے
ایسے بدکام سے کہ جو اسی کے نفس تک رہا جیسے کسی وقت کی نماز کسی جاہل نے چھوڑ دی۔ پھر اس گناہگار نے چاہے کسی قسم کا گناہ ہو
استغفار کیا اللہ تعالیٰ سے یعنے بخشش مانگی اس گناہ سے اور توبہ کی تو پاویگا اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا بیگناہ کا اور رحمت کرنے والا
بیچے اوپر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اسمین اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو اپنے حلم و عفو و کرم و رحمت و مغفرت سے آگاہ فرمایا کہ جسنے صغیرہ
یا کبیرہ کیسا ہی گناہ کیا پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی تو اللہ تعالیٰ اسکو بخشتا اور بڑھکر یہ کہ اسپر رحمت فرماتا ہو اگرچہ بخشش مانگنے والے کے گناہ
آسمان و زمین و پہاڑون سے بڑے ہون۔ اور ایسا ہی احادیث صحاح سے بھی ثابت ہو۔ اور اس آیت مین طعمہ و اسکی قوم کو استغفار کی رغبت دلائی
ہو اور اسمین دلیل ہو کہ استغفار سب قسم کے گناہون سے مقبول ہو۔ اور واضح ہو کہ ظاہر آیت سے تو ثابت ہوتا ہو کہ فقط مغفرت مانگنے سے گناہ بخشے
جاتے ہین لیکن آیات و احادیث سے علما نے ثابت کیا ہو کہ استغفار کے ساتھ توبہ بھی چاہیے۔ یعنے شرمندہ ہونا گناہ پر اور اس سے رجوع کرنا اور
یہ عزم کر لینا کہ پھر ایسا گناہ نہ کرونگا اسواسطے مفسرؒ نے قولہ ثم یستغفر اللہ کی تفسیر مین توبہ کی قید لگائی یعنے استغفار بطریق توبہ ہو اگر کہا جاوے کہ

کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا من یعمل سوء یجز بہ۔ یعنے جسنے کوئی برائی کی اُسکی سزا دیا جائیگا تو جواب دو طرح پر ہی اول آنکہ مراد یہ ہی کہ سزا دیا جائیگا اگر توبہ
استغفار نہ کیا ہو اور دوم آنکہ ابو الدرداءؓ سے روایت ہی کہ قولہ من یعمل سوء یجز بہ کو اس آیت یعنے قولہ ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ الآیۃ نے منسوخ کر دیا
کما ذکرہ فی السراج اور مترجم کہتا ہی کہ جواب اول اصح ہی اور نسخ یہان بوجہ وعید ہونیکے نہین بنتا اسلیے کہ نسخ تو فقط امر و نہی کے معنے مین جاری ہوتا ہی کما تقرر
اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے غفور و رحیم دونون فرمائے پس غفور تو اسکے استغفار پر ہوا اور رحیم کی حکمت بیان کرو۔ تو جواب یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ عز وجل کی
طرف سے اکرام ہی چنانچہ صحیح حدیث قدسی مین ثابت ہوا کہ حق عز وجل نے فرمایا کہ جو مجھسے ایک بالشت نزدیکی مانگتا ہی مین کرم سے اُس سے ایک ہاتھ
نزدیک ہوتا ہون اور جو ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہی مین اُس سے دو ہاتھ نزدیک ہوتا ہون اور جو پانون پانون چلکر میری طرف آتا ہی مین قدم
کی دوڑ سے اس سے نزدیک ہوتا ہون کما رواہ البخاری وغیرہ اور معنے حدیث کے یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف رجوع لانیوالے بندونکو
اپنے کرم اور کمال رحم سے آگاہ فرمایا کہ بندہ تھوڑا قصد کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ اُسپر دونا اور زائد رحم فرماتا ہی حتی کہ اُسکو مقرب بندہ بنا لیتا ہی چنانچہ
دیکھو یہان بندہ نے استغفار کیا اسکے صلہ مین مغفرت اور رحمت دو چیزین ملین۔ اور واضح رہے کہ جس بندے نے ایسا گناہ کیا جسمین کسی بندے کا
حق لگا ہوا ہی تو استغفار سے اللہ تعالیٰ اپنا خالص گناہ معاف فرمائیگا اور جسقدر حق اسمین دوسرے بندے کا لگا ہوا ہی اسکا مواخذہ باقی رہیگا
لیکن یاد رکھو کہ جب اللہ تعالیٰ عز وجل مہربان ہی اور بندہ نے اگرچہ کرورون گناہ کیے بعد استغفار اور نیک کام کیے جو پروردگار تعالیٰ کی
رضامندی کے لائق ہین تو امید ہی کہ وہ دوسرے بندے کو اُسکے حق کے عوض انعام و اکرام دیکر رضامند کراوے اور یہ حدیث سے ثابت ہوا ہی اور
پہلے مذکور ہو چکا فتذکر۔ بالجملہ بندونکے اوپر تو یہی امتحان رکھدیا گیا ہی کہ وے اپنی نیت سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کماتے ہین یا ناراضی کماتے
ہین جو کچھ کماوین وہ انکے واسطے ہی اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر بہت حکمت کاملہ کے ساتھ صواب و حق ہی بندہ اسکو نہین پہونچ سکتا وہ تو اپنے
کامون کو دیکھے چنانچہ فرمایا۔ وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا۔ ذنباً اور جسنے کوئی گناہ کمایا۔ فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ تو بات یہی ہے کہ اپنی ذات
کے واسطے اسنے کمایا ف کیونکہ اسکا وبال تو اُسی پر ہے اس سے کسی دوسرے کو ضرر نہین ہی۔ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا
اور اللہ تعالیٰ اپنی صنعت مین علیم حکیم ہے ف یعنے کمال علم اور کمال عمل کے ساتھ اُسنے ایجاد فرمایا پس بندے کے کمانے پر
جو اللہ تعالیٰ نے تاثیر دی کہ وہ کام ہوگیا تو یہ اسکی حکمت و صنعت کاملہ ہی اسکے بھید کو کوئی بندہ نہین پہونچ سکتا پس اسکے پیدا کرنے اور
تاثیر دینے مین سوائے خوبی کے کچھ عیب نہین ہی اور برائی تو اسی بندے کی طرف ہے جسنے کمایا اور قرطبیؒ نے فرمایا کہ کسب وہ ہی جس سے آدمی اپنی
ذات کی طرف کوئی نفع کھینچ لاوے یا کچھ ضرر دور کرے اسیواسطے اللہ تعالیٰ کے افعال پر یہ لفظ صادق نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہی بدون
غرض نفع یا دفع ضرر ہی۔ اگر کہا جاوے کہ بسا اوقات آدمی فعل گناہ سے دوسرے کو ضرر پہونچاتا ہی تو اسکی بدکاری کا وبال اسی پر کیونکر ہوا جواب
یہ کہ دوسرے کو ضرر پہونچانے مین اپنے واسطے کچھ بھلائی نہین پائی بلکہ اسکا وبال خود اپنی جان پر اُٹھا دیا اور دوسرے کے حق مین دیکھا جاوے کہ
حق شرعی کیونکر ہی پس اگر غیر کو تعلق نہو تو یہی عاصی رہے ورنہ وہ بھی اپنے حق مین بدکار ہی اور ایک کا گناہ دوسرے پر نہین مثلاً اگر مردے کی جورو
نے اسپر نوحہ کیا اور وہ اپنی زندگی مین اسپر راضی تھا تو شرعاً اسنے گناہ کیا پس نوحہ زوجہ سے مردے پر بھی عذاب ہوگا کیونکہ وہ مانع نہوا مگر کوئی دوسرے
کا گناہ نہین اُٹھاتا کما قال تعالیٰ ولا تزر وازرۃ وزر اخری۔ یعنے کوئی نفس دوسرے کا گناہ نہین اُٹھاتا ہی مسئلہ اس زمانہ مین میت
کے لوگ مال و متاع حافظون ملاؤن کو دیتے ہین کہ میت کے عمر بھر کے گناہ تم اُٹھاؤ اور یہ مال تمکو اسکا عوض ہی۔ اور وہ لوگ لے لیتے ہین
تو یہ باطل ہی۔ رہا مال واپس لیا جاوے یا نہین تو حکم مین تفصیل ہی اگر انھون نے اسی طور پر کہا جو مذکور ہوا تو وارثون کو اختیار ہوگا کہ

Marfat.com

چاہیں مال واپس کرلیں۔ اور اگر مال بطور خیرات دیا ہو تو واپس کرنا روا نہیں اور اگر میت کی نماز و روزہ کی قضا کا کفارہ دیا ہو بایں طور کہ مسکینوں کو
میت کی ہر قضا نماز کا کفارہ و ہر قضا روزے کا کفارہ میت کی وصیت سے دیا تو تہائی مال تک لازم ہے اور باقی زائد میں وارثوں کا احسان
ہے اور ادا ہو جائیگا اور اسیطرح اگر میت کے بلا وصیت وارثوں نے دیا تو بھی یہی حکم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم الآیۃ۔ یہ گمراہ کرنیوالے اپنے بوجھ لادینگے اور اپنے بوجھ کے ساتھ میں بہت بوجھ لادے ہونگے۔ ھ اور حدیث
صحیح میں ثابت ہے کہ قیامت میں بعضے گنہگار مومنوں کے پہاڑ برابر گناہ ہونگے اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لاد دیگا تو جواب یہ ہے کہ دوسرے کو گمراہ کرنیکا
عذاب قیامت تک اُسپر لادا جاویگا اور تحقیق اسکی آیت مذکورہ کی تفسیر میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگی۔ یہ سب جو آیت میں مذکور ہوا بندہ
اپنی بدکاری سے اُٹھاتا ہے اور اگر اسنے اپنی بدکاری سے دوسرے کو بُرائی پہونچائی تو اسکو بیان فرمایا۔ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً
و گناہ صغیرا یعنے خطیئہ سے مراد یہاں صغیرہ گناہ ہے اور سراج میں کہا کہ جو عمداً نہو یعنے جسمیں چوک گیا اور یہ بحسب لغت اوفق ہے جیسے اول بحسب
معنے ارجح ہے۔ اور شیخ ابن جریرؒ نے فرمایا کہ خطیئہ تو عمداً و بلا عمد دونوں طرح ہوتا ہے بخلاف اثم کے کہ وہ فقط عمداً گناہ ہے اور بعض نے کہا کہ خطیئہ
سے محض اللہ کا گناہ مراد ہے اور قولہ۔ اَوْ اِثْمًا۔ سے بندے پر ظلم ملا ہوا اور بعض نے کہا کہ اول سے مختص بذات خود اور دوم سے متعدی
مراد ہے اور مفسرؒ نے اول سے گناہ صغیرہ اور دوم سے گناہ کبیرہ کی تفسیر مرجح رکھی ہے بالجملہ جسنے گناہ صغیرہ یا کبیرہ کیا۔ ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا
منہ پھر پھینک مارا اس گناہ کے ساتھ بری کو یعنے ایسے شخص کو جو اُس گناہ سے بری ہے اسکے ذمہ لگا دیا۔ فَقَدِ احْتَمَلَ۔ تحمل۔ تو
اسنے خود اُٹھالیا۔ بُهْتَانًا۔ بہتان کو بسبب اسکے کہ جو پاک تھا اسکو طوفان لگایا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۔ اور اُٹھایا گناہ مبین یعنے کھلا گناہ
بسبب اپنے ہاتھوں کمانے کے۔ پس ظاہر ہوا کہ صغیرہ گناہ سے بھی اگر دوسرے پاک کو بہتان لگاوے تو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا کیونکہ اسنے
جھوٹ بہتان باندھا ہے جسسے دوسرا بری و پاک ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ۔ یا محمد وَرَحْمَتُهٗ۔ بالعصمۃ۔ یعنی یہ خطاب
محمد صلعم کو ہے اور رحمت اسطرح کہ آنحضرت صلعم کو طعمہ مجرم کی طرف سے مخاصمہ کرنے سے معصوم و محفوظ رکھا۔ (المعنی) اور اے محمد اگر تجپر اللہ تعالیٰ کا
فضل و رحمت نہوتی تو لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ من قوم طعمۃ۔ طعمہ کی قوم والوں میں سے ایک گروہ نے یہ قصد کیا تھا کہ۔ اَنْ
يُّضِلُّوْكَ۔ تجکو بھٹکا دیں سچا حکم دینے سے اسطرح کہ انھوں نے تجپر اصلی حال ظاہر نہیں تلبیس کی تھی۔ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ
مَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ۔ اور اپنی ہی جانوں کا بُرا کرتے اور تجھے کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتے ہیں۔ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ
حال یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تجپر قرآن اُتارا۔ وَالْحِكْمَةَ۔ اور حکمت یعنے جو اسمیں احکام ہیں اور سورہ بقرہ میں حکمت
کی تفسیر گذری وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ اور تجھے وہ باتیں سکھلائیں جنکو تو نہیں جانتا تھا۔ ف وہ احکام
شرعی و امور غیبی ہیں پھر جب اُنھوں نے مکر کیا تو اُنھیں پر وبال ہوا اور تجھے کچھ ضرر نہوا۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ
عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تجپر عظیم ہے ف اور قتادہ رحمہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
بیان دنیا و آخرت و حلال و حرام سکھلا کر خلق پر حجت کیا اور مانند اسکے ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی مروی ہے۔ پھر اللہ عزوجل
نے قصہ مذکورہ کے متعلق مشورہ کا حکم مع نصیحت عام ذکر فرمایا

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ

کچھ بھلائی نہیں اکثر انکے مشوروں میں۔ سوائے اسکے جو کہے خیرات کرنے کو یا نیکی کرنے کو یا صلح کرنیکو لوگوں کے درمیان

Marfat.com

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ ۱۱۴

اور جو کرے یہ چیزین اللہ تعالیٰ کی خوشی چاہنے کو تو ہم اُسکو بڑا ثواب عطا کر ینگے۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ ۔ ای الناس ای ما یتناجون فیہ ویتحدثون اُنکے بہتیرے مشورون مین کچھ بھلائی نہین ف عام لوگ جن امور مین مشورہ کرتے ہین اکثر بہتری سے خالی ہوتا ہی اور اسپر وارد ہوتا ہی کہ مرجع اوپر مذکور نہین ہی اور بعض نے کہا کہ مرجع اسکا قوم طعمہ ہین اور حق یہ معلوم ہوتا ہی کہ مرجع اگرچہ قوم طعمہ ہین اور ضمیر منجملہ الفاظ خصوص سے ہی مگر حکم بالدلالۃ عام ہی چنانچہ قتادہ رح سے مروی ہی کہ آیت تمام لوگون کے حق مین عام ہی اور اسی کو مفسر رح نے مانند دیگر مفسرین کے مرجع قرار دیا پس استثنا ربقولہ الا من امر بصدقۃ الخ از عموم الناس ہی اور نجوی مصدر ہی اور مراد یہان وہ چیز جسمین تناجی کرین اور باتین لگا دین در معالم وغیرہ مین ہی کہ تدبیر مین بھید کے طور پر پوشیدگی کرنا نجویٰ ہی۔ اور بعض نے کہا کہ نجوی وہ کہ جسکی تدبیر کیواسطے ایک قوم منفرد ہو خواہ پوشیدہ رکھین یا کھلے خزانے تدبیر کرین۔ اور قولہ ما من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم۔ مین معنے اول دلی ہین اور قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوکم صدقۃ۔ مین معنے دوم اظہر ہین۔ بالجملہ آیت کے معنے یہ ہین کہ نہین بھلائی ہی اُنکے بہتیرے نجوی مین چنانچہ قوم طعمہ نے رات مین معصیت وبہتان باندھنے پر خفیہ مشورہ اور تدبیر لگائی تھی پس یہ کلام بمنزلہ اسکے ہی کہ کچھ بھلائی نہین انکے کسی نجوی مین۔ اِلَّا نجوی مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ سوائے نجوی اُس شخص کے جسنے حکم کیا صدقہ کا یا معروف کا۔ یعنے نیکو کاری کرنے کا یا لوگونکے درمیان اصلاح کرنیکا۔ ف مفسر رح نے نجوی مقدر کرکے اشارہ کیا کہ مضاف محذوف ہی پس کثیر نجوی سے یہ نجوی مستثنیٰ ہی اور اوپر مذکور ہوا کہ کثیر من نجوی بمنزلہ عموم کے ہی پس استثنا بے تکلف درست ہی اور یہی قاضی بیضاوی وغیرہ کے نزدیک مرجح معلوم ہوتا ہی اور بعض نے بوجہ اسکے کہ مستثنی منہ عام نہین کیونکہ کثیر من نجوٰہم فرمایا ہی اسلیے الا بمعنے لکن قرار دیا پس استثنا منقطع ہی۔ بہرحال قولہ الا من امر بمعنی الا نجوی من امر۔ بحذف مضاف ضرور ہی اور امر بصدقہ کے معنے یہ کہ صدقہ دینے پر آمادہ کیا اور ظاہر یہ کہ صدقہ نفل ہی یا عام ہی خواہ نفل ہو یا فرض ہو اور بعض نے کہا کہ فرض مراد ہی در ام حبیبہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ آدمی کی باتین سب کی سب پر وبال ہین کچھ اسکے کار آمد نہین سوائے اسکے کہ معروف شرعی کا حکم کیا یا ممنوع شرعی سے منع کیا یا حضرت عزت عزوجل کی یاد کی ہی رواہ الترمذی وابن ماجہ وعبد بن حمید وغیرہم اور آفات زبان سے پرہیز وخاموشی کی تاکید مین احادیث ہین اور واضح ہو کہ اصلاح بین الناس کے بارہ مین حدیث مین تاکید کی ہی اور آیات بھی وارد ہین اور مراد اس سے وہ اصلاح ہی جو بطور شرع ہو اور یہ نہین کہ جیسے منافق لوگ اپنے کو انما نحن مصلحون سمجھتے تھے اور شرعی طور پر اصلاح کرنیوالا اگر نیک بات یا نیک تعریف کرے تو یہ جھوٹ نہین ہی پھر ان مین تین چیزونکی خاص ذکر کرنیکی وجہ شاید یہ ہی کہ جو عمل نیک اورونکی طرف بھی متعدی ہو وہ یا تو نفع پہونچانا یا ضرر دور کرنا پھر نفع یا جسمانی ہی جسکی طرف امر بصدقہ سے اشارہ فرمایا اور یا روحانی ہی جسکی طرف امر بمعروف سے اشارہ ہی پھر دفع ضرر کی طرف اصلاح بین الناس سے اشارہ ہی فافہم۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ۔ المذکور اور جسنے یہ کہا کہ جو ذکر کیا گیا کہ صدقہ معروف کا حکم کرے اور لوگون مین اصلاح کرے پس جسنے اسکو کیا۔ ابْتِغَآءَ طلب۔ مَرْضَاتِ اللّٰهِ بخواہش رضائے الٰہی ف نہ کسی امر دنیاوی کی غرض سے۔ حاصل آنکہ جسنے یہ امور مذکورہ بنیت خالص رضائے الٰہی کیے۔ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ تو اُسکو ہم اجر عظیم عطا کرینگے۔ نؤتیہ نون اکثرون کی قرأت ہی اور یؤتیہ بیاء تحتیہ ابو عمرو اور حمزہ رح کی قرأۃ ہی اور بہر صورت فاعل اللہ عزوجل ہے ف عرائس البیان مین ان آیات کی تفسیر مین لکھا کہ قولہ انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ۔ امین اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر

اپنی کتاب نازل فرماکر اور نبی صلعم کو فہم خطاب عطا کر کے لوگو پر احسان و فضل رکھا اور آنحضرت علیہ السلام کو اپنی حکمت ازلی دکھلائی
جسطرح اپنے بندون سے اپنی بندگی چاہی اور حضرت صلعم کے بیان سے اُنکی اصلاح ہو اور چونکہ اُسکے علم مین تھا کہ بندے اس طریقہ سے جاہل ہین
پس اپنے رسول صلعم کی زبان سے یہ طریقہ ظاہر فرمایا چنانچہ قولہ لتحکم بین الناس بما اراک ۔ سے یہی مراد ہی ۔ پس کتاب مجید مین تو پوشیدہ
اسرار ہین اور آنحضرت صلعم کے دل مین اللہ تعالیٰ کے انوار ہین پس ان نورون سے آنحضرت صلعم ان اسرار کو سمجھکر مخلوق الٰہی کے درمیان حکم
دیتے تھے تاکہ گمراہی اور راہ راست مین تمیز ہو اور لوگ راہ راست کی پیروی کرین پس کتاب مجید مین ظاہر اور باطن دو چیزین ہین اور باطن
اسکا شاہد غیب ہی کہ جسقدر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون سے عبودیت کی پابندی اور ربوبیت کی معرفت چاہی ہو اس سے حاصل ہوتی ہی
آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ ۔ مجھے قرآن ملا اور اسکے ساتھ اسکے مثل اور بھی ملا ہی **قال المترجم** یہ
مضمون تو حدیث صحیح مین موجود ہی ۔ اور علمانے مثلہ معہ سے سنت مراد لی ہو اور **شیخ مفسر جلال سیوطی** رح نے تصریح کردی ہے کہ احادیث
وحی خفی ہین **سہل** رح نے فرمایا کہ قولہ بما اراک اللہ ۔ ای جو حکمت اللہ تعالیٰ نے قرآن و شریعت مین تعلیم کی اور بعض نے فرمایا یعنے لوگون کے باطن سے جو
تجھپر کشف کیا بدون اسکے کہ وہ تجھپر ظاہر کرین اور خود انپر ظاہر ہو اسلیے کہ تیرا انکو دیکھنا بطور کشف و عیان کے ہی اور **ابن عطا** رح نے
فرمایا کہ قولہ بما اراک اللہ کیونکہ تو ہمین سے دیکھتا ہی اور ہماری طرف سے بولتا ہی اور ہمارا منتظر ہی ۔ قولہ ولا تجادل عن الذین یختانون انفسہم
اسمین حق سبحانہ تعالیٰ نے ظاہر کیا کہ امر نبوت کچھ پیدائشی خصلت نہین ہی جو حاصل کرنے وکمانے کو اسمین کچھ بھی دخل نہین ہی اسکا مدار تو یہی ہی
کہ ازل مین جسکو اپنے علم محیط سے چھانٹ کر پسند کرلیا وہی نبوت سے سرفراز ہی اور نیز اسمین انسانی سہو و نسیان کا موضع ظاہر کردیا اور نیز
ظاہر فرمایا کہ سہو و غلط سے پاک منزہ ہونا فقط اللہ عزوجل ہی کی شان ہی ۔ اور آنحضرت صلعم کو پہچنوا دیا کہ مخلوقات اپنی ذات سے
حضرت حق عزوجل کے قدس ازلی دریافت کرنیسے عاجز ہی اور اپنی علت بشری سے خارج ہونا اُسکے امکان سے باہر ہی اور آنحضرت صلعم کو ادب سکھلایا
کہ مدار کار موافق مراد الٰہی کے رکھے بعض اکابر نے فرمایا کہ نفس کی خیانت یہ ہی کہ جو کچھ نفس چاہے اُسی کی پیروی کرین اور نصیحت چھوڑ دین **حضرت
حسن بن علی دامغانی** رح نے فرمایا کہ جسنے پوشیدہ حضرت باری تعالیٰ کی خیانت کی تو اللہ تعالیٰ علانیہ اسکا پردہ فاش کردیتا ہی قولہ یستخفون
من الناس ۔ یعنے یہ لوگ اپنے عیوب و خیانت کو لوگون سے چھپاتے ہین کیونکہ انکو یہ سمجھ نہین کہ لوگ تو محض عاجز ہین نہ کسی کو ضرر نہین پہونچا سکتے
اور کسی کو نفع بھی نہین دے سکتے ہین وہ خود پنجۂ تقدیر مین بے بس ہین اُنکی ہستی کچھ نہین لیکن یہ لوگ ایسے اندھے ہین کہ اُنکی طرف سے
نفع و ضرر سمجھتے ہین اور عظمت و جلال الٰہی سے بے نصیب ہین ایسا سمجھتے تو کبھی اللہ تعالیٰ سے چھپانے کا قصد نہ کرتے کیونکہ ہرگز پوشیدہ
ہونے کی گنجایش نہین ہی حضرت سید عالم صلعم نے فرمایا کہ مین تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا عارف ہون اور اس سے بہت خوف رکھنے والا ہون
اسمین حضرت صلعم نے ظاہر کردیا کہ جسقدر زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہو اسیقدر زیادہ خوف ہوتا ہی **قال المترجم** یہ حدیث کا ایک
ٹکڑا ہی و تمام اسکا صحاح مین مروی ہی قولہ تعالیٰ ولا یستخفون من اللہ وہو معہم ۔ یعنے اپنی بدکاریون کے وقت اللہ تعالیٰ سے شرم
نہین کرتے حالانکہ وہ تعالیٰ اُنکے ظاہر و باطن کو محیط ہی اور انکے سب مادے جانتا ہی مگر یہ لوگ اُسکے احاطہ سے غافل ہین اور نہین جانتے کہ
ہم اس سے کچھ نہین چھپا سکتے ہین اور اس نفی سے فائدہ یہ ہی کہ یہ ظاہر ہوگیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ کرنے سے عاجز ہین یعنے ممکن نہین
کہ اس سے چھپا سکین اور معنے یہ ہین کہ خلق سے شرماتے ہین اور حق تعالیٰ سے نہین شرماتے ہین **شیخ محمد بن الفضل** رح نے فرمایا کہ جسکے دل مین
سب سے بڑھکر عظمت اُسکے پروردگار کی ہو وہ اپنے پروردگار عزوجل سے جاہل اور اسکی درگاہ سے دور ہی ۔ قولہ وانزل علیک الکتاب والحکمۃ

Marfat.com

وعلمک مالم تکن تعلم۔ یعنے جو علوم غیب واحکام معرفت ومشاہدہ تجکو قبل نزول کتاب مجید کے مرحمت ہوے اور تجپر کشف ہوے اسپر گواہ یہ کتاب پاک نازل فرمای تاکہ تیرے پاک دل کو سکون وطمانیت حاصل ہو اور حکمت سے مراد راہ حق کے احکام اور مقام قرب کے آداب اور دیگر نادر علوم الٰہیہ ہین اور قولہ وعلمک مالم تکن تعلم۔ اس سے مراد انجام آخرت ہی شیخ جنید رح نے فرمایا قولہ علمک مالم تکن تعلم۔ تجکو تیری ذات کی قدر پہچنوائی شیخ سہیل رح نے فرمایا کہ علما تین قسم کے ہین۔ ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہو مگر امر الٰہی وایام الٰہی سے آگاہ نہو اور یہ مؤمنین ہین دوم وہ جو عارف باللہ وعارف بامر الٰہی ہو مگر عارف بایام الٰہی نہو اور یہ علما رہین سوم وہ جو ان تینون باتون کو جانتے ہین اور وہ نبیین وصدیقین ہین بعض نے کہا کہ قولہ علمک مالم تکن تعلم از انجملہ تو نہین جانتا تھا کہ تیا رتبہ تمام جہان سے فضل ہی۔ اسمین اللہ عزوجل نے ایک قوم کو ملامت وسرزنش فرمائی جنکے جلسہ وباتین محض اللہ تعالیٰ کے واسطے نہون پس جو مجلس محض بنظر رضاء الٰہی نہو اسمین مجلس والون کو شیطان طرح طرح کے فریب ودھوکے دیتا ہی کہ آپس مین ایک دوسرے کی غیبت کرتے اور بہتان باندھتے وچغلی کھاتے اور بیہودہ باطل قصے وکہانیان اُڑاتے ہین حاصل آنکہ ان بہتیرون مین انکے باہمی جلسہ مین کچھ بھلائی نہین اور مراد اس سے طعمہ وانکی قوم کا جلسہ مشورہ ہی اگرچہ حکم عام ہی پھر اسکے بعد استدراک کیا بحرف الا جو بمعنے لکن ہی یعنے شاید وہم ہو کہ سب اہل جلسہ ایسے ہی ہونگے تو یہ وہم دور کیا کہ ایسا نہین پس جن لوگون کی مجالست خاص نیت سے اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو انکی تعریف کی اور یہ ایسے لوگ ہین جو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے مل بیٹھے اور اسی کے شوق مین اُٹھے اور اُسی کی زیادہ معرفت طلب کرنے کو ایک دوسرے سے جدا ہوے قولہ الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس اسمین ظاہر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے شوق جمال ومشاہدہ مین رغبت بے نہایت کی وجہ سے ایسے کام بجالاتے ہین اور حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے حسب وعدۂ صادقہ کرامات ودرجات کے تمغے پاتے ہین۔ چنانچہ لطف سے ارشاد ہوا ومن یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ فسوف نوتیہ اجرا عظیما۔ بعضے اکابر نے حاصل تفسیر یون لکھا کہ لوگون کے یکجا جمع ہونے مین کچھ بھلائی نہین مگر اسی صورت مین کہ اُسکا نفع تیرے حق مین یا تیرے جلسہ والونکے حق مین عائد ہو۔ بعض نے کہا کہ قولہ الا من امر بصدقۃ۔ یعنے اپنی جان صدقہ کرے اور اسکو مسلمانون کی ایذا رسانی سے روکے اور حرام کاری سے منع کرے بعض نے فرمایا کہ معروف یہی کہ نفس کو طہارت پر آمادہ کرے

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ
اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے بعد اسکے کہ کھل چکی اُسپر راہ کی بات اور سب مسلمانونکی راہ چھوڑکر دوسری راہ چلے ہم اُسکو حوالہ کر دین گے
مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ ع
وہی طرف جو اُسنے پکڑی اور ڈالدینگے اُسکو جہنم میں اور وہ بہت بری جگہ جا پڑا اللہ تعالیٰ نہین بخشتا کہ اسکا شریک ٹھہرائے اور اُس سے نیچے
مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ ۱۱۶
بخشتا ہی جس کو چاہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ دور پڑا بھول کر

مترجم کہتا ہی کہ حدیث قتادہ بن النعمان مین جو درباب قصہ سرقہ بنو ابیرق اوپر روایت ہوئی مذکور ہی کہ پھر جب قرآن نازل ہوا یعنے بنو ابیرق کی فضیحت ہوئی تو بشیر جو بنو ابیرق مین سے ایک شخص ہی بھاگ کر مشرکین مکہ سے مل گیا اور سلافہ بنت سعد بن سمیہ کے یہان اُترا پس اللہ تعالیٰ نے نازل کیا قولہ ومن یشاقق الرسول تا قولہ فقد ضل ضلالا بعیدا۔ پھر جب وہ سلافہ مذکورہ کے یہان اُترا تو حسان بن ثابت رض نے سلافہ کی ہجو مین چند اشعار کہے تب سے بشیر کا سامان سر پر لاد کر ابطح مین لیجاکر پھینکدیا اور کہا کہ تو مجھے حسان رض کے

اشعار ہدیہ لایا تجھسے کبھی مجھے بھلائی نہ پہونچیگی (رواہ الترمذی وابو الشیخ والحاکم وصححہ علی شرط مسلم) اور شاید جبکہ سلامہ نے اسکو نکالا تب وہ
واقع ہوا جو معالم میں ہے کہ طعمہ ایک مرد بنی سلیم کے یہاں جسکو حجاج بن علاط کہتے تھے اُترا اور اُسکی کوٹھری میں سیندھ دی پس اُسپر ایک پتھر
گر پڑا کہ نہ اندر جاسکتا تھا نہ باہر یہانتک کہ صبح کو پکڑا گیا تاکہ قتل کیا جاوے مگر بعض نے اُسکو چھوڑ دیا کہ وہ پناہ لایا تھا پھر وہ ایک گروہ قافلہ
تجار کے ساتھ شام کو گیا اور انکی چوری کی اُنھوں نے پتھروں سے مارکر توپ دیا اور بعض روایت میں ہے کہ حرہ بنی سلیم میں نکالا بت پرستی کرتا رہا یہانتک
کہ مرگیا۔ بالجملہ حکم آیت کریمہ کا بلفظ عموم ہے یعنے جو ایسا کرے اسکی یہ سزا ہے چنانچہ فرمایا۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ - یخالف - الرَّسُوْلَ فیما جاء
بہ من الحق - جو مخالفت کرے رسول صلعم کی اس چیز میں جسکو وہ لایا یعنے حق بات میں۔ اور شاقہ مشتق ہے بدینوجہ یعنے مخالفت وعداوت کرنا
گویا وہ ایک شق کی طرف چلا اور شرع رسول اللہ دوسری شق کی طرف ہے۔ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى - ظہر لہ الحق بالمعجزات
بعد ازانکہ ظاہر ہوا اسپر حق بمعجزات۔ اور یہ قید نہیں ہے بلکہ کوئی کافر اگر کفر پر مرا تو اسی عذاب میں گرفتار ہوگا بلکہ یہ تشنیع ہے کہ جو شخص بعد ظہور حق کے
رسول سے مخالف ہوکر مرتد ہوا۔ وَيَتَّبِعْ - طریقا - غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ - اور پیروی کرے ایسی راہ کی جو سوائے سبیل مومنین
کے ہے یعنے سوائے مومنوں کی راہ کے دوسری راہ چلے اور اسکی صورت یہ کہ کفر اختیار کرے۔ حاصل آنکہ جو شخص بعد ظہور ہدایت کے رسول اللہ
صلعم سے مخالفت کرے اور کفر اختیار کرے تو سزا اسکی یہ کہ۔ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى - کردینگے ہم اُسکو والی اس چیز کا جسکو اس نے پسند کیا
اپنے گمراہی کو۔ بایں طور والی کردینگے کہ اُسکے اور گمراہی کے درمیان تخلیہ کردینگے اُسکے اعتقاد میں روک ٹوک نہوگی بس بنا بے دغدغہ خاطر کے وہ
کفر اختیار کریگا۔ وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ - ای ندخلہ فی الآخرۃ جہنم لیحترق فیہا - اور آخرت میں داخل کردینگے ہم اُسکو جہنم میں تاکہ اُس میں جلا کرے
وَسَآءَتْ مَصِيْرًا - اور وہ بہت بری جاے بازگشت ہے۔ اور بعض نے یعنے آیت میں کہا کہ جس شخص نے رسول صلعم کی مخالفت کی
بعد ازانکہ اُسکے لیے ہدایت ظاہر ہوچکی بایں معنے کہ معجزات ظاہر ہونے سے ہدایت کے ظہور میں کچھ باقی نہیں پھر وہ ناحق کی پیروی کرکے یقین
نہ لاوے اور راہ مومنین کے خلاف راہ اختیار کرے تو دنیا میں ہم اسکو اسکی مرغوب چیز یعنے گمراہی کا والی کردینگے اور آخرت میں جہنم میں
ڈالینگے۔ پھر قولہ نولہ ما تولی۔ کی یہ تفسیر بیضاوی میں مذکور ہے اور بعض نے اسپر وارد کیا کہ دنیا میں جہاد لینے تعرض کیا جاتا ہے کیونکہ جہاد
انپر فرض ہے اور جواب یہ ہے کہ جہاد بنظر اصلاح وانتظام اور دفع فساد ہے تا آنکہ اگر جزیہ دیں اور تابع رہیں اگرچہ اپنے کفر پر ہوں تو قبول ہے
مترجم کہتا ہے کہ اس عموم سے عرب کے بت پرست مخصوص ہونگے اسلیے کہ انسے سوائے اسلام کے کچھ مقبول نہ تھا اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ نولہ
ما تولی۔ یعنے جو یہ راہ چلا تو ہم اُسکو یہ جزا دینگے کہ بطور استدراج کے اسکے دل میں اس گمراہی کی خوبی وزینت ظاہر کرینگے اور یہ حاصل معنے والی
کردینے کے ہیں اور معالم میں لکھا کہ قولہ نولہ ما تولی۔ ای نکلہ فی الآخرۃ الی ما تولی فی الدنیا۔ یعنے دنیا میں اسنے جس چیز کو اختیار کیا تھا آخرت
میں ہم اسی کی طرف اسکو چھوڑ دینگے اور اسکا حاصل یہ ہے کہ اگر دنیا میں اسنے کفر اختیار کیا تو ہم آخرت میں اسکو اسکے کفر پر رکھینگے جسکے مواخذہ میں گرفتار
ہوگا اسیواسطے فرمایا کہ ونصلہ جہنم۔ اسواسطے کہ سزاے کفر یہی ہے پھر جاننا چاہیے کہ ایک جماعت علما نے اس آیت سے اجماع کا حجت ہونا ثابت
کیا ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے قولہ ویتبع غیر سبیل المؤمنین۔ میں طریقہ مومنین سے مخالفت حرام فرمائی کیونکہ اسپر جہنم کی وعید فرمائی ہے پس جس امر پر
مومنین کا متفق ومجتمع ہونا بتحقیق معلوم ہوا اُس سے خلاف کرنیکی گنجایش نہیں ہے اور یہ بات نفسہ حرام ہے یہ نہیں کہ مخالفت رسول صلعم کے
ساتھ ملکر حرام ومستحق جہنم ہوا اسواسطے کہ مخالفت رسول اللہ صلعم بدون کسی امر دیگر کے موجب عذاب جہنم ہے پس معلوم ہوا کہ مومنوں کی راہ
سے مخالفت کرنا مستقل موجب جہنم ہے جیسا کہ بیضاوی وغیرہ میں مصرح فرمایا ہے پس اصول یا فروع میں سے جسپر مومنین کا اتفاق بتحقیق

Marfat.com

ثابت ہوا اس سے خلاف کرنے مین اس وعید کا مستوجب ہوگا اور اسی پر امام شافعیؒ نے اعتماد کیا اور کثرت سے احادیث وارد ہین کہ یہ امت
کبھی گمراہی پر مجتمع نہوگی بلکہ جس بات پر متفق ہون وہ حق ہی۔ ایسی احادیث بکثرت ہین بلکہ بعض علمانے کہا کہ یہ معنی متواتر ہین اور یہان سے
ظاہر ہوا کہ جسنے اسمین اسطرح کلام کیا کہ سبب نزول سے نکلا کہ غیر سبیل المؤمنین سے مراد دین اسلام سے نکل جانا کسی اور ملت کی طرف اسنے
خطا کی اسواسطے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہی خصوص سبب کا نہین ہی قولہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ ع
لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۔ اللہ تعالیٰ بخشتا نہین کہ اُسکے ساتھ شرک کیا جاوے اور اُسکے
ماسوا جو کچھ چاہے بخشتا ہی اور جسنے اللہ تعالیٰ سے شرک کیا تو وہ دور کی گمراہی مین پڑا ف یہ آیت اوپر بھی آگئی ہی اور وہان ختم آیت
بقولہ فقد افتری اثمًا عظیمًا ہی اور یہان بقولہ فقد ضل ضلالًا بعیدًا ہی اور یہ بحسب مقتضاے مقام ہی چنانچہ پہلی آیت تو اہل کتاب کے حق مین
ہی جو کہ آنحضرت صلعم کی صدق رسالت اور آپ کی کمال شریعت کو اپنی کتاب و علم سے جانکر ہٹ دھرمی کرتے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹے بہتان
باندھتے تھے اور یہان مشرکون کے حق مین ہی جنکو علم و کتاب کچھ حاصل نہ تھا پس ضلال سے وصف مناسب ہوا (ابن عباسؓ سے مذکور ہی کہ ایک بوڑھا دیہاتی
حضرت صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ مین بوڑھا ہوگیا اور مین گنا ہون مین ڈوبا رہا ہین نے بہت خطائین کین لیکن مین نے جب سے
اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور اُسپر ایمان لایا تب سے مین نے شرک نہین کیا اور نہ اُسکے سوا کسی دوسرے سے مددگاری چاہی اور مین نے اللہ تعالیٰ سے نڈر ہوکر
گناہ بھی نہین کیا اور نہ مجھے سرکشی منظور تھی اور مین توبہ و استغفار کرتا ہون سو میرا کیا حال ہوگا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ان اللہ
لا یغفر تا قولہ فقد ضل ضلالًا بعیدًا۔ نازل فرمائی یعنے اسکے واسطے امید مغفرت کی بشارت ہی وقد رواہ الثعلبی (والقرطبی) اور حضرت علیؓ سے روایت
ہی کہ قرآن مین مجھے سب سے زیادہ یہی آیت محبوب ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیہ (رواہ الترمذی وحسنہ) پھر اللہ تعالیٰ نے کافرون کی
جہالت و شیطان کی پیروی کرنے کی مذمت فرمائی اور مومنونکی عقل نورانی و اللہ تعالیٰ کی پیروی پر مدح کی

اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا ۙ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ
نہین پکارتے سواے اُسکے مگر عورتون کو اور نہین پکارتے مگر شیطان سرکش کو لعنت کی اُسپر اللہ نے
وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ۙ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ
اور کہا اُسنے البتہ لونگا مین بندون تیرے سے حصہ مقرر اور البتہ گمراہ کرونگا اُنکو اور آرزوئین دلاؤنگا اُنکو اور البتہ حکم کرونگا
فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ
پس البتہ کاٹین گے کان جانورون کے اور البتہ حکم کرونگا اُنکو پس پھیر ڈالینگے پیدایش خدا کی اور جو کوئی پکڑے شیطان کو
وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا ؕ یَعِدُهُمْ وَیُمَنِّیْهِمْ ؕ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ
دوست سواے اللہ کے پس وہ ڈوبا صریح نقصان مین وعدہ دیتا ہی انکو اور آرزوئین دلاتا ہی اُنکو اور نہین وعدہ دیتا ہی انکو شیطان
اِلَّا غُرُوْرًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا یَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِیْصًا ۙ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
مگر فریب کو یہ لوگ جگہ اُنکی دوزخ ہی اور نہ پاوینگے اُس سے بھاگنا اور جو لوگ ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ ع
اور کام کیے اچھے البتہ داخل کرینگے ہم اُنکو بہشتون مین بہتی ہین نیچے اُنکے سے نہرین ہمیشہ رہنے والے ہین بیچ اُسکے

Marfat.com

اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۱۲۰

وعدہ کیا اللہ نے سچ اور کون ہے بہت سچا اللہ سے بات میں

اِنْ ۔ نافیہ ہے بمعنے نہیں ۔ يَّدْعُوْنَ ۔ پکارتے ہیں **ف** یعنے نہیں پرستش کرتے ہیں یہ مشرک لوگ یعنے اہل مکہ (معالم) جو سوقت میں مشرک تھے ۔ مِنْ دُوْنِهٖٓ ۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے ۔ الحاصل یہ مشرکین اہل مکہ عبادت کے طور پر سوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں پکارتے اِلَّآ اِنٰثًا ۔ مگر اناث کو **ف** عورتوں کو جنکا نام لات وعزی ومنات ہے اسواسطے کہ یہ نام مؤنث ہیں اور جن لوگوں کا نام بتلاتے ہیں وہ بھی عورتیں تھیں ایسا ہی ابی بن کعب وعائشہ وابو سلمہ وعروہ ومجاہد وابومالک وسدی سے مروی ہے اور بعض نے کہا کہ مشرکین اپنے جہل سے فرشتوں کو بنات اللہ تعالیٰ کہتے اور شکلیں بنا کر ملائکہ کی تصویر تصور کرتے (رواہ ابن جریر عن الضحاک) بعض نے کہا کہ اناث ہر بے جان چیز مانند لکڑی و پتھر کے جسمیں روح نہو (رواہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس والحسن البصری) ابی بن کعبؓ نے کہا کہ ہر بت کے ساتھ ایک شیطانہ تھی (رواہ ابن ابی حاتم) پس یہ لوگ اسی شیطانہ کو پوجتے تھے اسیواسطے فرمایا ۔ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اور نہیں پوجتے مشرک لوگ ۔ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۔ مگر شیطانہ مرید کو **ف** جسنے انکو بت پرستی پر آمادہ کیا یہی شیطان پوجنے کی وجہ ہے کیونکہ بت پوجنے میں درحقیقت وہ شیطان کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں حالانکہ شیطان کی حالت یہ ہے کہ ۔ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۔ ابعدہ عن رحمتہ ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اسکو دور کر دیا ہے **ف** اور تعجب یہ کہ اسنے آدمیوں میں سے اپنے فرمانبردار بنائے اور ملعون ہونیکے سامان کر لیے ۔ وَقَالَ ۔ اور کہا شیطان نے **ف** جب رحمت سے ملعون ہوا اور جنت سے نکالا گیا کہ لَاَتَّخِذَنَّ ۔ ضرور کر لونگا میں اپنے واسطے ۔ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۔ تیرے بندوں میں سے ایک حصہ مقطوع **ف** یعنے تیرے بندوں میں سے ایک ٹکڑا میں کاٹ لونگا ۔ اگر کہا جاوے کہ شیطان کو یہ اختیار نہیں ہے تو مفسرین نے جواب دیا کہ مراد یہ کہ ۔ ادعوہم الی طاعتی ۔ میں انکو اپنی فرمانبرداری کی طرف بلاؤنگا پس جنکے حق میں خواری وبدبختی ہے وہ اسکے فرمانبردار ہو جاوینگے ۔ اور قتادہؒ سے روایت ہے کہ نصیب مفروض بہت بڑا حصہ ہے کہ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے ۹۹۹ دوزخ کے لیے اور ایک فقط جنت کے واسطے ہے ۔ اور صحیح مسلم میں مرفوع روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت کے روز حق عزوجل فرماوے گا کہ اپنی اولاد میں سے دوزخ کی طرف بھیجے جانے والے نکال تو آدم علیہ السلام عرض کرینگے کہ اے پروردگار کسقدر تو حکم ہوگا کہ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے میں الحدیث اور شیطان نے یہی کہا تھا ۔ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ ۔ میں انکو گمراہ کرونگا **ف** اس سے بھی اسکا درحقیقت گمراہ کر دینا مراد نہیں کیونکہ یہ اسکے اختیار میں نہیں ہے بلکہ مطلب یہ کہ وسوسہ ڈالکر حق بات سے انکو گمراہ کرونگا پس اس وسوسہ میں وہی پھنسیگا جو تابع شیطان و دوزخی ہے ۔ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ ۔ اور میں ضرور انکو آرزو دلاؤنگا **ف** کہ قبروں سے مرے اٹھنا اور حشر میں حساب ہونا کچھ نہیں ہے تو تم اس دنیا کے مزے اڑاؤ یا خدا جانے آخرت ہو کہ نہو پھر دنیا کیوں چھوڑتے ہو یا اگر آخرت ہو لی بھی تو ابھی عمر دراز ہے دنیا کے عیش کر لو پھر توبہ کر لینا ۔ وماننداسکے طرح طرح کی آرزوئیں انبار لگا دیتا ہے ۔ اور کہا گیا کہ دنیا کی نعمتیں انکے دل پر آراستہ کرکے انکو آرزومند کریگا تاکہ دنیا کو اختیار کریں جملہ آرزوہاے شیطانی اسمیں داخل ہیں ۔ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ ۔ میں اپنے تابعین کو حکم دونگا تو چوپاؤں کے کان کاٹ ڈالینگے **ف** مشرکین نے یہ فعل ان چوپاؤں کے ساتھ کیا جنکو بحیرہ کہتے تھے اور سورۂ انعام میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگا ۔ اور قتادہؒ نے کہا کہ بحیرہ وسائبہ کو اپنے بتوں کے واسطے کان کاٹ کر چھوڑتے تھے اور کہا لبن میں ہے کہ اونٹنی جب پانچ جھول بیاتی اور پانچواں بچہ نر ہوتا تو کان کاٹ کر چھوڑ دیتے اور اس سے نفع اٹھانا اپنے اوپر حرام کر لیتے ۔ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ

Marfat.com

فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ۔ اور مین اپنے تابعین کو حکم دونگا تو خلق الٰہی کو بگاڑینگے ف خلق سے مراد دین الٰہی ہی جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا وہ حلال کرتے ہین اور جو حلال کیا اُسکو حرام رکھتے ہین (کذا روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وھو قول مجاہد وعکرمۃ وابراہیم نخعی والحسن وقتادۃ والحکم والسدی والضحاک وعطاء الخراسانی) پس یہ مانند قولہ فاقم وجھک للدین حنیفا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ۔ یعنے اے محمد اپنے چہرے کو دین کے لیے حنیف کرکے قائم کر یہ اللہ تعالیٰ کی فطرت ہی جسپر اسنے لوگونکو پیدا کیا (اسلام) اللہ تعالیٰ کے خلق مین تبدیل نہین ہی ھ۔ یعنے اسکے دین توحید مین تغیر نہین ہی۔ اور حسن بصری نے کہا کہ مراد اس تغیر سے وشم ہی۔ اور صحیح مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ عزوجل یعنے اللہ تعالیٰ کی لعنت ہی گودنیوالی وگودنے والی پر اور بال جوڑنے والی اور جوڑ وانے والی پر اور دانت بنانے والی وبنوانے والی پر جو خوبصورتی کے لیے کرتی ہین اللہ تعالیٰ کی پیدایش کو بگاڑتی ہین۔ ھ۔ اور صحیح مسلم مین چہرے کے دشم پر لعنت آئی ہی۔ اور روایت ہی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد چوپاؤن کا خصی کرنا (کذا روی عن ابن عمر وانس وسعید بن المسیب وعکرمہ وابو عیاض وقتادہ وابو صالح والثوری) لیکن حسن رح سے مروی ہی کہ جب انسے یہ تفسیر بیان کی گئی تو انھون نے سخت انکار کیا اور کہا کہ مراد دین اللہ ہی اگر یہ تعین ہو تو چوپاؤنکا خصی کرنا حرام ہوگا ولیکن علما کے درمیان آپس مین اختلاف ہی پس ایک گروہ علما کے نزدیک اگر خصی کرنے سے جانور کی موٹائی وغیرہ مین زیادہ انتفاع حاصل ہو تو روا ہی اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بدھیا مینڈھونکی قربانی فرمائی ہی اور بعض علما نے اسکو مکروہ قرار دیا قرطبی رح نے فرمایا کہ اسپر اجماع ہی کہ بنی آدم کا خصی کرنا اور خود خصی ہونا حرام ہی اور ہرگز جائز نہین اور یہ مثلہ ہی اور ایسا ہی بدون حد وقصاص کے اور کسی عضو کا کاٹنا بھی حرام وممنوع ہی اور ابن ابی شیبہ وبیہقی نے ابن عمر سے مرفوعا اور ابن المنذر وبیہقی نے ابن عباس سے مرفوعا حدیث خصی بہائم کی ممانعت روایت کی ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور زمخشری نے کشاف مین لکھا کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک خصی غلام کا خریدنا اور اپنے پاس رکھنا اور خدمت لینا مکروہ ہی اور بہائم مین اگر کچھ ہو تو خصی کرنا روا ہی ورنہ حرام ہی اور صحیح مسلم مین ایتہ کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ مین نے بندون کو حنفا پیدا کیا پس شیطان نے آکر انکو انکے دین سے بہکایا اور جو مین نے انکے واسطے حلال کیا تھا وہ انپر حرام کرایا۔ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا۔ اور جو کوئی شیطان کو اپنا ولی بناوے اس سے دوستی کرے اور اسکی اطاعت کرے مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ سوائے اللہ عزوجل کے ف یعنے اتباع حکم الٰہی جو رسول وقرآن سے پہونچا چھوڑکر شیطان کی فرمانبرداری کرے جسطرح اُسکے جی مین آتا ہی۔ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا۔ تو ایسا شخص خسران ظاہر مین پڑا ف اسوجہ سے کہ انجام اسکا ایسی آگ کی طرف ہوگا جو ہمیشہ اسپر حاوی رہیگی۔ يَعِدُهُمْ۔ وعدہ دیتا ہی شیطان ان لوگون کو بڑی عمر ہونیکا۔ وَيُمَنِّيْهِمْ۔ اور انکو آرزو دلاتا ہی ف کہ دنیا مین مرادین حاصل کرو اور قبرون سے مردے اٹھنا اور اعمال نیک وبد پر ثواب وعذاب ہونا کچھ نہین ہی۔ چنانچہ اہل کفر قریب قریب سب ہی ایسا اعتقاد رکھتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کا مقولہ نقل فرمایا۔ ان ہی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیی وما نحن بمبعوثین۔ کچھ نہین مگر یہی ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے وزندہ ہوتے ہین اور قبرون سے ہم نہین اٹھنے والے ہین۔ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ۔ اور نہین وعدہ دیتا شیطان انکو۔ ان وعدون سے اِلَّا غُرُوْرًا۔ باطلا۔ مگر غرور یعنے باطل۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے مقولہ روز قیامت کی خبر دی وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الآیہ۔ حاصل آنکہ جب قیامت مین حق وباطل جدا کیا جائیگا تو شیطان کہیگا کہ اللہ عزوجل نے تمکو سچا وعدہ دیا اور مین نے تمکو وعدہ باطل دیا اور میرا تمپر کچھ زور نہ تھا مگر یہی کہ مین نے تمکو بہکایا تم مان گئے

Marfat.com

اب آج تم اپنے آپ کو ملامت کرو اور مجھے کچھ ملامت مت کرو۔ ھ۔ اس وقت ان کافرون ومشرکون کی آنکھیں کھلینگی کہ دشمن نے انکو کس گڑھے مین
گرایا ہے۔ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا۔ ایسے گمراہون کا ٹھکانا جہنم ہے اور جہنم سے کہین
چھٹکارا نہ پاوینگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نیکوکارون وشرک نہ کرنے والون کا نیک حال ومآل ذکر فرمایا۔ بقولہ۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَ
عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ
وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا۔ اور جو بندے ایمان لائے اور نیک کام کیے نزدیک ہے کہ ہم انکو ایسی جنات مین داخل کرینگے جنکے نیچے نہرین جاری
ہین انمین ہمیشہ رہینگے وعدہ دیا اللہ تعالیٰ نے حق ف جسمین کچھ شک نہین ہے۔ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا
قولا۔ اور قول مین اللہ تعالیٰ سے بڑھکر کوئی سچا نہین ہوسکتا ف قال ابن کثیر۔ اور آنحضرت صلعم خطبۂ جمعہ مین فرماتے تھے ان
اصدق الحدیث کلام اللہ۔ نہایت سچی بات اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ وخیر الهدی ہدی محمد۔ اور نہایت بہتر طریقہ محمد صلعم کا طریقہ ہے۔ وشر الامور محدثاتہا
اور نہایت بدتر امور وہ ہین جو دین مین نئے نکالے جاوین۔ وکل محدث بدعۃ۔ اور دین مین ہر نئی بات نکالی ہوئی بدعت ہے۔ وکل بدعۃ ضلالۃ
وکل ضلالۃ فی النار۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ مین ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ معنی احادیث صحاح وسنن مین صحیح ہوے ہین ف
بیضاوی رح نے قولہ الا شیطانا مریدا لعنہ اللہ وقال لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا۔ کی تفسیر مین لکھا۔ ای شیطانا مریدا جامعا بین لعنۃ
اللہ وہذا القول الدال علی فرط عداوتہ للناس۔ اور پہلے اللہ عزوجل نے کھلی دلیل فرمائی کہ شرک انتہا درجہ کی گمراہی ہے پھر دلیل دی باین طور
کہ جس چیز سے یہ لوگ شرک کرتے ہین وہ ایسی چیز ہے کہ منفعل ہوتی ہے یعنے خود دوسری چیز سے اثر قبول کرتی ہے اور کوئی اختیاری فعل نہین
کرسکتی ہے اور جسکی یہ حالت ہو انمین بھلا الوہیت کہانسے آئی کیونکہ الٰہ کو ضرور ہے کہ فاعل ہو اور کسی چیز سے منفعل نہو پس اس مین الوہیت
مین انتہا درجہ کی منافات ہے پھر استدلال فرمایا کہ یہ شیطان کی عبادت ہے اور تین وجہ سے سخت گمراہی ہے اول آنکہ شیطان خود مردود منہمک
ہر گمراہی ہے کسی بھلائی کو ہدایت سے اسکو لگاؤ نہین ہوتا ہے تو اسکی پیروی بہرحال گمراہی سخت ہوگی دوم آنکہ شیطان اپنی گمراہی کی وجہ سے ملعون ہے[له]
تو اسکی پیروی مین سوائے گمراہی ولعنت کے کچھ حاصل نہوگا۔ سوم آنکہ وہ دشمن ہے کہ کھلے خزانے[له] ان بدبختون کے ساتھ عداوت ظاہر کردی
کہ مین انکو کاٹ کر ہلاک کرونگا پھر جسکی یہ حالت ہے اسکی پیروی مین سوائے ہلاکت کے اور کیا نتیجہ نکلیگا۔ اور نیز بیضاوی رح نے قولہ
فلیغیرن خلق اللہ کی تفسیر مین لکھا کہ مخلوق الٰہی جس راہ وطریقہ کے واسطے ہے اس سے انداز وصورت یا صفت کے تغیر دینگے اور اس عموم لفظ
مین داخل ہے غلامونکو خصی کرنا اور عورتونکا گودنا یا گدوانا اور بالونمین جوڑ لگانا اور دانتونکو رگڑوانا اور انمین چھری کرنا اور لونڈون سے
لواطت کرنا اور دو عورتونکا باہم چپٹی لڑانا اور سورج وچاند پوجنا اور دیگر امور جنمین ایسا پایا جاوے اور دین الٰہی کو تغیر کرنا اور اپنے جوارح وقوی کو
ایسے کام مین استعمال کرنا جس سے نفس کو کوئی کمال نہین حاصل ہوتا اور نہ اللہ عزوجل کی طرف سے انکو کچھ ثواب کی امید ہوتی ہے لیکن فقہاء نے
چارپائے جانور کے خصی کرنے مین بسبب حاجت کے بجہت تجویز کی ہے قال فی الکمالین اور یہی جمہور کا قول ہے قال المترجم ہمارے
زمانہ مین فلسفہ یونانیان کو صرف اوس بازعقیدہ سے سیکھ لینے سے حاصل کرنا اور ایسے ہی منطق کی ان کتابونکا پڑھنا جنمین بحث مختلطات
خصوصًا الطبعی فلسفہ ہے اسی ممانعت مین داخل ہے جو علم جبروں یا دنیا مین وہ اسکا کوئی نفع نہین۔ ملکیہ مین تاہم توجیہات لاطائل بیان
کرتے ہین وحرج ہے کے نزدیک بعد تجربہ کے جو حق ظاہر ہوا ہی اور ایک جماعت متقدمین نے ملکی عزت پر لتو ٹی دیا ہے اور حیلہ گر کو چاہیئے
کہ حیلہ بنا نہین اللہ تعالیٰ سے خوف کرے واللہ المؤمن ولا والی الیہ ان مین سے کہ لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا جب شیطان نے

له بقوله لعنه الله ۱۲ م له بقوله لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا ۱۲ له اور جمہور مراد ہی وضلالت سے ... ہین وہ اسکا حکم ہی ... ۱۲

یہ خطاب کرامت مآب ان عبادی لیس لک علیہم سلطان - یعنے میرے بندون پر تجکو کوئی قابو نہین ہی سن لیا اور بندگان خاص ومخلصین کے اغواسے مایوس ہوا تو اسکے بعد اسنے نیک بندون کے دلون مین ایسے تنگ راستے ڈھونڈھے جہان سے نفس امارہ اور اسکی باطل خواہشون کی رسائی ہو تب اُسنے کہا کہ جب مین اہل ارادت کے جدا کرنیسے محروم و مایوس ہون تو لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا یعنے انکی بعید خواہشون کی راہ سے کچھ وسواس و لالا کر کچھ حصہ کاٹ پاؤنگا اور بہت دور سے اُنکو وسواس دلاؤنگا اسلیے کہ اگر مین انسے نزدیک ہوا تو ان کے نور ایمان سے جل جاؤنگا پھر شیطان مقہور نے اُنکے طاعات سے جو یہ حصہ چرایا تو اُسکو اُنھون نے ندامت سے پورا کر لیا اور ذکر و یاد الٰہی کے تیر سے جو صفا فکر کی کمان سے نکلا اُسکو چھید دیا پھر اُسکو ذلت وخواری مین قید دیکھ لیا چنانچہ اسکی تصدیق کتاب الٰہی مین موجود ہی ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذاہم مبصرون جن لوگون نے تقوی کیا جب انکو کوئی گرد پھرنے والا خیال از جانب شیطان چھو گیا تو انھون نے بیداری و یاد کی سو انھون نے دیکھ لیا - یعنے شیطان کو خوار و ذلیل آتش غم مین سوختہ دیکھ لیا - پھر اسکے بعد یہ خالص بندے قرب کے بلند درجون پر پہونچ جاتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان اس سے مایوس ہو گیا ہی کہ جزیرۂ عرب مین کوئی اسکی پرستش کرے ولیکن یہ بات باقی ہی کہ انکے درمیان جھگڑا اکھیڑ پھیلاوے اور دوسری روایت مین فرمایا کہ شیطان اس سے تو مایوس ہوا کہ تمہارے اس ملک مین کبھی اسکو کوئی پوجے ولیکن تم اپنے جن اعمال کو حقیر کر ڈالوگے انمین کچھ اسکی پیروی ہو جاویگی سو وہ اسی پر راضی ہوگا پس آنحضرت صلعم نے واللہ اعلم شاید اسی نصیب مفروض کی طرف اشارہ کیا تھا اور تمام ثنا و صفت الٰہی پاک پروردگار کو ہی جسنے شیطان کا کام فقط وسوسہ ہی تک رکھا اور اگر اسکو حصۂ مذکور لینے کی قدرت ہوتی تو وہ باقی پر بھی قادر ہوتا ولیکن اللہ عزوجل نے ان بندونکے درمیان قربات وطلعیات کے ساتھ امتحان لینے کی جگہین رکھ دین تاکہ انکے درجے بڑھا دے پس شیطان ملعون نے جان لیا کہ اسکو امتحان کے مقامات مین وسوسہ ڈالنے کی گنجایش ہی کیونکہ شیطان کی پیدایش ظہور قہر سے ہے سو جہان وہ قہر کے لشکر کو دیکھتا ہی انمین داخل ہو جاتا ہی تاکہ خرمن ذکر سے کوئی دانہ لے بھاگے اور یہ خالص بندونکے ساتھ اسکا حسد ہی اور اسکو دخل اسوجہ سے ہوتا ہی کہ وہ اپنی جولانگاہ کے لیے معدن ڈھونڈھتا ہی پس عارفون مین اسکی مثال یون ہی کہ وہ پتنگے کے مانند ہی اور عارف باللہ تعالیٰ مانند شمع منور کے ہی پس وہ شمع کے گرد وسوسہ لیکر پھرتا ہی آخر اسمین گر کر جل جاتا ہی تو نہین دیکھتا کہ حضرت آدم صفی اللہ تعالے کے گرد کیونکر پھرا اور آخر کو انکی ازلی برگزیدہ ہونے کی آگ سے جلکر لعنت دائمی کا مستحق ہو گیا اور آدم علیہ السّلام کے واسطے اسکا وسوسہ قرب مزید کا باعث ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وہدی - یعنے پھر بعد وسوسۂ شیطان کے اللہ تعالیٰ نے آدم کو برگزیدہ کیا پس اسکی توبہ قبول کی اور اسکو راہ دی اللہ عزوجل نے خلق کو آگاہ فرمایا کہ جو کوئی حضرت حق عزوجل کے کسی ولی وحبیب کو ستاتا ہی اسکا حال یہی ہوگا واسطی نے فرمایا کہ اگر شیطان سے کہا جاوے کہ سواے اس نصیب مفروض کے جسکی قدرت عطا ہوئی ہے تو کسی ایک کو بھی بہکا تو ایسی حالت مین اسکا عاجز ہونا ظاہر ہو جاے گا ابو سعید خراز نے فرمایا کہ مین نے ابلیس کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ تجھے کچھ قدرت اہل تصوف پر حاصل ہی اُسنے کہا کہ نہین پھر چلا پھر مڑکر کہا کہ میرا اُنکے پاس ایک لطیفہ ہی اور وہ یہ ہی کہ وے لوگ بعض مخلوق کی طرف جو حادث چیزین ہین کچھ نظر رکھتے ہین اور نیز اس ملعون کو یہ حصہ بھی ملتا ہی کہ یہ لوگ اپنے حال سے خوش ہوتے ہین اور اپنے مواعید سے لذت اُٹھاتے ہین اور انکے مکاشفات مین باطل خیالات ڈالتا ہی اور یہ حصہ تو ان لوگون کے بہت سے مقامات سے اسکو ملتا ہی ازانجملہ یہ کہ انکو وعدے دیتا ہے کہ بدون اتباع شریعت وطریقۂ سنت کے اور بغیر استعمال آداب طریقت اور مشائخ کی متابعت کے تم درجۂ کرامات کو پہونچ جاؤگے اور خاصکر مریدون کے حق مین ہی - ازانجملہ یہ ہی کہ انکو وعدے دیتا ہے کہ تمہاری عمر ابھی دراز ہی پھر بڑھ جاپے مین تم درجات کرامت کو پہونچ جاؤگے جسکا

Marfat.com

نتیجہ ہی کہ ابھی جو مجاہدے و معرفت کے طریقے ہین اُنسے بیٹھ رہو اور یہ سب اس ملعون کا دھوکا ہی اور ایسا غرور دے ہی ہول لیتا ہی جو راہ اسکی ہین نفس کی امانت کا طریقہ چھوڑتا ہی اور یہ بھی مریدون کے حق مین اسکا دھوکا ہی کہ تم درجۂ انتہائی مقامات کو پہونچ گئے اور یہ آخری درجہ ہو اب تم اس مجاہدہ و مشقت سے و ریاضت شاقہ سے آرام حاصل کرو۔ اور شیخ بنکر مجلس مین بیٹھو اور انھین کے مانند باتین بیان کرو تم کچھ ان سے کم نہین بلکہ مزید علم و فضل مین بڑھے ہوے ہو ایسا کرو کہ تمھارے گرد مریدون کا ہجوم ہو اس فریب سے مراد اس ملعون کی یہ کہ جاہ و ریاست کی محبت مین پھنسکر ہلاک ہو جاوے جیسے ہمارے زمانہ مین بعضے مردود موجود ہین اللہ تعالیٰ ایسون سے روے زمین پاک فرما دے۔ بعضون نے کہا کہ شیطان مردود انکو طول عمر کی آرزو دلاتا ہی حالانکہ کمال امید انکی موت ہی اور انکو تونگری کی آرزو دلاتا ہی حالانکہ راہ انکی نقیری ہی بہرحال یہ شیطان کا فریب ہی کہ انکو دنیا سے قریب کرتا ہی اور عاقبت سے دور ڈالتا ہی (عس) مترجم کہتا ہی کہ شیخ نے جو کچھ ذکر کیا وہ اہل اسلام کے بارہ مین شیطان کے مواقع وسواس ہین پھر کافرون کے حق مین تو شیطان مسلط ہی جو راہ بتلاتا ہی وہی اختیار کرتے ہین حتی کہ یہود و نصاریٰ نے زعم صحیح باندھا کہ اُنپر کچھ گناہ کا خوف ہی نہین ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو تنبیہ کر دی بقولہ تعالےٰ

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَآ أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

نہین موافق آرزو تمھاری کے اور نہ موافق آرزو اہل کتاب کے جو کوئی عمل کرے برا بدلا دیا جاویگا ساتھ اسکے اور نہ پاوے واسطے اپنے سواے

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ

اللہ کے دوست اور مدد دینے والا اور جو کوئی عمل کرے اچھا مرد سے ہو یا عورت اور وہ ایمان والا ہو پس یہ لوگ

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ ۱۲

داخل ہونگے بہشت مین اور نہ ظلم کیے جاوینگے کھجور کے تنکا سے برابر

روایت ہی کہ جب مسلمانون و اہل کتاب نے باہم فخر کیا چنانچہ اہل کتاب نے کہا کہ ہمارا نبی تمھارے نبی سے اور ہماری کتاب تمھاری کتاب سے پہلے ہی ہم بہ نسبت تمھارے اولیٰ ہین اور مسلمانون نے کہا کہ ہمارے نبی صلعم خاتم النبیین ہین اور ہماری کتاب سب اگلی کتابون پر حاکم ہے پس ہم اولیٰ ہین تب یہ آیت نازل ہوئی (رواہ ابن جریر عن مسروق وکذا روی عن ابن عباس و جماعۃ من التابعین) پس اللہ عز و جل نے قول فیصل بیان فرمایا لَيْسَ نہین ہی امر آخرت و ثواب عقبیٰ پابند بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَآ أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتٰبِ۔ تمھاری آرزوؤن کے ساتھ اور نہ پابند ہے اہل کتاب کی آرزوؤن کے ساتھ ف حاصل آنکہ دین کا مناط اسپر نہین کہ زبان سے کہو اور دل مین اپنی خواہش کی صورتین جیسی چاہو گڑھو بلکہ تحقیق وہ ہی جو قلب مین جم جاوے اور اعمال صالحہ کرنیسے اسکی تصدیق ہو فقط زبانی دعوے سے کچھ حاصل نہین ہوتا اور امانی اہل کتاب سے قولہم نحن ابناء اللہ واحباؤہ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے فرزند و محبوب ہین اور قولہم لن یدخل الجنۃ الا من کان ہودا او نصاریٰ اور مانند اسکے جھوٹے دعوے جو زبانی بنایا کرتے تھے لیس بامانیکم سے خطاب مسلمانون کو ہی کما روی عن مسروق وقتادۃ والضحاک اور مجاہدؒ نے فرمایا کہ قولہ لیس بامانیکم۔ سے خطاب مشرکین کو ہے جو کہتے تھے کہ جزا و ثواب و حشر و عذاب کچھ نہین ہی یا بت ہماری سفارش کرینگے کما فی المدارک اور خود اہل کتاب کہتے تھے کہ ہم گنتی کے چند روز البتہ عذاب کیے جاوینگے بیضاوی نے اسکی تائید کی لہذا حسن بصریؒ نے فرمایا کہ یہ آیت مخصوص کافرون کے حق مین ہی مَنْ يَّعْمَلْ سُوٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ جو برائی کرے گا سزا دیا جائیگا اسکے بدلے۔ یعنے جو کافر شرک و بدکاری کرے وہ ضرور سزا پاویگا اور اسپر تاکید فرمائی بقولہ۔ وَلَا يَجِدْ لَهٗ۔ اور نہ پاویگا اپنے واسطے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ کے سواے۔ وَلِيًّا۔ کوئی ولی جو اس کی

حفاظت کرے عذاب سے۔ وَّلَا نَصِيْرًا۔ اور نہ کوئی مددگار جو اُسکو عذاب الٰہی پہونچنے سے روک دے ف پس جبکہ یہ کافرون کے ساتھ
مخصوص ہوا تو مسلمانون کے حق مین مغفرت الٰہی باقی ہو پس اگر مسلمان گناہگار بدون توبہ کے مرگیا تو اللہ تعالیٰ چاہے بخشدے اور چاہے سزا
دے یہی وعید نہین ہو کہ خواہ مخواہ سزا پاویگا اور اگر توبہ کرین تو کافر و مسلمان ہر ایک کی توبہ قبول ہو جیساکہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے
صحیح روایت کیا ہو یہ تو بنا بر قول حسنؒ کے تفسیر مذکور ہوئی اور ابن عباسؓ و سعید بن جبیرؒ و ضحاک سے مروی ہو کہ انھون نے سوء کو شرک یا کفر سے
تفسیر کیا پس مطلب یہ ہو کہ جو کوئی کفر یا شرک کرے تو عاقبت مین ضرور اسکی سزا پاویگا کہ ہمیشہ جہنم مین رہیگا بشرطیکہ اسی پر مرا ہو اس سے توبہ نہ کی ہو لیکن
جمہور مفسرین کے نزدیک یہ آیت عام ہو مسلمانون و کافرون سب کے حق مین اور سوء بھی عام ہو ہر بداعمال کو شامل ہو اسی کو شیخ ابن جریرؒ نے
اختیار کیا اور ابن کثیرؒ نے پسند کیا پس تاویل اسکی جو مفسرؒ نے ذکر کی کہ جو برا کام کرے اسکے عوض سزا دیا جائیگا۔ خواہ آخرت مین اور خواہ بلاء
مصیبت ہو نیکر دنیا ہی مین جیساکہ حدیث مین آیا ہو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہو کہ جب یہ آیت اُتری تو مجھے نہین معلوم کہ اپنی کمر
مین مجھے شکستگی کبھی پہونچی جیسی اس آیت سے کہ مین جھک گیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ای ابوبکر تیرا کیا حال ہو مین نے عرض کیا کہ میرے
ماں باپ آپ پر فدا ہون یا رسول اللہ ہم مین کون ایسا ہو جسنے کوئی برائی نہین کی پھر ہمکو ہر برائی پر بدلا دیا جاویگا تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ ای
ابوبکر تو اور تیرے ساتھی مومنین سبکے سب دنیا مین اسکا بدلا دیدیے جاؤگے یہانتک کہ تم لوگ اپنے پاک پروردگار سے ایسے حال مین
ملوگے کہ تمپر کوئی گناہ نہوگا اور مشرک لوگونکا یہ حال ہوگا کہ اُنکی برائیان جمع کر دیجاویگی تاکہ آخرت مین سزا پاوین رواہ عبد بن حمید الترمذی
و ابن المنذر و ابن جریر اور ایسا ہی خوف و غم دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی پہونچا تھا اور بعض روایت مین ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے
اے ابوبکر بخشے کیا تو مریض نہین ہوتا کیا تجکو مصیبت نہین پہونچتی کیا تجکو غم نہین ہوتا تو ابوبکر نے کہا کہ کیون نہین یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا
کہ یہ جزا و بدلا یہی ہو گیا اور عبد اللہ بن الزبیرؓ کو جب حجاج خونریز نے پھانسی دی تو عبد اللہ بن عمرؓ نے اسی حدیث ابوبکرؓ سے ابن الزبیر کو یہ
مصیبت پہونچنے سے اُنکی مغفرت پر استدلال کیا تھا کما رواہ ابن مردویہ والبزار عنہ۔ اور اس حدیث کے واسطے صحیحین مین شاہد موجود ہو
چنانچہ ابوہریرہ و ابو سعید نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ کوئی سختی و کوئی مصیبت و کوئی غم اور کوئی دکھ حتیٰ کہ کوئی ہم کسی مومن کو نہین پہونچتا مگر اسکے
اللہ تعالیٰ اسکے عوض اسکے گناہ معاف فرماتا ہو رواہ البخاری و مسلم اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب قولہ من یعمل سوء یجز بہ الآیہ۔ نازل
ہوئی تو مسلمانون کو غم شدید لاحق ہوا تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ مل جلو اور ٹھیک کھو سو جو چیز مسلمان کو دردناک پہونچتی ہو حتیٰ کہ ٹھوکر و کانٹا جو
اُسکے لگ جاوے اسکے گناہونکا کفارہ ہو رواہ مسلم اور معالم مین ہو کہ روی الاعمش عن ابی الضحی عن مسروق مرسلا۔ کہا کہ جب قولہ لیس بامانیکم
ولا امانی اہل الکتاب الآیہ اُتری تو اہل کتاب نے مومنون سے کہا کہ اس صورت مین ہم اور تم دونون براہ عاقبت یکسان ہین تو
نازل ہوا وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى۔ اور جو بجالاوے کوئی چیز اعمال صالحہ مین سے
خواہ مرد ہو یا عورت ہو ف خواہ فرض ادا کرے یا نفل۔ وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ در حالیکہ وہ مومن ہو ف یعنے جو شخص ایمان لاکر حالت
ایمان مین کوئی نیک کام کرے۔ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ۔ تو ایسے ہی لوگ جنت مین داخل کیے جاوینگے ف
اور یہ بنا بر قرأۃ ابن کثیر و ابو عمرو کے ہو کہ یدخلون بروزن مضارع مجہول مبنی للمفعول پڑھا ہو اور باقیون کی قراءۃ مین یدخلون مبنی للفاعل
یعنے مضارع معروف ہو اور معنے یہ کہ ایسے ہی لوگ جنت مین داخل ہونگے پھر بنا بر تفسیر مذکور کے وارد ہوتا ہو کہ جو کوئی کسی عمل صالح کو بجالاوے وہ
جنتی ہو۔ پس اسکا جواب اگرچہ آسان ہو لیکن اولیٰ یہ ہو کہ من الصالحات مین بعض صالحات سے فرائض مراد لیے جاوین جیسا کہ ابن

Marfat.com

عباس رضی سے مروی ہے اور بعض نے کہا کہ من زائدہ ہے پس الصالحات بالف لام استغراق ہوگا حالانکہ کسیکو جملہ صالحات ادا کرنے کی طاقت
نہیں ہے۔ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۔ قدر نقرۃ النواۃ ۔ بقدر نقرہ چھوارے کی گٹھلی کے اور نقرہ وہ شگاف ہے جو گٹھلی میں ہوتا ہے اور فتیل
وہ ڈورا ہے جو اس نقیر کے بیچ میں ہوتا ہے اور قطمیر وہ جھلی ہے جو گٹھلی پر ہوتی ہے اور اہل عرب ان الفاظ کو کسی چیز کی نہایت حقارت و کالعدم
ہونے پر ضرب المثل لاتے ہیں پس معنی آنکہ انپر کچھ ذرہ بھی ظلم نہوگا پس جبکہ ثواب مطیع میں کمی نہوئی تو لائق تر ہے کہ عذاب عاصی میں زیادتی
نہو اسواسطے کہ بدلا دینے والا ارحم الراحمین ہے لہذا بعد ذکر ثواب کے اسی پر اقتصار فرمایا ف عرائس میں ہے کہ قولہ لیس بامانیکم ولا امانی
اہل الکتاب اشارہ ہے کہ حدوث سے درگاہ قدیم پاک ہے یہ بھی ظاہر کیا کہ مخلوق سب اسی واسطے پیدا ہوئی ہے کہ عبودیت و بندگی کرے اور اسواسطے
نہیں کہ ربوبیت کا دم بھرے سو جبتک کہ بندہ عالم عبودیت میں اپنی خودی سے خارج نہیں ہے تب تک جو کچھ نیک و بد کرے گا اسپر بدلا
ملیگا اور ایسا نہیں ہے جیسے خطرات گذرتے کہ جب حضرت او تعالیٰ سے رابطہ محبت محکم ہوا تو غیر کی طرف اشتغال کرنے سے انکو کچھ
سزا نہ ملے اور اغزشون پر کچھ گرفت نہو کیونکہ درگاہ باریتعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ کوئی اپنے کسی حق سے اس تک رسائی پیدا کرے بلکہ او تعالیٰ
کے حقوق ہمیشہ اپنے بندہ پر قائم ہیں اور یہی اس آیت میں اشارہ ہے پس او تعالیٰ اگرچہ قادر ہے کہ بندہ خالص کو بدون سزا کے منزلت
عطا کرے تاہم اُسکو اختیار ہے کہ تربیت کے طور پر سزا فرماتا ہے لیکن یہ بطور محرومی کے نہیں ہے اور جب بندہ عارف کے دل میں کوئی خطرہ
نفسانی سمایا تو یہ معرفت کے مرتبہ میں گناہ ہے اسپر سزا ملیگی یہی فرمایا من یعمل سوء یجز بہ ۔ پس برائی پہونچنا اسی بدخطرہ کا نتیجہ ہے اور بدخطرہ
اسکی تربیت کے واسطے ہے اور جو شخص کہ حضرت باری تعالیٰ کو نہیں پہچانتا ہے اُسکا وجود تو سر سے پاؤن تک بیجا ہے اور جس نے اُسکو اسطرح پہچانا
کہ در حقیقت وہ نہیں بلکہ غیر ہے یہی خود رائی سے نصرانیت و یہودیت ہے اور مسلم کا بیان آیندہ آیت میں ہے ۔

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَ
اور کون بہتر ہے دین میں اُس شخص سے کہ مطیع کرے منھ اپنا واسطے اللہ کے اور نیکی کرنے والا ہو اور پیروی کرے دین ابراہیم حنیف کی اور
١٢ اتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ۝
پکڑا اللہ نے ابراہیم کو دوست اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور ہے اللہ ساتھ ہر چیز کے گھیرنے والا

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا ۔ ای لا احد احسن دینا کوئی نہیں نہایت خوب از روے دین کے یعنے دین میں کوئی بھی بہتر نہیں ۔ مِمَّنْ
أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ ۔ ایسے بندے سے جسنے مطیع کیا اپنے چہرے کو اللہ تعالیٰ کے واسطے ف اسلام کے معنے انقیاد اور چہرہ سے
مراد بندہ کی ذات ہے پس مراد یہ کہ جسنے خالص اللہ تعالیٰ کیواسطے اپنی ذات کو مطیع کر دیا تو اس سے بہتر کوئی بندہ نہیں ہے حالانکہ اسمیں ایک صفت یہ ہے کہ
وَهُوَ مُحْسِنٌ ۔ وہ محسن ہے ۔ ابن عباس رضی نے فرمایا یعنے موحد ہے حق عزوجل کو تمام صفات کمالیہ کے ساتھ واحد جانتا ہے کسی طرح
شرک نہیں رکھتا نہ ظاہر نہ باطن میں نہ اعتقاد نہ عمل میں ۔ اور بعض نے کہا کہ اسلم کے معنے تفویض ای سپرد کر دیا اپنے آپکو اور حدیث صحیح میں مذکور
ہے کہ احسان کیا ہے تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گویا تو دیکھتا ہے پھر اگر تو اُسکو نہ دیکھتا ہو تو وہ تجکو دیکھتا ہے
پھر اسلم پر عطف کیا قولہ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ ۔ اور پیروی کی ملت ابراہیم کی ف جو ملت اسلام سے موافق ہے پس اسلام ہی ہے کہ
ملت ابراہیم سے موافق ہو یہان دو وہم پیدا ہوتے تھے اول آنکہ پہلے اسکا اسلام لانا و موحد ہونا فرمایا پھر کیا معنے ہیں کہ وہ ملت ابراہیم کی اتباع
کرے دوم آنکہ شرع محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام خود مستقل ہے اسمیں اتباع ملت ابراہیم کا حکم کیونکر ہے حاصل جواب آنکہ ملت ابراہیم

Marfat.com

اصل میں یہی اسلام و توحید ہی بلکہ تفصیلی شرع حضرت محمد صلعم بہ نسبت ملت ابراہیم علیہ السلام کے اکمل ہی اور ملت ابراہیمؑ کے بیان سے یہ
فائدہ ہی کہ قریش و یہود و نصاریٰ کارد ہوگیا کیونکہ اہل کتاب و اہل شرک اسکے سچے ہونے کے قائل تھے لیکن عناد و جہالت سے ہر ایک فرقہ
مدعی تھا کہ ہم ہی ملت ابراہیم پر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ وہ یہی شرع اسلام ہی اور شرک و یہودیت و نصرانیت نہیں ہی۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کا
حال بیان فرمایا۔ **حَنِيفًا** ای مائلا عن الادیان کلها الی الدین القیم۔ یعنے ابراہیمؑ کی یہ شان تھی کہ وہ اپنے رب عزوجل کی توحید و اسلام میں
منھ موڑ لینے والا تھا تمام دینوں سے دین قیم و صراط مستقیم کی طرف شاید ملت سے حال ہو یعنے وہ ملت ایسی ہی کہ صراط مستقیم ہی اور ہو سکتا ہی
کہ پیروی کرنے والے سے حال ہو یعنے جو شخص اسلام لایا اور ملت ابراہیم کی پیروی کی درحالیکہ وہ تمام دینوں سے حق و راہ راست کی طرف
مائل ہونیوالا ہی اس سے بہتر دیندار کوئی نہیں ہی۔ پھر ایک کلام ترغیب آمیز فرمایا **وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا**۔ اور ابراہیم وہ ہی
کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو خلیل بنایا **ف** یعنے برگزیدہ بنایا جو خالص اللہ تعالیٰ ہی سے محبت رکھتا تھا یہ معلوم و مشہور رہی کہ انھوں نے
اپنے بیٹے کو ذبح کرنیکا بحکم الٰہی قصد مصمم کر دیا تھا یہ خالص محبت کا ادنیٰ نشان ہی جو عوام کی نظر میں ظاہر کر دیا قال فی المعالم زجاجؒ نے کہا
کہ خلیل وہ ہی جسکی محبت میں کوئی خلل و رخنہ نہو۔ اور خلت بمعنی دوستی صافی چونکہ اللہ نے ابراہیمؑ کو محبوب برگزیدہ بنایا تھا وہ خلیل کہلائے
اور بعض نے کہا کہ یہ لفظ مشتق از خلت بمعنے حاجت ہی پس خلیل محتاج فقیر ہوا پس ابراہیم خلیل اسلیے ہوے کہ انھوں نے اپنا فقر و محتاج
ہونا فقط اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رکھا پھر معالم میں کہا کہ قول اول اصح ہی یعنے خلت بمعنے دوستی صافی سے مشتق ہی اسواسطے کہ کلام الٰہی میں
اتخاذ خلت از جانبین ہی اور خلت بمعنی فقیری ہر دو جانب سے ممکن نہیں ہی **قال** ابن کثیر یہ کلام حضرت ابراہیم کی پیروی کی ترغیب ہی کہ وہ
نہایت درجۂ تقرب کو پہونچ گئے تھے اور پیشوا ہی ہی کہ اُسکے ذریعہ سے مقام مقصود تک پہونچ جاوے **قال** المترجم پس فرقۂ شیعہ و رافضہ محض جھوٹے
ہیں کہ ائمۂ اہل بیت علیہم السلام کی پیروی منافقون کی طرح مُنھ سے ظاہر کرتے ہیں اور خود ایسے ہیں کہ آجتک کوئی بھی برائے نام کسی درجہ کو بھی نہ پہونچا
فافہم۔ **قال** یہ درجۂ خلت مقامات محبت میں سے بہت رفیع ہی اور حضرت معاذ انصاریؓ نے یمن کے عامل ہو کے تو صبح کی نماز میں پہونچ قولہ واتخذ اللہ
ابراہیم خلیلا بھی پڑھا پھر مقتدیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ ابراہیم کی ماں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں رواہ البخاری اور ابن جریر وغیرہ نے بعض
سے یہ قصہ نقل کیا کہ ابراہیم کے دیس میں قحط پڑا تو موصل یا مصر میں ایک دوست کے پاس غلہ لینے گئے وہاں سے نامراد پھرے جب قریب پہونچے تو حضرت
سارہ کی دلشکنی و مایوسی کے خیال سے ریگستان سے ریت بھر لی اور گھر میں داخل ہوے اور آنکھ لگ گئی پس سارہؓ نے اُٹھکر بوروں میں سے نہایت
سپید گیہوں کے آٹے سے روٹی پکائی جب جاگے تو پوچھا کہ یہ کہاں سے آئی انھوں نے کہا کہ وہی جو اپنے خلیل مصری یا خلیل موصلی سے لائے
ہو تو ابراہیمؑ سمجھ گئے اور فرمایا کہ یہ میرے اللہ عزوجل خلیل کی طرف سے ہی سو اللہ تعالیٰ نے اسکو خلیل فرمایا۔ اِس قصہ کو بیضاوی و معالم وغیرہ
میں مطول و مختصر ذکر کیا ولیکن ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ قصہ اسرائیلیوں سے لیا گیا اسکی صحت و وقوع میں کلام ہی انتہا یہ ہی کہ نہ جھوٹا کہو نہ سچا کہو۔ اور
عبید بن عمیر سے روایت ہی کہ ابراہیم علیہ السلام لوگوں کی مہمانی کرتے تھے ایک روز بہت ڈھونڈا کوئی نہ ملا جب واپس ہوے تو گھر میں ایک
شخص کو کھڑا دیکھکر کہا کہ بندۂ خدا تم بلا اجازت کیوں میرے گھر میں گھسے اسنے کہا کہ میں اسکے مالک کے حکم سے گھُسا ہوں پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا
کہ میں ملک الموت فرشتہ ہوں ایک بندے کی طرف بھیجا گیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو خلیل بنایا ہی اسکو یہ خوشخبری دوں کہا کہ تو مجھے بھی
بتادے میں تادم مرگ اسکا ساتھ نچھوڑونگا۔ اسنے کہا کہ وہ بندہ تم ہو۔ پوچھا کہ میں کیونکر ہوں۔ کہا کہ تم لوگوں کو دیتے ہو مانگتے نہیں ہو۔ اسحٰق بن
یسار سے روایت ہی کہ جب ابراہیم کو خلیل بنایا۔ تو انکے دل میں محبت آمیز دہشت ڈالدی کہ دور سے اُنکے دل دھڑکنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

Marfat.com

رواہما ابن ابی حاتم ۔ پھر خلیل بروزن فعیل بمعنے فاعل ہی یعنے پروردگار عزوجل کے ساتھ نہایت محبت رکھنے والا اور قول ابن الحسن ؒ بنا ہے یہ اشارہ ظاہر ہی جیسا کہ بیضاوی ؒ نے کہا کہ اس استفہام مین تنبیہ ہی کہ قوت بشری جہانتک پہونچ سکتی ہے یہ اسکی انتہا ہی پس ابراہیم ؑ کو انتہار درجہ کی محبت جناب باری تعالیٰ سے تھی یا فعیل بمعنے مفعول ہی ای نہایت محبوب بسبب آنکہ طاعت الٰہی عزوجل مین پورے طور سے قیام کیا اور اسکی مرضیات مین قائم ہوے یہانتک کہ محبوب ہو گئے ۔ اور ظاہر یہ ہی کہ بہ نسبت درجۂ ادنی اور اوسط کے انکی محبت کا مرتبہ درجۂ اعلیٰ مین پہونچا تھا اگرچہ اس درجہ مین بہ نسبت انکے کمی و بیشی ممکن ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ یہ درجہ واحدہ ہو جسمین دیگر بعض انبیا علیہم السلام بلکہ اکابر مومنین شریک ہو جاوین لیکن اس ایک امر مین شرکت سے مساوات کلی لازم نہین آتی ہے ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے آخر خطبہ مین جو آپ نے پڑھا یون فرمایا اما بعد ایہا الناس لو کنت متخذا من اہل الارض خلیلا لاتخذت ابا بکر بن ابی قحافہ خلیلا ولکن صاحبکم خلیل اللہ رواہ البخاری و مسلم ۔ یعنی اگر مین اہل زمین سے کسیکو خلیل بناتا تو ابو بکر بن ابی قحافہ کو خلیل بناتا ولیکن ابو بکر خلیل اللہ ہی اور یہ روایت کئی طرق سے آئی ہی اور یہ فضیلت حضرت ابو بکر کو مخصوص تھی کہ صحابہ ؓ مین سے کوئی انکے ساتھ اسمین شریک تھا بعض نے کہا یعنے اپنی ذات شریف کو فرمایا کہ مین خلیل اللہ ہون واللہ تعالیٰ اعلم اور اسکی تائید اس روایت سے ہی جو جندب بن عبداللہ البجلی اور عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عبداللہ بن مسعود نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو خلیل کر لیا جیسے ابراہیم ؑ کو خلیل بنایا تھا وقد رواہ الحاکم وصححہ اور ابن عباس ؓ سے روایت ہی کہ صحابہ ؓ مین سے کچھ لوگ بیٹھے آنحضرت صلعم کا انتظار کرتے تھے جب آپ نکلکر قریب آئے تو انکو باتین کرتے سنا تو ایک کہتا تھا کہ کیا خوب ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق مین سے ابراہیم ؑ کو خلیل بنایا ۔ دوسرے نے کہا کہ اس سے زیادہ عجیب نہین کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ؑ سے کلام فرمایا ۔ تیسرے نے کہا کہ عیسیٰ ؑ کو دیکھو کہ وہ روح اللہ و کلمۃ اللہ تھے ۔ چوتھے نے کہا کہ آدم صفی اللہ تھے ۔ پس آپ نے ظاہر ہو کر انپر سلام کیا اور فرمایا کہ مین نے تمہارا کلام سنا اور تمنے تعجب کیا کہ ابراہیم خلیل اللہ تھے وہ ایسے ہی تھے اور موسیٰ ؑ کلیم اللہ اور عیسیٰ ؑ روح اللہ اور آدم صفی اللہ تھے وہ ایسے ہی تھے اور اب جانو اور آگاہ رہو کہ مین حبیب اللہ ہون اور کچھ فخر سے نہین کہتا اور مین ہی پہلا شفاعت کرنیوالا ہونگا اور پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی اور مین فخر نہین کرتا اور مین ہی پہلا وہ شخص ہون کہ جو جنت کی کنڈی ہلاویگا اور دروازہ کھولا جائیگا اور میرے ساتھ وہ مومنین ہونگے جو فقیر ہین اور کچھ فخر نہین ۔ اور مین ہی قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولین و آخرین سے زیادہ بزرگ مرتبہ ہونگا اور کچھ فخر نہین رواہ ابن مردویہ ولبعضہا شواہد فی الصحاح اور ابن عباس ؓ سے روایت ہی کہ کیا تم تعجب کرتے ہو کہ ابراہیم ؑ کے واسطے خلت ہو اور موسیٰ ؑ کے واسطے کلام ہو اور محمد صلعم کیواسطے دیدار باری تعالیٰ ہو رواہ الحاکم وصححہ علی شرط البخاری و معنے یہ کہ معراج مین آنحضرت صلعم نے دیدار حق عزوجل پایا تھا اور ایسا ہی انس بن مالک اور بہتیرے صحابہ و تابعین و ائمہ سلف و خلف سے مروی ہی کذا ذکرہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۔ ملکا وخلقا وعبیدا لہ یعنے ملک ہونے اور مخلوق ہونے اور بندہ ہونے سب طرح سے جو کچھ جاندار و بیجان عقل والے و بے عقل والے آسمان و زمین مین ہین یعنے تمام عالم مین ہین سب اللہ تعالیٰ کے ہین وہی اُنکا مالک و خالق و معبود ہی جو چاہے کرے کوئی اُس سے پوچھنے والا نہین اور کسیکا کچھ اجارہ نہین ہی جو حکم کرے سب عدل و حکمت و لطف و رحمت ہی اور اس کلام سے تاکید ہو گئی کہ طاعت الٰہی تعالیٰ واجب ہی اور ابراہیم بندۂ خاص تھا وہ خلیل ہو جانیسے کچھ بندگی سے باہر نہوا اور بندے اس خلت کو اپنی عادت پر قیاس کرین اور ابراہیم ؑ کو خلیل کرنا ابراہیم کے اوپر محض فضل تھا ۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہی ف علما و قدرۃ

Marfat.com

ای لم یزل متصفا بذلک۔ چونکہ محیط ہونا اور گھیرنا ایسی چیز سے ہوتا ہی جو جسم رکھتی ہو کیونکہ حقیقت مین احاطہ یہی ہی اور یہان اللہ عزوجل کی شان مین
محیط آیا تو مراد اس سے معنے مجازی ہین یعنے او تعالیٰ اپنے علم و قدرت سے محیط ہی یعنے اُسکا علم اور اسکی قدرت ہر چیز کو شامل ہے کذا فی الکمالین
اور چاہو یون کہو کہ زبان عرب مین احاطہ حقیقی جسم سے ہی پس مراد یہان مجازاً لفظ احاطہ سے معنے لازمی ہین یعنے قدرت و قابو چنانچہ بولتے ہین
کہ فلان شخص تو اسپر محیط ہو رہا ہی یعنے اسپر قابو رکھتا ہی اور نیز احاطہ سے جسکو احاطہ کیا اُسکے حال سے آگاہی پوری بھی مفہوم ہی پس حاصل آنکہ پوری
جزا دیگا۔ پھر لفظ کان صیغہ ماضی ہی اور کبھی بمعنے دوام و استمرار مستعمل ہوتا ہی اور وہی یہان مراد ہی یعنے برابر اس صفت سے موصوف ہی ف
عرائس البیان مین ہی کہ قولہ من احسن دینا ممن اسلم الآیہ۔ اسمین اشارہ یہ ہی کہ یہ ایسے بندیکا وصف حال ہی جو اپنے سر قلبی سے جلال ذات کے واسطے
سر جھکائے جس سے جمال وجہ قدیم کے انوار چمکتے ہین اور ہوا ہویت مین بازِ شوق و محبت سے پرواز کرے پس یہی راہ اسکا دین ہی۔ اس سے بڑھکر
کون دین ہوگا کہ او تعالیٰ اپنے جلال و عظمت سے اسکو ہدایت فرماوے اور اسی سے اسکی طرف راہ پاوے پس جبتک یہ راہ ازل ہے اسکی ربانی
تعینی ہی اور جبتک یقین کامل کے ساتھ اُسکی عزت و جلال کی مدد شامل حال ہی تو وہی خوب ہادی ہی ؎ شب رحلت ہم از بستر روم تا قصر
حور العین + اگر در وقت جان دادن تو باشی شمع بالینم + جب اُسنے اپنے چہرہ کو اسکی درگاہ مین جھکایا اور جمال قدیم کی طرف راہ لی تو اس جمال پاک
سے طالب صادق کا چہرہ منور و خود فنا ہوتا ہی قولہ و ہو محسن یعنے جسکو چاہتا اور طلب کرتا ہی اُسکو جانتا پہچانتا ہی اور مقصد یہ کہ خود فنا ہو اور
وہی باقی ظاہر ہو جس سے اُسکی بقا رحقیقی ہو جاوے پس فنا فی اللہ تعالیٰ ہونا اسپر آسان ہی شیخ ابراہیم بن ادہم نے فرمایا کہ جو شخص کہ پہچان گیا
جسکو طلب کرتا ہی تو اس طلب مین جو کچھ جان و مال قربان کرتا ہی ایسی صد ہزار جانین اُسکی نظر مین خوار ہوتی ہین پس فنا ہونیمین اسکی حالت
یہ ہو جاتی ہی کہ جو محبوب کی مراد ہی وہی اسکی مراد ہو جاتی ہی اور جسمین اسکی رضا ہی وہی اسکا ایمان ہی چاہے مارے یا جلاوے اسکے نزدیک دونون
عین خوشی ہین تو نہین دیکھتا کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرمائی بقولہ ومازاغ البصر وما طغیٰ جس دم محبوب کو پایا دونون جہان سے
منھ موڑ کر کسی طرف سر نہ اُٹھایا۔ اور دیکھو کہ اپنے خلیل علیہ السلام کی تعریف کی جسنے ظہور انوار قدیم کے وقت تمام جہان سے اپنی نگاہ پھیر لی کما قال
انی بریٔ مما تشرکون۔ انی وجہت وجہی للذی فطر السمٰوات والارض۔ اسمین ظاہر کر دیا کہ مرتبہ احسان پورا نہوگا جب تک ملت ابراہیم
حنیف علیہ السلام کی پیروی نہو اور اسکی ملت یہ تھی کہ اپنی طبیعت کا بت جسکی پیروی مین بندہ گرفتار ہی ابتدائی محبت مین حقیقت کے تیر
سے توڑ ڈالے پھر جب عرفان کے دروازے تک رسائی ہو تو ملکوت کی اچھی صورتین بھی اپنی خاطر سے بالکل ہٹ دے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے
بذار بی کے بعد۔ بقولہ انی بریٔ مما تشرکون الآیہ سے اس شرک کو ناپید کر دیا پس پہلا مرتبہ تو یقین کا ہی ؎ وہ یقین حاصل تھا ابراہیم کو +
ہر بشر کی دنگ جس سے عقل ہو + جبتک مرتبہ یقین نہو تب تک ایمان ہی نہین ہی پھر ولی ہونیکا خیال محض خام ہی ؎ ہی ولایت اور صلاحیت
تو دور + پہلے تو مومن تو ہو لے بے شعور + اور دوسرا مرتبہ یہی مرتبہ عرفان ہی اسی کو اسلم وجہہ للہ کہا یعنے اپنے نفس کو محل امتحان مین حضرت
حق عزوجل کے سپرد و تسلیم کرنا کہ ماسوائے حق کے سب سے دل پاک و سلامت ہو چنانچہ فرمایا یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم۔
اور مزید بریں ابراہیمؑ کے حق مین فرمایا۔ اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین۔ پھر ابراہیمؑ کے اس اقرار کی تصدیق فرمائی و امتحان کیا کہ فرزند نور
و جگر دلبند یعنے اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کرنیکا حکم دیا حتی ستر مرتبہ اسکی گردن پر چھری پھیری۔ اور نیز ابراہیمؑ کو خود اپنی جان سے امتحان فرمایا
کہ ان کو آگ مین ڈلوایا اور نمرود خبیث کو ملعون و مردود کیا مگر ابراہیمؑ سے امتحان لیا اور فرشتون اور آدمیون پر اسکی صدق و محبت کو ظاہر
کر دیا چنانچہ جبرئیل علیہ السلام اُسوقت آئے کہ اے ابراہیم آپ کو مجھسے جس قسم کی مدد منظور ہو فرمایئے کہ مجھے حضرت رب العزۃ جل جلالہ نے اجازت

فرمائی ہو کہ اگر ابراہیم تجھسے کچھ مدد چاہے تو اُسکو مدد دے سو اگر آپ کہین تو مین نمرود مردود کو مع لشکر ایک چٹکی سے مل ڈالون یا اس تختۂ زمین کو تہ و بالا کر دون تو ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ اگر یہ مراد ہو کہ مجھے تیری طرف کچھ حاجت ہو تو مجھے تیری طرف کچھ حاجت نہین ہو میرا پروردگار جل جلالہ خود میرے حال کا دانا تر ہی- اِس آیت مین اللہ عزوجل نے ظاہر فرمایا کہ وہ بندگی بجالانے کی صفت مین اور ربوبیت پہچاننے کی شان مین اِس مرتبہ کا بندہ تھا اور ازل مین اسکو بدون کسی علت و سبب کے اپنے فضل و رحمت سے خلیل کر دیا تھا کچھ کسی عوض سے نہ تھا کیونکہ خلیل بنانا حضرت او تعالیٰ عزوجل کا فعل ازلی ہو کچھ حادث نہین تو طاعت ابراہیمؑ کا وجود بھی نہ تھا پس یہ بلا سبب و علت کے قدیم ہو پھر خلیل علیہ السلام نے اپنے رب جلیل کو جلالت و عظمت کی آنکھ سے دیکھا تو خلیل جابل ہو گئے اور یہ حبیب کی صفت بھی ہو جو خلیل سے افضل ہوتا ہو اسواسطے کہ محبوبیت عطر خلت اور اسکا لب لباب ہو پھر اشارہ سے تصریح کر دی کہ جو بندہ کہ احسان کی بندگی ادا کرے اور حبیب و خلیل کا تابع ہو وہ بھی محبوب ہو جائیگا مترجم نے مصرح کر دیا ہو کہ انتہا درجہ صدیقین کا ابتدائے درجہ انبیا علیہم السلام ہو اور معنے یہ ہین کہ امتیون مین مرتبہ صدق و ابعد مین جو سقائے خلت و محبوبیت ہو وہ اسکو حاصل ہوگا جیسے سب کے سب جنتی ہین مگر یہ لازم نہین کہ سبکا درجہ بھی برابر ہو فافہم اور بعض مشائخ نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ کون شخص ایسے بندے سے دین مین اور حال مین بہتر ہو جو اپنی تنگی و آسانی ہر حال مین تقدیر پر راضی رہا اور اپنے قلب کو اپنے پروردگار کے سپرد کیا اور خالص اسی کے واسطے فرمانبرداری کی حالانکہ وہ محسن ہو یعنے سنت محمد مصطفیٰ صلعم کا تابع ہو **شیخ ابن عطاءؒ** نے فرمایا کہ او تعالیٰ نے اسکو خلیل بنالیا اور اسکے سر باطنی مین کسی غیر کی جگہ نچھوڑی دریہی خلت حقیقی ہو **شیخ حسینؒ** نے فرمایا کہ حق عزوجل نے ابراہیم کو خلیل بنالیا یہ اسکا احسان ہو اسمین انکی جوہر ذاتی کو دخل نہین تھا بلکہ حمد ہو اسکو جسنے بدون استحقاق موجبہ کے انکو خلیل بنایا۔ ختم- جو ابراہیم کی صفت بیان کی کہ وہ خلیل بنایا گیا تو یہ کرم کی صفت ہو کہ خلیل کی تعریف فرمائی **قال المترجم** کلام لطیف جید جداً پھر واضح ہو کہ حدیث مین ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندون مین سے مردانہ دلیر پسند ہین۔ ھ۔ یہ وہی ہین کہ مردانگی کے ساتھ انھون نے اسلام کے لیے گردن جھکا لی اور خلت و محبت کی منزل پائی اور جی سے مرد ہوتا ہے اور جس نے خوف کیا وہ زنانہ ہو اور اسکے احکام جداگانہ ہین جیسے

عورتونکے احکام از انجملہ یتیمہ عورتون کا حکم بیان فرمایا۔

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ ۖ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِي يَتٰمَى

اور فتوی پوچھتے ہین تجھسے بیچ عورتون کے کہہ اللہ فتوی دیتا ہو تمکو بیچ اُنکے اور جو چیز کہ پڑھی جاتی ہے اوپر تمہارے بیچ کتاب کے بیچ حق یتیم کے

النِّسَآءِ الّٰتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ

عورتون کے جنکو نہین دیتے تم اُنکو جو کچھ لکھا گیا ہے واسطے اُنکے اور رغبت کرتے ہو یہ کہ نکاح کرو اُنکو اور بیچ ناتوانون کے

الْوِلْدَانِ ۙ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتٰمَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ○

لڑکون سے اور یہ کہ قائم رہو واسطے یتیمون کے ساتھ انصاف کے اور جو کچھ کروگے تم بھلائی سے پس تحقیق اللہ ہے ساتھ اُسکے جاننے والا

واضح ہو کہ مردان صحابہ رضی اللہ عنہم نے عورتون کی میراث وغیرہ کے احکام جب رسم جاہلیت کی نسبت شریعت حقہ مین زیادہ متغیر دیکھے تو کمال احتیاط سے اُسکو پوچھا پھر شرع نساء وغیرہ سے اکثر احکام اِس حکمت کے ساتھ کہ ایکبار گی انپر شاق نہو جاوین نازل ہوتے گئے پھر انھون نے باقی احکام کے واسطے فتوی طلب کیا مجاہدؒ نے کہا کہ زمانہ جاہلیت والے عورتون و لڑکون کو کچھ میراث نہین دیتے تھے اور کہتے تھے کہ نہ لڑین اور نہ غنیمت حاصل کرین نہ قوم سے مضرت دفع کرین اُنکو کچھ استحقاق نہین ہو جب اسلام حق آیا اللہ تعالیٰ نے انکا

حق واجبی انکو دلا یا پس آیت میراث سے انکو حصہ ملا پھر کبھی یتیمہ لڑکی ہوتی تھی جسکے بارہ مین حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہو کہ کسی مرد کی پرورش مین
ایسی یتیم لڑکی ہوتی جسکا یہی مرد مذکور وارث بھی ہوتا اور وہی اسکا ولی ہوتا یعنے نکاح اسکی ولایت سے ہوتا اور یہ لڑکی مذکورہ اسکے ساتھ
مال مین شریک ہوتی مثلاً باغ خرما وغیرہ مین بطور میراث کے شرکت رکھتی اور یہ لڑکی اس ولی کی ذات رحم محرم نہین ہوتی مگر شخص اس لڑکی سے
بسبب اسکی بدصورتی وغیرہ کے نکاح کرنا پسند نہ کرتا اور نیز یہ بھی نہ چاہتا کہ دوسرے مرد سے اسکا نکاح کرے کہ اسکا شوہر بقدر اسکے حصہ کے
ولی مذکور کے ساتھ شرکت والا ہو جاوے پس یہ کرتا کہ لڑکی مذکورہ کو عضل کر دیتا کہ کسی سے نکاح نہ کرنے دیتا یہانتک کہ وہ مرجاتی پس اسکی
میراث لے لیتا تب یہ آیت نازل ہوئی او عضل کرنے سے ممانعت آئی اور جب کبھی ایسی یتیمہ خوبصورت المال ہوتی تو اس سے نکاح کر لیتے
والحدیث عند البخاری و مسلم اور ابن ابی حاتم نے عائشہ رضہ سے روایت کی کہ پھر اس آیت کے بعد لوگون نے رسول اللہ صلعم سے فتویٰ طلب کیا کہ
عورتون کے معاملہ مین کیا حکم ہو تب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ویستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فیہن الآیہ۔ اور عائشہ رضہ نے فرمایا کہ قولہ تعالےٰ
وما یتلی علیکم فی الکتاب۔ سے پہلی آیت مراد ہے یعنی قولہ وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم الآیہ۔ باقی کلام تفسیر کے ذیل مین
مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ **وَيَسْتَفْتُونَكَ**۔ یطلبون منک الفتوی تجھسے فتویٰ طلب کرتے ہین۔ اور افتا بروزن افعال بمعنے
ظاہر کر دینا مبہم کو کما فی **البیضاوی** اور فتویٰ اسم ہو پس استفتا کے معنے فتوے کی درخواست کرنا چنانچہ مفسر رح نے کہا اور حاصل آنکہ تجھسے
اے محمد صلعم تیرے اوپر ایمان لانے والے درخواست کرتے ہین کہ فتویٰ دیجیے۔ **فِي**۔ شان۔ **النِّسَاءِ**۔ و میراثہن عورتون کے بارہ مین
اور انکی میراث کے احکام مین۔ پس فی النساء بمعنے فی شان النساء بتقدیر مضاف ہو اسواسطے کہ عورتونکی ذات وانکے انواع سے سوال
نہ تھا بلکہ انکے حال سے سوال تھا اور **بیضاوی** رح نے فی میراث النساء مقدر کیا بدلیل آنکہ اسکا سبب نزول یہ ہوا تھا کہ عیینہ بن حصن نے
آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ مجھے خبر ملی کہ آپ دختر کو نصف اور بہن کو نصف میراث دلاتے ہین اور ہمارا تو یہی دستور تھا کہ ہم اسی شخص کو وارث کرتے تھے
جو لڑائی لڑے اور غنیمت سمیٹے تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی حکم فرمایا ہو اور **مفسر جلال** رح نے فی شان النساء و میراثہن بتقدیر کرنے
مین اشارہ کیا کہ سوال جیسا میراث سے تھا ویسا ہی بعض احوال سے بھی تھا کیونکہ جواب مین میراث کے ساتھ یتیمہ لڑکیون کے نکاح کا حال بھی
مذکور ہو اور جواب موافق سوال ہوتا ہو۔ **قُلْ**۔ لہم کہدے یعنے فتویٰ طلب کرنیوالون سے۔ پس خطاب انکو بسبب انکے سوال کے ہو ورنہ
حکم انکے ساتھ مخصوص نہین ہو اسلیے کہ فتویٰ یہی ہو کہ واقعہ مین جو حکم حق ہو وہ ظاہر کر دیا جاوے چنانچہ عالم سے جو فتویٰ لیتے ہین اسکے یہی
معنے کہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلعم و اجماع امت وغیرہ جس دلیل شرعی سے جو حکم اس بارہ مین ہو وہ ظاہر کر دو۔ **اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ**
فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ۔ اللہ تعالیٰ تمکو فتویٰ دیتا ہو عورتون کے حق مین اور وہ جو تلاوت کیا گیا تمپر کتاب مین
ف کتاب سے مراد قرآن مجید ہو اور حاصل آنکہ جو تلاوت کیا گیا تمپر قرآن مین آیۃ میراث قولہ یوصیکم اللہ فی اولادکم الآیۃ و قولہ ان خفتم
ان لا تقسطوا فی الیتامی الآیۃ۔ بھی تمکو فتویٰ دیتا ہو پس یفتیکم فیہن کا فاعل اللہ تعالیٰ اور ما فی الکتاب۔ دونون ہوے اگر کہا جاوے کہ
اللہ تعالیٰ کا فتویٰ دینا وہی ہو جو قرآن مجید مین مذکور ہو اور نیز فعل کی نسبت بجانب دو فاعل کیونکر ہو تو جواب یہ کہ فعل کو دو مختلف اعتبار سے
دو فاعل کی طرف نسبت کرنا روا ہو اور **بیضاوی** رح نے ذکر کیا کہ جائز ہو کہ وما یتلی علیکم۔ مبتدا۔ اور۔ موجود فی الکتاب خبر ہو اور مراد کتاب
سے لوح محفوظ ہو اور حاصل آنکہ یہ جو تمپر تلاوت کیا جاتا ہو یہ لوح محفوظ مین موجود ہو اور بلاغت اسمین یہ کہ اس حکم کی عظمت ظاہر ہو اور تنبیہ
رہے کہ ان حقوق کی رعایت رکھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک عین عبادت ہو الحاصل تم یتیم عورتون کے بارہ مین فتویٰ چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

تم کو فتوی دیتا ہی اور خود قرآن مجید کی جو آیت گذر چکی وہ تمکو حکم بتلاتی ہی۔ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ ۔ دربارہ یتیم عورتونکے ف جنپر تمھارے
دستور زمانہ جاہلیت مین ظلم صریح ہوتا تھا چنانچہ انکا حال ظاہر کردیا بقولہ تعالیٰ۔ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ
جنکو تم لوگ وہ حق نہین دیتے تھے جو اُنکے واسطے فرض کیا گیا ہی ف مثلاً انکی میراث نہین دیتے تھے۔ وَتَرْغَبُوْنَ ۔ ایہا الاولیاء اور
تم بے رغبتی کرتے ہو اے اولیاء اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ ۔ اس سے کہ نکاح مین لاؤ اُنکو۔ ف بسبب اُنکی بدشکل ہونے کے اور عضل کرتے ہو
انکو اس سے کہ اپنا نکاح کرلین بسبب اسکے کہ تمکو اُنکی میراث کی طمع ہوتی ہی اور حاصل آنکہ تمکو یہ فتوی دیتا ہی کہ تم ایسا مت کرو۔ اور بعض نے
ترغبون فی ان تنکحوہن۔ مقدور کیا یعنے تم رغبت کرتے ہو اس بات مین کہ انسے نکاح کرلو یعنے درصورتیکہ وہ خوبصورت ہوتی ہین تو نکاح کرتے ہو
مگر مہر پورا نہین دیتے ہو اور بدصورتی مین نکاح نہین کرتے عضل کرتے ہو۔ ومؤید تفسیر روایت ابن ابی حاتم از حضرت ام المؤمنین عائشہ
ہی کہ حضرت ام المؤمنین نے فرمایا کہ قول اللہ عزوجل وترغبون ان تنکحوہن۔ یعنے اولیاء کو خطاب ہی کہ تم مین سے جب کسی ولی کی پرورش مین
ایسی یتیمہ ہوتی ہی جسکا مال وجمال کم ہی تو اس سے بے رغبتی کرتا ہی پس اللہ نے منع کردیا کہ ایسی یتیمہ سے جن نکاح نکرین جس کے مال
وجمال کثیر ہونے سے اسکی طرف رغبت رکھتا ہی مگر اسی طور سے کہ اسکو اسکا پورا مہر دیکر۔ قال ابن کثیر اس روایت کے واسطے
صحیحین مین اصل ثابت ہی اور مقصود کلام الٰہی کا یہ ہی کہ پہلے ایسا کرتے تھے کہ جب کسی مرد کی پرورش مین کوئی ایسی یتیمہ لڑکی ہوتی جس سے
وہ خود بھی نکاح کرسکتا باین طور کہ وہ اسپر شرعاً حرام نہین ہوتی مثلاً چچازاد بہن ہوتی تو کبھی ایسا ہوتا کہ مرد مذکور کو جو اسکا ولی ہی اُسکے نکاح کی طرف
رغبت ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جو کچھ ایسی عورتون کا مہر باندھے جانیکا دستور ہو اسیقدر پورا مہر اسکا بھی باندھے تب نکاح کرسکتا ہی
اور اگر ایسا نہ کرے بلکہ کم مہر پر نکاح مین لے لینا چاہے تاکہ اُسکا مال ہاتھ آوے تو نکاح نہین کرسکتا پس اور عورتین بہت ہین دو دو
تین تین چار چار سے نکاح کرے اور اس یتیمہ کو اپنی ولایت سے کسی غیر مرد کے ساتھ بیاہ دے۔ یعنی تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہین جو اول
سورہ نساء مین بقولہ وان خفتم ان لاتقسطوا فی الیتامیٰ الآیہ۔ مذکور ہوئی ہی۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ مرد مذکور جو اسکا ولی ہی اس یتیمہ کی طرف سے
بے رغبت ہوتا خواہ اس عورت کے بدشکل ہونے کی وجہ سے یا نفس الامر مین اسکو رغبت نہین تو وہ ایسا کرتا کہ کسی غیر سے نکاح کرنے سے عضل و
منع کرتا تاکہ مرے تو میراث لیوین پس اللہ عزوجل نے منع فرمایا کہ عضل مت کرو۔ چنانچہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے قولہ فی یتامی النساء الآیہ
مین روایت کی کہ زمانہ جاہلیت مین دستور تھا کہ کسی مرد کے پاس اگر یتیم لڑکی ہوتی اور وہ اسپر اپنا کپڑا ڈال دیتا تو پھر کبھی کوئی اس سے نکاح
نہین کرسکتا تھا پھر اگر وہ عورت خوبصورت ہوتی اور ولی مذکور اسکی طرف رغبت کرتا تو اس سے نکاح کرلیتا بہت تھوڑے مہر پر اور اسکا ذاتی مال
سب خورد برد کر جاتا اور اگر وہ بدصورت ہوتی تو اُسکو ہمیشہ تا زندگی دوسرے کسی مرد سے نکاح کرنے سے روکتا یہانتک کہ وہ عورت مر جاتی
پھر اُسکی میراث مین اُسکا مال لیکر خورد برد کرتا پس اللہ عزوجل نے اُسکو حرام کیا اور منع فرمایا۔ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ
ای ویفتیکم فی الصغار من الولدان ان تعطوہم حقوقہم۔ اور تمکو فتوی دیتا ہی دربارہ نابالغ ولدان کے خواہ مذکر ہون یا مؤنث ہون ف
یہ کہ تم انکو انکے حقوق دیدو یعنے جو حقوق میراث کے عموم قولہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔ سے ثابت ہین وہ دیدو۔ ابن عباسؓ نے
فرمایا کہ زمانہ جاہلیت والے نابالغون کو اگرچہ فرینہ ہونے کچھ میراث نہین دیتے اور لڑکیونکی کچھ میراث ہی نہین قرار دیتے تھے پس اللہ تعالیٰ
نے اس سے بھی منع فرمایا اور ہر حصہ دار کا حصہ آیۂ مواریث مین مقرر فرمایا اور ایسا ہی سعید بن جبیر وغیرہ سے مروی ہی وَاَنْ تَقُوْمُوْا ۔ یعنے
و یامرکم ان تقوموا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۔ اور تمکو اے حاکمو اور سربراہ کارو یہ حکم دیتا ہی کہ ٹھیک قائم ہو یتیمون کیواسطے قسط کے

Marfat.com

ساتھ ف ای بالعدل فی المیراث والمہر ۔ یعنے عدل کے ساتھ انکی میراث دینے اور اُنسے نکاح کرنیکی صورت مین اُنکا پورا مہر باندھنے مین ۔ سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ عدل کے ساتھ قائم رہو چنانچہ جب مال وجمال والی ہو تو پسند کرکے نکاح مین لاتے ہو ایسے ہی انصاف کرو کہ جب مال وجمال والی نہو تب بھی اسکا نکاح مین لانا اختیار کرو ۔ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا اور تم جو کچھ بھلائی کرو اللہ تعالی اُسکو خوب جانتا ہے ف یعنے فعل نیک پر تمکو ثواب جمیل دیگا ۔

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا

اور اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی پھر جانے سے تو گناہ نہین دونون پر کہ کرلین آپس مین

صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ وَإِن تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ

صلح اور صلح خوب چیز ہے اور جیون مین رکھی گئی ہے حرص اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری تو اللہ کو

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا وَلَن تَسْتَطِيعُوا أَن تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا

تمہارے سب کام کی خبر ہے اور ہرگز برابر نہ رکھ سکوگے عورتون کو اگرچہ اُسکا شوق کرو سو بہت جھک جاؤ تم

كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِن تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا

جھک جانا کہ ڈال رکھو ایک کو جیسے ادھڑ مین لٹکتی اور اگر سنوارتے رہو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

وَإِن يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِّن سَعَتِهِ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ○ ۱۳۰

اور اگر دونون جدے ہوجاوین تو اللہ ہر ایک کو محفوظ کریگا اپنی کشائش سے اور اللہ کشایش والا ہے تدبیر جانتا

شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالی نے آہین جورو اور مرد کے حال سے خبر فرمائی کہ کبھی تو مرد کو جورو سے نفرت ہوتی ہے اور کبھی جورو سے اتفاق کرتا ہے اور کبھی اسکو جدا کردیتا ہے بس یہ تین حالتین ہین قال المترجم ۔ ان سب کا بیان تفسیر مین آتا ہے ۔ وَإِنِ امْرَأَةٌ ۔ یعنے وان خافت امراۃ پس امراۃ کو رفع ایسے فعل سے ہے جو یہان محذوف ہے اور خود آگے جو فعل مذکور ہے وہی اسکی تفسیر کرتا ہے اور اس پر دلیل ہے اسواسطے کہ وہ ہم نہین اضل ہوتا ہے خَافَتْ ۔ توقعت ۔ یعنے عورت کو خوف ہو یعنے توقع ہو پس یہ ضرور نہین کہ حقیقی معنے خوف کے متحقق ہون بلکہ مراد اسقدر ہے کہ اگرچہ بلا یقین کے کسی عورت کو ہوتا نظر آوے ۔ مِن بَعْلِهَا ۔ زوجہا ۔ اپنے بعل یعنے شوہر سے اور بعل بمعنے سردار ہے (المغنی) اگر کوئی عورت اپنے گمان بیقین سے خوف کرے اپنے شوہر کی طرف سے ۔ نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا ۔ نشوز کا یا اعراض کا ف نشوز سے ایسی باتین مراد ہین کہ مرد اپنی جورو پر ترفع کرے یعنے بے پروائی سے سرکشی کرے بایں طور کہ اسکو بستر پر ساتھ نہ لٹاوے اور اُسکو نفقہ دینے مین قصور کرے بسبب اسکے کہ یہ جورو اسکے نزدیک مبغوض ہو اور دوسری جورو جو اس سے خوبصورت ہے اُسکی طرف نظر رکھے اور اعراض منھ پھیرنا پس فرق درمیان نشوز و اعراض کے یہ ہوا کہ نشوز تو یہ کہ جورو سے دوری چاہے اور اعراض یہ کہ اُس سے منھ پھیر نہ بولے اور کچھ مانوس نہ ہو ۔ حاصل آنکہ اگر یہ حالت واقع ہوکر جورو کو اپنے شوہر سے نشوز و اعراض کا خوف ہو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۔ تو ان دونوں پر گناہ نہین کہ درمیان مین صلح کرلین ف اکثرون کی قراۃ مین یصالحا بتشدید صاد ہے در اصل یتصالحا از باب تفاعل تھا پس تا کو صاد کرکے صاد مین ادغام کیا اور عاصم وکسائی کی قراۃ مین یصلحا از اصلح یعنے از باب افعال ہے ۔ کہا گیا کہ اول قوی و اولی ہے کیونکہ جو فعل دو کے درمیان انجام نہین ہو تو باب تفاعل اسے مشارکت مستعمل ہے دریافت کیا گیا کہ فلا جناح علیہما ۔ یعنے دونو پر گناہ نہین اسمین کیا بھید ہے پس

جواب دیا گیا کہ شوہر کی طرف تو گناہ کا مظنہ ظاہر تھا کیونکہ اُسنے عورت سے صلح مین کچھ لیا پس آیا وہ حلال ہی یا نہین ہی پس فلا جناح سے ظاہر
ہوگیا کہ وہ حرام رشوت کے طور پر نہین ہی اور رہا عورت پر گناہ نہونا اسواسطے مصرح فرمایا کہ جو کچھ اُسنے دیا وہ بھی ایسی چیز نہین کہ جسکا دینا حرام
ہو الحاصل گناہ نہین دونون پر کہ آپسمین باہم صلح کرلین یعنے باری ونفقہ مین باین طور کہ ساتھ باقی رہنے کے واسطے جورو اپنے حق مین سے
کچھ چھوڑدے پس اگر عورت اس امر پر راضی ہو تو خیر ورنہ شوہر پر واجب ہوگا کہ جورو کو اسکا پورا حق دے یا جدا کردے۔ بالجملہ تینون احوال مین سے
پہلا حال یہ ہی کہ جب عورت کو خوف ہو کہ شوہر اس سے نفرت یا اعراض کریگا تو اسکو چاہیے کہ اپنے حق کو یا حق مین تھوڑے کو ساقط کردے
اور حق عام ہی خواہ باری ہو یا کھانا کپڑا یا مانند اسکے دیگر حقوق۔ پس یہ امر عورت پر واجب نہین بلکہ اسکو اختیار ہی اگر ساتھ باقی رکھنا چاہے تو ایسا
کرے اور شوہر پر اسکے قبول کرنے مین کچھ گناہ نہین ہی اور یہی صلح ہے لیکن اگر عورت نے ایسا نہ کیا تو مرد کو خود اسکی باری وغیرہ ساقط کرنے کا
اختیار نہین ہی بلکہ اگر شوہر اُسکا نکاح باقی رکھے تو اُسکی باری وغیرہ اُسپر واجب ہوگی اور چاہے تو اسکو طلاق دیدے۔ اور قولہ ان یصلحا بینہما
کے بعد صلحًا۔ کا لفظ اس امر کا مشعر ہی کہ حقوق واجبہ گھٹانے یا ہبہ وغیرہ کوئی چیز بطریق استمالت دینے سے بھی صلح جائز ہے۔ پھر حق تعالیٰ
نے اسی صلح کی ترغیب دی بقولہ۔ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ۔ اور صلح بہتر ہوای خیر من الفرقۃ والنشوز والاعراض۔ یعنے بہتر ہے جدا کرنے اور سرکشی
واعراض کرنے سے اور بیضاوی ؒ نے لکھا کہ جائز ہے کہ خیر سے معنے اسم تفضیل کے مقصود نہون بلکہ یہ بیان مقصود ہو کہ صلح کرنا ایک خیر ونیک
بات ہی جیسے خصومت وجھگڑا رکھنا ایک بد بات ہی۔ بہرحال یہ جملہ معترضہ ہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کی جبلت فرمائی کہ۔
وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ اور حضار کیے گئے ہین نفوس شح پر ف اور شح کے معنے ہین شدت بخل پس وہ بدتر بخل ہوا
اور حقیقت مین شح کہتے ہین منع خیر پر حرص ہونے کو۔ حاصل آنکہ نفوس کی جبلت اسی شح پر ہی پس گویا نفوس اسکے روبرو حاضر ہین
کہ کبھی اس سے اوٹ نہین ہوتے ہین۔ اور مراد یہ ہی کہ عورت سے تو یہ دور نہین کہ شوہر سے جو اُسکا حصہ ہی اس حصہ سے چشم پوشی
نہ کرے اور مرد سے یہ دور نہین کہ اپنی ذات سے عورت کے حق مین مردی نہ کریگا جبکہ وہ اس عورت کے سوائے دوسری کو دوست
رکھتا ہی یا اسی کو مبغوض رکھتا ہی اور یہ جملہ بھی مانند جملہ اول کے معترضہ ہی پس پہلا تو مصالحت کی ترغیب ہی اور دوسری مین تمہید
عذر ہی جبکہ ایسا نہ کرین۔ اور قولہ الانفس مین اشارہ ہی کہ یہ خصلت ہر ہر نفس کے ساتھ تمام سب نفوس مخلوقہ مین نہین ہی بلکہ اکثر عورتین
صلح پر راضی ہوتی ہین اور اکثر مرد مسامحت کر جاتے ہین چنانچہ ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ سودہ بنت زمعہ کو یہ خوف ہوا کہ رسول اللہ
صلعم مجھے طلاق دیدینگے تو بولین کہ یارسول اللہ آپ مجھے طلاق نہ دین اور میری باری کا دن عائشہؓ کے واسطے کردین پس آنحضرت صلعم نے اسکو قبول
کیا اور یہ آیت اُتری وان امرأۃ خافت من بعلہا الآیۃ۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ اس سے ثابت ہوا کہ جس چیز پر دونون صلح کرین تو جائز ہے رواہ الترمذی و
حسنہ والطبرانی والبیہقی وابن المنذر۔ اور حضرت عائشہؓ سے بھی روایت ہی کہ اس آیت کا سبب نزول یہی قصہ سودہؓ واقع ہوا تھا کما رواہ الحاکم وصححہ
وابوداؤد والبیہقی وعروہؓ سے روایت ہی کہ یہ آیت سودہ بنت زمعہ وانکی مانند عورتون کے حق مین نازل ہوئی اور بات یہ تھی کہ سودہ
بنت زمعہ کا سن دراز ہوگیا تھا اور انکو خوف پیدا ہوا کہ رسول اللہ صلعم مجھے جدا کردینگے مگر انکو آنحضرت صلعم کی بیوی ہونیکا مرتبہ چھوڑنا بہت گران
گذرا اور یہ انکو معلوم تھا کہ آنحضرت صلعم عائشہؓ کو بہت چاہتے ہین اور حضرت صلعم کے نزدیک انکی قدر ومنزلت زیادہ ہی پس سودہؓ نے
یہ کیا کہ اپنی باری کا دن حضرت عائشہؓ کو ہبہ [1] کردیا پس حضرت صلعم نے اسکو قبول فرمایا رواہ البخاری اور اس قصہ سودہ بنت زمعہ کو بخاری
ومسلم نے و دیگر اصحاب سنن ومسانید نے بوجوہ روایت کیا ہی اور اس روایت مین جو حضرت عائشہؓ کی منزلت مذکور ہی وہ اس طرح نہین ہی کہ

[1] یعنی بدین شرط کہ حضرت صلعم طلاق نہ دین کما فی الروایات الاخر ۱۲ م

آنحضرت صلعم اپنی بیویوں کے حقوق میں سے عائشہ رض کو منزلت زائد دیتے تھے بلکہ اسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کسی بیوی کے ساتھ ایک
لحاف میں ہونیکی حالت میں مجھپر وحی نہیں اتری سوائے عائشہ رض کے پس آپ انکو منزلت والی جانتے تھے اور حضرت عائشہ رض سے اس آیت کی تفسیر میں
مروی ہے کہ مرد کے پاس جورو ہوتی جس سے اسکی کوئی اولاد بھی نہوتی اور وہ چاہتا کہ میں اسکو طلاق دیکر جدا کردوں پس عورت کہتی کہ میں اپنی باری
میں تجکو حلت میں کیے دیتی ہوں پس یہ آیت نازل ہوئی رواہ البخاری وغیرہ اور ایسا ہی حضرت عمر و علی وایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے
مروی ہے اور حلت میں کردینے کے یہ معنے ہیں کہ حقوق واجبہ معاف کردیے کہ ادا کردے تو بہتر اور نہ ادا کرے تو میں اسکے حق سے عفو کرتی ہوں اور یہ
معنے حاصل حکم آیت کریمہ ہے جو علی العموم مومنو بہ ثابت ہیں اگرچہ سبب نزول اسکا واقعہ خاص ہو۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی
کہ قولہ والصلح خیر۔ یعنے تخییر دینا بہتر ہے یعنے عورت کو شوہر مختار کردے کہ چاہے رہنا اختیار کرے یا طلاق لیوے اور یہ بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ اسکی
سوت پر چڑھاوا کرتا رہے اور مدت گزارے **کذا ذکرہ ابن کثیر** اور پوشیدہ نہیں کہ ظاہر تفسیر وہ ہے جو سابق مذکور ہوئی کہ عورت و مرد میں صلح
باین طور کہ عورت اپنے حقوق کل یا بعض چھوڑے اور مرد قبول کرکے ساتھ رہنے دے یہ بالکلیہ جدائی سے بہتر ہے اور اتفاق رکھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک
پسند ہے جیسا کہ اس کلام سے بھی ظاہر ہے بلکہ طلاق تو مبغوض ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ مباح چیزوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مبغوض ہے وہ طلاق ہے
کما رواہ ابو داؤد وابن ماجہ وصححہ الحاکم اور واضح ہو کہ باری عورت کا حق ہے اور احادیث صحاح سے یہ بات ثبوت کو پہونچی کہ اگر عورت نے اپنی باری دوسری سوت
کو دیدی تو روا ہے بطریق صلح ولیکن بعد صلح کے اسپر لازم نہیں بلکہ اسکو اختیار ہے کہ جب چاہے اس سے رجوع کرے پس مرد پر اسکی باری کا حق ادا کرنا واجب ہو جائیگا
کما قال ابن عباس رض اور یہی ابو حنیفہ کا مذہب ہے۔ **وَإِنْ تُحْسِنُوا** عشرة النساء۔ اور اگر بھلائی سے عورتونکے ساتھ زندگی بسر کرو۔ **وَتَتَّقُوا** الجور علیہن
اور جوروؤں پر ناگوار سختی کرنے سے بچو تو تمکو ثواب ہوگا۔ **فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا**۔ فیجازیکم بہ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سے خوب آگاہ ہے پس
تمکو ثواب جمیل عطا فرماویگا اس تفسیر سے ظاہر ہے کہ یہ خطاب فقط مردوں کو ہے اور بعض مفسرین نے مردوں عورتوں دونوں کی طرف خطاب قرار دیا مگر مردوں کو غلبہ دیکر
صیغہ مذکر فرمایا۔ اور منشا اسکا یہ ہے کہ اگر جورو نے اپنا کوئی حق ساقط کرکے شوہر کو راضی کرلیا تو وہ محسنہ ہوئی اور اگر مرد نے باوجود کراہت کے اسکو طلاق نہ دی اور
اسکے حقوق نان ونفقہ وباری کے مرعی رکھے تو وہ محسن ہے ولیکن اول ارجح ہے۔ اور احادیث صحاح میں جوروؤں سے نیکوئی کے ساتھ زندگی بسر
کرنیکی تاکید ووصیت آئی ہے اور نیز اگر منکوحہ ایک سے زائد ہو تو سب میں برابری رکھنا واجب ہے ولیکن انسان کی طبیعت کا میلان اسکے اختیار سے
باہر ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے بندے کی بے اختیاری امور کو عفو کیا چنانچہ فرمایا۔ **وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا**۔ ای تسووا
بَيْنَ النِّسَاءِ۔ فی المحبۃ۔ **وَلَوْ حَرَصْتُمْ** علی ذلک۔ یعنے اور استطاعت نہیں پاؤگے کہ عدل کرو یعنے برابری رکھو اپنی جوروؤں کے
درمیان یعنے محبت کرنے میں اگرچہ تم حرص کرو یعنے محبت کی راہ سے بھی برابری رکھنے میں۔ **فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ**۔ الی التی تحبونہا
فی القسم والنفقۃ۔ **فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ**۔ ای تترکوا الممال عنہا کالتی لا ہی ایم ولا ذات بعل۔ یعنے جب معلوم کرچکے کہ تم سے
محبت کی راہ سے جوروؤں میں برابری رکھنا نہیں ہوسکتا کیونکہ تمہاری استطاعت سے باہر ہے تو واجب ہے کہ مت جھک پڑو پورا جھک پڑنا
ایسی جورو کی طرف جسکو تم پیار کرتے ہو یعنے باری اور نفقہ دینے میں بالکل اسکی طرف مت جھک پڑو حتی کہ چھوڑ دو دوسری کو معلقہ کے مانند یعنے جسکی
طرف سے تم مڑے ہو اسکو ایسا کر چھوڑو کہ جیسے معلقہ یعنے ایسی عورت کہ نہ وہ بے شوہر والی ہے سمجھی جا اور نہ وہ شوہر والی۔ حاصل آنکہ محبت اگرچہ بے اختیاری
و معاف ہے لیکن چاہتی جورو کی طرف اپنے اختیاری افعال سے اتنا مت جھک پڑو کہ دوسری کو ایسا کر چھوڑو کہ اسے کوئی بات ہی نہیں جو جورو و
مرد میں نان نفقہ وباری وغیرہ میں ہوتی ہے پھر قولہ ولن تستطیعوا سے نفی صریح استطاعت کی ہے اور معنے استطاعت کے قولہ تعالیٰ وللہ علی الناس

حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔ مین مفصل مذکور ہوے ہین اور معنے یہان یہ ہین کہاے لوگو تمکو تمام وجوہ سے عورتون کے درمیان مساوات رکھنے کی استطاعت نہین اگرچہ ظاہر صورت مین باری مقرر کرسکتے ہو ولیکن ضرور ہی کہ محبت وشہوت وجماع مین تفاوت ہوگا کما قال ابن عباس ومجاہد وغیرہم اور ابن ابی ملیکہ رح نے کہا کہ قولہ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء الآیۃ کا نزول حضرت عائشہ رض کے بارہ مین ہوا یعنے آنحضرت صلعم انکو اور بیویون سے زیادہ چاہتے تھے رواہ ابن ابی حاتم اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم اپنی بیویونکے درمیان عدل کے ساتھ باری مقرر کرتے پھر فرماتے کہ اے میرے پروردگار یہ میرا باری بانٹنا ایسی چیز مین ہی جو مجھسے ہوسکتی ہی پس تو مجھپر مواخذہ نہ فرمائیو ایسی چیز سے جو میرے اختیار مین نہین اور تیرے اختیار مین ہی یعنے دلی محبت رواہ ابوداؤد واحمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن المنذر وابن ابی شیبہ **وقال ابن کثیر** بعد ماذکرہ مسندا ان ہذا اسناد صحیح وقال الترمذی بعد ماذکر اسنادہ عن ابی قلابہ مرسلا ان ہذا اصح اور فقہائے اتفاق کیا ہی کہ تفاوت بامند محبت وغیرہ کے عفو ہی مگر آنکہ میل کلی اسطرح کہ دوسری جورو مانند معلقہ کے ہوجاوے حرام ہی اور یہ بھی اتفاق ہی کہ اختیاری امور مانند باری ونفقہ وغیرہ مین بدون بترضائے عورت کے جور کرنا حرام ہی چنانچہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جسکی دو جورو دین ہون اور اُسنے دونون مین سے ایک طرف میل کیا تو قیامت مین ایسے حال سے آویگا کہ اسکا آدھا دھڑ ساقط ہوگا رواہ احمد واہل السنن اور تمام کلام باری کے مسائل مین ترجمۂ عالمگیریہ وعین الہدایہ سے تلاش کرنا چاہیے **وَاِنْ تُصْلِحُوْا** بالعدل فی القسم۔ اور اگر صالح ہو اسطرح کہ اپنے نفسونکو عدل پر رکھو۔ **وَتَتَّقُوْا** ۔الجور۔ اور پرہیز رکھو جور وظلم سے تو بہتر ہی۔ **فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا** ۔کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور ہے یعنے بخشنے والا ہی اس بے اختیاری میلان کو جو تمہارے دلون مین ہی۔ **رَّحِيْمًا** ۔فی ذلک۔ اس بارہ مین تمپر رحم فرمانے والا ہی کہ مواخذہ نفرمائیگا۔ حاصل آنکہ اگر تم اپنے تمام کامون مین صلاحیت کے ساتھ چلنے کا اہتمام رکھو اور اختیاری امور مین عورتون کے درمیان مساوات رکھو اور تمام احوال مین اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جور وظلم نہ کرو تو تم مین جو بے اختیاری محبت مین تفاوت ہی اللہ تعالیٰ اسکو رحمت سے بخشیگا **کذا قال ابن کثیر** رح اور ظاہر اس تفسیر پر یہ وارد ہوتا ہی کہ محبت کا تفاوت اسی شرط سے مغفور ہوگا کہ اصلاح وتقوی پر ہین حالانکہ بے اختیاری امور مین مواخذہ نہونا اتفاقی اصل ہی اور جواب یہ کہ شرط مراد نہین بلکہ آمادہ کرنا اصلاح وعدل پر مقصود ہی اور واضح ہو کہ شرع مین مطیع سے اوقات عذر کا عفو ہونا اور عاصی سے اوقات بغیر عذر کے ساتھ اوقات عذر پر بھی مواخذہ ہونا ثابت ہوا ہی اور احادیث صحیح مسلم مین اسلام لانے والے سے پہلے فسق وفجور کا عفو ہوجانا اور کفر کرنیوالے کا اول وآخر کے عوض ماخوذ ہونا ثابت ہی فلیتدبر۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ اگر تم اصلاح کرو عورتون کے ان امور کی جو بگاڑتے آئے ہو اور آئندہ پرہیز رکھو تو اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہی۔ پھر جورو ومرد کے تینون حالات مین سے تیسرے حال کو جو باقی ہے بیان فرمایا۔ **وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا** ای الزوجان بالطلاق اور اگر جدا ہوگئے دونون یعنے جورو ومرد دونون جدا ہوگئے بایں طور کہ عورت نے صلح نہ کی اور مرد نے مسامحت رکھنے کو نہ مانا بلکہ طلاق دیدی کہ دونون الگ ہوے تو۔ **يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ** ۔ بے پروا کریگا اللہ تعالیٰ دونون مین سے ہر ایک کو اسکے ساتھی سے اپنے فضل کے ساتھ بایں طور کہ عورت کو دوسرا شوہر نصیب کردیگا اور مرد کو دوسری جورو۔ **وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا** بخلقہ فی الفضل۔ اور اللہ تعالیٰ واسع ہے یعنے اسکا فضل اپنے مخلوق کے ساتھ وسیع ہی۔ **حَكِيْمًا** ۔ فیما دبرہ لہم۔ جو تدبیر اپنی خلق کے واسطے فرمائی ہی اسمین کامل حکمت ہی **ف** اس آیت مین باوجودیکہ طلاق علی یعنی لایا گیا جو اللہ تعالیٰ کو مبغوض ہی پھر بھی کمال رحمت سے تسلی فرمائی کہ طلاق سے پریشان خاطر نہون اسلیئے کہ عورت سے سوت کا جلاپا دیکھا جانا دشوار ہی اور نیز مرد سے کراہت برابر اُٹھانا چنانچہ

Marfat.com

مفاد قولہ واحضرت الانفس الشح۔ سے معلوم ہوچکا لیکن اگر یہ لوگ اپنے نفس کو سرنگون کرکے اسپر مطئن کرتے بدون اسکے کہ خاطر مضطرب و مشوش ہو تو انکے حق میں فاضل بلکہ افضل تھا کما لا یخفی **ف** فی العرائس قولہ تعالیٰ واحضرت الانفس الشح۔ اللہ تعالیٰ نے نفوس کے ساتھ سمات نکرت یعنے ناشناسی کو لگا دیا اور اسی پر نفوس کی آنکھیں کھول دیں پس اسکو اپنا ہی وجود نظر آیا جسپر وہ عاشق ہوا اور اپنے خالق عزوجل کے دیدار سے ناشناس و اندھا رہا پس نفس کا یہی حال ہو کہ عالم میں سے اپنے حظوظ کو ڈھونڈھتا رہتا ہو پھر جب اسکو اللہ تعالیٰ نے بندگی واجبی ادا کرنے کے لیے جنبش دی اور چونکایا تو نفس مذکور نے ان حظوظ کو چھوڑنے سے سرتابی کی یعنے منھ موڑا کیونکہ اسکو حظ حقیقی سے خبر ہی نہیں ہی بوجہ اسکے کہ اپنے خالق عزوجل سے بخبر ہے پھر اسکے اشاہدہ سے جو دونوں جہان سے کہیں بڑھکر دولت ہو کب آگاہ ہوسکتا ہو **شیخ ابوالحسن نوری** رح نے کہا کہ اشباح و ظاہری صورتوں پر لازم کیا گیا ہو کہ تمام احوال میں اپنے خالق عزوجل سے جاہل ہوں اور اسکا بخل وہ ہو جو اسکو مضرت پہونچا کر خاک میں ملا دے یعنے دنیا کی خواہش اور اسکو طلب کرنا **قال المترجم** حاصل یہ ہو کہ جو شخص محض صورت ہی صورت ہو اور معنے سے خبر نہیں رکھتا وہ تہ میں گرفتار ہو کیونکہ صورت کے واسطے دو باتیں لازمی ہیں اول آنکہ دیدار حق ما سکے پہچاننے سے بالکل غافل ہو بلکہ مانع عرفان ہو بوجہ اسکے کہ دیدار ظاہری سے اپنے کو یا اپنے مانند پریشان کو جو کثرت خلاف وحدت ہو دیکھتا ہو اور یہ گران خواب غفلت ہو اسی سے مولوی رومؒ نے لکھا ؎ چشم بند و گوش بند و لب ببند * گر نہ بینی نور حق بر من بخند * اور حواس باطنہ جو طبیعی و فلسفی لوگوں کے قول پر ہیں وہ بھی ان حواس ظاہرہ کے ساتھی بلکہ انکے مادر و پدر ہیں ہاں حواس باطنہ اہل حق کے نزدیک کچھ اور ہیں کہ وہ جسم ایمان کے واسطے خانہ قلب میں پنہان ہیں وہ آنکھیں اور ہی ماہیت رکھتی ہیں وہ کان کچھ اور ہی چیز ہیں صدائے الست بربکم قالوا بلی۔ انہیں پیہم متصل چلی آتی ہو وہان زبان عربی فارسی کو دخل نہیں ہو اور مترجم کو زیادہ جرأت نہیں تا کہ بیان کرے ؎ خمش کین قصہ پایانے ندارد * زبان من زبانداننے ندارد * اور دوم یہ کہ ان ظاہری صورتوں کو طلب دنیا لازم ہو کہ اصل و مرجع انکا یہی ہو پس مضرت کو منفعت دیکھکر اسکی تلاش میں فلاح جانتے ہیں اور یہی عین نکرت ہو اس سے دیدار حق کو بالکل مخالفت ہو و نعوذ باللہ من الضلال۔ پھر شیخ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء عدل اصل صفت حق سبحانہ و تعالیٰ ہو جو اس صفت سے فیضیاب ہوا وہ ہردم ہر حال میں عادل ہوتا ہو یعنے پہلا محاسبہ اسکو اپنے نفس سے رہتا ہو جس سے صلاحیت کی طرف راہ ملتی ہو ولیکن جو عدل کہ مستعار ہوتا ہو اور بنایا ہوا ہوتا ہو وہ امتحان کے وقت اپنے کان و معدن کی طرف رجوع کرجاتا ہو اسواسطے کہ ارواح و اشباح میں بعض کا بعض کی طرف میلان کرنا بمقتضائے فطرت ہو اور عورتوں سے محبت ہونا عشق روحانی کے احکام سے ہو کہ بالطبع اسکو میل ہوتا ہو اور نیز اپنے معدن کو جو حسن ازلی ہو چاہتا ہو تو بھلا نفس کو عورتوں کے درمیان عدل رکھنے کی استطاعت کہاں سے ہوگی حالانکہ روح ہمیشہ زیادہ حسن کی طالب ہو اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ولو حرصتم۔ یعنے اگرچہ حقیقی عدل رکھنے پر حرص کرو تاہم اسکی استطاعت نہ پاؤگے بس فرمایا فلا تمیلوا کل المیل۔ یعنے حکم خالق سے اگر نفس بھاگے تو اسکو مراقبہ و مجاہدہ و ریاضت کی مہار سے فی الجملہ قابو میں لاؤ۔ انسان کا یہ حال ہو کہ نفس کے مقابلہ میں پورے نہیں اترتا ہو پھر اگر اتنا بھی نہوا اور بالکل میل کر گیا تو کچھ نہیں **شیخ ابو عبدالرحمٰن سلمی** رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو۔ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم۔ پھر انسان کو یہ مجال کہاں سے آویگی کہ اپنے اور حق عزوجل کے درمیان عدل کو مرعی رکھے۔ بھلا یہ بھی کچھ عدل ہو کہ تو ایسی چیز کو چاہنے لگے جو تجھکو تیرے مولی حق سبحانہ تعالیٰ سے غافل کرے اور یہ بھی کچھ عدل ہی کہ تو اپنے مولی کی بندگی سے سستی کرے جسنے تجھکو فضل سے پیدا کیا اور انعامات میں غرق کردیا واسطی رح نے فرمایا کہ قلب وہ ہو کہ تیرے اعضا باقی سب اسکے تابع ہیں اور وہی سردار ہے لیکن جب حکم حق عزوجل سے خلاف کرے تو تجھکو لازم ہو کہ اس سے مخالف ہوجا۔

Marfat.com

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ

اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور البتہ تحقیق وصیت کیا ہمنے اُن لوگوں کو کہ دیے گئے کتاب پہلے تمسے اور تمکو بھی

13 اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝١٣١

یہ کہ پرہیزگاری کرو اللہ کی اور اگر کفر کرو پس تحقیق واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور ہے اللہ بے پروا تعریف کیا گیا

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝١٣٢ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ

اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور کفایت ہے اللہ نگہبانی والا اگر چاہے لیجاوے تمکو اے لوگو

وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝١٣٣ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ

اور لے آوے اوروں کو اور ہے اللہ اوپر اسکے قادر جو کوئی چاہتا ہے ثواب دنیا کا پس نزدیک اللہ کے ہے

19 ع ٨ 16 ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝١٣٤

ثواب دنیا کا اور آخرت کا اور ہے اللہ سننے والا دیکھنے والا

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ف یعنے سب جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ملک وخلق ہے اور مراد اس سے یہ کہ محسوس چیزوں کو دیکھکر متنبہ ہوں کہ اسکی قدرت عظیم اور فضل وسیع ہے۔ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ۔ یعنے الکتب۔ یعنے الکتاب پر الف لام جنس کا ہے اور مراد کتابیں ہیں کیونکہ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ میں یہود ونصاریٰ سب ہیں اور انکو توریت وانجیل وغیرہ کتابیں دی گئی ہیں اور من متعلق وصینا ہے یعنے تمسے پہلے ہمنے وصیت کی اہل کتاب کو یا لفظ اوتوا سے متعلق اور یہ ظاہر ہے اور وصیت کرنے سے مراد آنکہ حکم کیا۔ اور بیضاوی رحمہ نے لکھا کہ مساق اس آیت کا برائے تاکید امر باخلاص ہے حاصل آنکہ ہمنے حکم کیا ان لوگوں کو جو پہلے تمسے ہیں یعنے یہود ونصاریٰ کو۔ وَاِيَّاكُمْ۔ یا اہل القرآن۔ اور تمکو اے اہل قرآن۔ یہ عطف ہے الذین موصول پر یعنی وصیت کی انکو اور تمکو۔ اَنِ اتَّقُوا۔ ای بان اتقوا اللّٰهَ۔ خافوا عقابہ بان تطیعوہ۔ باین طور کہ تقویٰ کرو اللہ تعالیٰ سے یعنے ڈرو عذاب الٰہی سے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو۔ پس قولہ ان اتقوا اللہ بحذف حرف متعلق وصینا ہے یعنے اس بات کی وصیت کی کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور یہی اخفش رحمہ نے کہا ہے اور جائز ہے کہ ان برائے تفسیر ہو کیونکہ وصیت میں قول کے معنے ہیں یعنے وصیت یہ کہ اتقوا اللہ۔ حاصل آنکہ حکم بتقوے واخلاص قدیمی شرع ہے۔ وَاِنْ تَكْفُرُوْا۔ ای وقلنا لہم ولکم ان تکفروا بما وصیتم بہ۔ یعنے اور کہدیا ہمنے انکو اور تمکو یہ کہ اگر انکار کروگے تم اس چیز سے جسکے ساتھ تمکو وصیت کی گئی۔ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ ملکا وخلقا وعبیدا فلا یضرہ کفرکم۔ تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں وزمین میں ہے ازراہ ملک وپیدایش وبندے ہونے کے پس تمہارا کفر کرنا اسکو کچھ مضر نہیں ہوسکتا واضح ہو کہ مفسر رحمہ نے وقلنا لہم ولکم ان تکفروا۔ کی تقدیر سے اشارہ کیا کہ وان تکفروا کا عطف وصینا پر ہے اور اتقوا پر نہیں ہے کیونکہ ان مصدریہ نہیں داخل ہوتا جملہ شرطیہ پر اور نیز اس جملہ شرطیہ کا مضمون محتمل وصیت نہیں اور نیز خبریہ کا عطف انشائیہ پر نہیں صحیح ہے کذا قال التفتازانی وغیرہ پس حاصل یہ کہ ہمنے وصیت کی تقویٰ کی اگلوں کو اور تمکو اور ہمنے کہدیا کہ اگر کفر کروگے تو وہ تعالیٰ مالک الملک ہے تمہارا کفر کچھ اسکی بادشاہت کو مضر نہیں جیسے تمہارا شکر وتقویٰ کچھ اسکے نافع نہیں ہے اور یہ وصیت تو اسنے محض رحمت سے فرمائی ہے کسی حاجت سے نہیں ہے کذا قال البیضاوی وغیرہ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کا قول یاد دلایا وان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی حمید یعنی موسیٰ نے

Marfat.com

اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم اور تمام روئے زمین والے سب کافر ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ پاک بے پروا تعریف کیا گیا ہو چنانچہ یہان فرمایا۔ **وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا** ۔ یعنے غنیا عن خلقه وعن عباداتهم۔ اللہ تعالیٰ پاک بے پروا ہو اپنے مخلوق سے اور انکی عبادت سے حمیدا اے محمودا فی صنعه بهم۔ اور تعریف کیا گیا ہو جو اسنے اپنے مخلوق سے کیا۔ اور واضح ہو کہ شرط مین تو مخاطب کیا اور جزا مین فان للّٰہ ما فی السموات۔ اور ایسے ہی فانی لغنی حمید۔ نہین فرمایا بلکہ اسم جلیل ظاہر فرمایا بنظر ہیبت وجلال اور اسمین اشعار ہو کہ بندے اگر کفر کرین تو سامنے سے مردود ہین لائق خطاب نہین اور انکی کچھ پروا نہین ہو۔ **وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ** ۔ کرره تاکید التقریر موجبا لتقوے ۔ یعنے اسکو دوہرانا اسواسطے کہ موجب توحید وتقویٰ خوب دلون مین جم جاوے اور بیضاوی رح نے کہا کہ تیسری بار اسکو فرمایا کہ خوب ثابت ہو جاوے کہ اوتعالےٰ غنی حمید یعنے بے پروا تعریف کیا گیا ہو چنانچہ تمام مخلوقات بسبب اپنی حاجت کے اوتعالیٰ کی بے پروائی پاک از حاجت ہونے پر راہ پاوے۔ اور معالم وغیرہ مین فرمایا کہ ہر جگہ اس کلام کے واسطے وجہ خاص ہو پس اول مین تو یہ کہ وہ مالک الملک ہو وہی تمکو وصیت فرماتا ہو تو ہرگز کفر نہ کرو اسکی وصیت قبول کرو اور دوم مین یہ کہ وہ مالک الملک غنی حمید ہو پس تمکو جو حاجت ہو اسی سے مانگو کہ اسکا خزانہ وہ ہو جو فنا نہین ہو سکتا اور سوم مین یہ کہ وہ مالک الملک کافی وکیل ہو پس کسی غیر پر توکل مت کرو پس ہر جگہ اسکو ماقبل کے سوائے دوسرے امر کے دلیل کے لیے مکرر فرمایا اور جب ایک ہی دلیل سے بہت مدلولات ثابت ہوتے ہون تو ہر مدلول کے ساتھ دلیل کا ذکر کرنا اولیٰ ہو بہ نسبت ایک ہی بار کے ذکر پر اکتفا کرنے کے کیونکہ ہر بار دلیل حاضر سے مدلول کا علم حاصل ہونا قوی ہوگا اور خاتمہ ہر مقام مین تنبیہ بعلوم جلیلہ ہو اور استغراق بمعرفت اوتعالیٰ عین مقصود ہو اسیواسطے ختم ہر آیت کا جدا جدا ہو چنانچہ یہان فرمایا۔ **وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا** ۔ شہیدا ان ما فیهما له۔ یعنے وکیل یعنے شہید ہو اسے اللہ شاہد کافی ہو کہ جو آسمان و زمین مین ہو اسیکا ہو۔ کذا روے عن ابن عباس رض اور بعض نے کہا کہ لے حفیظا۔ یعنے اللہ تعالیٰ حفیظ ہونیکو کافی ہے کذا روی عن قتادة اور بیضاوی رح نے کہا کہ یہ ماقبل کے کلام یعنے قوله یغن اللّٰہ کلا من سعته۔ کیطرف راجع ہو یعنے جورو اور مرد مین اگر جدائی ہوئی تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دونون کو آسودہ فرمائیگا کہ اسکی وکالت کافی ہو اور درمیان کا کلام اسی کے ثابت کرنے کو ہو اور بعض محشین نے اسکو مستبعد قرار دیا اور کہا کہ اولیٰ یہ ہو کہ غنی حمید کی دلالت کا تتمہ ہو قال تعالیٰ۔ **اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ** یعنے اگر چاہے تو تمکو یکبار فنا کر دے اور جڑ سے کھود ڈالے لوگو۔ اور ابن عباس رض نے کہا کہ مراد لوگون سے یہان مشرکین ومنافقین ہین۔ **وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ** بدلكم۔ اور لا دے دوسرون کو یعنے تمہارے بدلے حاصل آنکہ اوتعالیٰ قادر ہے چاہے تمکو میٹ کر دوسرے پیدا کر دے جبکہ تم نافرمانی کرتے ہو جیسے فرمایا وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم اگر تم منھ موڑو تو تمہارے سوائے دوسری قوم بدل دیگا۔ ھ۔ بعضے سلف نے فرمایا کہ بندون نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم کو کھویا تو انکا فنا کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا آسان ہو۔ یعنے پلک مارتے فنا ہو سکتے ہین قابل تعجب ہو۔ **وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا** ۔ بے شبہہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔ **مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا** لعمله۔ جو اپنے کام سے ثواب دنیا چاہتا ہے۔ **فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ** ۔ تو اللہ تعالیٰ کے یہان دنیا و آخرت کا ثواب دونون ہو ف یعنے اللہ تعالیٰ ہی کے پاس دونون ثواب ہین جو بندہ چاہے دونون لیوے حاصل آنکہ پھر کیون بندہ ان دونون مین سے ایک کو جو نہایت خسیس ہو یعنے ثواب دنیا طلب کرتا ہو اور کیون نہین نہایت عمدہ اعلیٰ کو جو ثواب آخرت ہو نہین چاہتا با این طور کہ اللہ تعالیٰ سے اخلاص رکھے کیونکہ یہ معلوم کر جو چاہے گا وہ سوائے اسکے اور کہین نہین ملیگا۔ **وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا** ۔ اور اللہ تعالےٰ کی شان ایک ہو کہ وہ سننے والا دیکھنے والا ہو یعنی جو بندہ اچھی درخواست کرے اسکو وہ سنتا ہے اور جو کام نیک کرے اسکو دیکھتا ہے اسیواسطے

تعریف کی۔ ومنہم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اولٰئک لہم نصیب مما کسبوا الآیۃ۔ اور خسیس ناپاک
چاہنے والون کی مذمت کی۔ بقولہ فمنہم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا وما لہ فی الآخرۃ من خلاق۔ اور اسی تفسیر کو اکثر مفسرین نے جیسے امام ابن کثیر
بھی ہین اختیار کیا اور ابن جریر نے زعم کیا کہ یہ آیت فقط مشرکون و منافقون کے ساتھ مخصوص ہی اور شیخ ابن کثیر نے اسکو ضعیف قرار دیا اور
شاید منشا اسکا تفسیر الناس بمشرکین و منافقین واقع ہوا کما ذکرہ عن ابن عباس رض۔ اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ جو ثواب دنیا چاہتا ہے
وہ ناحق اپنی عاقبت خراب کرتا ہی اسکے چاہنے سے کچھ ہوتا نہین بلکہ ثواب دنیا و ثواب آخرت سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہی جسکو جو چاہتا ہے
دیتا ہی غیر ازینکہ جسنے دونون چاہے یا فقط آخرت چاہی اسکو بحسب اقدیر و اخلاص ملیگا اور ثواب حقیقی سے محروم نہوگا اور جسنے فقط دنیا
چاہی وہ ثواب حقیقی سے محروم و خوار ہوا و نعوذ باللہ من الخسران ف قال فی العرائس قولہ ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم
وایاکم ان اتقوا اللہ۔ تقوی بے حقیقت عبودیت ہی بندگی ٹھیک نہین ادا ہوتی جبتک کہ ٹھیک تقوی ادا نہو باینطور کہ جس سے اللہ تعالیٰ
نے منع فرمایا اس سے پرہیز کرے اور نفس و ہوی کے تابع نہوا در قولہ ان اتقوا اللہ کے معنے یہ ہین کہ دل کی آنکھون سے عالم غیب کو دیکھو جہان
تمکو حضرت عزت عزوجل کے سبحات عظمت و جلال نظر آدینگے جسکے تحت مین بندون کو گھل جانا اور فنا ہونا لائق ہے۔ بعض نے فرمایا
کہ سب بندون کو تقوی کو حکم فرمایا ہے اور پہونچا وہی جسنے ازل مین عنایت و سعادت کا حصہ پایا ہے اور یہی معنے تقصد برہین انوار ۱۲
یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ
اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کی طرف اگرچہ نقصان ہو اپنا
اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ۚ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا قف فَلَا تَتَّبِعُوا
یا مان باپ کا یا قرابت والونکا اگر کوئی محظوظ ہے یا محتاج ہے تو اللہ انکا خیرخواہ ہے تمسے زیادہ سو تم
135 الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝
جی کی چاہ مت مانو اس بات مین کہ برابر سمجھو اور اگر تم زبان ملوگے یا بچا جاؤگے تو اللہ تمہارے کام سے واقف ہے
ہرگاہ کہ جورو اور مرد اور ایسی ہی اور آدمیون کے معاملات مین اسیوجہ سے خرابی پڑتی ہی کہ عدل کو چھوڑتے ہین اور نفس کی پیروی
کرتے ہین اور تقوی و خوف مین کمی کرتے ہین پس اللہ عزوجل نے تقوی اور عدل کا حکم دیا اور ہر شخص کو اپنے نفس پر اور غیر پر بعدل شاہد ہونیکا
حکم فرمایا اور خطاب اہل ایمان کو بنظر انکی فرمانبرداری و انتفاع کے ہے اور ایمان لانے کا حکم سب کو علی العموم ہے جس سے کوئی بندہ معاف نہین
غیر ازینکہ مجنون وغیرہ ہو جو مکلف نہین ہوسکتا ہی۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ اے ایمان والو۔ كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ
بِالْقِسْطِ۔ رہو تم قوامین بقسط ای قائمین بالعدل۔ یعنے عدل کے ساتھ خوب قائم ہونیوالے پس قوام صیغۂ مبالغہ ہے اور جو شخص
ایک دو مرتبہ قائم بعدل ہوا وہ قوام نہین کہلاتا ہی بلکہ اکثر احوال و امور مین عدل شرعی رکھے پس مراد آنکہ عدل پر مداومت رکھو۔ شُهَدَآءَ
بالحق۔ لِلّٰهِ۔ گواہ ہو حق بات کے ساتھ واسطے اللہ تعالیٰ کے یعنی اسی کی رضامندی و ثواب کے واسطے پس للہ کا تعلق بعض نے کہا
کہ فقط شہداء سے ہی اور بعض نے کہا کہ قوامین سے بھی ہی اور یہی اولی ہی کیونکہ ثواب باخلاص نیت ہی۔ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ۔ ای ولو کانت
الشہادۃ علی انفسکم فاشہدوا علیہا بان تقروا بالحق ولا تکتموہا۔ اگرچہ ہووے گواہی تمہاری نفس ذات پر تو بھی اپنے اوپر گواہی دیدو باینطور کہ
اقرار کردو کہ ہان اس شخص کا ہمپر یہ حق ہی اور اسکو چھپاؤ نہین اور اسمین کچھ ضرورت اسکی نہین کہ قاضی کے حضور مین ہو بلکہ سچائی و انصاف سے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے واسطے ہر جگہ گواہی دو۔ اگرچہ یہ گواہی تمپر پڑتی ہو۔ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ۔ یا ماں باپ ورناتے داروں پر پڑتی ہو

ف اگر غیر کا حق انمیں سے کسی پر ہو تو سچی گواہی ادا کر دو اور ظاہر ہی کہ جسنے اپنے اوپر یا والدین پر جنکے ساتھ نکوئی واجب ہی یا اہل قرابت پر جنسے عصبیت ہوا کرتی ہی گواہی دیدی تو غیروں پر بدرجہ اولیٰ ادا کریگا اور نیز اسمیں افادہ ہی کہ بخیال حضرت وغیرہ حق گواہی سے تجاوز کسی طرح روا نہیں ہی اور اس مضرت میں مصلحت ہی۔ اِنْ يَّكُنْ۔ المشهود عليه۔ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا۔ منكم واعلم بمصالحهما یعنے اگر مشہود علیہ جسپر تم حق گواہی دو غنی ہو یا فقیر ہو تو رعایت مت کرو اسطرح کہ غنی ہم سے خفا ہو جائیگا تو اس سے نفع منقطع و ضرر کا خیال ہو یا فقیر اگر ماخوذ ہوا تو نہایت پریشان ہوگا اسپر ترس کھاؤ تو ایسا کچھ مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان دونوں میں ہر ایک کے ساتھ تمہارے بہ نسبت اولیٰ ہی اور تم سے زیادہ انکی مصلحتوں کا دانا ہی پس اگر ان پر گواہی دینا مصلحت نہوتی تو حکم ندیتا۔ قرارۃ فالله اولی بهم بھی آئی ہی۔ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى في شهادتكم بان تحابوا الغني لرضاه والفقير رحمة له پس مت پیروی کرو ہوی کی یعنی خواہش نفسانی کی اپنی گواہی ادا کرنے میں بایں طور کہ غنی کی رضامندی چاہنے کو یا فقیر پر ترس کھانے کو گواہی میں نقصان کر دیا ندو یا عدل نہ کرو کما قال۔ اَنْ تَعْدِلُوْا۔ ای لان تعدلوا یعنے اتباع ہوی یہ کہ عدل نہ کرو حاصل آنکہ ہوی و جانبداری و کسی کی محبت و بغض تمکو اس امر پر آمادہ نہ کرے کہ اپنی شان و امور میں عدل چھوڑ و چنانچہ دوسری آیت میں فرمایا ولا يجرمنكم شنآن قوم على ان لا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوى۔ تمکو کسی قوم کا بغض اس بات پر آمادہ نکرے کہ تم عدل چھوڑو بلکہ عدل ہی کرو یہ پرہیزگاری سے زیادہ نزدیک ہی۔ ۵۔ اور ایسی عبداللہ بن رواحہ رض کو جب آنحضرت صلعم نے خیبر کے یہودیوں کی کھیتیاں و پھل اندازہ کرنے کو بھیجا تو یہودیوں نے چاہا کہ انکو رشوت دیکر آسانی کرا دیں تو کہا کہ واللہ بالتحقیق میں تمہارے پاس ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں کہ مخلوقات میں سے کوئی بھی مجھے اس سے زیادہ محبوب نہیں ہی اور تم لوگ میرے نزدیک بندروں و سوروں سے زیادہ بُرے ہو ولیکن اسکی محبت اور تمہاری عداوت مجھے اس امر پر آمادہ نہیں کریگی کہ میں تم میں عدل نہ کروں تو بولے کہ اسی سے آسمان و زمین کا قیام ہی الحدیث۔ پھر اللہ تعالیٰ نے گواہی سے اعراض کرنے والے اور اسمیں تحریف کرنے والے کو سخت تہدید فرمائی۔ بقوله۔ وَاِنْ تَلْوٗٓا۔ الّي یعنے مڑ دُر نا۔ بل دینا اور عمداً جھوٹ بنانا۔ یعنے تحرفوا الشهادة۔ یعنے اگر تم نے تحریف کی گواہی کو۔ وفي قرارة بحذف الواو الاولى تخفيفا۔ اور ابن عامر و حمزہؒ کی قرارۃ میں وَاِنْ تَلُوا ہے پس مفسرین نے کہا کہ وہی پہلی قرارۃ ہی لیکن اسمیں پہلا واو بغرض تخفیف کے حذف ہوا ہی قال في المعالم شاید اصل تلو وتھا پس ضمہ واو ما قبل کو منتقل ہوا پھر التقاء ساکنین سے واو حذف ہوا اور زمخشری نے اسکو ولایت سے مشتق قرار دیا یعنے ان وليتم اقامة الشهادة۔ یعنے اگر تم ٹھیک گواہی ادا کرو۔ اَوْ تُعْرِضُوْا۔ عن ادائها۔ یا گواہی ادا کرنے سے اعراض کرو تو تم کو تمہارے کیے کا بدلا ملیگا جیسا کرو ویسا پاؤ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہی ف پس تمکو اسکا بدلا دیگا نیک کا ثواب و بد کا عذاب

ف قال في العرائس قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا كونوا قوامين بالقسط شهداء لله۔ اسمیں حق سبحانہ تعالیٰ نے گواہی میں و قدرع حکم کے وقت عدل و انصاف کا حکم دیا تا کہ نفس کو غیر حق تعالیٰ کی طرف میلان نہو حاصل آنکہ حکم میں حق تعالیٰ کا مراقبہ رکھو اور غیر کی طرف نگاہ مت رکھو کیونکہ شاہد عادل جب مراقب حق ہوا تو ہر ذرہ میں حق کا مشاہدہ کریگا پس اسکی شہادت اس شہود سے تمام ہوگی۔ شیخ جنید رح نے فرمایا کہ تیرے قلب تک روح توحید نہ پہونچیگی حالانکہ حق تعالیٰ کا تجھ پر حق ہی جو تو نے پورا نہیں کیا یا ادا نہیں کیا ہی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ

اے ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُسنے اُتاری تھی اپنے رسول پر اور اُس کتاب پر جو

Marfat.com

أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اُتاری اس سے پہلے اور جو منکر ہوا اللہ کا اور ملائکہ کا اور کتابونکا اور رسولونکا اور روز قیامت کا

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ ع۱۷

تو گمراہ ہوا دور کی گمراہی سے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا بعض نے کہا کہ خطاب منافقون کو ہی یعنے ای وہ لوگ جو فقط ظاہر مین ایمان لائے ہو۔ اور بعض نے کہا کہ اہل کتاب مین سے جو ایمان لائے تھے اُنکو خطاب ہی کیونکہ روایت ہی کہ عبد اللہ بن سلام وغیرہ جو ایمان لائے تھے اُنھون نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم آپ پر اور قرآن پر اور موسیٰ پر اور توریت اور عزیر پر ایمان لائے اور باقی سب سے منکر ہین تب یہ آیت نازل ہوئی کما ذکرہ فی المعالم ولیکن یہ روایت صحیح نہین ہی اور حق یہ ہی کہ خطاب مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہے اور معنے قولہ۔ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پر ف ای داموا علی الایمان۔ یعنے برابر ایمان پر مضبوط رہو۔ پس یہ حکم برائے تثبیت و استمرار ہی یعنے برابر ثابت و مستمر رہو جیسے نماز مین ہر نمازی کہتا ہی کہ اِہدنا الصراط المستقیم۔ مجھے راہ راست کی ہدایت فرما۔ حالانکہ مراد یہ ہی کہ مجھے اسپر برابر ثابت فرما۔ اور کہا گیا کہ معنے آنکہ زیادہ ہدایت و کمال ایمان عطا فرما۔ اور معنے قولہ۔ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ۔ اور ایمان لاؤ اس کتاب پر جو اپنے رسول پر تنزیل فرمائی ف کتاب سے مراد قرآن اور تنزیل کی صفت اسی مین ہی کہ نجم نجم کر کے بحسب مصلحت نازل ہوا اور رسول سے مراد محمد صلعم ہین اور قولہ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ۔ اور ایمان لاؤ ہر کتاب پر جو پہلے نازل کی ف اسمین الکتاب کا الف لام جنس کا ہے اور انزال سے تعبیر اسوجہ سے کہ ایکبارگی ہر کتاب اُتری ہی پس الکتاب بمعنے الکتب ہی اور انزل من قبل یعنے اُتارین پہلے قرآن سے دیگر رسولون پر اور واضح ہو کہ نافع و عاصم و کسائی نے نزل و انزل دونون فعل کو مجہول پڑھا اور معنے واضح ہین وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا۔ اور جسنے انکار کیا اللہ تعالیٰ و اسکے ملائکہ و کتابون و رسولون و روز آخرت سے تو وہ گمراہ ہوا دور کی گمراہی مین ف یعنے ایسی گمراہی کہ حق سے بہت دور ہے اور بیضاوی رح نے کہا ای بعید اعن المقصد بحیث لایکاد یعود الی طریقہ یعنے مقصد سے ایسا دور پڑ گیا کہ گویا راہ پر عود ہی نہ کریگا۔ اور بعض نے زعم کیا کہ یہ قول بیضاوی کا صحیح نہین ہی اور جب ہی صحیح ہوگا کہ آیت کسی قوم مخصوص کے واسطے ہو جو کفر پر مرے اور مترجم کہتا ہی کہ یہ عجیب اعتراض ہی شاید معترض نے قولہ بحیث لایکاد یعود سے امتناع سمجھا حالانکہ یہ سمجھ لغت و استعمال دونون سے خارج ہی اور میرے نزدیک کلام بیضاوی کی صحت مین کوئی شبہہ نہین بلکہ کلام متین ہی اور مراد اُسکی یہ ہی کہ قولہ و من یکفر باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر۔ مین پانچ باتون سے کفر کو جمع کر دیا بنظر آنکہ ایمان ان سب کی مجموعی تصدیق پر ہی حالانکہ جو شخص ان مین سے کسی ایک بات سے انکار کرے وہ بھی کافر ہے پس اگر ایک ہی بات سے کافر ہوتا تو ضلال اسپر صادق تھا پھر جو ان سب سے کافر ہوا وہ ضلال بعید مین پڑ کر راہ حق سے بہت دور پڑ گیا کہ راہ راست کی طرف عود کرنا بعد ان پانچ مرحلون کے ہے پس ایسا سخت بھٹکا ہوا ہی کہ راہ پر عود ہی نہ کریگا لیکن اس سے امتناع نہین ہی یہ تو بلاغت کلام کے طور پر تقریر ہی اور اللہ تعالیٰ جب چاہے اسکو ہدایت دیدے فافہم۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ

تحقیق جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے کفر مین ہرگز نہ اللہ

Marfat.com

لَا لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ الَّذِيْنَ

بخشے اُنکو اور نہ یہ کہ دکھا دے انکو راہ خوشخبری دے منافقون کو ساتھ اسکے کہ واسطے اُنکے عذاب ہے درد دینے والا وہ لوگ جو

يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ

پکڑتے ہین کافرون کو دوست سوا ے مسلمانون کے کیا چاہتے ہین نزدیک اُنکے عزت پس تحقیق

الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا

عزت واسطے اللہ کے ہے تمام اور تحقیق اوتارا اوپر تمھارے بیچ کتاب کے یہ کہ جب سنو تم اللہ کی نشانیون کو کہ کفر کیا جاتا ہے

وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ

ساتھ اُنکے اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے ساتھ اُنکے بس مت بیٹھو ساتھ اُنکے یہانتک کہ بحث کرین بیچ اور بات کے سواے اُسکے تحقیق تم اسوقت مانند اُنکے ہو

اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِىْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝ (۶)

تحقیق اللہ جمع کرنے والا ہے منافقون کو اور کافرون کو بیچ دوزخ کے سبکو

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا - بموسیٰ وہم الیہود یعنے مراد اس آیت سے یہود ہین اور معنے یہ ہین کہ البتہ جو لوگ ایمان لائے تھے موسیٰ علیہ السلام پر ثُمَّ كَفَرُوْا - بعبادۃ العجل - پھر کافر ہوگئے بسبب گوسالہ پوجنے کے ثُمَّ اٰمَنُوْا - پھر ایمان لائے بعد اسکے یعنے موسیٰ کے کوہ طور سے واپس آنے کے بعد پھر توبہ کرکے ایمان لائے ثُمَّ كَفَرُوْا - بعیسیٰ پھر کافر ہوگئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے اگرچہ بعینہ وہی لوگ جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاکر کافر ہوے پھر ایمان لائے تھے اسوقت نہ تھے مگر انھین لوگونکی ذریات ایسی تھی جنکی اسی پر رضامندی تھی جو انکے باپ دادے کرتے آئے تھے اسی واسطے آگے فرمایا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا - بمحمد یعنے پھر محمد صلعم سے کفر کرکے اور بڑھایا - لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ - نہین ہے اللہ تعالیٰ کہ اُنکو بخشدے - ما اقاموا علیہ - یعنے جب تک کہ وہ اسی کفر پر قائم رہین - وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا - طریقا الی الحق - اور نہین ہے کہ انکو ہدایت دے سبیل کی اور راہ دے طرف حق بات کے - جاننا چاہیے کہ مفسر رحمہ نے یہان اسی قول کو مرجح ٹھہرایا کہ آن الذین مین موصول سے مراد یہود ہین اور واقعی یہ قول جید ہے غیر اسکے کہ اسپر بھی وارد ہوتا ہے کہ کفر ثانیہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا وہ بعینہ ان لوگون سے نہ تھا جو اول آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا سے صادر ہوا اور جواب کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا - اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے ایک قوم ہے جس سے مکرر مرتد ہوجانا اور اسلام سے پھر جانا صادر ہوا تھا پھر وہ آخری ارتداد پر جمے رہے اور راز دیا دکفر وگمراہی مین بدرجہ غایت پہونچ گئے تھے ذکرہ فی المعالم وغیرہ اور قتادہ رح سے روایت ہے کہ مراد یہود ونصاریٰ دونون ہین یعنے بالمجموع دونون مراد ہین بایں طور کہ یہود تو پہلے ایمان لائے توریت پر پھر کافر ہوگئے بایں معنے کہ خلاف اسکے کیا یا کفر کیا اور نصاریٰ پہلے ایمان لائے انجیل پر پھر اس سے کافر ہوگئے پھر دونون نے اپنا کفر بڑھایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہوے اور علی ہذا وہ اشکال تو نہین وارد ہوتا جو اول قول پر وارد ہوتا تھا مگر آنکہ - ان الذین آمنوا - سے اگر یہود مراد ہین تو ثم آمنوا کی ضمیر سے نصاریٰ مراد لینا مشکل ہے مگر آنکہ کہا جاوے کہ انجیل پر ایمان والے بعض وہی لوگ تھے جو پہلے توریت پر ایمان لائے تھے فافہم اور اولےٰ یہ ہے جو شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے ایسے لوگونکی خبر دی جو ایمان مین داخل ہوے پھر اس سے پھر گئے پھر دوبارہ داخل ہوے پھر لوٹ گئے پھر اپنی گمراہی پر جمے رہے اور اسکو اور بڑھایا یعنے کفر وگمراہی کے اقوال وافعال مین زیادتی کی یہانتک

Marfat.com

کہ مرگئے تو ایسے لوگون مین سے کسی شخص کی توبہ اسکی موت کے بعد قبول نہین اور نہ اسکو اللہ تعالیٰ بخشیگا اور نہ اسکے لیے کوئی راہ ہی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قولہ ازدادوا کفرًا کی تفسیر مین کہا یعنے اپنے کفر پر خوب حد سے تجاوز کیا اور سرکشی کرتے رہے یہانتک کہ مرگئے رواہ ابن ابی حاتم اور ایسا ہی مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا ہی۔ واضح ہو کہ قولہ تعالیٰ لم یکن اللہ لیغفر لہم سے ظاہر یہ ہی کہ جو شخص تین مرتبہ مرتد ہوا اسکی توبہ قبول نہین ہی اور شعبیؒ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا کہ جو تین مرتبہ مرتد ہو اسکی توبہ قبول نہین اور یہی آیت پڑھی رواہ ابن ابی حاتم ولیکن جمہور علماے سلف وخلف نے اسمین خلاف کیا اور کہا کہ مرتد اگرچہ سو مرتبہ مرتد ہو پھر توبہ کرے تو قبول ہی اور ظاہر یہ ہی کہ مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ ہی کہ توبہ وہ کرے اور اللہ تعالیٰ کو اختیار ہی لیکن دنیا مین وہ قتل کردیا جائیگا پھر جو لوگ تین مرتبہ مرتد ہونیوالے کی توبہ قبول ہونے کے قائل ہین انھون نے اس آیت مین تاویل کی بایّن طور کہ مراد ازدادوا کفرًا سے یہ ہی کہ کفر پر اڑا رہا یہانتک کہ مرگیا کما روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ومجاہد۔ اور بایں طور کہ قولہ لم یکن اللہ لیغفر لہم سے یہ مراد کہ جبتک وہ اسی حال پر باقی ہین تب تک انکی مغفرت نہین ہی لیکن توبہ کرین تو قبول ہی اور عبدالرحمٰن بن زیدؒ سے روایت ہی کہ یہ لوگ منافقین تھے کہ دوبار ایمان لائے اور دونون بار کفر کیا پھر کافر مرنے سے اسمین زیادتی کی **قال البیضاوی** قولہ لم یکن اللہ لیغفر لہم الآیہ اسواسطے کہ ان لوگون سے یہ بات مستبعد ہی کہ کفر سے پھر جاوین اور ایمان پر مضبوط ثابت ہون اسواسطے کہ ان کے دلون پر تو کفر کی مہر لگی ہی اور حق سے انکی آنکھین اندھی ہین اور یہ مراد نہین کہ اگر وہ خالص نیت سے ایمان لاوین تو انکی توبہ قبول نہین ہی پھر کہا کہ قولہ۔ **بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا**۔ دلالت کرتا ہے کہ پہلی آیت انھین منافقون کے حق مین ہی کیونکہ وہ ظاہر مین ایمان لائے اور باطن مین بار بار کافر ہوے پھر نفاق پر اڑے رہکر اُسکو اور بڑھایا **قال المترجم** اسی طرف کلام ابن کثیرؒ مشعر ہی پھر بشر صیغہ امر ہی اے آ خبر یا محمد یعنے خبر دے منافقونکو اے محمد۔ اسواسطے کہ منافقون کو یہ کہنا کہ تمھارے لیے عذاب الیم مہیا ہی انکے حق مین بشارت نہین بلکہ بجاے اسکے انذار ہی یعنے خوفناک خبر سنادے لیکن منافقون پر تحکم کیا اور اُن کو کھسیا سنے وخوار کرنے کو یہ فرمایا اور مراد عذاب الیم سے جہنم ہی کیونکہ وہ دکھ دینے والی ہی پس الیم بمعنے مولم ہوا۔ **اَلَّذِيْنَ** ۔ بدل ہے المنفقین سے یا اسکی صفت ہی یعنے وہ منافق کہ **يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ**۔ جو مؤمنون کو چھوڑکر کافرون کو دلی دوست بناتے ہین **ف** اِس غرض سے کہ کافرون مین قوت وعزت خیال کرتے ہین بوجہ اسکے کہ کافر اسوقت بہت تھے اور مسلمان تھوڑے اور کمزور ومحتاج تھے اور قولہ من دون المؤمنین حال ہی اے متجاوزین ولایۃ المؤمنین یعنے کافرون کو اولیا بناتے ہین درحالیکہ مومنون کی موالات سے تجاوز کرنیوالے ہین **قال ابن کثیر** یعنے وہ لوگ درحقیقت کافرون ہی کے ساتھ ہین کہ انھین سے موالات کرتے اور انھین سے خفیہ دوستی رکھتے ہین پس انکا حال وہی کافرونکا حال ہی پس جیسے کافرونکی مغفرت نہین ویسے انکی مغفرت بھی نہین ہی۔ **اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ**۔ کیا چاہتے ہین کافرون کے پاس عزت کو **ف** یہ استفہام انکاری ہے یعنے کافرون کے پاس عزت نہین پاوینگے۔ **فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا**۔ فی الدنیا والآخرۃ ولا ینالہا الا اولیاءہ۔ اسوجہ سے کہ عزت تو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے سب کی سب دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی اور وہ سواے اولیاء اللہ کے اور کسیکو نہین مل سکتی یعنے چونکہ کافر تو اعداء اللہ ہین پھر جب انکے پاس خود ہی عزت نہین ہی تو کافرون سے دوستی والونکو کہان سے ملیگی۔ اور اسمین دلالت ہی کہ جو لوگ راہ توحید پر مستقیم ہون انکو تمام راہ شریعت کی پابندی سے دنیا وآخرت دونون مین عزت اور غلبہ ہی اور جبکہ توحید کامل نہو اور ایمان واثق نہو تو یہ استحقاق نہوگا اور نیز دلیل ہی کہ عزت وہی ہی جو اللہ تعالیٰ واُسکے رسول صلعم کے نزدیک پسندیدہ ہو کچھ مال ودولت وغیرہ سے عزت

Marfat.com

نہین ہی مگر دنیا مین بوجہ اوہام شیطانی کے اسکو عزت قرار دیا جاوے شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اِس کلام سے مقصود یہ ہی کہ بندے آمادہ ہو جاوین
کہ درگاہ الٰہی سے عزت حاصل کرین اور اسکی بندگی مین متوجہ ہون اور اُن نیک بندون مین شامل ہون جنکو دنیا و آخرت دونون مین عزت ہی
قال الامام احمد حدثنا حسین بن محمد حدثنا ابوبکر بن عیاش عن حمید الکندی عن عبادة بن نسیؓ عن ابی ریحانة الخ یعنے ابو ریحانہ سے روایت ہی
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس شخص نے نو باپ کافرون کی طرف نسب بکھانا مراد اُسکی یہ کہ اتنے باپ دادون سے عزت و فخر حاصل کرے تو نو وہ
اور دسوان یہ سب دوزخ مین ہونگے (رواہ احمد منفرداً) وَقَدْ نَزَّلَ- جمہور کی قراءت معروف ہی (اللہ تعالیٰ نے اتارا) اور بعض کی قراءت
بصیغۂ مجہول یعنے اور البتہ اُتار اگیا عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ- تم پر کتاب مین ف یعنے قرآن کے سورۂ انعام مین بقولہ تعالےٰ
واذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنهم الآیہ اور جب تو ایسے لوگون کو دیکھے جو ہماری آیات مین کفر ٹٹولتے ہین تو اُنسے مُنھ موڑ لے
اور اس آیت مین یہ بھی ہی وما علی الذین یتقون من حسابہم من شئ- یعنے جو لوگ تقویٰ رکھین اور خود بچے رہین اُنپر ان لوگون کے وبال مین سے
جو بُرا کہتے ہین کچھ نہین ہی پس اللہ تعالیٰ نے یہان یہی یاد دلایا کہ تم پر کتاب مین یہ حکم اُتر چکا ہی کہ- اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ- انہ اذا سمعتم- اٰيٰتِ
اللّٰهِ- جب سنو تم آیات الٰہی کو در حالیکہ- يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا- ان آیات سے کفر اور ٹھٹھا کیا جاتا ہی- فَلَا تَقْعُدُوْا
مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ- تو تم ان کافرون ٹھٹھا کرنیوالون کے ساتھ مت بیٹھو حتی کہ وہ لوگ دوسری بات مین
پڑین ف واضح ہو کہ سورۂ انعام مکی ہی اور کفار مکہ اپنے بتون کی ہجو سُنکر جواب مین قرآن سے مسخرہ پن کرتے تو اہل اسلام انکے ساتھ بیٹھنے سے
منع کیے گئے- پھر یہودی مردود بھی مدینہ مین ایسا کرتے مگر منافقین انکے ساتھ شریک ہو جاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انکی بے ایمانی کے ظہور کا اشارہ فرمایا
کہ کتاب مین تو یہ حکم اُتر چکا تھا پھر ایمان کی شان نہین ہی کہ اُسکی فرمانبرداری نہ کرے بلکہ اُسکے خلاف کرے جیسے یہ منافقین تھے کہ یہودیون کے ساتھ
بیٹھکر مذمت سنتے تھے پھر کہا گیا کہ ساتھ بیٹھنے کی ممانعت یہانتک ہی کہ وہ دوسری بات مین خوض کرین تو پھر ساتھ بیٹھنے مین مضائقہ نہین ہی اور بیضاوی
نے کہا کہ قولہ یکفر بہا ویستہزأ بہا- کو حال قرار دینے سے غرض یہ کہ ساتھ بیٹھنے کی ممانعت اس قید کے ساتھ ہی کہ جسکے ساتھ بیٹھا ہے وہ عناد سے
ٹھٹھا کرتا ہو اور اس سے یہ امید نہو کہ فہمایش سے اُسکو ترک کریگا اور وہان روکنے کا قابو نہین ہی- حاصل یہ ہوا کہ جہان مسلمان کو قابو نہو اور کافرونکے
مجمع مین دیکھے کہ وہ لوگ خبیث اپنی جہالت سے آیات قرآن سے مذاق و عناد کرتے ہین تو اُٹھ جاوے- واضح ہو کہ آیت مین دلیل ہی کہ ہر ایسی صحبت مین
بیٹھنا منع ہی کہ جسمین شرع کے حق مین کوئی نقص کا داغ آتا ہو خواہ ٹھٹھا کرنا یا کوئی عیب لگانا- اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ دین مین بدعت نکالنے
والا اور نئی باتین نکالنے والا قیامت تک کوئی ہو اسمین داخل ہی اور واضح ہو کہ مکہ مین جو سورۂ انعام مین آیت ممانعت اُتری تھی اسمین یہ بات تھی کہ
جو شخص خود اس ٹھٹھے کو نہ کرے اُسپر وبال نہین ہے اور اس رخصت کی وجہ یہ تھی کہ وہان تمام کافر ہی کافر بھرے تھے تو جہان جاوے یہی کلمات سننے مین
آتے تھے پس رخصت دیدی تھی جبکہ خود شریک نہو اور دل سے کافرون کی بدکرداری کو بُرا سمجھے پھر مدینہ منورہ مین اسلام کثیر ہو گیا تو یہ رخصت منسوخ فرمائی بقولہ تعالیٰ
اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ- یعنے اگر تم انکے ساتھ بیٹھے تو تم بھی گناہ مین انکے برابر ہو ف پھر تفصیل ظاہر ہی کہ شرع یا ارکان اسلام مین کسی
امر سے ٹھٹھا کرنا کفر ہی پس بیٹھنے والا بھی کافر ہوگا اگر انکی حرکت پر راضی ہوا کیونکہ شیطان ہر وقت گھات مین ہی پس شاید کہ شبہہ پڑ جاوے اور انکی
باتون پر راضی ہو جاوے ورنہ گناہگار ضرور ہوگا کیونکہ نہ بیٹھنے اور نہ سننے پر قادر تھا پھر خواہ مخواہ سنتا رہا اور اگر خوف سے مجبوری بیٹھا رہا تو شاید
گنہگار نہو واللہ تعالیٰ اعلم اور بدعتی کے ساتھ بیٹھنا بشرطیکہ اُسکی بدعت مؤدی بکفر نہو تی ہو تو اگر خود خوض نہ کیا تو مکروہ ہی اور مباحثہ علم فلسفیہ
اور اُنمین خوض مکروہ تحریمی ہی- اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا- اللہ تعالےٰ

Marfat.com

منافقون وکافرون کو جہنم مین اکٹھا کرنے والا ہی ف یعنے دونون فریق کو جہنم مین جمع فرما دیگا جیسے دنیا مین دونون کفر اور ٹھٹھا کرنے پر مجتمع ہوے تھے ف فی العرائس قوله تعالیٰ ایبتغون عندهم العزة فان العزة لله جمیعا۔ اسمین حق تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ جو لوگ پابند نفس ہین وہ عزت کو ایسی جگہ سے طلب کرتے ہین جہان ذلت ہی اسواسطے کہ عزت صفت ازلی ہی اور جو شخص بصفت ازلیہ موصوف نہین وہ اگر عزت چاہتے ہین تو ایسی ذات سے عزت چاہین جسکو حضرت حق تعالیٰ نے اپنی عزت سے عزیز فرمایا ہی یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے صحابہ و اولیا کے پاس سے عزت ڈھونڈھین کیونکہ انپر عزت حق کی چادر ہی وقد قال تعالیٰ ولله العزة ولرسوله وللمؤمنین پس جسنے حق عزوجل سے عزت ڈھونڈھی وہ عزیز ہوا اور جو غیر پر مغرور ہی وہ ذلیل ہوا۔ قال المترجم امام ابوبکر بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ؎ من عز بالمولی فذاك جلیل + ومن رام عزا سواه فهو ذلیل + یعنے جسنے عزت پائی اپنے مولیٰ حق عزوجل سے وہی جلیل ہی اور جسنے سوائے اسکے کہین سے عزت چاہی وہ ذلیل واقعی ہی ؎ ولو ان لفي مد بیاها ملیکها + مضی عمرها في سجدة لقلیل + حاصل آنکہ میرا نفس اگر ایک سجدہ مین اپنی عمر گزار نا بنظر احسان اپنے مولیٰ عزوجل کے تو یہ بھی بہت قلیل تھا ؎ احب مناجاة الحبیب باوجه + ولکن لسان المذنبین کلیل + مجھے آرزو ہوئی کہ بصد زبان اپنے حبیب سے مناجات کرون ولیکن گنہگارون کی زبان تو گونگی ہوتی ہے ۔ شیخ ابوسعید خراز نے فرمایا کہ جو عارف ہی وہ اللہ تعالیٰ ہی سے عزت دیکھتا ہی واسطی رح نے فرمایا کہ جو قلب کسی خواہش مین پڑا کہ اسکو عزت حاصل ہو تو اسپر خرابی چھا جاتی ہی جیسے چاند کو گہن لگ گیا کیونکہ یہ نفس کی رعونت ہی ۔ ع ۔ الحاصل اللہ تعالیٰ نے منافقون و دنیاوی عیش چاہنے والون کی مذمت فرمائی کہ اگر منہ سے کلمۂ اسلام ظاہر کرین تو بھی کافر بلکہ دو منہ والے کافر ہین یہ لوگ کافرون مین بیٹھکر

اللہ تعالیٰ و اسکی آیات سے تمسخر سنتے ہین پھر ان منافقون کے قبائح صریح و انکا دشمن اسلام و مسلمین ہونا ظاہر فرمایا بقوله تعالیٰ

الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللَّهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ

وہی لوگ ہین جو انتظار کرتے ہین تمہارا سو اگر فتح تمہاری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو کہنے لگے کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہین

وَإِن كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ

اور اگر کافرون کے لیے حصہ ہوا تو کہنے لگے کہ ہمنے تمپر قابو نہین پایا اور مومنون سے تمکو

الْمُؤْمِنِينَ ۚ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ

نہین بچایا اللہ تعالیٰ تمہارے بیچ مین قیامت کے روز فیصلہ کریگا اور اللہ نے نہین کری کافرونکے لیے

عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۱۴۱ ع ۲۰

مومنون پر کوئی راہ

الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ ۔ ایسے خبیث لوگ ہین کہ تمہارے حق مین گردشونکا انتظار کرتے ہین ۔ ف یعنے اے اہل ایمان یہ خبیث منافقین تمہارے دشمن باطنی ہین تمہارے حق مین زمانہ کی گردشونکا انتظار کرتے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پہچانتے نہین تو دنیا مین جو تغیرات پیش آتے ہین انکو زمانہ کی گردش و نیچر کی نیرنگیان سمجھتے ہین چنانچہ منافقون کو یہ انتظار رہتا تھا کہ کب ایسا حادثہ پیش آوے کہ مسلمان سب مٹ جاوین اور کافرونکا بالکلیہ تسلط ہو کیونکہ انکے دل مین شیطان نے ڈالدیا تھا کہ اسلام پورا ہو گا اور مسلمان عنقریب زائل ہو جاوینگے پس یہ لوگ گردش و حوادث کا انتظار کرتے تھے ۔ فَإِن كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللَّهِ ۔ پھر اگر لڑائی مین تمہاری کشائش

ہوئی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ف تمنے فتح پائی اور غنیمت حاصل ہوئی تو آکر تمسے چاپلوسی اور دوستی ظاہر کرنے لگے۔ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ۔ تمسے کہنے لگے کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہین ہین ف یعنے ہم تو دین و جہاد مین تمہارے شریک ہین پس تم ہمکو بھی غنیمت مین سے حصہ دو۔ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ۔ اور اگر کافرون کے واسطے کچھ نصیبہ ملا یعنے تمہاری فتح نہوئی تو کافرون سے جاکر چاپلوسی کرنے لگے۔ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ کافرون سے کہنے لگے کیا ہم تمپر نہین مستولی ہوگئے تھے ف ہمکو تمپر بالکل قابو تھا چاہتے تو تمکو گرفتار کرلیتے اور قتل کرڈالتے مگر ہمنے تمکو باقی رکھا۔ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور کیا نہین باز رکھا ہمنے تمکو مومنون سے یعنے ہمین نے تمکو مومنون سے بچایا اسطرح کہ ہمنے انکا ساتھ چھوڑ دیا اور یہی بات سمجھائی کہ وہ ڈر کر بھاگ نکلے اور تمہارے پاس انکی خبرین خط کے ذریعہ سے بھیجین پس تمپر ہمارا احسان ہی حاصل آنکہ انسے بھی دنیا حاصل کرنی چاہتے ہین قال البیضاوی مسلمانون کی ظفر کو فتح فرمایا اور کافرون کی ظفر کو فقط نصیب کہا اسوجہ سے کہ کافرونکو اس سے خسیس حصہ ملا کیونکہ وہ فقط امر دنیاوی نیت پر جو جلد زائل ہو جانے والی ہی لڑے آور قولہ کان لکم فتح من اللہ مین اشارہ ہی کہ یہ امور مقدرات ہین اور کبھی کافرون کو بھی غلبہ دینا بمقتضاے حکمت الٰہی ہی تاکہ مومنون کا امتحان باقی رہے اور انجام کار مومنون کیواسطے نصرت و غلبہ متعین ہے الحاصل دنیا مین منافقون کی شناخت بتلائی اور مومنون مین انکو مشتہر کردیا اور اپنے دین اسلام کے ظاہری قرار سے انکو قتل و قید سے چھوڑ دیا مگر آخرت مین منافقون کو نجات نہوگی چنانچہ مومنون کو خطاب فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اللہ تعالیٰ حکم کریگا تمہارے درمیان بروز قیامت ف چنانچہ لے صادق مومنین تمکو جنت مین داخل کریگا اور منافقون کو دوزخ مین جھونکیگا اور چونکہ بینکم خود دو چیزون کو مقتضی ہی لہذا مراد ظاہر ہی کہ تمہارے منافقون کے درمیان فیصلہ فرماویگا شیخ ابن کثیرؒ نے یہ خطاب منافقونکی طرف قرار دیا چنانچہ کہا کہ قولہ تعالیٰ فاللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ اے منافقو تمہارے حال سے اللہ تعالیٰ کو علم حقیقی ہی وہ حکم عدل فرماویگا کیونکہ وہ تمہاری بد باطنی کو خوب جانتا ہی پس ظاہر شرع مین جو احکام تمپر جاری کیے ہین اس سے مغرور مت ہو کیونکہ اسمین مصلحت و حکمت ہی اور بروز قیامت تمکو تمہارے سرائر ظاہر ہونگے اور جو کچھ دلون مین تھا اسدن کھولدیا جائے گا مترجم کہتا ہی کہ منافقون سے ظاہری اسلام قبول کرنیکی حکمت مین سے یہ امر کبیر ہی کہ نفاق تو قیامت تک رہیگا اور خالی اعمال سے دلی حال نہین کھلتا بلکہ بعض سچا مومن بھی گناہ مین پھنس جاتا ہی اور بعض منافق کبھی مکر سے بڑا عابد زاہد بنجاتا ہی تو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکر شناخت ہوتی کیونکہ سلطان خالی گمان سے کبھی مسلمان کو منافق سمجھکر قتل کرڈالتا اور بکثرت مکار منافق کو معزز سمجھتا جیسے اکثر عوام الناس ایسے مکارون کے معتقد ہو جاتے ہین۔ پھر واضح ہو کہ کسی زمانہ مین منافقون کی یہ مراد پوری نہوگی کہ مومنین مٹ جاوین قال تعالیٰ۔ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا۔ اور اللہ تعالیٰ نے کافرونکے لیے مومنونپر راہ نہین رکھی ف یعنے ایسی راہ نہین رکھی کہ بالکل جڑ سے کھودین تس دنیا مین اگرچہ کافرون کو غلبہ ہو مگر ایسا غلبہ نہوگا کہ مسلمانون کو جڑ سے ناپید کرسکین چنانچہ جب کسی قوم کافر نے یہ قصد کیا وہ خود تباہ ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے مومنون کو فتح و نصرت عنایت فرمائی والحمد للہ رب العالمین آور بعض نے کہا کہ سبیل سے مراد حجت ہے کما قال السدی رح اور معنے یہ ہین کہ دلیل و حجت کی راہ سے مومنون پر کافرون کو کبھی غلبہ نہوگا۔ اور ابن عطیہ نے کہا کہ تمام اہل تاویل کے نزدیک مراد اس سے یہ کہ بروز قیامت کافرون کو مسلمانون پر کوئی راہ نہوگی کذا روی عن علی وابن عباس رض وکذا رواہ السدی عن ابی مالک لیکن ابن العربی رح نے اعتراض کیا کہ اس تاویل پر خبر کا کوئی

فائدہ نہیں رہتا ہی اور بعض نے کہا کہ معنے کلام کے یہ ہین کہ اللہ سبحانہ تعالی کافرون کو کوئی راہ نہیں دیتا مومنون پر جب تک کہ مومنین حق پر عمل کرنے والے اور باطل سے ناراض اور امر بالمعروف ونہی از منکر پر قائم اور باہم متفق رہیں۔ وابن العربی نے کہا کہ یہ تاویل خوب لطیف ہے اگر کہا جاوے کہ قولہ جب تک سے آخر تک کے قیود اپنی طرف سے زائد ہین جواب یہ ہو کہ نہیں بلکہ مومنین ہونا چاہیے اور مومنین ہونے کے لیے یہ امر ضروری ہی بلکہ وہ دنیا سے بیزار اور آخرت کے خواستگار ہون اور دنیاوی کامون کو شرعی نیت سے کرین پس خلاصہ کلام یہ کہ کافرون کو راہ ان لوگون پر نہیں ہی جو مومنین صادقین ہین۔ واضح ہو کہ اس آیت سے چند مسائل ثابت ہوتے ہین اول آنکہ مسلمان غلام کو اگر ذمی نے خریدا تو اصح قول یہ کہ بیع صحیح نہیں ہی اور دوسرا قول یہ کہ بیع صحیح ہی ولیکن اُسیوقت کافر کے ہاتھ سے اسکی ملک زائل کرادی جاوے مثلاً حکم دیا جاوے کہ اسکو مسلمانون کے ہاتھ فروخت کرے دوم آنکہ اگر مسلمان کے مال پر کافر مسلط ہوئے تو مالک نہیں ہوتے کیونکہ انکے واسطے کوئی سبیل نہیں رکھی گئی ہی سوم کافر کے بدلے مسلمان قتل نکیا جاوے چہارم آنکہ جورو و مرد مسلمان ہین پھر مرد مرتد ہو گیا تو ارتداد ہی سے دونون مین بالکل جدائی ہو گئی یہ قول حنفیہ کا ہی اور بیضاوی نے اسپر اعتراض کیا کہ یہ ضعیف ہی اسواسطے کہ عدت گذرنے سے پہلے اگر وہ پھر مسلمان ہو گیا تو نفی نہیں نکلتی کہ مرد کو اسپر راہ حاصل نہوگی۔ رد کر دیا گیا کہ مرتد ہوتے ہی بسبب کافر ہونے کے مصادق آیا کہ اسکی کوئی راہ نہین ہی پھر بعد نفی ہو جانے کے ایام عدت مین عود کرنے کے لیے کوئی موجب دیگر چاہیے اور وہ موجود نہیں ہی پنجم آنکہ کافر کی گواہی مسلمان پر مقبول نہیں ہی

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا
منافق لوگ فریب کرتے ہین اللہ تعالی سے اور اللہ انکو سزا دینے والا ہی اور جب کھڑے ہوتے ہین نماز کو تو کھڑے ہوتے ہین
كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ
کسلمند دکھلاتے ہین لوگون کو اور نہیں یاد کرتے ہین اللہ کو مگر تھوڑا مذبذب ہین اسکے بیچ مین
لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۱۴۵
نہ اُنھون کی طرف اور نہ اُنھون کی طرف اور جسکو گمراہ کرے اللہ تعالی سو نہ پاوے گا تو اسکے لیے کوئی راہ

واضح ہو کہ شرع مین درحقیقت منافق اُسکو کہتے ہین جو ایمان ظاہر کرے اور باطن مین کافر ہو اور اسکے معنے یہ ہین کہ ظاہر کرنے کہ مجھے اللہ تعالی و رسول صلعم و کتابون و ملائکہ و جملہ ارکان ایمان و قیامت و حشر و بعث و جنت و نار سب کا پورا یقین ہی اور باطن مین ایسا نہو خواہ سب باتون مین نہو یا بعض بات مین نہو خواہ اسطرح کہ بعض بات کا بالکل یقین نہو اور خواہ کل باتونکا یقین نہو اور خواہ گمان ہو کہ ایسا ہی ہی یا نہیں اگرچہ گمان غالب ہو کہ ایسا ہی ہی تاہم وہ مؤمن نہیں بلکہ کافر منافق ہے کیونکہ اگر بعض باتونکا یقین نہوا یا بعض مین کچھ تردد ہوا تو ایمان متحقق نہوگا کیونکہ بدون یقین کے ایمان نہیں ہی پھر واضح ہو کہ اگر سب باتون کا یقین ہو لیکن ایک غفلت و معصیت کی وجہ سے پردہ ہو جس سے بعض افعال حرام کا مرتکب ہو جنکو نفاق کہا گیا ہی جیسے حدیث مین ہی کہ جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب امانت دیا جاوے تو اُسمین خیانت کرے پس یہ منافق ہی تو اکثر علما نے کہا کہ یہ منافق عملی ہی یعنے اپنے کامون مین منافقانہ برتاؤ کرتا ہی اور حذیفہ رض سے پوچھا گیا کہ منافق کون ہی فرمایا کہ جو اسلام کو بیان کرے اور اُسپر عمل نہ کرے۔ پھر چونکہ منافق کو معرفت الٰہی نہیں ہے تو اپنی دانست مین وہ

جانتا ہے کہ میرے حال سے کوئی واقف نہین ہی چنانچہ فرمایا۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ۔ بیشک منافقین دھوکا دیتے ہین اللہ تعالیٰ کو ف باین معنے کہ یون سمجھتے ہین کہ ہمنے زبان سے ظاہر کردیا پس اسی پر مدار ہی اور ہمارے حال سے کوئی واقف نہین ہے یا باین طور کہ وہ اظہار کرتے ہین برخلاف اُسکے جو دل مین کفر پوشیدہ کیا ہی تاکہ اپنے سر سے اللہ تعالیٰ کے دنیاوی احکام کو دور کرین پس اُنپر جہاد نہین ہوتا اور کافرون پر جو مواخذہ از قسم جزیہ وغیرہ ہے وہ ان سے نہین لیا جاتا بلکہ غنیمت وغیرہ سے اُنکو حصہ ملتا ہی پھر فرمایا۔ وَهُوَ خَادِعُهُمْ۔ اور اللہ تعالیٰ اُن کو مکر مین ڈالتا ہی ف اس طرح کہ دنیا مین اُنکے مکر کی اطلاع دیکر سب مین فضیحت فرماتا ہی اور آخرت مین اُنکو عذاب شدید مین ڈالیگا۔ جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن کے کھلے وچھپے بھید سے آگاہ اور سب جانتا ہی پس اسکو کوئی فریب ودھوکا نہین دے سکتا پس قولہ یخادعون اللہ یعنے وہ لوگ اپنی جہالت سے ایسا سمجھتے ہین کہ ہمنے دھوکا دیا اور ریا انکا اسلام ظاہر کرنا اور کفر پوشیدہ کرنا یہی خداع ہی اگرچہ او تعالیٰ کی درگاہ مین چل نہین سکتا اور اسکے مقابلہ مین یہان فرمایا وہو خادعہم یعنے اور اللہ تعالیٰ انکا خادع ہی۔ کشاف مین مذکور ہی کہ محاورہ بولتے ہین خادعتہٗ فخدعتہ۔ یعنے مین نے اور اُسنے ایک دوسرے سے فریب کیا پس مین نے اسکو فریب دیا یعنی مین ہی اُسپر غالب ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خداع بمعنے حقیقی نہین ہو سکتا اسواسطے کہ خداع وہ کہ جو فریب کے ذریعہ سے اپنی مراد کو پہونچے اور اللہ تعالیٰ سب قدرت رکھتا ہی پس خداع نقص ہی جو جناب آلہی کی طرف منسوب نہین ہو سکتا لہذا مفسرؒ نے کہا کہ خادعہم کے معنے یہ کہ او تعالیٰ اُنکو اُنکے خداع پر سزا دینے والا ہی پس وہ فضیحت ہونگے دنیا مین اسطرح کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلعم کو اس چیز کی اطلاع دیدیگا جو اُنھون نے چھپا رکھی اور عاقبت مین عذاب کیے جاوینگے اور حسنؒ سے روایت ہی کہ قیامت مین ہر مومن و منافق پر نور ڈالا جائیگا جسکی روشنی مین چلینگے یہانتک کہ جب صراط تک پہونچینگے تو منافقون کا نور بجھ جائیگا اور مومنین اپنے نور مین گذر جائینگے پس یہ اللہ تعالیٰ کی خدیعت ہے وقد روی عن السدی و مجاہد و سعید بن جبیر نحوہ مترجم کہتا ہی شاید یہ تفسیر ماخوذ ہی از قولہ تعالیٰ یوم یقول المنافقون والمنافقات للذین آمنوا انظرونا نقتبس من نورکم الآیہ یعنے جسدن منافق مرد اور منافقہ عورتین درخواست کرینگی مومنون سے کہ ذرا ہماری عنایت کرو کہ ہم تمھارے نور سے روشنی لے لین۔ ھ۔ اور بعض احادیث مین بھی منافقین کا نور بجھ جانا مذکور ہی۔ بالجملہ منافقین فرط جہالت سے یہ جانتے تھے کہ ہماری باتین جیسی لوگونکے نزدیک چلتی ہین ایسی ہی یہ باتین اللہ تعالیٰ کے نزدیک رائج ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی۔ یوم یبعثہم اللہ جمیعا فیحلفون لہ کما یحلفون لکم الآیہ جسدن اللہ تعالیٰ سب کو حشر کریگا تو اُسکے سامنے بھی جھوٹی قسم کھاوینگے جیسے تمھارے سامنے جھوٹی قسم کھاتے ہین۔ ھ۔ پس بنا بر انکی زعم کے او تعالیٰ نے فرمایا یخادعون اللہ وہو خادعہم۔ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ۔ مع المؤمنین۔ قَامُوْا كُسَالٰى۔ اور جب کھڑے ہوتے ہین نماز کو یعنے مومنون کے ساتھ تو کھڑے ہوتے ہین درحالیکہ کسلمند ہین یعنے بھاری بدن ہین یعنے ناگواری سے نماز کو کھڑے ہوتے ہین۔ اور قول المفسر رحمہ اللہ مع المؤمنین مین اشارہ ہی کہ تنہا تو کھڑے ہی نہین ہوتے چنانچہ قتادہ نے فرمایا کہ واللہ اگر مومنین نہوتے تو کوئی منافق نماز نہ پڑھتا اور یہ کسل اُنکو بوجہ اسکے کہ ثواب کی امید نہین اور عذاب کا ڈر نہین بلکہ نماز کو جو عجیب نعمت اور آنحضرت صلعم کی آنکھون کی ٹھنڈک تھی یہ منافق اسکو محض عبث اور فعل لغو تصور کرتے ہین جس سے اُنپر بھاری پڑجاتی ہی جیسے بیچر یون وغیرہ کا حال ہی اور اگر ظاہر مین لوگونکا خیال نہوتا تو نہ پڑھتے چنانچہ فرمایا۔ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ۔ دکھلاتے ہین لوگونکو اپنی نماز یعنے مومنونکو دکھلانے کے لیے نماز پڑھتے تھے ریا کہتے ہین کسی قول و فعل جمیل کو اس غرض سے ظاہر کرنا کہ اسکو لوگ دیکھین اور اس سے غرض اتباع حکم آلہی نہو۔ اور مراءاۃ بروزن مفاعلت یہان ظاہر ایک جانب سے ہی اسواسطے کہ مومنین اُنکو نہین دکھلاتے تھے اور یہ جملہ حال واقع ہی یعنے کسالی نماز پڑھتے وہ بھی اس حال مین

کہ لوگون کو دکھلانے کے لیے کرتے تھے - وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا - ای لایصلّون الا ریاءً - یعنے نہین نماز پڑھتے ہین مگر ریاکاری کے واسطے پس مراد ذکر سے نماز ہی بقرینہ سیاق اور ہوسکتا ہی کہ مراد حقیقت ہو یعنے دکھلانے کو نماز پڑھتے ہین اور ہمین یاد الٰہی نداردہی اور ابن عباسؓ نے کہا کہ اسواسطے ایسا فرمایا کہ اُنکی غرض فقط لوگون کا دکھلانا تھی ور اس قلیل کو اگر اللہ تعالیٰ کیواسطے ادا کرتے تو یہ ذکر کثیر ہوتا کذا فی المعالم اور یہ مؤید تفسیر **شیخ جلال**رح ہی اور حدیث مین ہی کہ جو شخص سنانے کو کچھ کرے اللہ تعالیٰ اُسکو بدلا دیگا اور جو دکھلانے کو کرے اللہ تعالیٰ اُسکو بدلا دیگا یعنے وہ بھی اسیطرح قیامت مین دکھلایا و سُنایا جائیگا جس سے اُسکی توہین ہوگی - اور ایک حدیث سے ثابت ہی کہ جو شخص علم اسواسطے حاصل کرے کہ عالم کہلاوے اُسکو سخت عذاب ہوگا اور دنیا مین اُسکو یہ بات حاصل ہو جائیگی - اور دوسری حدیث مین ہی کہ لوگونکے ظاہر مین اللہ تعالیٰ بندے کو جنت مین لیجانیکا حکم فرمائیگا اور موڑکر دوزخ مین ڈالا جائیگا **اور شیخ ابن کثیر**رح نے بروایت ابن مردویہ از ابن عباسؓ وارد کیا کہ آدمی کو مکروہ ہی کہ نماز کیطرف اس حال سے کھڑا ہو کہ اُسکو ادا کرنا بھاری ہو ولیکن یون کھڑا ہونا چاہیے کہ خندان پیشانی بڑی رغبت سے نہایت خوش ہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہی اور اُو تعالیٰ اُسکے مواجہہ مین اُسکی مغفرت فرماتا ہی اور اُسکی دعائین قبول فرماتا ہی پھر ابن عباسؓ نے یہ آیت پڑھی واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ - اور یہ حالت اُن منافقون کی ظاہری ہی اور باطنی خباثت یہ ہی کہ لوگونکو دکھلاتے ہین یعنے اُنکو اخلاص نہین اور اُنکا معاملہ اللہ تعالیٰ سے نہین بلکہ تقیہ کے طور پر نماز کا فعل کرتے ہین اور اسی وجہ سے اکثر یہ لوگ ایسی نماز سے جس مین ریا نہین اور مشقت ہی مانند عشاء و صبح کے جو اندھیرے مین آنحضرت صلعم ادا کیا کرتے تھے غائب ہوتے تھے چنانچہ صحیحین مین ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ منافقون پر سب سے زیادہ بھاری نماز عشاء و فجر ہی اور اگر وہ لوگ جانتے کہ ان دونون نمازون مین کیا ثواب عظیم ہی تو ضرور آتے اگرچہ چوتڑون کے بل گھسلتے ہوتے اور البتہ مین نے قصد کیا کہ حکم دون کہ نماز قائم کیجاوے پھر ایک شخص کو حکم دون کہ نماز پڑھا دے پھر مین چند آدمیون کو لیکر جنکے پاس لکڑیون کے گٹھے ہون ایسی قوم کی طرف جاؤن جو نماز مین نہین حاضر ہوتے پھر اُنپر اُنکے گھر آگ سے جلا دون **قال المترجم** آنحضرت صلعم نے بخیال بچون و عورتون کے گھر نہین جلائے جیسا کہ دوسری روایت مین مصرح ہی اور کوئی وجہ ہو مگر یہ تہدید شدید ہی اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص ایسا ہو کہ جہان اُسکو لوگ دیکھین تو اچھی طرح نماز پڑھے اور جہان تنہا ہو تو بری طرح پڑھے تو اس سے اُسنے استہانت کی رواہ ابو یعلی اور ریاکاری ایک فعل نہایت بد ہی اور منجملہ اُن افعال کے قرار دیا گیا جو نیکیونکو کھا جاتا ہی اور بعض روایات مین اسکو شرک قرار دیا اور لوگ کس کثرت سے اسمین گرفتار ہوتے ہین نعوذ باللہ من الریا والسمعۃ و نستغفر اللہ - **اور شیخ ابن کثیر**رح نے کہا کہ قولہ ولا یذکرون اللہ الا قلیلا - یعنی اُنکو نماز مین نہ خشوع ہی اور نہ جانتے ہین کہ ہم منھ سے کیا کہتے ہین اور سہو و لہو مین پڑے اصلی مقصد سے غافل ہین اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہی تین مرتبہ فرماکر کہا کہ بیٹھا رہتا ہی یہانتک کہ جب آفتاب اس حال پر پہونچ جاتا ہی کہ ڈوبنے کو شیطان کے دو سینگونکے بیچ مین ہو جاتا ہی تو کھڑا ہو کر چار ٹکرین مار لیتا ہی نہین یاد کرتا اُسمین اللہ تعالیٰ کو مگر تھوڑا رواہ مالک و مسلم و الترمذی و النسائی اور مترجم کہتا ہے کہ معنی حدیث کے واللہ اعلم یہ ہین کہ مسلمان اگر ایسی نماز پڑھے تو یہ منافق کے مانند نماز ہوئی کیونکہ اُسنے اس جلدی مین ذکر الٰہی بہت قلیل کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے منافق کو فرمایا کہ لا یذکرون اللہ الا قلیلا پھر اللہ تعالیٰ نے منافقون کے ایمان کو فرمایا - مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ - درحالیکہ کفر و ایمان کے درمیان متردد ہین - اور یہ جملہ حال ہی اور کشاف مین ہی کہ مُذَبْذَب کے حقیقی معنے وہ چیز جو پڑی رہے دونون طرف سے دور کی جاوے پس کسی جانب نہ ٹھہرے اور مذبذب مین ایک تکرار ہی جو ذَبَّ مین نہین گویا معنے یہ ہین کہ ہر بار جب وہ کسی جانب مائل ہوا تو وہین سے ہٹایا اور دور کیا گیا - پھر اس تذبذب کا نتیجہ فرمایا

Marfat.com

لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۔ نہ منسوب ہین کافرون کی طرف اور نہ مومنون کی طرف ہواسطے کہ حالت انکی یہ تھی کہ ایمان
وکفر کے درمیان متردد تھے پس نہ وہ مومنون کے ساتھ ظاہرًا وباطنًا تھے اور نہ کافرونکے ساتھ بلکہ بعض اُنمین سے ایسے تھے کہ ظاہر مین مومنونکے ساتھ
تھے اور باطن مین کافرون کے ساتھ تھے اور بعض ایسے تھے کہ اُسکو شک چھا گیا تھا اور چھا یا کرتا تھا پس کبھی تو کافرون کی طرف میلان کرجاتا اور
کبھی مومنون کی طرف اور یہان سے ظاہر ہوا کہ قولہ لاالی ہولاء ولاالی ہولاء ۔ بلیغ جامع ہی اور مجاہدؒ نے فرمایا کہ لاالی ہولاء یعنے نہ اصحاب محمد صلعم
کی طرف ۔ ولاالی ہولاء یعنے نہ یہود کی طرف اور اولیٰ یہ ہی کہ تخصیص یہود کی نہ کیجاوے بلکہ کفار عام رکھے جاوین ۔ اور حضرت ابن عمرؓ سے
روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ منافق کی مثل جیسے وہ بکری جو دو گلون کے بیچ مین متردد ہی کہ کبھی اُنکی طرف آتی اور ماری جاتی ہی اور کبھی
اُسکی طرف جاتی اور ماری جاتی ہی نہین جانتی کہ دونون مین سے کسکے پیچھے لگ جاوے رواہ الشیخان وغیرہم اور امام احمد وغیرہم کی روایت مین آیا ہی
کہ مومن ومنافق وکافر کی مثال جیسے تین آدمی ایک نہر پر پہونچے پس مومن تو اُسکو عبور کر گیا اور کافر ٹھٹھک رہا اور منافق اندر گھسا جب میان مین
پہونچا تو کافر نے پکارا کہ کہان جاتا ہی مجھے خوف ہی کہ تو ہلاک ہوگا ادھر میری طرف آ اور مومن نے پکارا کہ ادھر میری طرف نجات اور ایسی اور ایسی
خوبیان ہین پس اُسنے متردد ہوکر دونون طرف دیکھنا شروع کیا اور اسی حال مین ایک موج آئی اور اُسکو غرق کردیا ۔ قتادہؒ نے کہا کہ منافق بھی ہمیشہ
اسی شک وشبہہ مین پڑا رہتا ہی یہانتک کہ اسی حال مین اُسکو موت آجاتی ہی قَالَ الْمُتَرْجِمُ اس مثل مین یہ بھی نکلا کہ منافق اُس کافر سے بھی بدتر رہا
جو کنارے ٹھٹھک رہا تھا اور یہی ثابت ہی کہ منافقین کو کافرون سے زیادہ عذاب ہوگا ۔ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا
الی الهدیٰ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا تو اُسکے واسطے تو راہ نہین پاویگا کہ ہدایت مین لے آوے یعنے منافقین جنکو حضرت خالق
عزوجل نے راہ نجات سے دور کردیا پھر اُنکا کوئی ہادی نہین اور نہ اس بلاء سے اُنکو کوئی نکالنے والا ہی کیونکہ اوتعالیٰ کے حکم پر کسی کو دم مارنیکی مجال
نہین تو ہو کما قال لایسئل عما یفعل وہم یسئلون ۔ جو چاہے کرے اس سے بازپرس نہین اور بندے پیدا کیے جو کرین اُنسے پوچھا جاوے گا
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ
اے ایمان والو نہ پکڑو کافرون کو ١٤ رفیق مسلمان چھوڑکر کیا لیا چاہتے ہو
اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ
اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح منافق رہین سب سے نیچے درجے مین آگ کے
وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا
اور ہرگز نپاوے گا تو اُنکے واسطے کوئی مددگار مگر جنھون نے توبہ کی اور سنوارا آپ کو اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور نرے
دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ ١٤٦
حکم بردار ہوے اللہ کے سو وہ ہین ایمان والون کے ساتھ اور آگے دیگا اللہ ایمان والون کو ثواب بڑا
مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝ ١٤٧
کیا کریگا اللہ تمکو عذاب کرکر اگر تم حق مانو اور یقین رکھو اور اللہ قدردان ہے سب جانتا
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ یہ خطاب خالص مومنون کو ہی ۔ لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ ۔ یعنے ایسے کافرون کو جو کھلے خزانہ
منکر وکافر ہین ۔ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ یعنے اے ایمان والو تم مومنون کے سوا کافرون کو اپنے ولی دوست بناؤ ع

ف اسواسطے کہ یہ فعل منافقونکا ہی تم انسے مشابہت مت پیدا کرو اور اولیا بنانے کے معنے جس سے ممانعت ہی یہ ہین کہ انسے مصاحبت اور دوستی مت رکھو اور انسے اپنے حق مین نصیحت و دلسوزی مت چاہو اور دبپردہ دل سے اُنکے دوست مت رہو اور مومنون کے پوشیدہ ارادات دربارہ جہاد وغیرہ کے اُنسے مت ظاہر کرو۔ اور ظاہر و باطن اُنسے موالات مت کرو لیکن اگر بچاؤکے واسطے کچھ زبان سے ظاہر کرو بدون اسکے کہ دل مین ہو تو درصورت خوف کے روا ہی اور قولہ الا ان تتقوا منہم تقاۃ الآیۃ کی تفسیر مین گذرچکا ہی۔ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا۔ یعنے کیا تم اُنکی موالات کے سبب اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کیواسطے کھلی دلیل و برہان بناتے ہو اپنے منافق ہونیکی۔ حاصل آنکہ ایسا کرنا تمپر برہان واضح ہو کہ تم بھی منافق ہو۔ اور قتادہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے تو اپنی مخلوق پر ہرحال مین سلطان وقدرت حاصل ہی لیکن وہ تعالیٰ عذر مبین فرماتا ہی اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ قرآن مین جہان سلطان مذکور ہی اُس سے مراد حجت ہی رواہ ابن ابی حاتم باسناد صحیح وکذا قال مجاہد وعکرمہ وابن جبیر ومحمد بن کعب والضحاک وغیرہم۔ اور لفظ سلطان مذکر و مؤنث دونون آتا ہی مگر قرآن مین مذکر ہی مستعمل ہوا اور سلطان مبین کے معنے یہ کہ تمہارے اوپر (منافقون) کے مانند عذاب کیے جانے کے لیے یہ موالات پوری حجت ہی۔ اور کلام مین مبالغہ واضح ہی کیونکہ تریدون پر استفہام انکاری داخل فرمایا اور یون نہین فرمایا کہ اتجعلون پس اس مین تہویل ہے کہ یہ موالات ایسی بری بات ہی کہ کسی عاقل سے اسکا ارادہ بھی صادر نہونا چاہیے پس موالات کا صادر ہونا تو بہت بڑھکر بدتر ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ یعنے منافقین دوزخ کی سب سے نیچی جگہ مین ہین ف اور وہ اسکی گہراؤ کی تہ ہی اور درک بفتحتین وبسکون ثانی دونون لغت اور دونون قراءۃ آئی ہین قال النحاس اول افصح ہی اور وہ طبقہ دوزخ ہی اور دوزخ کے طبقات کو درکات کہتے ہین جیسے جنت کے طبقات کو درجات کہتے ہین پس منافق کو درک اسفل سے بنسبت کافر کے مزید عذاب کی وعید ہے کیونکہ دنیا مین وہ تلوار سے بچ رہا تو آخرت مین درک اسفل کے عذاب سے برابر کردیا گیا اور نیز کافر کے ساتھ کفر مین برابر تھا اور اس سے بڑھکر اس بات مین کہ اسلام کو اُسنے ٹھٹھول بنایا اور اہل اسلام سے دھوکا کیا اور لوگون کو جو سچائی کے ساتھ اسلام لانا چاہتے تھے تردد مین ڈالا اور ارکان اسلام مین سستی کرکے دوسرونکو جو منافق نہ تھے سست کردیا اور مانند اسکے بہت سے مفسدے اسکی ذات سے برپا ہوے اسی واسطے حدیث صحیح مین اسکی نظیر اُس شخص کو جو ذوالوجہین ہو کہ اُسکے سامنے اُسکی سی کہے اور دوسرے کے سامنے دوسرے کی سی کہے بڑھکر شریر فرمایا ہے لہذا منافق کو کافر سے زیادہ عذاب دیا گیا چنانچہ دوزخ کے سات طبقون یعنے جہنم۔ لظیٰ حطمہ سعیر۔ سقر۔ جحیم۔ ہاویہ۔ مین سے درک اسفل یعنے ہاویہ کا عذاب دیا گیا اور ابن عباسؓ سے ہی کہ قولہ فی الدرک الاسفل من النار۔ یعنے فی اسفل النار۔ اور یہی مفسرینؒ نے اختیار کیا ہی۔ اور ابوہریرہؓ نے کہا کہ دوزخ کی تہ مین آگ کے صندوقون مین ہونگے جو انپر دہکتے ہونگے رواہ ابن جریر اور دوسری روایت مین کہا کہ صندوقون مین بند اوپر و نیچے سے آگ روشن ہوگی رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم اور ایسا ہی ابن مسعودؓ سے مروی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ صندوق ایسے بند ہونگے کہ جنہین کھلنے کی جگہ معلوم ہی نہوتی ہوگی نعوذ باللہ تعالیٰ من عذاب اللہ عافانی اللہ ایای مع المؤمنین من عذابہ وہو الغفور الرحیم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اور تشدید فرمائی بقولہ۔ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا۔ اور کبھی نہ پاویگا تو اُنکے واسطے نصیر ف یعنے کوئی اُنکا مددگار جو اُنکو عذاب الٰہی سے بچادے اور یہ خطاب آنحضرت صلعم کو ہی یا ہر ایسے شخص کو جو سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہی یہ حال اُن لوگونکا ہی جو اس دنیاے ناپائدار کے واسطے منافق بنے اور جان بوجھکر یہ عذاب اور یہ غضب الٰہی اپنے ہاتھون اپنے سر پر لیا حالانکہ وہ تعالیٰ عزوجل نے اپنی رحمت سے اُنکو پوری نصیحت فرمائی اور کامل ارشاد سے راہ بتائی پھر جو لوگ نیک بخت وسعید تھے وہ اس عذاب شدید سے بچے چنانچہ اُنکو ایک توبہ سے استثنا فرمایا

Marfat.com

بقولہ۔ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا۔من النفاق۔ وَاَصْلَحُوْا۔علمہ۔ یعنے سب منافقون کا تو وہ حال وعذاب ہی جو مذکو ہوسوائے اُنکے
جنھون نے توبہ کرلی نفاق سے اور نیک عمل کیے ف پس جنے دل سے توبہ کی اور سچا یقین لایا ایمان و توحید پر تو اُسکو وہ عذاب نہین ہوا
بلکہ ثواب ہوگا پھر کمال ثواب کے واسطے فرمایا کہ تابوا واصلحوا۔ یعنے انھون نے نفاق سے توبہ کی اور اپنے اعمال کو ٹھیک کیا موافق اسکے جو اللہ تعالی
نے قرآن مجید میں اور رسول اللہ صلعم نے حدیث مین بیان فرمایا ہی۔ وَاعْتَصَمُوْا۔ وثقوا۔ بِاللّٰهِ۔ اور مضبوط گرفت کی اور بھروسہ کیا
اللہ تعالی پر ف پس اعتصام جسکے معنے چنگل سے مضبوط پکڑنا وہ اللہ تعالی کے ساتھ یون ہی کہ اللہ تعالی پر پورا وثوق و بھروسا
کرے۔ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ۔من الریاء۔ اور خالص کرلیا اپنے دین کو اللہ تعالی کیواسطے ف یعنے ریا کو چھوڑکر اخلاص کو
اختیار کیا پس عمل صالح اُنکو نافع ہوگا اگرچہ قلیل ہو۔ کما سبق عن ابن عباسؓ۔ اور معاذ بن جبلؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
اخلص دینک یکفیک القلیل من العمل یعنے معاذؓ کو کہا یا ہر آدمی کو کہا کہ تو اپنے دین کو خالص کر تو تجھے تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا (رواہ ابن
ابی حاتم) اور اسکے معنے یہ ہین کہ فرائض و واجبات و فقط سنن مؤکدہ اگر ادا کرتا رہے تو یہی اُسکو کافی ہی اور بعض علماءؒ سے منقول ہی کہ ؎
غوص در یک مسئلہ دین ای فتی ✦ بہتر ست از الف رکعت بار یاء ✦ یعنے دین کے ایک مسئلہ مین غور رکھنا ہزار رکعت ریاکاری سے بہتر ہے
حاصل یہ کہ انھون نے نفاق سے توبہ کی اور نیک اعمال کیے اور اللہ تعالی پر بھروسا کیا کہ مقدر مین کمی و بیشی نہین ہوسکتی اور ریا سے
دین کو خالص و پاک کیا۔ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ تو ایسے لوگ ساتھ ہونگے مومنون کے ف قال ابن کثیرؒ یعنے قیامت کے
روز مومنونکے زمرہ مین ہونگے قال الفراء یعنے اُن مومنون مین شامل ہونگے جنسے کبھی نفاق سرزد ہی نہین ہوا اور اسی پر دلالت کرتا ہی
جو حدیث مین ثابت ہوا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی جیسے وہ شخص جس نے گناہ ہی نہین کیا اور بعض نے وہم کیا کہ مع المؤمنین کہنے مین
ایک طرحکا غصہ ہی کہ انکو ہم المؤمنون نہین کہا بلکہ مع المؤمنین کہا حالانکہ یہ وہم واہی ہی اور ماہر زبان و بلاغت کلام پر پوشیدہ نہین کہ فاولئک
ہم المومنون یہان بدرجہا بلاغت سے اُترا ہوا ہی بلکہ معنی وہی ہین جو فراءؒ نے بیان کیے ہین ہان یہ صحیح ہی کہ اسمین ان لوگون کے فی الجملہ
نقصان کی طرف اشارہ ہی اور مقصود یہ ہی کہ اُنکو صرف مومنون کی معیت ہی نہ کمال مرتبت اور صحیح یہ جو مفسر جلالؒ نے فرمایا ای مع المؤمنین
فیما یوتونہ۔ یعنے یہ لوگ ساتھ ہونگے مومنون کے اُن چیزون مین جو مومنون کو عطا ہوگی۔ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ
اَجْرًا عَظِيْمًا۔ اور قریب ہی کہ عطا کریگا اللہ تعالی مومنونکو اجر عظیم ف یعنے آخرت مین اور وہ اجر عظیم جنت ہی مترجم کہتا ہی کہ اولی یہ ہے کہ یون
کہا جاوے کہ منجملہ اجر عظیم کے ایک جنت ہی کیونکہ جس اجر کو اللہ تعالی نے عظیم فرمایا اسکو بندے کی مجال نہین کہ دریافت کرلیوے کما سبق عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ عنہ فی مثلہ سراج مین کہا کہ قولہ یوت اللہ۔ مین تمام مصاحف مین بالاتفاق کتابت سے یار محذوف ہی یعنے یوتی اللہ نہین ہے
پس ضرور ہی کہ یون ہی لکھا جاوے اگرچہ اسکے حذف ہونے کا کوئی سبب نہین ہی۔ اور بعض نے کہا کہ اسکا سبب یہ ہی کہ یار مذکورہ ساکن تھی
اور بعد اسکے لام ساکن تھا پس تلفظ مین وہ حذف ہوئی بسبب التقار ساکنین کے تو خط مین بھی باتباع تلفظ حذف ہوئی جیسے اسکی نظیر قولہ
یوم یدع الداع اور سندع الزبانیہ اور یوم ینادِ المناد۔ اور اسکے مانند مین واو اور یا حذف ہین اور مشہور قاریون نے خط کی اتباع سے اسپر
وقف کیا اور یار پر وقف نہین کیا حالانکہ اصل وہی ہی چنانچہ منجملہ قرار کے یعقوب وحمزہ وکسائی بنظر اصل کے یار پر وقف کرتے ہین قال المترجم
یہ کلام قابل تسکین نہین ہی کیونکہ صاحب سراج المنیر کا منشا یہ ہی کہ قواعد رسم الخط کے موافق کوئی وجہ اسکی معلوم نہین ہوتی جو ظاہر ہو کہ یہان
یار کیون حذف ہوئی اور تلفظ پر مدار رسم الخط نہین خصوص قرآن مجید مین چنانچہ قولہ لَاِلَی اللّٰہِ تحشرون۔ در اصل و تلفظ یون ہی لَاِلَی اللّٰہ

Marfat.com

حالانکہ درمیان مین ایک الف زائد رسم الخط قرآنی ہی فتدبر قال ابن کثیر پھر اللہ تعالی نے اپنی درگاہ کبریائی کی بےپروائی تمام اُس چیز سے جو سوائے
حق عزوجل کے ہی بیان فرمائی اور نیز آگاہ فرمایا کہ بندونکو عذاب اُنکے گناہو نپر ہوتا ہی حضرت اوتعالی شانہ کے افعال مین کوئی غرض نہین ہے
اگرچہ سراسر حکمت کاملہ ہین فقال۔ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ۔ یعنے تمکو عذاب کرکے اللہ تعالی
کیا کرے گا اگر تمنے شکر کیا یعنے اسکی نعمتون کا اور تم ایمان لائے یعنے اللہ تعالی پر **ف** یعنے اوتعالی کو اس سے کچھ غصہ دور کرنا یا ضرر
دفع کرنا یا نفع اُٹھانا کچھ نہین ہی بلکہ اوتعالی غنی مطلق محض بےپروا و بےنیاز ہے ہر نفع وضرر سے پاک ہی اور یہ استفہام بمعنے نفی ہے۔
ای تمکو عذاب نہین دیگا اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ۔ اور بعض نے کہا کہ استفہام تقریری ہی اور معنے یہ ہین کہ کون منفعت یا دفع مضرت ہی اسکو تمہارے
عذاب کرنے مین اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ۔ کیونکہ تمہارے عذاب کرنے مین اُسکی سلطنت مین کچھ بڑھ نہ جائیگا اور نہ کرنے مین کچھ نقصان
نہوگا۔ حاصل آنکہ عذاب کرنے اور ثواب دینے کا مدار تمہارے اعمال ہین جیسا کرو ویسا پاؤ۔ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا۔
اور اللہ تعالی کی شان شاکر و علیم ہے **ف** یعنے اللہ تعالی مومنون کے اعمال کا شکر کرتا ہی باین طور کہ جیسے بندے ایک دوسرے کے شکر سے
نفع پہونچاتے ہین ویسے ہی اوتعالی اُنکو حقیر فعل پر ثواب جمیل عنایت فرماتا ہی اور علیم ہی اپنے خلق کا کہ ہر مخلوق جس چیز کی مستحق ہی وہ
اُسکو دیتا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ شکرتم کو مقدم کیا اور آمنتم کو مؤخر کیا حالانکہ بدون ایمان کے شکر کا کچھ فائدہ نہین ہے تو جواب دیا گیا
کہ نظر کرنے والا پہلے نعمت کو دیکھکر اُسپر مبہم شکر کرتا ہی باین معنے کہ اس نعمت کا دینے والا میرا منعم ہی مین اسکا مشکور ہون پھر جب نظر و دلیل
سے اسکو رسائی ہوئی کہ حضرت محمد صلعم پر ایمان لاکر اُسے توحید و معرفت الٰہی حاصل کی تو اسپر قطعی ایمان لایا پھر شکر مفصل ادا کرتا ہی پس ایمان سے
شکر مقدم ہوا اور شکر ضد کفر ہی کیونکہ شکر تو اظہار نعمت ہی اور کفر سترنت یعنے نعمت چھپانا اور انکار ہی پس پہلے شکر کیا تب ایمان لایا پس شکر
بدین معنے اصل و مدار تکلیف ہی ہذا حاصل ماذکرہ الرازی فی الکبیر اور مترجم کہتا ہی کہ یہان ایک مشہور مسئلہ ہی جو **شیخ اشعری** رح سے
منقول ہی کہ شکر المنعم لیس بواجب عقلاً۔ یعنے منعم کی شکرگزاری از راہ عقل واجب نہین ہی بدلیل آنکہ دنیا مین تعب نفس بےفائدہ ہی اور
آخرت مین بھی پس ابن الہمام رح نے تحریر مین اور بحر العلوم وغیرہ نے شرح مسلم مین اس سے استعجاب کیا ہی یعنی شیخ اشعری نے یہ عجب مسئلہ
نکالا حالانکہ شکر تو عقلاً نقلاً دونون طرح واجب نکلتا ہی اور یہان اس تقریر رازی رح سے بھی اس مسئلہ کی بنیاد سست ہوگئی فلیتامل **ف**
فی العرائس قولہ تعالی۔ الا الذین تابوا واصلحوا الی قولہ فاولئک مع المؤمنین۔ اس کلام پاک سے ظاہر ہوا کہ جس شخص نے راہ
طریقت مین خلاف کیا اور اس سے خیانت ظاہر ہوئی تو وہ مقام اول مین بدون ان شرائط کے جو مذکور ہوئی ہین نہین پہونچ سکتا
از انجملہ توبہ ہی اور توبہ کے معنے یہ ہین کہ خواہش نفس سے نکل جاوے اور اللہ تعالی کی طرف اس طرح رجوع کرے کہ جو حضرت اوتعالی کی
مراد ہی وہی میری مراد ہی **قال المترجم** اسکے معنے یہ نہین کہ زبان سے ایسا اقرار کرے بلکہ مطلب یہ ہی کہ جو احکام دنیا مین جاری
ہوتے ہین وہ موافق مشیت حضرت حق تعالی پورے ہوتے ہین پس جو امر جس طور پر پورا ہوتا جاوے اسکو عین تقدیر و مشیت الٰہی
یقین کرکے اسپر راضی رہے کہ وہ عین رضا ے حق ہی خواہ اسمین اُسکا نفع متصور ہو یا ضرر ظاہر ہو ہر طرح راضی رہے کیونکہ حکمت
باری تعالی عین مصلحت ہی اور اسکا نفع یا ضرر تصور کرنا اسکا وہم ہی جو اسکے نفس نے اُسکے دل مین ڈالا ہی اس سے بیزار ہو کر مصلحت الٰہی کو سچ
تصور کرے فافہم۔ از انجملہ اصلاح ہی اور مراد اس سے یہ کہ اپنے باطن کو غیر حق تعالی کی طرف نظر رکھنے سے پاک کرے بلکہ ہمہ تن اسکی
نظر اپنے پروردگار پر رہے از انجملہ اعتصام باللہ ہی یعنے جو احکام قضا و قدر کے اُسپر جاری ہون اسمین نظر اُسکی خوبی پر رہے اور وہ اپنی التجا

Marfat.com

فقط درگاہ کبریائی کی طرف رکھے از آنجملہ یہ کہ دین مین اخلاص ہو۔ یعنے اپنے سر باطنی کو غیرون کی طرف سے اٹھاوے **قال المترجم** اصلاح و اخلاص مین فرق یہ ہو کہ جب بندے کی نظر اِدھر اُدھر بھٹکی تو اُسکی خاطر بسبب اسکے فاسد ہوئی کہ دل اُسکا غیر سے متعلق ہوا پس اسکو اس طرح اصلاح پر رکھے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اسکی نظر غیر پر نہو وے اور جس چیز کو دیکھے اُسکو خدا کے واسطے دیکھے جیسے باطنی نظر سے ہر چیز مین فعل حق و صنعت حق کو دیکھے۔ اور اخلاص یہ ہے کہ اُسکے یہی افعال خالص خدا کے واسطے ہون اُسمین غیر کی رضامندی و ناراضی یا اپنے نفس کی خوشی و ناخوشی کو دخل نہو فافہم۔ پھر جب اس بندے نے ان چار پل سے عبور کیا تو وہ عارفون کی راہ پر پہونچا ولیکن جیسے وہ لوگ اپنی راہ مین رب العالمین جل جلالہ کو مشاہدہ کرتے ہین وہ اسکو حاصل نہوگا کیونکہ یہ خلاف و خیانت کرچکا ہو تو اسمین وہ استعداد نہین ہو جو اہلِ معارف و کواشف کو ابتدا سے اسوقت تک حاصل ہوچکی ہو۔ اور اسکا بیان یہ ہو کہ اوتعالیٰ نے فرمایا فاولئک مع المؤمنین۔ اور یہ نہین فرمایا کہ فاولئک من المؤمنین پس اشارہ یہ ہو کہ یہ لوگ انمین سے نہونگے اگرچہ انھون نے راہ حق مین کوشش تمام کی۔ اور پورا مجاہدہ کیا ہو اور ضرور نہین کہ عارف ہوجاوے بسواسطے کہ معرفت تو ازلی عطیہ ہو جسکو اوتعالیٰ نے اپنے دوستون کے واسطے بدون علت و سبب کے عطا کیا یعنے اس سبب سے نہین عطا کیا کہ اُنھون نے کمال ریاضت و مجاہدہ کیا بلکہ محض فضل سے دیدی ہو پس یہ ایسی قوم کا حال ہو جو ان مقامات تک پہونچنے سے محروم رہے **اور شیخ ابن عطا** رحمہ نے فرمایا کہ قولہ فاولئک مع المؤمنین۔ اور یون نہ فرمایا کہ فاولئک من المؤمنین۔ تاکہ یہ بات ظاہر ہوجاوے کہ کوشش و ریاضت کرنے سے یہ بات نہین ہوئی کہ جو ازل مین لکھا گیا ہے اُسمین تغیر ہو۔ **شیخ ابو عثمان** رحمہ نے فرمایا کہ توبہ کے یہ معنے ہین کہ مخالفت سے موافقت کے دروازون کی طرف رجوع لاوے **شیخ محمد بن الفضل** رحمہ نے فرمایا کہ قولہ اعتصموا باللہ۔ اعتصام کے یہ معنے ہین کہ سنت رسول اللہ صلعم سے لپٹ جاوے کہ جو سنت ہو اسی پر چلے اور جو بدعت ہے اس سے پرہیز کرے اور اگلے نیک بزرگون کے طریقے ہاتھ سے بجانے دے **سہل** رحمہ نے فرمایا کہ قولہ تابوا یعنے توبہ کرنے سے توبہ کی **قال المترجم** یہ اشارہ بہت دقیق ہو کیونکہ مخالفت سے رجوع کرنا بھی ایک راہ خلاف ہو کہ آیندہ ایسا نکرونگا گویا خود مختار تھا بلکہ مقصود آنکہ مین تیرے قبضۂ قدرت مین ہون سب طرح راضی ہونیکی توفیق دے فافہم

تمّ الجزء الخامس ويتلوه الجزء السادس
لا يحب الله

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

یہ ہمارا دفتر ہے، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اُردو زبان میں قرآنِ پاک کی ضخیم ترین مستند تفسیر

مواہب الرحمٰن

(مفسر)

بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء — ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

پارہ ○ ۵

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ - لاہور

Marfat.com